قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی (سورہ اعلیٰ: ۱۴)

کتابِ فلاح

(دین اسلام کی رو سے، انسانی زندگی کے اصل مقصد
اور اسے حاصل کرنے کے طریقے کی وضاحت)

پروفیسر محمد منظور علی شیخ

Marfat.com

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (اعلیٰ - ۱۴)

(بے شک فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی)

انسان کی فلاح و نجات کے لئے قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی نظام حیات

کتابِ فلاح

(جس میں رب العالمین کی کتاب ہدایت اور
رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ
انسانی زندگی کا اصل مقصد کیا ہے اور وہ کیسے حاصل ہوتا ہے)

پروفیسر محمد منظور علی شیخ

سابق وائس پرنسپل

گورنمنٹ اسلامیہ کالج، سول لائنز، لاہور

علمی کتاب خانہ

کبیر سٹریٹ ○ اردو بازار ○ لاہور

Marfat.com

منظور علی شیخ احمد

۳۹۷
ک 73 م
۸۹۸۱۷

جملہ حقوق محفوظ

نام : کتاب فلاح

مصنف : پروفیسر محمد منظور علی شیخ
ایم اے (معاشیات' اسلامیات)
۶۵۳ ۔ شادمان کالونی' لاہور

ضخامت : ۵۶۴ صفحات

اشاعت اول : جولائی ۱۹۹۳ء' محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

اشاعت دوم : نومبر ۱۹۹۹ء' شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ

اشاعت سوم : نومبر ۲۰۰۴ء' شوال المکرّم ۱۴۲۵ھ

اشاعت چہارم : نومبر ۲۰۰۷ء ۔ شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ

مطبع : الحجاز پرنٹرز' دربار مارکیٹ' لاہور

ناشر : علمی کتاب خانہ' اردو بازار' لاہور

ہدیہ : Rs. 130/-

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی خَاتِمِ النَّبِیّٖنَ وَ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے کائنات اور انسانی حیات کو بلا مقصد اور بے کار نہیں بنایا بلکہ اس کا بہت بڑا مقصد اور بہت بڑی غایت ہے جب کہ بعض لوگ اپنی زندگی بِلا سوچے سمجھے ایک لگے بندھے معمول کے تحت گزار دیتے ہیں اور اس چیز کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے کہ زندگی کا نصبُ العین کیا ہے ؟ اسے حاصل کرنے کا لائحہ عمل کیا ہے ؟ وہ دنیا میں کس لئے بھیجے گئے ہیں ؟ ان کے فرائض کیا ہیں ‘ کیسے ادا کرنے ہیں اور کیا وہ ادا ہو رہے ہیں یا نہیں ؟ زندگی کے مشاغل و معمولات میں ذرا رک کر ‘ کچھ ٹھہر کر ‘ ہرگز غور و فکر نہیں کرتے کہ آخر یہ سب کچھ کیا ہے ۔ بس لڑکپن سے بلوغت کی جانب قدم بڑھایا ‘ گھر بسایا ‘ کوئی نہ کوئی کاروبار کیا اور روزی کمانے میں لگ گئے ۔ پھر شب و روز ‘ ماہ بہ ماہ اور سال بہ سال اس معمول پر کار بند رہے حتی کہ زندگی کے دن پورے ہوئے ‘ قضا آئی اور دنیا سے رخصت ہوگئے ۔

یہ انداز فکر و عمل ‘ زندگی کو فضول اور بے معنی بنا دیتا ہے جس کا انجام نامرادی اور ناکامی کے سوا کچھ نہیں کیونکہ یہ سب کچھ خالق کائنات نے بیکار نہیں پیدا کیا ‘ بلکہ اس کے پیچھے ایک اہم مقصد کارفرما ہے ۔ لہٰذا ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ سب سے پہلے اس مقصد کو پہچانے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے اور پھر اسے حاصل کرنے میں سرگرم ہو جائے تاکہ زندگی بامراد اور کامیاب ٹھہرے ۔

"کتاب فلاح" میں حیات انسانی کے اسی مقصد حقیقی کو واضح کیا گیا ہے اور

Marfat.com

ساتھ ہی بتایا گیا ہے کہ وہ مقصد کیسے حاصل ہو سکتا ہے ۔ ان باتوں کی تفصیل، آپ انشاء اللہ، آئندہ اوراق میں دیکھیں گے لیکن یہاں ہم مختصر طور پر اس کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں ۔

حقیقت یہ ہے کہ انسانی زندگی، ہمارے خالق و مالک، اللہ تعالیٰ کی جانب سے، ایک امتحان ہے ؛ عرصہ حیات اس امتحان کی مہلت ہے اور موت اس مہلت کے خاتمہ کا نام ؛ جس کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کر کے ؛ اس کے سارے اعمال سمیت، اسے اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا جہاں اس کے اعمال کے بارے میں باز پرس ہوگی، نیکیوں اور برائیوں کا حساب لیا جائے گا اور ان کے مطابق اسے جزا یا سزا دی جائے گی ۔ چنانچہ جو لوگ دنیا میں اپنی زندگی اللہ پاک کی اِطاعت میں گزاریں گے وہ اس امتحان میں کامیاب قرار دیئے جائیں گے اور اِنعام کے طور پر انہیں دائمی اور ابدی راحت و اطمینان اورعافیت وسلامتی کی جگہ یعنی جنت میں ٹھکانہ ملے گا لیکن جو اس کے احکام سے منہ موڑ کر، نفس پرستی اور غفلت و نافرمانی میں عمر صَرف کریں گے، حرص و ہوا کے دام پُر فریب میں گرفتار ہو کر بھٹکتے رہیں گے وہ امتحان میں ناکام قرار دیئے جائیں گے اور انہیں سزا کے طور پر (معاذ اللہ) تکلیف و عذاب کی جگہ یعنی دوزخ میں ڈالا جائے گا ۔

اس کتاب میں زندگی کا مقصد بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ مقصد حاصل کیسے کرنا ہے ۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اور انسان مخلوق، اور اللہ ہی نے انسانی زندگی کو امتحان بنایا ہے لہٰذا اس میں کامیابی کا راستہ بھی اسی نے بتایا ہے ؛ چنانچہ زیر نظر کتاب میں، ہدایات الٰہی کی روشنی میں، وہ راستہ اور دستورِ حیات پیش کیا گیا ہے، اور اس کی ترتیب کچھ یوں ہے :

سب سے پہلے انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے مقصد حیات سے واقف ہو جائے اور یہ واقفیت علم حاصل کئے بغیر نہیں ہو سکتی یعنی "دین اسلام" کی بنیادی تعلیمات ۔ لہٰذا پہلے باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ حقیقی علم کیا ہے

Marfat.com

اور انسان کے لئے کن باتوں کا جاننا ضروری ہے ؟ دوسرے باب میں خود " انسانی زندگی کی حقیقت " اور اس کی اصل غرض و غایت بیان کی گئی ہے ۔

ہمارا خالق اور حاکم ربّ العالمین ہے اس لئے تیسرے باب میں اللہ کریم کی اعلیٰ ذات اور عظیم صفات بیان کرنے کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے تاکہ خالق اور مخلوق کا باہمی رشتہ واضح ہو جائے ۔ چونکہ امتحان زندگی میں کامیاب ہونے کے لئے ہمیں احکم الحاکمین نے اپنے احکامات سید المرسلین ' خاتم النبیین ' رحمۃ للعالمین ' ہادی اعظم ' قرآن مجسم ' محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی معرفت ارسال فرمائے ہیں اس لئے اگلا باب نبی رحمتؐ کی شان و عظمت اور مکارم اخلاق کے لئے وقف کیا گیا ہے جنؐ کی سیرت طیبہ ' قیامت تک ' نوع انسانی کے لئے اُسوہ حَسنہ اور پیروی کے لئے بہترین نمونہ ہے اور جنؐ کا اتباع ہر قسم کی خیر و برکت ' کامیابی و کامرانی اور فلاح و نجات کا وسیلہ ہے ۔

اس سے اگلے باب میں کتاب ہدایت قرآن مجید کے فضائل کا ذکر ہے جو انسان کے لئے مکمل دستور حیات ہے اور جس پر عمل کرکے انسان اپنے اصل مقصد کو پاسکتا ہے ۔ اس کے بعد یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان کی حیات دُنیوی کے خاتمہ پر موت آئے گی اور امتحان کی مہلت ختم ہونے کے بعد آخرت کی زندگی شروع ہوگی جہاں اسے اپنے اعمال کی جزا یا سزا ملے گی ۔ لہٰذا اس باب میں قیامت کے اٹل ہونے اور آخرت کے لئے تیاری کرنے کی تلقین کی گئی ہے ۔ اس سے اگلے باب میں انسان کی کامیابی کے لئے حقیقی نظام حیات " اسلام " کی خصوصیات و برکات اور ایمان کے تقاضے اور ثمرات بیان کئے گئے ہیں ' نیز اس دین کی صداقت و جامعیت کے پیش نظر یہ واضح کیا گیا ہے کہ انسان کو اپنی پوری زندگی اسی نظام کے تحت گزارنی چاہیئے ۔

اس کے بعد دین اسلام اور ہدایت و رہنمائی کے حقیقی سرچشمے یعنی " قرآن و حدیث " کی بنیادی تعلیمات ذرا تفصیل سے بیان کی گئی ہیں جنہیں دل سے تسلیم

کر کے اور ان پر کاربند ہو کر انسان امتحان زندگی میں بطریق احسن کامیاب ہو سکتا ہے ۔ لہٰذا اس ضمن میں ، پہلے اہم معروفات (یعنی اچھے اخلاق و اعمال) کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر بنیادی مُنکَرات (یعنی بُرے اطوار و رذائل) کا ، تاکہ ہر مسلمان اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کر لے جن کی اسلام دعوت دیتا ہے اور ان برائیوں سے بچ سکے جن سے وہ روکتا ہے ۔

اسلامی تعلیمات و ہدایات کے مفصل ذکر کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کے سامنے منزل اور راہ راست واضح ہو جانے کے باوجود وہ کیوں بھٹک جاتا ہے ؟ پاکیزہ اور ہدایت یافتہ زندگی کیوں نہیں گزارتا ؟ لہٰذا گمراہی کے اسباب اور ان کے علاج پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ انسان کجروی سے بچ سکے اور منزل مقصود تک پہنچ جائے ۔ اس کے بعد " توبہ و استغفار " اور دعا کی ضرورت و اہمیت بیان کی گئی ہے کیوں کہ کمزور" ، ظالم و" جاہل اور خطا کار" انسان کے لئے یہ سرمایہ حیات اور ذریعہ نجات ہے ، اور سب سے آخری باب میں خلاصہ کے طور پر " اہل ایمان کی بنیادی صفات و خصوصیات " بیان کی گئی ہیں تاکہ ہر مسلمان اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کر لے جو امتحان زندگی مین کامیاب ہونے کے لئے ضروری ہیں اور روز محشر اپنے خالق و حاکم کی بارگاہِ جواب طلبی میں پیش ہونے اور میزان عمل کا سامنا کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لے ۔

کتاب فلاح تالیف کرنے کے بنیادی طور پر پانچ مقاصد ہیں :

۱ ۔ لوگوں کے سامنے ، آسان لفظوں میں ، وہ مقصد حیات اور دستور حیات پیش کیا جائے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے تاکہ لوگ اسے اپنی زندگی پر نافذ کر کے دنیا میں کامیابی اور آخرت میں فلاح و نجات حاصل کر سکیں اور یوں اس امتحان میں سرخرو ہو جائیں جس کے لئے وہ دنیا میں بھیجے گئے ہیں ۔

۲ ۔ چونکہ پوری اُمتِ مُسلمہ ، مُسلم افراد پر مشتمل ہے اس لئے اگر تمام لوگ انفرادی طور پر اپنی اپنی ذات کو اسلامی تعلیمات کا پابند کر کے اپنے اندر وہ

Marfat.com

اوصاف پیدا کرلیں جن کا تقاضا اسلام کرتا ہے تو یوں پوری ملت اسلامیہ، خود بخود اسلامی نظام حیات کے تابع ہو جائیگی۔ اس لئے یہ کتاب بنیادی طور پر ایک فرد کو خطاب کرتی ہے جس کے مطالعہ سے انشاء اللہ، اس کے دل میں، اپنے آپ کو، ایمان، اخلاص، تقویٰ، راستبازی، مکارم اخلاق اور نیک اعمال سے منور ومتصف کرنے کا تازہ ولولہ اور مبارک جذبہ و داعیہ پیدا ہوگا۔

۳۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر اہل اسلام کو تبلیغ اور دعوت حق کی تاکید کی گئی[۴] ہے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین فرمائی ہے بلکہ نبی آخر الزماںؐ کی بعثت مبارک کا تو اول وآخر مقصد ہی یہ ہے کہ انسان کو صراط مستقیم دکھائیں اور کفر و گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر، ایمان و ہدایت کی روشنی میں[۵] لائیں تاکہ وہ منزل مقصود پا سکے۔ لہٰذا قرآن وحدیث کے ان ارشادات کی تعمیل میں یہ کتاب مرتب کی گئی ہے تاکہ میری عاجزانہ استطاعت کی حد تک تبلیغ دین کا فریضہ ادا ہو سکے اور قارئین کرام ان تعلیمات کو دوسروں تک پہنچا کر اپنی جانب سے یہ فریضہ ادا کر سکیں۔

۴۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ "تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور" سکھایا" لہٰذا اس حدیث پاک کی تعمیل میں یہ کتاب، قرآن حکیم سیکھنے اور سکھانے کے لئے لکھی گئی ہے اور اس لحاظ سے یہ مولف اور قارئین کی طرف سے خدمت قرآن کی ایک عاجزانہ سی شکل ہے۔

۵۔ خاتم النبیینؐ کا قول مبارک ہے کہ "جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل (کے ثواب) کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے لیکن تین (چیزوں) کا ثواب برابر جاری رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ (جیسے اوقاف وغیرہ)، علم، جس سے نفع حاصل کیا جائے (جیسے کسی کو علم پڑھایا یا کوئی کتاب لکھی) اور اولاد صالح جو مرنے کے بعد

Marfat.com

اس کے لئے دعا کرے۔ لہٰذا یہ کتاب ثواب جاریہ کی نیت اور امید سے مرتب کی گئی ہے اور اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ اس عاجزانہ سعی کو شرف قبول بخشے اور اسے کثیر لوگوں کے لئے مفید و نافع بنائے، آمین۔

کتاب فلاح کے بارے میں چند باتیں قابل ذکر ہیں:

اول، اس کتاب کا ماخذ اللہ تعالیٰ کے احکامات (یعنی قرآن مجید) اور اس کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے مبارک ارشادات (یعنی احادیث پاک) ہیں جو ہدایت انسانی کا اصل سرچشمہ ہیں، اور جن کی صفت و ثنا صبحِ ازل تا شام ابد ہوتی رہے گی کیونکہ قرآن وحدیث کا علم ہی حقیقی علم ہے اور کتاب و سنت کا دستور ہی سچا لائحہ عمل ہے۔

دوم، اس کتاب کی ترتیب و تالیف کے سلسلہ میں علمائے کرام کی تصنیفات سے استفادہ کیا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ عام لوگوں کے لئے اسلام کی رو سے، زندگی کی اصل منزل اور اس تک پہنچنے کا طریقہ، آسان اور دلچسپ انداز میں پیش کر دیا جائے۔

سوم، کتاب کے سارے مضامین قرآن وسنت پر مبنی ہیں اس لئے متعلقہ آیات و احادیث کا حوالہ ساتھ ساتھ ہر باب کے آخر میں دیا گیا ہے تاکہ ایک طرف کتاب کی محکم بنیاد قائم رہے اور دوسری طرف پڑھنے والوں کا قرآن حکیم سے مسلسل اور مستقل رابطہ رہے اور وہ حسب ذوق اس کی طرف رجوع کر سکیں۔

چہارم، یہ کتاب صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لئے لکھی گئی ہے اور توفیق الٰہی سے اس میں وہی مفہوم پیش کیا گیا ہے جو علمائے دین کے نزدیک خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا منشائے مبارک ہے، لہٰذا اگر کسی کو ذرا سا بھی وہم یا شائبہ گزرے کہ کوئی بات حقیقی مفہوم سے مختلف محسوس ہو رہی ہے تو میں اس بات سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں اور قارئین سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کا صرف وہی مطلب لیں جو ان کی نیک نیتی کے مطابق ربّ العلمین اور رحمۃ للعلمینؐ کا مقصود ہے۔

Marfat.com

زیر نظر کتاب مرتب کرنے کے بعد، میں نے اس کا مسودہ مذکورہ ذیل فاضل علماء واساتذہ کی خدمت میں پیش کیا جنہوں نے مسودے کا بہ نظر غائر مطالعہ فرمایا اور اس کی تصویب و توثیق فرمائی جس کے لئے میں ان کا صدق دل سے ممنون ہوں: پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب، (ایم - اے، پی - ایچ - ڈی) سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور - مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی صاحب (فاضل درس نظامی) معلم جامعہ صدیقیہ، گلشن راوی، لاہور، پروفیسر سعید احمد خاں صاحب (فاضل مدرسہ عربیہ انوار العلوم، ملتان - ایم - اے عربی، اسلامیات) صدر شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور - پروفیسر محمد ارشد خاں بھٹی صاحب (ایم - اے، ایم ایس سی) سابق صدر شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ ایم اے او کالج، لاہور -

میں جناب محمد جاوید اقبال صاحب (ناظم، علمی کتاب خانہ اردو بازار لاہور) کا بہ صمیم قلب ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کو بڑی محبت کے ساتھ، اپنے ذوق نفاست و نظافت کے مطابق، قابل رشک حسنِ طباعت سے آراستہ فرمایا، اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے - آخر میں تمام قارئین کرام سے گزارش ہے کہ کتاب کے مطالعہ کے دوران میں اور اس کے خاتمہ پر بھی اللہ غفور و رحیم سے میری فلاح و نجات کے لئے دعا فرمائیں -

ربِّ کریم سے، پورے عجز و نیاز اور خشوع و خضوع سے التجا ہے کہ وہ میری تمام لغزشیں معاف فرمائے، دنیا و آخرت میں اپنی رحمت و خوشنودی سے نوازے اور بغیر حساب جنت الفردوس عطا فرمائے، آمین -

اللہ کے عفو و کرم کا طلبگار

شافعِ محشر کی شفاعت کا امیدوار

فدائے خاکپائے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد منظور علی شیخ عفا اللہ عنہ

Marfat.com

حوالہ جات

۱ ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (قرآن مجید : سورہ آل عمران ، آیت : ۱۹۱) اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا (سورہ مؤمنون ، آیت : ۱۱۵) ۲ ۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ..... (ملك : ۲) ۳ ۔ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ o عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (حجر : ۹۲ ، ۹۳) ۴ ۔ فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (بقرہ : ۳۸) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (كهف : ۱۰۷) ۵ ۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (بقرہ : ۳۹) ۶ ۔ اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی (لیل : ۱۲) ۷ ۔ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ (حدیث نبوی : مشکوٰۃ شریف ، بابُ العِلْم) ۸ ۔ قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (اعراف : ۱۵۸) ۹ ۔ هٰذَا هُدًی (جاثیه : ۱۱) ۱۰ ۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (آل عمران : ۱۸۵) ۱۱ ۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا (نسآء : ۲۸) ۱۲ ۔ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (احزاب : ۷۲) ۱۳ ۔ كُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ (حدیث نبوی : مشکوٰۃ شریف ، باب اِستغفار) ۱۴ ۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ال عمران : ۱۰۴) یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ (اعراف : ۱۵۷) یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ (لقمان : ۱۷) ۱۵ ۔ یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (مائدہ : ۶۷) ۱۶ ۔ خَیْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (مشکوٰۃ شریف : باب فضائل قرآن) ۱۷ ۔ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْا لَهٗ (مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

تعارف

از

مولانا سعید الرحمٰن علوی

پروفیسر شیخ منظور علی صاحب سلیم الطبع اور صاحب علم آدمی ہیں - طویل عرصہ سے تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہیں - اس سے قبل معاشیات پر مقبول عام کتب کے علاوہ ' ان کی ایمان افروز اور خوبصورت نعتوں کا ایک مجموعہ " حُسنِ رحمت " کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے اور اب عام مسلمانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ان کی نہایت مفید ' پرتاثیر اور دلچسپ تصنیف "کتاب فلاح " سامنے آئی ہے جس کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ ایک مسلمان کی زندگی کا حقیقی مقصد کیا ہے اور وہ کیسے حاصل ہوسکتا ہے - میں نے پروفیسر صاحب کے محبت بھرے ارشاد کی تعمیل میں کتاب کے مسودہ کا ورق ورق الٹا ' صفحہ صفحہ دیکھا اور سطر سطر پڑھی اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کتاب میں مذکورہ موضوع کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بڑے سلیس پیرایہ اور شگفتہ و شستہ اسلوب میں واضح کیا گیا ہے - مصنف نے انداز تحریر یہ اختیار کیا ہے کہ ہر عنوان پر کلام کرتے ہوئے قرآن مجید سے رہنمائی لی ' پھر نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور ارشادات عالیہ کو ماخذ بنایا اور پھر اس علمی گلدستہ کی رنگ و بو اور حسن و دلکشی میں اضافہ کے لئے اِسلافِ امت کے زریں واقعات اور نورانی تعلیمات کا ذکر کیا کہ صحیح ترتیب یہی ہے - علاوہ ازیں انہوں نے کہیں کہیں اَکابرین کے شاعرانہ کلام کے موتی بھی جڑ دیۓ ہیں - ایسا کلام جو پیغمبرؐ اسلام کے مبارک قول کے

Marfat.com

مطابق بامقصد اور علم و حکمت کا خزینہ ہوتا ہے ۔ جس سے کتاب کی فصاحت و بلاغت اور اثر آفرینی میں بہت اضافہ ہوگیا ہے ' چنانچہ یہ کتاب پڑھنے والا جب ایک باب ختم کرتا ہے تو اس کے سامنے اس موضوع کے بارے میں بڑا مفید ' نصیحت آموز اور پُرمغز مواد آجاتا ہے جس میں وہ قلب و روح کی طمانیت کا سامان وافر پاتا ہے ۔ اس علمی و روحانی ارمغان کے بارے میں مَیں یہ عرض کروں گا کہ صاحب تصنیف نے :

☆ قرآن و حدیث کے جو حوالے دیئے ہیں وہ سب درست ہیں '

☆ جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں ' اور

☆ حسن ترتیب و نظم کا جو لحاظ رکھا ہے وہ قابل رشک ہے ۔

پروفیسر شیخ منظور علی صاحب نے تمام مسلمانوں کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے والی اور افادہ عام کی یہ جامع ' اثر انگیز اور نفع بخش کتاب لکھ کر دین کی جو گراں قدر خدمت انجام دی ہے اس پر وہ کہہ سکتے ہیں کہ توفیق الٰہی سے : ع ---

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

میری دعا ہے کہ رب العزت ' موصوف کی اس خدمت بے کراں کو اپنی بارگاہ عالی میں شرف قبول بخشے اور اہل اسلام کے لئے یہ گلدستہ علم و معرفت صحیح معنوں میں عقائد و نظریات کی درستی ' اخلاق و اعمال کی اصلاح اور قلب و روح کی بالیدگی کا باعث بنے اور پروفیسر شیخ منظور علی صاحب اور ان کے متعلقین کے لئے فلاح دارین کا موجب ثابت ہو ۔ آمین ۔

سعید الرحمٰن علوی

مسجد دار الشفاء ' شاہ جمال ' لاہور

Marfat.com

حرف تحسین

از

حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب، شیخ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، لاہور

کتاب فلاح بڑی مفید، عمدہ اور فیض بخش کتاب ہے۔ اس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے کہ حیات انسانی کا اصل مقصد کیا ہے اور وہ کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ کتاب عام فہم اور سلیس زبان میں لکھی گئی ہے۔ انداز تحریر دلنشیں، جاذب اور پر تاثیر ہے۔ یہ کتاب اسلام کی بنیادی تعلیمات کا خلاصہ، اہم معلومات کا بیش قدر خزانہ اور سیرت نبویؐ اور آثار صحابہؓ کا حسین تذکرہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ اصفیا کے ایمان افروز، دلنواز اور شیریں کلام سے بھی مزین ہے۔ غرض **کتاب فلاح** قاری کو دنیوی کامیابی اور اخروی فلاح و نجات کا سچا اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے اور زندگی کو اسلامی نظم میں ڈھالنے کا عملی طریقہ بتاتی ہے۔ لہٰذا میرے خیال میں یہ کتاب ہر شخص کو پڑھنی چاہیئے تاکہ وہ زندگی کے بنیادی مسئلہ کے بارے میں رہنمائی حاصل کر سکے۔ پروفیسر شیخ محمد منظور علی صاحب نے یہ کتاب رضائے الٰہی کی خاطر، پوری انسانیت اور بالخصوص امت مسلمہ کی خیر خواہی کے جذبہ سے، خلوص و دردمندی کے ساتھ لکھی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم شیخ محمد منظور علی کی یہ کاوش قبول و منظور فرما کر اسے صدقہ جاریہ کی حیثیت عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	باب
	پیش لفظ	۰
۱	انسان کی اولیں ضرورت ۔ علم	۱
۱۶	انسانی زندگی کی حقیقت (امتحان و آزمائش)	۲
۴۳	انسان کا خالق و حاکم (اللہ تعالیٰ)	۳
۶۳	ہدایت انسانی کے لئے نظام ربانی (رسولؐ اللہ)	۴
۸۸	انسانی کامیابی کے لئے نصاب ہدایت (قرآن مجید)	۵
۱۰۵	امتحانی مہلت کا خاتمہ اور نتیجہ (قیامت)	۶
۱۲۳	کامیابی کے لئے اصل نظام حیات (اسلام)	۷
۱۳۶	امتحان زندگی میں کامیابی کے عملی طریقے	۰
	(اسلام کی بنیادی تعلیمات و ہدایات)	۰
۱۳۷	اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو	۸
۱۴۸	اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو	۹
۱۸۳	حقوق العباد ادا کرو	۱۰
۲۰۳	آخرت کو دنیا پر ترجیح دو	۱۱
۲۱۳	تقویٰ اختیار کرو	۱۲
۲۳۰	اللہ پر توکل کرو	۱۳
۲۳۷	نیکی کرو	۱۴
۲۴۴	سچ بولو	۱۵
۲۵۰	امانت و دیانتداری اختیار کرو	۰

Marfat.com

•	عہد کی پابندی کرو	۲۵۳
۱۶	عدل کرو	۲۵۸
•	عفو و درگزر سے کام لو	۲۶۳
۱۷	احسان کی روش اختیار کرو	۲۷۱
•	پاکدامنی اپناؤ	۲۸۱
•	رحمدلی کو شعار بناؤ	۲۸۳
۱۸	خدمت خلق کرو	۲۸۸
۱۹	اللہ کی راہ میں خرچ کرو	۲۹۸
۲۰	صبر سے کام لو	۳۱۳
۲۱	اللہ کا شکر ادا کرتے رہو	۳۲۹
۲۲	اللہ کا ذکر کثرت سے کرو	۳۳۷
•	منکرات سے بچو	۳۵۷
۲۳	اللہ کی نافرمانی نہ کرو	۳۵۸
۲۴	اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو	۳۶۷
۲۵	تکبر نہ کرو	۳۸۱
۲۶	بے ایمانی اور بددیانتی نہ کرو	۳۹۲
•	خیانت نہ کرو	۳۹۲
•	کسی کا مال ناحق نہ کھاؤ	۳۹۳
•	ناپ اور تول میں کمی نہ کرو	۳۹۶
•	چوری نہ کرو	۳۹۹
•	رشوت نہ کھاؤ	۴۰۰
•	قمار بازی نہ کرو	۴۰۱
•	سود نہ کھاؤ	۴۰۲

Marfat.com

۲۷	بُرے اَخلاق و اعمال سے بچو	۴۰۹
•	جھوٹ نہ بولو	۴۰۹
•	حسد نہ کرو	۴۱۵
•	غصہ پر قابو رکھو	۴۲۰
•	بخل نہ کرو	۴۲۳
•	فضول خرچی نہ کرو	۴۲۸
•	شراب نوشی نہ کرو	۴۳۲
•	زِنا نہ کرو	۴۳۳
•	کسی کو ناحق قتل نہ کرو	۴۳۵
۲۸	باہمی تعلقات خراب نہ کرو	۴۴۰
•	تمسخر نہ اڑاؤ، طعن نہ کرو، بدگمانی نہ کرو	۴۴۱
•	تجسس نہ کرو	۴۴۳
•	کسی کی غیبت نہ کرو	۴۴۵
•	آپس میں چغلی نہ کھاؤ	۴۴۸
•	کسی پر بہتان نہ لگاؤ	۴۵۰
•	فحش کلامی نہ کرو	۴۵۱
۲۹	ضلالت و گمراہی کے اسباب اور علاج	۴۵۴
	بہترین اعمال	۴۶۶
۳۰	لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو	۴۶۷
۳۱	توبہ و استغفار کرتے رہو	۴۷۶
۳۲	نبی کریمؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجو	۵۰۷
۳۳	اپنے رب سے دعا مانگتے رہو	۵۲۳
۳۴	اہل ایمان کی صفات و خصوصیات	۵۴۷

Marfat.com

باب ۱

انسان کی اولیں ضرورت ---- علم

حیات انسانی کے بارے میں بنیادی حقیقت

کتاب کے پیش لفظ میں بتایا گیا ہے کہ حیات انسانی کے بارے میں بنیادی حقیقت اور سب سے بڑی صداقت یہ ہے کہ خالق کائنات نے انسانی زندگی کو ایک امتحان بنایا ہے جس کی مہلت انسان کی مدت عمر ہے اور موت کے ساتھ ہی یہ مہلت ختم ہو جاتی ہے جس کے بعد قیامت کے روز اسے دوبارہ زندہ کرکے ' اس کے دُنیوی اعمال کا حساب لیا جائے گا اور ان اعمال کی اچھائی یا برائی کے مطابق اسے جزا یا سزا ملے گی ' اس امتحان میں کامیابی کی شرط اور صورت یہ ہے کہ انسان اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی اِطاعت اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی پیروی میں گزارے۔ قرآن مجید اور سیدالمرسلینؐ کے اُسوہ حَسنہ کو مشعل راہ بنائے اور ان کی روشنی میں اپنے عقائد ' اخلاق اور اعمال کو درست اور پاکیزہ کرے ۔ اس سلسلے میں رہنمائی ' انشاء اللہ ' اس کتاب کے مطالعہ سے حاصل ہو گی ۔ اس مقصد کے لئے انسان کی اولیں ضرورت ہے حقیقی علم کا حصول ' چنانچہ سب سے پہلے ہم اس پر گفتگو کرتے ہیں ۔

حقیقی علم کا مفہوم

علم سے مراد ہے جاننا ' کسی چیز کی اصل پہچاننا ' اس کے اوصاف سمجھ لینا ' مختلف پہلوؤں سے آگاہی حاصل کرنا اور حقیقت جان لینا ۔ یوں تو علم کے کئی شعبے ہیں مثلاً طِب ' انجنیرنگ ' کیمیا ' طبیعیات ' عمرانیات ' اقتصادیات ' اخلاقیات ' تاریخ ' فلسفہ ' ریاضی وغیرہ ۔ ان میں سے انسان اپنے ذوق اور ہمت کے مطابق '

معاش کمانے یا خدمت خلق کے لئے جو اور جتنا علم چاہے حاصل کر لے ، لیکن حقیقی علم وہ ہے جو انسان کو یہ بتائے کہ : اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے اور وہ کس طرح حاصل ہو سکتا ہے ؟ ہر فرد بشر جب سن شعور کو پہنچتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ سوال ابھرتے ہیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے ، اس کے فرائض کیا ہیں ، کائنات میں اس کا مقام کیا ہے ، خالق کے ساتھ کیا رشتہ ہے ، زندگی کی منزل کیا ہے اور اس تک پہنچنے کا راستہ کونسا ہے ؟ جب تک انسان کو ان سوالوں کے صحیح جواب نہ ملیں وہ زندگی کا حق ادا نہیں کر سکتا اور اس کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے ۔

وہ علم حقیقی ، جو مذکورہ سوالوں کے جواب مہیا کرتا ہے ، وہ ہے " دین اسلام " کا علم [5] جو ایک طرف انسان کو وہ مقصد بتاتا ہے جس کے لئے اسے دنیا میں بھیجا گیا ہے اور دوسری جانب وہ نظام حیات اور لائحہ عمل پیش کرتا ہے جسے اختیار کر کے وہ اس مقصد کو پا سکتا ہے :

علم حق غیر از شریعت ہیچ نیست [6]

یعنی حقیقی علم ، اسلامی شریعت کے سوا کچھ اور نہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود انسان کے پاس اپنا کوئی علم نہیں ، بلکہ اس کے خالق ، علیم وخبیر اللہ نے ہی اسے ساری باتوں کا علم دیا ہے جس کی اسے ضرورت ہے اور نہ صرف علم عطا فرمایا بلکہ اسے محفوظ کرنے اور فروغ دینے کے لئے قلم کا استعمال بھی سکھایا [7] جس کی بدولت ، علم نسل در نسل اور عہد بہ عہد ، منتقل ہوتا آیا ہے ۔ آئندہ اوراق میں ہم بیان کریں گے کہ دین اسلام نے انسان کو جو مقصد حیات اور دستور حیات بتایا ہے وہ کیا ہے ، لیکن اس سے پہلے ہم مختصر طور پر علم حاصل کرنے کی افادیت اور اہمیت کا ذکر کرتے ہیں ۔

علم کی فضیلت وضرورت

انسان کے لئے علم کی ضرورت درج ذیل باتوں سے واضح ہوتی ہے :

Marfat.com

۱ - خلافت ارضی کی اساس - اللہ تعالیٰ نے ہمارے جد امجد، حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے[۸]، ہر شے سے متعلق علم دیا جس کی بدولت انہیں فرشتوں پر فضیلت ملی، دنیا کی تمام مخلوقات پر فوقیت نصیب ہوئی اور خلافت ارضی عطا ہوئی[۹]، دنیا کی ہر چیز انسان کے لئے پیدا کی گئی[۱۰]، کائنات کی تمام موجودات پر قوت تسخیر ملی اور ہر شے اس کے استعمال و اختیار پر چھوڑ دی گئی[۱۱]:

ہمیشہ سے جو کہتے آئے ہیں سب یاں[۱۲]
کہ ہے علم سرمایہ فخر انساں

گویا جو شخص علم سے بہرہ ور ہے وہی اللہ کی خلافت کا حق ادا کر سکتا ہے جبکہ بے علم آدمی اس اعلیٰ منصب کی ذمہ داریاں ادا نہیں کرسکتا - لہٰذا انسان پر واجب ہے کہ خلافت کے فرائض انجام دینے کے لئے علم حقیقی حاصل کرے -

۲ - خدائی مثالیں سمجھنے کے لئے - اللہ تعالیٰ نے (اپنے کلام پاک) قرآن مجید میں انسانی ہدایت کے لئے جو مثالیں بیان فرمائی ہیں انہیں صرف اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں[۱۳] اور ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جبکہ بے علم اس نعمت سے محروم رہتے ہیں اور ہدایت نہیں پاسکتے چنانچہ اس سے بڑی کم نصیبی اور کیا ہو گی کہ انسان اللہ کا کلام مبارک ہی نہ سمجھ سکے اور خدا کو پہچان ہی نہ سکے کہ:

بے علم نتواں خدا را شناخت[۱۴]

چنانچہ لازم ٹھہرا کہ اللہ کی پیش کردہ مثالوں کو سمجھنے کے لئے علم حاصل کیا جائے -

۳ - صاحب علم کی برتری - یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ صاحب علم اور بے علم کبھی ایک دوسرے کے برابر نہیں ہو سکتے[۱۵]: زندگی گزارنے کے لحاظ سے نہ زندگی کے انجام کے اعتبار سے، کیونکہ صاحب علم زندگی کا مقصد اور اسے حاصل

Marfat.com

کرنے کا طریقہ سمجھ سکتا ہے اور زندگی کا حق ادا کر سکتا ہے جبکہ بے علم آدمی نہ زندگی کی غایت سمجھ سکتا ہے اور نہ اسے پا سکتا ہے ۔ صاحب علم اللہ کی اطاعت کرتا ہے جبکہ بے علم سرکشی کرتا ہے ' لہٰذا گمراہی اور نافرمانی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان علم حقیقی حاصل کرے ۔

۴ ۔ خوف خدا کی بنیاد ۔ اللہ کے بندوں میں سے فقط علم رکھنے والے ہی اس سے ڈرتے ہیں[16] کیونکہ وہ اس کی قدرت ' حکمت اور اعلیٰ صفات سے واقف ہو جاتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے ہمیشہ بچتے ہیں ' جبکہ بے علم آدمی اللہ کے مقام سے ناواقف رہتا ہے اس لئے وہ نڈر اور گناہ پر بیباک ہو جاتا ہے ۔ گویا عالم وہ ہے جو اپنے دل میں اللہ کا خوف رکھتا ہے خواہ ظاہری طور پر وہ عالم فاضل نہ ہو اور جو شخص خدا کے خوف سے عاری ہو خواہ وہ بظاہر کتنا تعلیم یافتہ ہو ' اللہ کے نزدیک جاہل مطلق ہے ۔ غرض یہ بات واضح ہو گئی کہ جو شخص اپنے رب سے ڈرتا ہے اور اس کے خوف سے اس کی اطاعت کرتا ہے وہ (جنت میں) دو باغوں کا مستحق بنتا ہے[17] جبکہ بے علم آدمی خدا کے مرتبے کو نہ سمجھتا ہے ' نہ اس سے ڈرتا ہے اور نہ اس کی اطاعت کر کے حق زندگی ادا کر سکتا ہے ۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ قرب الٰہی کے لئے علم کا حصول ضروری ہے ۔

۵ ۔ معلمِ انسانیت کی شاگردی کا شرف ۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے آخری نبی رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت فرمائی اور پھر امام الانبیاء سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ساری نوع انسانی کے لئے معلم بنا کر مبعوث کئے گئے[18] تاکہ مکارِم اَخلاق کو درجہ کمال تک پہنچا دیں[19] ۔ لہٰذا ایک انسان کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ وہ معلمِ انسانیت کے مُقدّس و مُطہر مکتب میں داخل درس ہو کر ' اپنے اخلاق و اعمال کو سنوارے اور ذہن و قلب کو نور علم سے منور کرے ۔

Marfat.com

۶۔ انبیاءؑ کا ورثہ۔ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے وَرثہ میں مال و دولت یا دینار و درہم نہیں چھوڑتے بلکہ علم چھوڑتے ہیں ' لہٰذا علماء ' انبیاءؑ کے وارث اور جانشین ہوتے ہیں[۲]۔ گویا اہل علم ' صاحب نبوتؐ کے قریب ہوتے ہیں اور انبیاءؑ کے جانشین ہونے کی حیثیت سے ان کے بعد وہی ان کے فرائض ادا کرتے ہیں یعنی لوگوں کو دین سکھاتے ہیں۔ عقائد ' اخلاق اور اعمال کا تزکیہ کرتے ہیں اور راہ ہدایت دکھاتے ہیں۔ غرض علم سیکھنا اور سکھانا پیغمبری منصب ہے لہٰذا ہر انسان کو چاہئے کہ اس مرتبہ کی عظمت کے پیش نظر علم حاصل کرے:

پہ اب بحر و بر دے رہے ہیں گواہی[۱]
کہ ہے علم میں زور دست الٰہی

۷۔ اچھے اور برے اخلاق میں تمیز۔ علم سے پتہ چلتا ہے کہ کون سے اخلاق اچھے ہیں جو انسان کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہئیں مثلاً حق پرستی ' خدا ترسی ' راستبازی ' دیانت داری ' پاکبازی ' تقویٰ ' رحملی ' ایثار ' محبت ' حیا ' ایفائے عہد ' صداقت ' امانت ' شجاعت ' سخاوت ' قناعت ' صبر ' شکر ' تواضع ' عجز ' خدمت گزاری ' نفع رسانی ' عدل ' احسان ' رحم ' عفو وغیرہ اور کونسے جذبات و اعمال بُرے ہیں جن سے دامن بچانا چاہئے مثلاً باطل پرستی ' بدنیتی ' جھوٹ ' خیانت ' نفاق ' غصہ ' غیبت ' بدگوئی ' مکر ' عہد شکنی ' نفس پرستی ' فحاشی ' بے حیائی ' بخل ' اِسراف ' چوری ' حرام خوری ' شراب نوشی ' قمار بازی ' زنا ' قتل ناحق وغیرہ۔ جب تک انسان کے پاس علم نہ ہو وہ بری عادات چھوڑ کر اور اچھی اپنا کر نیک اور صالح نہیں بن سکتا۔ چنانچہ تعمیر سیرت کے لئے علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

۸۔ عقل کا مخزن۔ علم ' عقل کا سرچشمہ ہے ' دانائی کا مخزن ہے ' حکمت کا منبع ہے اور حکمت بہت بڑی نعمت ہے ' خیر کثیر ہے[۲] ' لہٰذا عقل انسان کو دور اندیش بناتی ہے ' کسی فعل کے فوری نتیجے یا نقد و عارضی فائدے کے بجائے حقیقی

Marfat.com

اور دائمی نتائج پر نگاہ رکھنے کی تلقین کرتی ہے - انجام کو پیش نظر رکھنے کی تاکید کرتی ہے ' راہ راست دکھاتی ہے اور اچھی باتیں قبول کرنے پر آمادہ کرتی ہے کیونکہ نصیحت عقل والا ہی سنتا اور مانتا ہے[۲۳] ' بے عقل تو اس پر کان بند کرکے گزر جاتا ہے - غرض عقل جو انسان کے لئے بیش قیمت جوہر ہے علم سے پھوٹتی ہے ؛ اور انسان پر زندگی کے اَسرار و رموز منکشف کرتی ہے :

کام دنیا میں رہبری ہے مرا[۲۴]
مثلِ خضر خجستہ پا ہوں میں
ہوں مفسّر کتاب ہستی کی
مظہرِ شانِ کبریا ہوں میں

مذکورہ بیان سے پتا چلتا ہے کہ علم بڑی دولت ہے - مال و زر ' سونا چاندی ' گھر مکان ' کھیت مویشی ' اختیار و اقتدار ' نام و نمود ' سب کے سب فانی ہیں جبکہ علم غیر فانی ہے ' اس لئے غیر فانی دولت یعنی علم حقیقی کے حصول کو ترجیح دینی چاہئے اور پہلے بتایا گیا ہے کہ حقیقی علم وہ ہے جو انسان کو مقصد حیات اور راہ نجات سے آگاہ کر دے ' اور ان دونوں باتوں کا جواب ہے 'دین اسلام' جو ہمیں بتاتا ہے کہ انسانی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے امتحان بنایا ہے جس میں صرف وہ شخص کامیاب ہو گا جو اپنی پوری زندگی کو احکام خداوندی کے تابع کر دے ' اپنے رب کے آگے پیکر تسلیم و رضا بن جائے ' اپنی ذات پر کلیتہً وہی نظامِ حیات نافذ کر لے جو اس کے خالق نے وضع فرمایا ہے -

غرض زندگی اور موت کا سلسلہ اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھیں کہ انسانوں میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے[۲۵] (اور کون بُرے) اب یہ بات خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ صرف وہی شخص رب کریم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے گا اور اس کی عطا کردہ راہ ہدایت پر چلے گا جو اللہ تبارک تعالیٰ کا مقام پہچانتا ہو اور اس (کی نافرمانی) سے ڈرتا ہو اور یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ

Marfat.com

صرف اہل علم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں ' یا یوں کہہ لیں کہ جو آدمی رب ذوالجلال (کی حکم عدولی) سے ڈرتا ہے وہی (صحیح معنوں میں) صاحب علم ہے اور جو اس سے خوف نہیں کھاتا وہ جاہل مطلق ہے ' قطعی بے علم ہے ۔

مذکورہ بیان کے خلاصہ کے طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اہل علم وہ ہے جس میں یہ صفات ہوں :[26]

۱۔ اللہ کا مطیع فرمان ہو '

۲۔ رات کا کچھ حصہ اس کی بارگاہ میں کھڑا رہتا اور سجدے کرتا ہو '

۳۔ آخرت (کے حساب کتاب) سے ڈرتا ہو ' اور

۴۔ اپنے رب کی رحمت سے (عافیت اور مغفرت کی) امید لگاتا ہو ۔

یہ خوبیاں بدرجہ کمال معلم انسانیت ' محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں جو تمام بنی آدم میں سب سے بڑھ کر اللہ کے مطیع فرمان ہیں ' آپؐ اخیر شب کو نمازِ تہجد میں قیام فرماتے۔[27] اللہ کے حضور سجدہ کو آنکھوں کی ٹھنڈک سمجھتے اور بتاتے ' آخرت کے خوف سے روتے تو داڑھی مبارک تر ہو جاتی ' سینہ مُطہرَّ سے ہنڈیا کے ابلنے جیسی آواز آتی ' دن میں کئی بار اِستغفار کرتے ۔ غرض سب سے بڑے عالم اور اللہ ' علیم و خبیر تک پہنچانے والے سب راستوں سے آگاہ ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ' وہی معلمؐ اعظم اور ہادیؐ اکبر ہیں ۔ انہیؐ کے طفیل انسان کی مشتِ خاک ' رشکِ افلاک ہوئی :

وہ دانائے سُبل ختم رسلؐ مولائے کُل جس نے[24]
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

اور آپؐ ہی نے نوع انسان کو زندگی کے حقیقی اَسرار و رموز اور اصول وضوابط بتائے :

توؐ نے کیا سرِّ حق عارف و عامی پہ فاش[28]
ایک کو سمجھا دیا ' ایک کو دکھلا دیا

پھر آپؐ کے اتباع میں آپؐ کے جاں نثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، علم حقیقی کے سچے پیکر تھے اور مذکورہ اوصاف سے متصف۔ یہ سب امت کے لئے ہدایت کے روشن ستارے ہیں، منزل کی راہ دکھانے والے۔"

اب ہر شخص اپنے علم کا معیار، مذکورہ شرائط کی روشنی میں پرکھ لے۔ اگر کسی آدمی نے دنیا بھر کے علوم جمع کر لئے ہوں، ایک سے ایک بڑھ کر اعلیٰ درجے کی سند لی ہو، سائنس، فلسفہ، منطق، ریاضی، غرض طبعی و عمرانی علوم میں کامل دستگاہ حاصل کرلی ہو لیکن اس کا دل خوف خدا سے خالی ہو، اللہ کا مطیع فرمان نہ ہو، آخرت سے بے پروا ہو تو وہ ہرگز صاحب علم کہلوانے کا مستحق نہیں کیونکہ وہ زندگی کا اصل مقصد جاننے اور اسے حاصل کرنے سے محروم رہتا ہے، اس کی کیفیت تو یوں ہے:

کیا اسیر شعاعوں کو، برق مُضطر کو"
بنا دی غیرت جنت یہ سرزمیں میں نے
مگر خبر نہ ملی آہ! راز ہستی کی
کیا خرد سے جہاں کو تہ نگیں میں نے

عہد حاضر میں انسان نے سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں بے پناہ ترقی کی ہے، ستاروں پہ کمندیں ڈالی ہیں، سمندر کی تہہ میں غوطہ لگایا ہے۔ انسان کی ضرورت، آسائش، تفریح اور تعیش کے لئے انواع و اقسام کی چیزیں اور سہولتیں پیدا کی ہیں، اس نے مہلک ہتھیار اور تباہ کن اسلحہ بھی بنایا ہے، حیرت ناک ایجادیں اور اختراعیں پیش کی ہیں (یہ سب مبارک) لیکن حقیقی علم (یعنی زندگی کا مقصد اور رضائے الٰہی کے حصول کا راستہ بتانے والے علم) کی جانب پوری توجہ نہیں کی، گویا:

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا"
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ نوع انساں کی اکثریت ' ذہنی آسودگی ' قلبی سکون اور روحانی اطمینان سے محروم ہے لہٰذا علم حقیقی حاصل کرنے کو نہ صرف اولین ترجیح دینی چاہئے بلکہ یہ عین فرض ہے - اللہ کریم ہمیں اس کی توفیق دے ' آمین -

حصول علم فرض ہے

علم کی فضیلت و افادیت کے پیش نظر ' معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :" علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے [۳۰] "
اس فرض علم سے مراد یہی ہے کہ انسان دین اسلام کی بنیادی باتیں سیکھ لے .
(اسلام کی اہم تعلیمات ہم انشاء اللہ کتاب کے آئندہ اوراق میں پیش کریں گے)

علم کی اس درجہ قدر و اہمیت کے باوجود نوع انسان کا ایک حصہ اس نعمت سے محروم ہے اور نور ہدایت کے بجائے گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہا ہے ' لہٰذا اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ وہ بے علموں تک علم کی روشنی پہنچائیں ' مبلّغ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " جو مجھ سے سیکھو وہ دوسروں تک پہنچاؤ خواہ تمہیں ایک ہی (آیت) حکم معلوم ہو [۳۱] " اور حجتہ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا " جو لوگ موجود ہیں وہ میری باتیں ان تک پہنچا دیں جو موجود نہیں [۳۲] " اور فرمایا :
" فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ " [۳۳]

صاحب جُود وکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ شخص ہو گا جس نے علم سیکھا اور آگے پھیلایا [۳۴] ' (کیونکہ جو شخص دوسروں کو علم قرآن سکھا کر اس قابل بنائے کہ وہ اپنی زندگیاں پاکیزہ بنا لیں ' اعمال درست کرلیں اور یوں اللہ کی رحمت کے مستحق بن جائیں تو اس نے واقعی بڑی سخاوت کی) کیونکہ اللہ کی رحمت انہی لوگوں پر ہوتی ہے جو اسے ہر دم یاد رکھتے ہیں ' اس کے احکام کا علم حاصل کرکے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور آگے منتقل بھی کرتے ہیں :

Marfat.com

یہ کہہ کر کیا علم پر ان کو شیدا[35]
کہ " ہیں دُور رحمت سے سب اہل دنیا
مگر دھیان ہے جن کو ہر دم خدا کا
ہے تعلیم کا یا سدا جن میں چرچا
انہیں کے لئے یاں ہے نعمت خدا کی
انہیں پر ہے واں جا کے رحمت خدا کی "

علم حاصل کرنے کے ساتھ انسان پر واجب ہے کہ یہ دعا مانگتا رہے کہ " میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما[36] " کیونکہ علم میں جتنا اضافہ ہوتا جائے گا اتنا ہی وہ خدا سے ڈرے گا اور جنت کا مستحق بنتا جائیگا۔

علم کے ثمرات

علم سیکھنے اور سکھانے کے ثمرات بڑے لذیذ اور شیریں ہیں مثلاً:

۱۔ درجات کی بلندی۔ جن لوگوں کو علم کی دولت نصیب ہو (یعنی جنہوں نے علم دین حاصل کیا ہو) اللہ تعالٰی (دنیا و آخرت میں) ان کے درجے بلند کرتا ہے[37] اور ان کی عزت و تکریم ہوتی ہے۔ اسی لئے علمائے دین کے اسمائے گرامی، آج تاریخ کے صفحات میں، بڑے بڑے مفسرین، محدثین، مورخین، فقہاء، اصفیاء، اولیاء اور آئمہ کی حیثیت سے پوری آب و تاب سے درخشندہ ہیں۔ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ درجات میں بلندی حاصل کرنے کے لئے علم دین سیکھیں۔

۲۔ جنت کے راستے کی آسانی۔ معلمِ انسانیت نے ارشاد فرمایا: " جو شخص علم کی تلاش میں چلتا ہے اللہ اس پر جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور جو لوگ اللہ کے گھر (یعنی مسجد یا مدرسہ) میں جمع ہو کر کتاب اللہ پڑھتے اور پڑھاتے ہیں تو ان پر اللہ کریم کی جانب سے (تسکین و) سکینت نازل ہوتی ہے۔ ان پر اس کی رحمت چھا جاتی ہے۔ انہیں فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالٰی ان لوگوں کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس رہتے ہیں "[38]

Marfat.com

۳۔ انبیاءؑ کی قربت ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " جس شخص کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اس غرض سے علم حاصل کر رہا ہو کہ اس سے اسلام کو تازگی بخشے تو اس کے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان جنت میں صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا ۔ "[۳۹]

۴۔ جنت میں پہنچ جانا ۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " مومن کا پیٹ بھلائی (یعنی علم) سے نہیں بھرتا ' وہ اسے سنتا ہے یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے[۴۰] ۔ "

غرض ایک صاحب علم نہ صرف خود راہ راست اختیار کر کے اللہ تعالی سے جنت کا انعام پا لیتا ہے بلکہ اس کا علمی فیض اس کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد بھی ' عہد در عہد ' دوسروں تک پہنچتا رہتا ہے اور بھٹکے ہوئے لوگ گمراہی کی تاریکیوں سے نکل نکل کر ہدایت کی روشنی میں آتے رہتے ہیں ۔ جن ہستیوں کا علمی فیض جاری ہے اور جاری رہے گا ' ان میں سب سے مقدم ' سب کے معلم ' قرآن مجسم ' خود نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات با برکات ہے جن کی زبان حق بیان سے کلام اللہ ادا ہوا اور قرآن و حدیث کی حسین و جمیل صورت میں تمام بنی آدم کے لئے ابدالاباد تک ' سرچشمہ ہدایت و معرفت بنا ۔ پھر انؐ کے بعد بڑے بڑے اہل علم ہوئے جنہوں نے اسلامی علوم مثلاً توحید ' تفسیر ' حدیث ' فقہ ' سیرت ' شریعت ' طریقت ' تصوف اور تاریخ سے متعلق حقائق و معارف اور اسرار و رموز کے بیش بہا خزانے پیش کئے ہیں اور کُل جہاں اس آب حیات سے سیراب ہو رہا ہے ۔

علم اور عمل کا ربط باہم

علم اور عمل کا آپس میں گہرا تعلق ہے ' کیونکہ علم ہی انسان کو عمل پر آمادہ کرتا ہے ' راستہ دکھانے کے لئے آگے آگے شمع لے کر

Marfat.com

چلتا ہے اور منزل کا نشان دیتا ہے - چوں کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے[۴۱] - جو کچھ یہاں بویا جائیگا وہی آخرت میں کاٹا جائیگا - اس لئے علم یہ رہنمائی کرتا ہے کہ کونسے اعمال کا بیج یہاں بویا جائے کہ اس کے ثمرات اگلے جہان کام آئیں - چنانچہ اہل علم صحیح عقائد ' پاکیزہ اخلاق اور نیک اعمال کی فصل یہاں بوتے ہیں جس کا پھل انہیں آخرت میں جنت کی صورت میں ملتا ہے -

یہ ایک سیدھی سی بات ہے کہ علم برائے علم حاصل نہیں کیا جاتا بلکہ اس لئے کہ اس کی روشنی میں اپنے اعمال درست کئے جائیں یعنی اس سے عملی فائدہ اٹھایا جائے کیونکہ اصل چیز عمل ہے نہ کہ علم :

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی [۴۲]

اس کی وجہ یہ ہے کہ توحید و رسالت کا محض علم حاصل کر لینے سے آدمی کا دین مکمل نہیں ہو جاتا جب تک کہ وہ اپنی زندگی کو عملی طور پر ان احکام کا پابند نہ بنائے جن کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے علم دیا ہے - منزل پر پہنچنے کے لئے محض صراط مستقیم کا علم ہو جانا کافی نہیں جب تک انسان اس راہ پر گامزن نہ ہو جائے - صرف نیکی اور بدی کی پہچان کر لینا کافی نہیں بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان عملی زندگی میں نیکی پر ڈٹ جائے اور بدی سے پرہیز کرے - غرض دین صرف علم کا نام نہیں بلکہ عمل کا نام ہے -

اور سچ تو یہ ہے کہ علم پر عمل نہ کرنے والے " اہل علم " کہلوانے کے ہی مستحق نہیں (بالکل ان اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی طرح جنہوں نے عمل نہ کر کے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا تھا جیسے " انہیں کچھ علم ہی نہیں[۴۳] ") حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " قیامت کے روز انسان سے پوچھا جائے گا کہ جو علم اسے حاصل تھا اس پر کہاں تک عمل کیا[۴۴] " امام اعظم جناب ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں : " جو علم ؛ عمل کے بغیر ہے ' اس کی مثال اس بدن کی ہے جس میں روح نہ ہو[۴۵] " غرض ثابت ہوا کہ علم اس لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ

Marfat.com

اس کی روشنی میں انسان اپنی زندگی سنوارے ' اخلاق پاکیزہ اور اعمال عمدہ بنائے ۔ اللہ کریم مجھے اور آپ کو علم حقیقی حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

گزشتہ اوراق میں یہ بتایا گیا ہے کہ حقیقی علم وہ ہے جو انسان پر واضح کردے کہ اس کا مقصد حیات کیا ہے اور وہ کیسے حاصل ہو سکتا ہے ؟ اس لئے آئندہ باب میں ہم اس حقیقی علم کی روشنی میں بیان کرتے ہیں کہ انسان کیا ہے ' اس کی زندگی کی غرض و غایت کیا ہے ' اس کے فرائض کون سے ہیں اور وہ کیسے ادا ہو سکتے ہیں ؟

حوالہ جات

١ ۔ اَلَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ...... الايه (قرآن مجيد ، سوره مُلك ، آيت : ٢) ٢ ۔ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (بقره : ٢٨) فَوَ رَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ٥ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (حِجْر : ٩٢ ، ٩٣) ٣ ۔ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ...... الايه (اٰلِ عمران : ١٨٥) ۴ ۔ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ ...... الخ (نِساءٓ : ١٣) وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ...... وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (نِساءٓ : ١۴) ٥ ۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ...... الخ (اٰلِ عمران : ١٩) ٦ ۔ علامه اقبال مرحوم) ٧ ۔ اَلَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ٥ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (العلق : ۴ ، ٥) ٨ ۔ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرة : ٣١)

Marfat.com

باب ۲

انسان

حقیقت ' مقصد اور فرائض

انسان کی تخلیق اور خدائی نعمتیں

خالق کائنات نے انسان کو پیدا کیا ' اسے بہترین صورت دی ' اس کے اندر اپنی روح پھونکی ' اپنی صفات کا عکس ڈالا ' دیکھنے اور سننے کی قوتیں دیں ' بولنے کے لئے زبان اور ہونٹ دیئے ' غور و فکر کے لئے قلب و ذہن عطا فرمایا ' سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں بخشیں ' دنیا کی تمام مخلوقات پر فضیلت دی ' فرشتوں جیسی پاکیزہ مخلوق کے لئے محترم بنایا اور کائنات کی ہر چیز کو اس کے لئے مسخر کر دیا : رات اور دن ' چاند اور سورج ' بحر و بر ' سب کو ایسے قوانین اور ضابطوں کا پابند کر دیا کہ انسان ان سے فائدہ اٹھا سکے - غرض اس کے لئے وہ سارا سامان زیست مہیا کر دیا جس کی اسے ضرورت ہے -

آپ غور کریں کہ اللہ تعالٰی نے بنی آدم کے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا ' وہ آسمان سے مینہ برساتا ہے جس سے لوگ سیراب ہوتے ہیں ' فصلیں اگتی ہیں ' جانوروں کے لئے چارہ پیدا ہوتا ہے ' ٹھنڈی چھاؤں اور میٹھے پھل دینے والے درختوں کے گھنے گھنے باغ ہوتے ہیں جن میں کھجور ' زیتون ' انگور ' انار اور کتنے ہی لذیذ اور شیریں پھل لگتے ہیں - پھر اس پانی سے غلہ اور ترکاریاں ہوتی ہیں - ذرا شہد کی مکھی کو دیکھیں ' اللہ کریم نے اس کے پیٹ سے شہد نکالا جو کئی بیماریوں کے لئے شفا ہے - ہمارے لئے کپڑے اور لباس کا سامان بنایا جس سے انسان نہ صرف اپنے جسم چھپاتا اور ستر ڈھانپتا ہے بلکہ اس میں

زیب و زینت کا سامان بھی ہے[12]۔ ہمارے لئے جانور اور مویشی پیدا کئے جن سے ہم خوراک بھی حاصل کرتے ہیں اور پوشاک بھی ' سواری کا کام بھی لیتے ہیں اور بار برداری کا بھی[13]۔ گویا زمین میں جتنی چیزیں ہیں وہ اللہ کریم نے انسان کے اختیار میں دے دی ہیں۔

سمندر کو لیجئے : اس پر انسان کشتیاں اور جہاز چلاتا ہے اور الگ الگ براعظموں سے رابطہ قائم کرلیتا ہے ' اس کی تہ سے موتی نکالتا ہے اور اس سے مچھلیاں پکڑ کر لذیذ اور تر و تازہ گوشت حاصل کرتا ہے[13]۔ غرض اللہ تعالی نے انسان کو مختلف قسم کی اتنی نعمتیں عطا کی ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں[14]۔ پھر یہ ساری نعمتیں اور دل و دماغ کی قوتیں دے کر اسے زمین میں اپنا خلیفہ یعنی اپنا نائب بنا کر بھیجا[15] اور یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے خالق کے دیئے ہوئے اختیارات اس کی مرضی کے مطابق استعمال میں لائے ' اور خلافت کا پورا پورا حق ادا کرے۔

ہم یہاں انسانی زندگی کا مقصد ذرا وضاحت سے بیان کرتے ہیں اور پھر وہ طریقہ عمل بتائیں گے جس سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے ' انشاءاللہ تعالی۔

دُنیوی زندگی امتحان و آزمائش ہے

اللہ تعالی نے حیات انسانی کو امتحان و آزمائش بنایا ہے یہ دیکھنے کے لئے کہ : کون اس کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق اچھے اور نیک عمل کرتا ہے[16] (اور کون منہ موڑ کر بُرے کام کرتا ہے) عرصۂ حیات اس امتحان کی مہلت ہے اور موت اس مہلت کے خاتمہ کا نام ' جس کے بعد انسان لوٹ کر اللہ کے پاس حاضر ہو گا اور اس کے اعمال کی اچھائی یا برائی کے مطابق اسے جزا یا سزا ملے گی۔

اس امتحان کے سلسلے میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ نیک اعمال کی جزا یا بڑے کاموں کی سزا رب کریم فوری طور پر' واضح شکل میں نہیں دیتا کیونکہ امتحان تو اسی بات کا ہے کہ کون اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے احکام

Marfat.com

سن کر ، حقیقت دیکھے بغیر ، ان کو مانتا ہے اور ان کے مطابق اپنی زندگی ڈھالتا ہے ، یعنی کیا اس میں اتنی جرأت و عزیمت ہے کہ ایک طرف اطاعت ، اور دوسری طرف نا فرمانی ، کی آزادی اور اختیار رکھنے کے باوجود ، فرماں برداری کی راہ اختیار کرے اور نفس پرستی کی کشش ، باطل مفادات اور نا جائز تحریصات و ترغیبات (Temptations) سے گریز کرے ۔ گناہ سے دامن بچا کر اپنے آپ کو پاکیزہ رکھے ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ حقیقت امتحان کو اس طرح بے نقاب نہیں کر دیتا کہ آدمی کے لیے اللہ کو ماننے اور اس کی اطاعت کئے بغیر کوئی چارہ ہی نہ رہے کیونکہ اس صورت میں تو آزمائش بے معنی ہو جاتی ہے اور امتحان ، امتحان نہیں رہتا ۔ بالفاظ دیگر اگر لوگ یہ انتظار کریں کہ اللہ خود (اپنے فرشتوں کے جلو میں) سامنے آکر ، انہیں کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کا حکم دے ، یا اطاعت کی فوری جزا اور نافرمانی کی فوری سزا دے کر دکھا دے تو وہ امتحان نہیں ہوتا بلکہ وہ تو فیصلہ ہوتا ہے ۔ اس لئے حقیقت کے پس پردہ رہتے ہوئے ، ایمان بالغیب : یعنی ذات الٰہی کو یا اس کی صریح نشانیاں مثلاً آثار قیامت یا عذاب کو دیکھے بغیر ، انسان محض اپنی مرضی سے ، اللہ کی خوشنودی کی خاطر ، نیک عملی کی روش اختیار کرے تو وہ قابل قبول ہے ورنہ امتحان کے بعد ، اللہ کو ماننا یا اس کی اطاعت کا عہد کرنا ، بالکل بے فائدہ ہے ۔[۱۸]

آزمائش کی مختلف صورتیں

اللہ تعالیٰ انسان کی آزمائش مختلف طریقوں سے کرتے ہیں جن میں یہ شامل ہیں :

۱ ۔ **درجات میں فرق :** اللہ نے انسانوں میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں زیادہ بلند درجے دیئے ہیں تاکہ جو کچھ انہیں دیا گیا ہے ، اس میں یہ آزمائش کرے کہ کیا انہوں نے اس درجے کا حق ادا کیا یا نہیں ۔ درجات کا فرق کئی امور میں ہوتا ہے مثلاً : علم ، قوت ، صلاحیت ، ذہانت ، صحت ، حسن ، مال ، اولاد ، اقتدار وغیرہ ۔ یہ چیزیں کسی کو زیادہ ملی ہیں اور کسی کو کم ، کیونکہ کسی کے پاس

Marfat.com

زیادہ علم ہے، کسی کے پاس کم، کوئی قوی ہے، کوئی کمزور، کوئی ذہین ہے کوئی غبی، کوئی حسین ہے کوئی بدصورت، کوئی امیر ہے کوئی غریب، کوئی صاحب اولاد ہے کوئی بے اولاد، کوئی حاکم ہے کوئی محکوم۔ لیکن یہ درجہ بندی اور فرق مراتب سب کچھ امتحان کا سامان ہے اور اللہ نے جس کو جو کچھ بھی دیا ہے اس میں اس کی آزمائش ہے کہ اس نے اللہ کی امانت کس طرح استعمال کی، جس حال میں اسے رکھا گیا اس کا حق کہاں تک ادا کیا: کیا زیادہ حصہ پانے والے نے شکر اور احسان کی روش اختیار کی اور کم حصہ پانے والے نے صبر و قناعت سے کام لیا؟

۲۔ مال و اولاد: اللہ تعالیٰ انسان کو مال اور اولاد عطا کرتا ہے اور یہ دونوں چیزیں در اصل آزمائش کا سامان ہیں[۲۰]۔ انسان ان دونوں سے بہت محبت رکھتا ہے اور بسا اوقات انہی کی خاطر بے ایمانی، خیانت، بدعنوانی اور گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے، فرائض کو پس پشت ڈال دیتا ہے اور اللہ کی نافرمانی کی روش اختیار کر لیتا ہے، حالاں کہ رب کریم نے یہ سامان صرف اس لئے دے رکھا ہے کہ وہ جانچ کر دیکھے کہ انسان کہاں تک، ان چیزوں کی محبت اور کشش کے باوجود، نفس پر قابو پاتے ہوئے، راستبازی پر قائم رہتا ہے اور کہاں تک، ان کی محبت سے مغلوب ہو کر اللہ کی حدود توڑ دیتا ہے۔ احکم الحاکمین نے اپنے ماننے والوں پر یہ خوب واضح فرما دیا ہے کہ انہیں مال و جان کی آزمائشیں پیش آ کر رہیں گی، یعنی ان میں کمی یا خسارہ ڈال کر ان کا امتحان لیا جائیگا[۲۱]۔ اگر ان سب حالات میں وہ صبر کریں اور اللہ سے ڈرتے رہیں تو وہ کامیاب قرار دیئے جائینگے مگر یہ ہے بڑے حوصلے کا کام۔ چنانچہ جو لوگ صبر و استقامت کے ساتھ اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر ڈٹے رہیں وہی کامران ہوں گے۔ اس سلسلے میں یاد رہے کہ لوگ یہ نہ سمجھ رکھیں کہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائینگے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا[۲۲] بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ضرور آزمائیں گے اور دیکھیں گے کہ قول و فعل میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔ کون حق پرست ہے اور کون باطل پرست۔[۲۳]

Marfat.com

۳ ۔ دنیا کی پُرکشش چیزیں : انسان کے لئے دنیا کی بعض چیزوں میں بڑی کشش رکھی گئی ہے مثلاً حسین و جمیل عورتیں ' مال ' اولاد ' سونے چاندی کے ڈھیر ' مویشی ' زرعی زمینیں وغیرہ[۲۴] ہر آدمی کے اندر انہیں حاصل کرنے کی تڑپ ہوتی ہے ' لیکن در حقیقت یہ سب چیزیں دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان ہیں ' بالکل عارضی اور فانی ' جبکہ ان کے مقابلے میں بہتر ٹھکانا اور لازوال نعمتیں تو اللہ کے پاس ہیں جو ان لوگوں کو ملیں گی جو نیکی اور تقویٰ اختیار کریں اور پُرکشش چیزوں کے دام فریب میں الجھ کر نہ رہ جائیں ۔ یاد رہنا چاہیئے کہ یہ چیزیں نہ صرف فانی اور دلفریب ہیں بلکہ حقیقت میں ہماری ملکیت بھی نہیں ہیں ۔ ان کا اصل مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اور ہمارے پاس یہ صرف بطور امانت ہیں :

در حقیقت مالک ہر شے خدا ست[۲۵]
ایں امانت چند روزہ نزد ما ست

دنیا کی تمام چیزیں موجودہ فانی زندگی کی زیب و زینت ہیں اور یہ اس لئے نہیں دی گئیں کہ انسان انہیں عیش و عشرت کا سامان سمجھ کر مقصد حیات کو بھول جائے ' یا زندگی کے مزے لوٹنے میں منہمک ہو جائے اور فرائض کو پس پشت ڈال دے بلکہ یہ اس لئے دی گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو پرکھ لیں کہ ان میں سے کون دنیا کی ان دلفریب چیزوں کے بہکاوے میں آ کر اپنی منزل کھوٹی کر لیتا ہے اور کون اپنے اصل مقام کو پہچانتے ہوئے ' ضبط نفس سے کام لے کر ' اپنے فرائض کماحقہ ادا کرتا ہے ۔[۲۶]

۴ ۔ اچھے اور برے حالات کی گردش : آزمائش کی ایک شکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اچھے اور برے حالات میں ڈال کر یہ موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ غلط روش چھوڑ کر ایک طرف کبر و نافرمانی اور دوسری طرف بے صبری ترک کر کے ' راہ راست کی جانب پلٹ آئے اور اپنی منزل کو پہچان کر فرائض کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو جائے ۔[۲۷]

Marfat.com

کامیابی کی راہ

مذکورہ گفتگو سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ انسانی زندگی سراسر امتحان ہے اور کوئی شخص اس سے مستثنیٰ نہیں، کوئی اس سے بچ نہیں سکتا، بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک تمام لوگوں سے ان کے اعمال کی باز پُرس ہو گی[۲۸]۔ گویا ہر انسان کے ہر قسم کے فعل کی جواب طلبی ہو گی[۲۹] جو وہ اپنی قوتوں اور صلاحیتوں سے سرانجام دیتا ہے: یعنی اس کے کان، اس کی آنکھیں اور اس کا دل، سبھی اعضاء کی باز پرس ہو گی کہ ان قوتوں کو اللہ کی اِطاعت میں استعمال کیا یا سرکشی میں صَرف کیا[۳۰]۔ ان سے جائز کام لیا یا ناجائز، لہٰذا اس امتحان میں کامیابی کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی بڑی احتیاط اور پرہیز گاری سے گزارے، اپنے آپ کو دین اسلام کے اصول وضوابط کا پابند بنائے اور دنیا سے سُرخرو ہو کر رخصت ہو۔ اس سلسلے میں جن عقائد و اعمال کی ضرورت ہے، جو لائحہ عمل اختیار کرنا درکار ہے، اس کا مفصل ذکر، انشاء اللہ، آئندہ صفحات میں آئے گا تاہم یہاں مختصر طور پر چند بنیادی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔

☆ انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق، حاکم اور معبود مانے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سید المرسلینؐ، خاتم النبیینؐ اور ہادیؐ انسانیت تسلیم کر کے، ان کی زندگی مبارک کو، اپنی زندگی کے لئے کامل اور مثالی نمونہ اختیار کرے[۳۱]۔

☆ اس بات پر یقین رکھے کہ دُنیوی زندگی کے خاتمہ پر، اسے دوبارہ زندہ کر کے اس کے اعمال کا حساب کتاب لیا جائے گا اور ان کی نوعیت کے مطابق جزا یا سزا دی جائیگی۔

☆ زندگی اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نظام ہدایت کے مطابق گزارے، نیک عمل کرے، بُری نیت، برے قول اور برے فعل سے بچے۔

Marfat.com

☆ دین کو صرف اللہ ہی کے لئے خالص کر کے اس کی بندگی کرے[۳۲]، یعنی اپنی ساری زندگی اس کے سپرد کر دے، ہر کام صرف اس کی خوشنودی کے لئے کرے، کسی اور غرض یا مفاد کو سامنے نہ رکھے بلکہ انسان پورے خلوص و اخلاص کے ساتھ یہ نظریہ اپنائے کہ میرا کھانا اور پینا، میری نماز اور عبادت، میرا جینا اور مرنا، میری دوستی اور دشمنی صرف اللہ تعالٰی کے لئے ہے۔[۳۳]

مذکورہ باتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ انسان کی تخلیق کا مقصد فقط یہ ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے، اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرے اور اس کا ہر حکم بجا لائے کیونکہ صرف یہی سیدھا راستہ ہے۔[۳۴]

انسانی رہنمائی کے لئے وحی کی ضرورت

یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کو اپنے امتحان زندگی میں کامیاب ہونے کے لئے جس راستے اور جس لائحہ عمل کی ضرورت ہے وہ اسی خالقِ کُل کی جانب سے مل سکتا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو بس تھوڑا سا علم دیا گیا ہے[۳۵] لہٰذا اس کی عقل ناقص اور فہم کمزور ہے، عین ممکن ہے کہ ایک چیز جو اسے ناگوار ہو در حقیقت وہی اس کے لئے بہتر ہو اور دوسری چیز جو اسے پسند ہو در حقیقت وہی اس کے لئے بُری ہو[۳۶] گویا انسان محض گمان پر چلتا ہے اور قیاس آرائیوں سے کام لیتا ہے۔[۳۷] لہٰذا حقیقی رہنمائی کے لئے انسان کو اپنی جانب سے کوئی راہ عمل متعین کرنے کے بجائے خالق کائنات کی عطا کردہ ہدایت کی جانب رجوع کرنا چاہیئے۔

مقام شکر ہے کہ اللہ تعالٰی نے انسان کو امتحان زندگی میں کامیاب ہونے اور بندگی کا طریقہ سکھانے کا باقاعدہ اہتمام فرمایا ہے اور آگاہ کیا ہے کہ اس کی جانب سے انسانی رہنمائی کے لئے ہدایات و احکامات آتے رہیں گے، لہٰذا جو لوگ ان پر عمل کریں گے وہ کامیاب رہیں گے: انہیں نہ دنیا میں کوئی خوف و رنج ہو گا اور

Marfat.com

نہ آخرت میں[۳۸]۔ البتہ جو لوگ اس کے احکام سے منہ موڑیں گے وہ (معاذ اللہ) جہنم میں ڈالے جائیں گے[۳۹]۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہدایت دینے اور طریقہ کامیابی بتانے کا جو اہتمام فرمایا ہے، اس سلسلے میں مندرجہ ذیل باتیں توجہ طلب ہیں۔

۱۔ مطلوبہ صلاحیتیں عطا کی گئیں: انسان کو دیکھنے اور سننے کی قوتیں دی گئی ہیں[۴۰]، گفتگو کے لئے زبان اور ہونٹ[۴۱] اور سوچنے سمجھنے کے لئے دل و دماغ عطا کئے گئے ہیں[۴۲]۔ ان قوتوں اور صلاحیتوں سے وہ نیکی اور بدی میں تمیز کر سکتا ہے، حق و باطل میں فرق کر سکتا ہے، سچ اور جھوٹ کو پہچان سکتا ہے[۴۳]۔

۲۔ راہ ہدایت دکھا دی گئی: اللہ تعالیٰ نے انسان کو راہ ہدایت صاف طور پر دکھا دی ہے[۴۴] کیونکہ خود اس کا ضمیر اور اس کی اخلاقی حس، نیکی اور بدی کی پہچان کے لئے کسوٹی کا کام کرتی ہے، اس کے اندر سے یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ اس کا کونسا ارادہ، اور کونسا قول یا فعل اچھا ہے یا برا۔ نیز انسان اپنے روز مرہ مشاہدات اور کائنات کے نظام کار سے یہ اصول معلوم کر لیتا ہے کہ ہر کام کا انجام اس کی نوعیت کے مطابق ہی ہوتا ہے[۴۵]، یعنی انسان جو بوتا ہے سو ہی کاٹتا ہے۔ لہٰذا نیک عمل کے اچھے اور بد عمل کے برے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ جَو بیج کر گندم کی امید رکھنا یا کیکر بو کر انگور کھانے کی تمنا کرنا بے وقوفی ہے:

فریدا! لوڑے داکھ بجوریاں، ککّر بیجے جٹ[۴۶]
ہنڈے اُنّ کتائیندا پیدھا لوڑے پٹ

غرض مکافات عمل کا نظام سمجھ لینے کے بعد، اب انسان کی اپنی مرضی ہے کہ چاہے تو سیدھی اور نیک راہ اختیار کر کے امتحان میں کامیاب ہو جائے (یعنی اللہ کی دی ہوئی ہدایت پر کاربند ہو کر شکر گزار بن جائے) یا چاہے تو منہ موڑ کر غلط راستہ اختیار کر لے (اور ناشکرا بن جائے)[۴۷]

۳۔ اللہ کی ربوبیت کا اقرار ازلی: اللہ کریم نے انسان سے صبح ازل ہی یہ اقرار کرا لیا تھا کہ وہ اس کا رب ہے اور یہ اقرار اس لئے کروایا گیا تھا کہ قیامت

Marfat.com

کے دن وہ کہیں یہ نہ کہہ دے کہ مجھے تو اس بات کا علم ہی نہ تھا[۴۷]۔ لہٰذا اب اس عہد کے بعد انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنے رب کی اطاعت کرے کیونکہ اگر وہ اس پیمان کو توڑ دے تو اس کے لئے معذرت کی کوئی گنجائش نہیں، چنانچہ اسے خبردار اور محتاط رہنا چاہیئے۔

۴۔ نیکی اور بدی کا فطری الہام: انسان کو فطری طور پر نیکی اور بدی کی تمیز سکھا دی گئی ہے بلکہ اس فرق کا اس پر الہام کیا جا چکا ہے[۴۸] لہٰذا اب اس کے لئے کوئی عذر یا بہانہ باقی نہیں رہا اور اس پر واجب ہے کہ وہ نیکی کی راہ اختیار کرے اور بدی سے دُور رہے۔

۵۔ ہدایت انسانی کے لئے نظام ربانی: اللہ تعالیٰ نے انسان کو امتحان میں ڈالتے ہوئے اسے ہدایت کا راستہ دکھانے کی خود ذمہ داری قبول فرمائی ہے[۴۹] اور بدی کے نتیجے میں ملنے والی سزا سے ڈرانے کا پورا پورا انتظام کیا ہے[۵۰]۔ وہ وقتاً فوقتاً انبیاء و رُسُل علیہم السلام بھیجتا رہا ہے جو اپنی اپنی قوموں کو راہ حق دکھاتے رہے ہیں اور سب سے آخر میں تمام نوع انسان کے لئے اس نے خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے لئے انسانی رہنمائی کی خاطر ایک جامع دستور حیات، کامل "دین اسلام" کی شکل میں دے کر بھیجا، جنہوں نے اللہ کا پیغام پہنچانے، اور خود اس پر مکمل عمل کر کے بہترین نمونہ دکھانے کا، حق ادا کر دیا۔ اب ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کا کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا اُسوہ حسنہ نوع انسان کے سامنے ہے۔ چنانچہ جو شخص بھی اللہ کا اطاعت گزار بندہ بن کر زندگی گزارنا چاہتا ہے اس کے لئے اس کا آخری کلام (قرآن مجید) ہی بہترین اور کامل نظام حیات اور راہ ہدایت ہے۔ اس سے ہٹ کر دوسرا ہر فلسفہ اور ہر نظریہ قطعی باطل ہے:

نوع انسان را پیام آخریں [۵۱]
حامل او رحمۃ للعالمین

Marfat.com

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

غرض اللہ کی جانب سے حق واضح ہو چکا ہے اور مختلف طریقوں سے ' انسان پر یہ بات روشن کر دی گئی ہے کہ اسے کونسی راہ اختیار کرنی چاہئے اور کونسی نہیں، لہٰذا اس اہتمام کے بعد اب جس کا جی چاہے حق مان لے اور جس کا چاہے ' انکار کر دے ۔[۵۲]

سیدھی راہ پر چلنا ممکن ہے

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے جو راہ ہدایت متعین کی ہے اس پر چلنا ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی آدمی پر اس کی قوت و صلاحیت ' اور مقدور و ہمت ' سے زیادہ ذمہ داری نہیں[۵۳] ڈالتا بلکہ وہ لوگوں پر سے پابندیاں نرم کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ انسان کمزور ہے[۵۴] لہٰذا انسان راستبازی اور حق پرستی کو ناممکن کہہ کر ' اس سے پہلوتہی کرنے کا مجاز نہیں ' بلکہ راہ حق واضح اور ممکن العمل ہونے کے باعث ' ہر آدمی اس بات کا ذمہ دار ہے کہ وہ اس راہ کو اختیار کرے ۔ یاد رہے کہ کوئی بھی انعام اور صلہ پانے کے لئے محنت ومشقت کرنا پڑتی ہے ۔ اس لئے راہ حق میں آزمائشیں اور مصائب تو ضرور پیش آتے ہیں چنانچہ صاحب ایمان کے لئے حق پرستی دشوار ضرور ہے مگر ناممکن نہیں ' لہٰذا اسے صدق مقالی اور راستبازی کے ضمن میں پیش آمدہ مشکلات کا ' عزم و استقلال اور صبر و حوصلہ سے مقابلہ کرنا چاہئے ' گلہ نہیں اور اللہ کے نبیؐ کی مقرر کردہ حدود سے باہر نہیں نکلنا چاہئے :

بشکوہ سنجِ سختیِ آئیں مشو[۵۵]
از حدودِ مصطفیٰ بیروں مرو

یاد رہے کہ جو شخص دنیوی زندگی کو اہمیت دیتے ہوئے صرف دنیا میں ہی صلہ

Marfat.com

پانے کی نیت سے گزارے گا ' اسے اپنی محنت کا پھل دنیا میں ہی مل جائے گا ' اور جو آخرت کو ترجیح دیتے ہوئے ' آخرت میں صلہ اور ثواب پانے کے ارادے سے زندگی بسر کرے گا ' اسے آخرت میں صلہ ملے گا[۵۶] جو کہیں بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیونکہ در حقیقت دنیا کی زندگی (اس کا عیش و عشرت اور سامان راحت) محض ایک ظاہری فریب ہے[۵۷]۔ اس کی کوئی مستقل حقیقت 'کوئی قدر و قیمت نہیں ' لہٰذا انسان کو کبھی اس دھوکہ میں نہ آنا چاہئے اور نہ اس کی خاطر آخرت (اور ثواب آخرت) کو قربان کرنا چاہئے۔

گزشتہ صفحات میں بتایا گیا ہے کہ انسانی زندگی امتحان ہے ' جس میں کامیابی یا ناکامی کا دار و مدار اس کے اعمال کی اچھائی اور برائی پر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اعمال کا پورا پورا ریکارڈ رکھنے کا باقاعدہ انتظام فرمایا ہے۔ اس کی وضاحت ذیل میں کی گئی ہے۔

انسان کے اعمال کا ریکارڈ تیار ہوتا جا رہا ہے

چوں کہ انسان کی فلاح و نجات کا انحصار اس کے ایمان اور اعمال پر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے سارے اعمال لکھنے ' ان کا اندراج کرنے ' اور باقاعدہ ریکارڈ رکھنے کے لئے اس کے ساتھ دو فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو انسان کے ایک ایک عمل کو دیکھتے اور درج کرتے جاتے ہیں[۵۸]۔ عمل چھوٹا ہو یا بڑا ' گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ ' ان کی نگاہ اور قلم سے ہرگز اوجھل نہیں رہتا ' بلکہ اس کا اعمال نامہ ہر سانس اور ہر لمحہ کے ساتھ ساتھ تیار ہوتا جا رہا ہے ' اور قیامت کے دن یہی اعمال نامہ اس کے سامنے رکھ دیا جائیگا :

معزز کاتبین تم پر نگہبان دو فرشتے ہیں
جو لکھتے ہر بھلائی اور برائی کے نوشتے ہیں
وہ سب معلوم رکھتے ہیں جو کچھ تم کرتے جاتے ہو
عیاں ان پر تمہارے ہر عمل کے کل سرشتے ہیں

Marfat.com

اعمال تو ایک طرف ' انسان جو لفظ بھی منہ سے نکالتا ہے وہ بھی فرشتے لکھ لیتے ہیں[۵۹] لہٰذا اسے چاہئے کہ اپنے قول اور فعل کی پوری نگہبانی کرے تاکہ کوئی غلط حرکت سرزد نہ ہو :

ب بول سنبھال کے سخن مُوہوں '
ملک[۶۰] لکھن والے تیرے نال میاں
دِنے رات توں کریں کرتب جیہڑے '
ہر دم لکھن تیرا حال احوال میاں
بھلا دس ' جواب کیہ دیں بُھل کے '
جدوں تدُھ تے ہون سوال میاں
اوکھا وقت حساب ہدآیت اللہ
اجے وقت ہے ' سُرت[۶۱] سنبھال میاں

چنانچہ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ دنیا میں وہ جو کام کر رہا ہے اس کی کسی کو خبر نہیں ' اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں ' یا کم سے کم اس نے جو گناہ یا برے عمل چھپ کر کئے ہیں انہیں تو کوئی بھی نہیں جانتا اس لئے وہ سزا سے بچ جائیگا - ہرگز نہیں - اس کے ہر قسم کے اعمال کا مکمل ریکارڈ تیار کیا جا رہا ہے -

لہٰذا انسان کو اصل فکر اس دن کی ہونی چاہئے[۶۲] جب اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو اس طرح گھیر کر جمع کرے گا کہ اگلی پچھلی نسلوں میں سے کوئی نہ چھوٹے[۶۳] گا اور سب لوگ قطار باندھے صف در صف پیش کئے جائینگے[۶۴] اور ان میں سے ہر ایک کا اعمال نامہ اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا- اس وقت گنہگار لوگ اپنے اعمالنامہ میں درج اپنے کرتوتوں اور گناہوں سے ڈر رہے ہوں[۶۵] گے ' اور اسے دیکھ کر حد درجہ افسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے کہیں گے : ہائے ہماری کمبختی ! یہ کس قسم کی کتاب ہے کہ ہم نے جو چھوٹی بڑی خطا کی تھی وہ سب کی سب اس میں شامل ہے[۶۶]

غرض جو جو عمل انہوں نے زندگی میں کیا ہو گا وہ اسے اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔

بلکہ اعمالنامہ تو ایک طرف ' حقیقت تو یہ ہے کہ انسان خود ہی اپنے کرتوتوں اور عملوں کو اچھی طرح جانتا ہے خواہ وہ اپنے دل کی جھوٹی تسلی کے لئے یا دوسروں کا منہ بند کرنے کے لئے ' کتنی ہی غلط سلط معذرتیں یا دلیلیں پیش کرے[۶۷] لیکن جب اسے ' اس کے گناہوں اور اعمال سے آگاہ کر دیا جائے گا تو اس وقت انسان کا یہ عذر ہرگز قبول نہ کیا جائے گا کہ اسے سیدھے راستہ کی سمجھ نہ آ سکی[۶۸] کیونکہ مختلف طریقوں سے راہ ہدایت بتانے کے علاوہ ' اللہ تعالیٰ انسان کو اتنی عمر دے دیتے ہیں جس میں وہ اگر کوئی سبق لینا چاہے تو لے سکتا ہے اور بری راہ چھوڑ کر نیک روش اختیار کر سکتا ہے۔[۶۹]

غرض یہ بات واضح ہو گئی کہ انسان جو کچھ عمل کر کے اپنی آخرت کے لئے آگے بھیجتا ہے اور اپنے اعمال کے جو جو آثار پیچھے چھوڑتا ہے وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ محفوظ کرواتا جاتا ہے اور یہ اندراج ایک ایسی کتاب میں ہوتا جاتا ہے جو بالکل واضح اور روشن ہے ' اور ہر بات کو گھیرے ہوئے ہے[۷۰]۔ لہٰذا انسان کو خبردار ہونا چاہیئے ' غفلت چھوڑ کر ہوشیار ہو جانا چاہیئے اور دنیا کے فریب سے نکل کر آخرت کے لئے اچھے اعمال کا ذخیرہ کرنا چاہیئے۔ حق پرستی ' خدا ترسی ' خوش خلقی ' نیک عملی ' نفع رسانی اور دوسروں کی خیر خواہی کو اپنا شعار بنانا چاہیئے۔ لیکن اگر انسان غفلت کا شکار ہو جائے ' موت کو بھول جائے اور زندگی کو کھیل تماشا سمجھ کر گزار دے تو اسے آخرت میں سخت پشیمانی ہو گی:

ٹال عمراں جھیڑا تیرا ' لیکھا دیندی رونویں کیوں ؟[۷۱]
سیّاں وچہ کھڈیندے کڑئیے ' شوہ نوں منوں بھلائیو کیوں ؟
راہاں دے وچہ اوکھی ہوسیں ' اتنا بھار اٹھائیو کیوں ؟
کہے حسینؔ فقیر نماناں ' مرناں چیت نہ آئیو کیوں ؟

اصل خسارہ

سچی بات تو یہ ہے کہ دنیا میں کسی شے کی کمی یا محرومی کوئی خسارہ نہیں : یہ کمی خواہ مال کی ہو یا اولاد کی ' اقتدار کی ہو یا شان کی' کیونکہ حقیقی خسارہ یہ ہے کہ انسان قیامت کے دن ناکام و نامراد ہو جائے[۴۲] - دنیا کا خسارہ عارضی اور بے وقعت ہے ' لیکن آخرت کا خسارہ بے حد تکلیف دہ اور حسرت ناک ہو گا کیونکہ اس کی تلافی کسی طرح بھی ممکن نہ ہو گی - اللہ کریم مجھے اور آپ کو اس خسارے سے بچائے رکھے - آمین -

قیامت کے روز خسارہ اٹھانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ بھٹکے ہوئے لوگ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ان کے بہت سے اعمال کی اللہ کو خبر ہی نہیں[۴۳] - اپنے رب کے بارے میں ' ان کا یہی گمان ' یہی غلط فہمی ' انہیں لے ڈوبے گی - انہیں یہ مغالطہ اس لئے بھی ہے کہ انسان مال و دولت کی محبت میں بُری طرح گرفتار ہے[۴۴] ' وہ زیادہ سے زیادہ دنیوی فائدے حاصل کرنے کی دُھن میں مست ہے اور اس بات نے اسے اللہ اور آخرت سے غافل کر رکھا ہے - حتیٰ کہ یہ غفلت قبر تک اس کے ساتھ جاتی ہے[۴۵] اور چونکنے کی ' ہوشیار ہونے کی ' نوبت ہی نہیں آتی ' انسان نہ صرف دنیوی مفادات حاصل کرنے میں گم رہتا ہے بلکہ اگلا مرحلہ یہ ہے کہ وہ مال و اولاد پاکر اور زیادہ نامراد ہو جاتا ہے کیونکہ :

☆ وہ ان چیزوں پر اِترانے لگتا ہے '

☆ انہیں مزید جمع کرنے کی فکر میں غرق ہو جاتا ہے اور خدا کو بھول جاتا ہے '

☆ دنیوی زندگی میں انہی چیزوں کو اپنا سہارا سمجھنے لگتا ہے جس کے باعث اس کا اپنے خالق پر ایمان و توکل کمزور پڑ جاتا ہے -

غرض انسان دنیوی شان و شوکت اور دولت و ثروت کو عزت کا معیار سمجھتا

Marfat.com

ہے اور تنگدستی و ناداری کو ذلت کا ' حالانکہ یہ بات قطعی غلط ہے کیونکہ یہ دونوں کیفیتیں در اصل انسان کی آزمائش کے لئے ہیں ' اور اللہ کے نزدیک تو حقیقی عزت والا اور صاحب تکریم وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے ' تقویٰ اختیار کرتا ہے[76] ' پاکیزہ زندگی گزارتا ہے اور ذلت والا وہ ہے جو رب سے بے خوف ہے ' پرہیز گاری سے دُور ہے ۔

گذشتہ اوراق کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ زندگی کی سب سے بڑی حقیقت اور اہم ترین صداقت یہ ہے کہ دنیوی زندگی ایک امتحان ہے[77] اور انسان کو دنیا میں جو صلاحیتیں ' جو نعمتیں ' جو حیثیتیں دی گئی ہیں ' ان کے صحیح یا غلط استعمال کے بارے میں اس سے باز پُرس ہو گی ۔ اس سے پوچھا جائے گا کہ بہ حیثیت خاوند ' باپ ' بیٹا ' بھائی ' دوست ' کفیل ' تاجر ' ملازم ' حاکم ' شہری وغیرہ اس نے اپنے فرائض کس حد تک اللہ کی ہدایت کی روشنی میں ادا کئے ' اپنی ذمہ داریوں سے کہاں تک عہدہ برا ہوا ۔ اپنا وقت ' عہد شباب ' دَورِ پیری کیسے گزارا ۔ مال کس طرح کمایا اور کیونکر خرچ کیا ۔ اولاد کی تربیت ' والدین اور اقرباء کے حقوق کس حد تک دیانتداری سے ادا کئے ۔ غرض اس باز پرس کے معیار پر بحسن و خوبی پورا اترنے کے لئے انسان پر لازم ہے کہ عقل و خرد سے کام لے ' عاقبت اندیشی کو شعار بنائے ' اپنے اعمال کو درست کرے ' راہ راست اختیار کرے اور اللہ کی اطاعت اور اس کی خوشنودی کو مقصد حیات بنالے ۔

لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ اتنی بڑی حقیقت کے منکشف ہو جانے کے باوجود (بعض) لوگ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ زندگی تو بس دنیوی زندگی ہی ہے ' مرنے کے بعد وہ ہرگز زندہ نہیں کئے جائینگے[78] اور نہ ان سے کوئی باز پرس ہو گی لہٰذا خوب مزے اڑاؤ :

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مگر یاد رکھو! دنیوی زندگی کے خاتمے پر واقعی ایک وقت آئے گا جب سب

لوگ اپنے رب کے سامنے جوابدہی کے لئے پیش کئے جائینگے اور اس وقت ان سے پوچھا جائیگا : کیا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا ایک حقیقت ہے یا نہیں ؟ وہ جواب میں کہیں گے ہمارے رب ! واقعی یہ تو ایک حقیقت[۷۹] نکلی ' لیکن اس وقت ' ان کا یہ اقرار و اعتراف ' انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا کیونکہ اس وقت ان کی کوئی معذرت قبول نہ ہو گی اور سوائے پچھتاوے اور حسرت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا لہٰذا دانائی اور دور اندیشی کا تقاضا یہی ہے کہ انسان ابھی سنبھل جائے ' دنیا کی بے وقعت چاشنی اور رنگینیوں اور رعنائیوں میں گم ہو کر نہ رہ جائے کیونکہ یہ ٹھکانا بالکل عارضی ہے جہاں سے کوچ کر کے ایسی جگہ پہنچنا ہے جو ہمیشہ اور ابدلاباد تک رہنے والی ہے ' چنانچہ ہوش کے ناخن لینے چاہئیں :

کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحب ہوش[۸۰]
اک جہاں اور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش [۸۰-ل]

گمراہی کی اصل وجہ

مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ انسان کے راہ راست سے بھٹک جانے کا اصل سبب یہ ہے کہ وہ آخرت پر پکا یقین نہیں رکھتا[۸۱] جس کے باعث وہ اللہ کے احکامات سے بے خوف ہو جاتا ہے حالاں کہ اگر وہ قیامت کے روز جوابدہی پر پختہ ایمان رکھتا ہو تو برا کام کرنا تو کجا اس کی بابت کبھی ذہن میں خیال بھی نہ لائے ' لیکن اس بے یقینی کے باعث وہ اپنے نفس اور شیطان کے نرغے میں پھنس جاتا ہے ' حالانکہ شیطان انسان کا ازلی اور کھلا دشمن[۸۲] ہے اور اسے راہ راست سے بھٹکا کر ' ہلاک کرنے پر تلا ہوا ہے[۸۳] ' چنانچہ انسان کو چاہیئے کہ اس حقیقی دشمن سے خبردار رہے اور ہرگز اس کے فریب میں نہ آئے[۸۴]

ہم یہاں بیان کرتے ہیں کہ انسان کو سیدھے راستے سے ہٹانے اور گمراہ کرنے کے لئے شیطان کون کونسی چالیں چلتا ہے تاکہ آدمی ان سے چوکنا رہے اور گمراہی سے بچ سکے۔

انسان کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان کی چالیں

انسان کو صراط مستقیم سے بھٹکانے کے لئے شیطان درج ذیل چالیں چلتا ہے:

۱۔ وہ بے حیائی پر اکساتا ہے: شیطان کی ایک چال یہ ہے کہ وہ انسان (یعنی مرد و عورت) کی شرمگاہیں (جنہیں چھپانا یا پردے میں رکھنا شرم وحیا کا ایک فطری تقاضا ہے) اس کے سامنے کھول دیتا ہے[۸۵] اس کے تصور اور تخیل میں لاتا ہے اور اسے بے حیائی پر اکسا کر جنسی بے راہ روی پر ڈال دیتا ہے جس کے بعد انسان بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے، یہیں بس نہیں، شیطان، انسان پر سے اس کا لباس اتروا دیتا ہے تاکہ مرد و عورت کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھول دے[۸۶]، یا انسان ایسا لباس پہننے اور پسند کرنے لگتا ہے جو جسم کے ڈھانکے جانے والے حصوں کو چھپانے کے بجائے نیم برہنہ یا نمایاں کر کے پیش کرتا ہے اور یوں عریانی اور بے پردگی کے باعث جنسی حس سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ شرم وحیا اور عفت وعصمت کا دامن یکسر چھوڑ دیتا ہے۔ مخلوط معاشرت میں جہاں مرد و عورت اکٹھے گھومتے پھرتے، کام کاج کرتے یا ملتے جلتے ہیں وہاں شیطان کی یہ چال بہت کارگر ہوتی ہے، چنانچہ ضروری ہے کہ انسان ایسا لباس پہنے جو اس کے ستر کو اچھی طرح ڈھانپے رکھے۔

۲۔ خواہشات نفس کا غلبہ: انسان کو گمراہ کرنے کا شیطان کے پاس ایک حربہ یہ ہے کہ وہ اس پر نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا کا ایسا غلبہ ڈال دیتا ہے کہ وہ

Marfat.com

بھٹک کر اللہ تعالیٰ کے احکامات سے بے پروا ہو جاتا ہے اور ٹیڑھے راستے پر ایسا چل نکلتا ہے کہ پھر راہ راست پر واپس آنے کا ہوش نہیں رہتا[۸۷]' بالفاظ دیگر شیطان انسان کے پیچھے یوں ہاتھ دھو کر پڑتا ہے کہ اسے آخر کار بھٹکا کر ہی دم لیتا ہے۔ چنانچہ انسان کو چاہیئے کہ وہ خواہشات نفس کے جال میں نہ الجھے بلکہ اپنا مقام پہچانتے ہوئے ضبط نفس سے کام لے:

آہ اے راز عیاں کے نہ سمجھنے والے[۸۸]
حلقہ دام تمنا میں الجھنے والے
تُو اگر اپنی حقیقت سے خبردار رہے
نہ سیہ روز رہے پھر نہ سیہ کار رہے

چنانچہ ضروری ہے کہ انسان' شیطان کے حملوں سے بچنے کیلئے' ہوائے نفس کے پیچھے نہ چلے' دل میں جائز اور قلیل خواہشات رکھے کیونکہ وہ خواہشات کو جتنا زیادہ بڑھاتا جائیگا انہیں پورا کرنے کے لئے اتنا زیادہ ناروا کاموں میں الجھنے کا خطرہ مول لیتا جائے گا اور اصل مقصد حیات سے غافل ہوتا جائے گا اور موت کے وقت اسے اچانک احساس ہو گا کہ:

شبِ عمر غفلت میں آخر ہوئی[۸۹]
میں سویا کیا' صبح ظاہر ہوئی
گرفتار جرم و خطا ہر نفَس
ہوا خواہِ حرص و ہوا ہر نفَس

۳۔ شیطان نصیحت کے پردے میں فریب دیتا ہے: انسان کو بہکانے کے لئے شیطان ایک خیر خواہ' ہمدرد اور ناصح کا روپ دھار لیتا ہے[۹۰]' جس کے باعث انسان اسے اچھی طرح پہچان نہیں سکتا اور اس کے فریب میں آجاتا ہے۔ ایسے موقع پر ضروری ہے کہ انسان سچے اور جھوٹے خیر خواہ میں تمیز کر لے' اس کا طریقہ یہ ہے کہ نفس کی اکساہٹ یا اس کے مشورے کو اللہ کے احکام کے ساتھ

Marfat.com

پرکھے کہ کونسا کام ان ہدایات کے مطابق ہے اور کونسا مخالف ۔

۴ ۔ وہ ناجائز اعمال کو خوشنما بناتا ہے: شیطان ، انسان کے مکروہ اور ناجائز اعمال کو اس کے سامنے خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے[۹۱] ، طرح طرح کی تاویلیں کرکے اسے مطمئن کر دیتا ہے ، جس کے باعث عمل کی ظاہری خوبصورت ہیئت دیکھ کر انسان سمجھنے لگتا ہے کہ وہ ہرگز غلطی پر نہیں ہے ، لہٰذا انسان پر واجب ہے کہ اپنے اعمال کی ظاہری شکل دیکھنے کے بجائے ان کی روح پر نظر رکھے ، اور ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرے کہ کیا اس کا فعل اللہ کی رضا کے مطابق ہے یا نہیں ۔

۵ ۔ وہ جھوٹے وعدے کرتا ہے: شیطان ، انسان کے ساتھ جھوٹے وعدے کرتا ہے[۹۲] ۔ ناجائز کاموں کے نتائج کے بارے میں خوش آئند امیدیں دلاتا ہے اور انسان ان امیدوں کے فریب میں غلط روش پر چلتا ہے حالانکہ شیطان کے وعدے صریح دھوکہ ہوتے ہیں اس لئے انسان کو جھوٹی امیدوں پر تکیہ نہیں کرنا چاہیئے ۔

۶ ۔ وہ غلط مشورے دیتا ہے: انسان دولت کمانے اور اولاد کی پرورش کرنے کے سلسلے میں بعض اوقات اس طرح ناجائز طریقے اختیار کرتا ہے گویا ان ذمہ داریوں میں شیطان برابر کا شریک ہے[۹۳] ، حالانکہ یہ ذمہ داریاں تو خود انسان کی اپنی ہیں ، اس لئے ان کو نبھانے کے لئے اپنے دشمن شیطان کا مشورہ نہیں لینا چاہیئے ، اور نہ اس کے بتائے ہوئے غلط طریقے اختیار کرنے چاہئیں ۔

۷ ۔ وہ دلفریبیوں کا جال بچھاتا ہے: انسان کے لئے ، شیطان دنیوی زندگی میں کئی دلفریبیاں پیدا کرتا ہے ، غلط کاموں کو زیب و زینت سے پیش کرتا ہے ۔ مکروہ باتوں کو سجا سجا کر سامنے لاتا ہے اور یوں انسان کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے[۹۴] ۔ ناچ گانا ، ورائٹی شو ، ثقافتی سرگرمیاں ، فیشن پرستی ، نمود و نمائش ، فضول خرچی ، غیر ضروری تقریبات کا انعقاد ، محفل آرائی ، ٹھاٹھ باٹھ ، شان و شوکت کے مظاہرے اور دیگر رسوم و روایات بظاہر بڑی دلفریب ہیں لیکن در حقیقت یہ

ایمان و اخلاق کی تباہی کا باعث بنتی ہیں کیونکہ یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔

۸۔ ایمان بالاخرت کے تصور کو کمزور کرتا ہے: اگر گہری نگاہ سے دیکھا جائے تو انسان کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان کا سب سے بڑا حربہ یہ ہے کہ وہ انسان کو خدا اور آخرت سے انکاری بنا دیتا ہے یا غفلت میں ڈال دیتا ہے یعنی خوف خدا ختم کرنے یا جزا وسزا کے عقیدے کو کمزور بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ تاہم یاد رہے کہ شیطان صرف اس شخص پر تسلط حاصل کر پاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت برتے، یعنی کوئی کام کرتے وقت، اس بات سے غافل ہو جائے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور روز قیامت اس کی جواب طلبی کرے گا۔ لہٰذا امتحان زندگی کا جتنا عرصہ خدا سے غفلت میں گزارے گا وہ اللہ سے دُوری اور ناکامی کا باعث بنے گا:

جو دم غافل سو دم کافر، سانوں مرشد ایہہ پڑھایا ھُو[۹۵]
سُنیا سخن، گیاں کُھل اکھیں، اساں چت مولا ول لایا ہو

لہٰذا جب کوئی شخص خدائے رحمان و رحیم سے غافل ہو جاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ ایک شیطان مسلط کر دیتا ہے جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے[۹۶] پھر یہ شیطان اور اس کے ساتھی ایسے لوگوں کو سیدھے راستے پر آنے سے روکتے رہتے ہیں اور غلط راستے پر چلاتے ہیں حالاں کہ لوگ اپنے طور پر یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ بالکل ٹھیک راہ پر جا رہے ہیں[۹۷]۔ غرض اس غلط فہمی کی بنا پر وہ راہ راست کھو بیٹھتے ہیں اور آخرت میں سخت خسارہ اٹھاتے ہیں۔ حافظ و ناصر اللہ ہمیں شیطان کی تمام چالوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

شیطانی حملے کا نشانہ

یہ بات قابل توجہ ہے کہ صرف وہی انسان شیطان کے چنگل میں پھنستا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ اسے اللہ کے سامنے جواب

دہی کے لئے حاضر نہیں ہوتا[۹۸]، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے اور مرنے کے بعد روز قیامت اس کے اعمال کی باز پرس ضرور ہو گی ۔ بہر حال شیطان آدمی کو طاغوتی راہ پر چلنے کی دعوت دیتا ہے جسے وہ قبول کر لیتا ہے اور سیدھے راستے سے بھٹک جاتا ہے ۔ یاد رہے کہ شیطان کسی شخص کو زبردستی اپنے پیچھے نہیں چلاتا کیونکہ اسے انسان پر کوئی اقتدار حاصل نہیں[۹۹] ہے بلکہ وہ صرف برے کام کی رغبت دیتا ہے جسے انسان مان لیتا ہے ۔ اس لئے توجہ طلب بات یہ ہے کہ جب کبھی انسان کے اندر برے کام کا داعیہ پیدا ہو اسے چاہئے کہ اندھا دھند اور بلا سوچ سمجھے اسے پورا کر لینے کے بجائے ذرا تحمل سے کام لے، نفس کو قابو میں رکھے، دور اندیشی اختیار کرے اور پھسل جانے سے بچ جائے ۔ اگرچہ نفس پر قابو پانا ایک مشکل کام ہے لیکن یہی تو زندگی کا امتحان ہے ۔ چنانچہ اصلاح نفس کے لئے حرص اور طمع چھوڑنا ضروری ہے ۔ قناعت، فقر اور استغناء لازمی ہے، نیک لوگوں کی صحبت مفید ہے :

لکھ ہزار کتاباں پڑھیاں، ظالم نفس نہ مردا ہُو
باجھ فقیراں کسے نہ ماریا، ایہہ ظالم چور اندر دا ہُو

شیطان کی مذکورہ بالا چالوں میں سارے انسان نہیں پھنستے، بلکہ اس کا داؤ صرف ان لوگوں پر چلتا ہے جو[۱۰۰] :

☆ اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں،
☆ اللہ کے بجائے خود شیطان کو اپنا سرپرست بنا لیتے ہیں،
☆ اس کے بہکاوے میں آ کر شرک کرنے لگتے ہیں اور
☆ آخرت کو یقینی نہیں سمجھتے اور جواب دہی کو سچ نہیں مانتے ۔

شیطان کا حملہ ایسے لوگوں پر کامیاب نہیں ہوتا جو :

اول ۔ اللہ کو مانتے ہیں، اس کی اطاعت کرتے ہیں، ہر کام میں اس پر توکل کرتے ہیں[۱۰۱] اور شیطان سے بچنے کے لئے خدا ہی کی پناہ مانگتے ہیں ۔ اور

دوم۔ جنہیں اللہ نے اپنے لئے خاص کر لیا ہو۔[۱۰۳]

یہ سمجھ لینے کے بعد کہ انسانی زندگی ایک امتحان ہے ' یہ جاننا ضروری ہے کہ جس ہستی نے ہمیں امتحان میں ڈالا ہے وہ کون ہے ' اس کی صفات کیا ہیں ' اس کا مقام کیا ہے ' اس کے ساتھ ہمارا رشتہ کیا ہے ؟ اس لئے اگلا باب خالق کائنات ' اللہ تعالیٰ کی شان و صفات کے تذکرہ کے لئے وقف ہے تاکہ انسان کے دل میں اللہ کے حضور پیکر تسلیم و رضا بننے کا ولولہ پیدا ہو کیونکہ یہی انسان کا سرمایہ حیات ہے اور یہی ذریعہ نجات۔

حوالہ جات

۱۔ وَ لَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ..... الخ (الاعراف : ۱۱) ۲۔ وَ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ (التغابن : ۳) ۳۔ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ .... (الحجر : ۲۹) ۴۔ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْئِدَةَ (المؤمنون : ۷۸) ۵۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ ۝ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ (البلد : ۸۔۹) ۶۔ اِنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ ...... رَّحِیْمٌ (الحج : ۶۵) ۷۔ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا ... (البقرة : ۲۲) ۸۔ هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ..... (النحل : ۱۰ تا ۱۴) ۹۔ فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا حَبًّا ۝ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ۝ وَّ زَیْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ۝ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ۝ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ۝ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ (عبس ۲۷ تا ۳۲) ۱۰۔ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النحل : ۶۹) ۱۱۔ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا .... وَ رِیْشًا (اعراف : ۲۶)

Marfat.com

۱۲ ۔ وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاكُلُوْنَ ....
(اَلنَّحْلِ : ۵) ۱۳ ۔ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ
حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ .... (النَّحل : ۱۴) ۱۴ ۔ وَ اِنْ
تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (اِبراهِيم : ۳۴) ۱۵ ۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ
خَلِيْفَةً (بقره : ۳۰) ۱۶ ۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ .... اَحْسَنُ عَمَلًا (مُلك : ۲)
۱۷ ۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِیَ
الْاَمْرُ (بقره : ۲۱۰) ۱۸ ۔ يَاْتِیْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ
تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ (انعام : ۱۵۸) ۱۹ ۔ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ
وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَ كُمْ فِیْ مَآ اٰتٰكُمْ (انعام : ۱۶۵) ۲۰ ۔
وَ اعْلَمُوْآ اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (انفال : ۲۸) ۲۱ ۔ لَتُبْلَوُنَّ فِیْ
اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ .... (اٰلِ عِمْرَان : ۱۸۶) ۲۲ ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ
يُّتْرَكُوْآ اَنْ يَّقُوْلُوْآ اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (اَلْعَنكَبُوت : ۲) ۲۳ ۔ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ (العنكبُوت : ۳) ۲۴ ۔ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ
الشَّهَوٰتِ .... الْمَاٰبِ (اٰلِ عِمْرٰن : ۱۴) ۲۵ ۔ شيخ سعدی مرحوم ۲۶ ۔
اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الكهف : ۷)
۲۷ ۔ وَ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (اعراف : ۱۶۸)
۲۸ ۔ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۵ۙ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (اَلْحِجر ۹۲ ، ۹۳) ۲۹ ۔ وَ

Marfat.com

لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (اَلنَّحْل : ۹۳) ۳۰ - اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلاً (بنی اسرائیل : ۳٦) ۳۱ - مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (البقرة : ٦٢) ۳۲ - فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ (اَلزُّمَر : ۲) ۳۳ - قُلْ اِنَّ صَلَاتِىْ وَ نُسُكِىْ وَ مَحْيَاىَ وَ مَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (انعام : ۱٦۲) ۳۴ - وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِىْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (يٰسٓ : ٦۱) ۳۵ - وَ مَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلاً (بنی اسرائیل : ۸۵) ۳٦ - وَ عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (بقره : ۲۱٦) ۳۷ - اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (انعام : ۱۱٦) ۳۸ - فَمَنْ تَبِعَ هُدَىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (بقره : ۳۸) ۳۹ - وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (بقره : ۳۹) ۴۰ - اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ (البلد : ۸) ۴۱ - وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ (البلد : ۹) ۴۲ - وَ هُوَ الَّذِىْ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْئِدَةَ (مُؤْمِنُوْن : ۷۸) ۴۳ - وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ (اَلْبَلَد : ۱۰) ۴۴ - اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا (اَلدَّهْر : ۳) ۴۵ - هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَاكُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (اَلنَّمْل : ۹۰) لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (اَلنَّجْم : ۳۹) ۴٦ - بابا فرید گنج شکر فرماتے ہیں

جٹ کیکر کا درخت بو کر علاقہ نجُور کا انگور تلاش کرتا ہے اور

Marfat.com

ساری عُمر اُون کاتنے والا ریشم کی خواہش کرتا ہے ۔ ایسی خواہش ہرگز پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ انسان جو کچھ بوتا ہے وُہی کاٹتا ہے ، اور جیسی محنت کرے گا ویسا ہی پھل پائے گا) ۴۷ ۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ (اعراف : ۱۷۲) ۴۸ ۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا (الشَّمْس : ۸) ۴۹ ۔ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى (الَّيل : ۱۲) ۵۰ ۔ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى (الَّيل : ۱۴) ۵۱ ۔ علامه اقبال مرحوم) ۵۲ ۔ وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الكهف : ۲۹) ۵۳ ۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرة : ۲۸۶) ۵۴ ۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا(النِّسَآءِ : ۲۸) ۵۵ ۔ علامه اقبال مرحوم) ۵۶ ۔ وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا (اٰلِ عمران : ۱۴۵) ۵۷ ۔ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (اٰلِ عمران : ۱۸۵) ۵۸ ۔ وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (اِنفِطار : ۱۰ تا ۱۲) ۵۹ ۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (قٓ : ۱۸) ۶۰ ۔ مَلَك یعنی فرشتے ۶۱ ۔ سُرت یعنی ہوش ۶۲ ۔ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ (الْقِيٰمة : ۱۳) ۶۳ ۔ وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا (الكهف : ۴۷) ۶۴ ۔ وَ عُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا (الكهف : ۴۸) ۶۵ ۔ وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

Marfat.com

مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ ..... (الکہف : ۴۹) ۶۶ ۔ وَ یَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا کَبِیْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا (الکہف ۴۹) ۶۷ ۔ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ (اَلْقِیٰمَة : ۱۴) ۶۸ ۔ وَّ لَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ (القِیٰمة : ۱۵) ۶۹ ۔ اَ وَ لَمْ نُعَمِّرْکُمْ مَّا یَتَذَکَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَکَّرَ وَجَآءَکُمُ النَّذِیْرُ (فاطر : ۳۷) ۷۰ ۔ وَ نَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ وَ کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (یٰسٓ : ۱۲) ۷۱ ۔ شاہ حسین مرحوم ؛ ۷۲ ۔ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (الشّوْرٰی : ۴۵) ۷۳ ۔ وَ ذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ (حٰمٓ سَجدة ـ ۲۳) ۷۴ ۔ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ (العٰدیٰت : ۸) ۷۵ ۔ اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۝ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (التَّکَاثُر : ۱-۲) ۷۶ ۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰکُمْ (حُجُرات : ۱۳) ۷۷ ۔ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (دہر : ۲) ۷۸ ۔ وَ قَالُوْآ اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ (الاَنعام : ۲۹) ۷۹ ۔ وَ لَوْتَرٰیٓ اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰی وَ رَبِّنَا (الاَنعام : ۳۰) ۸۰ ۔ علامه اقبال (۸۰ ۔ گزری ہوئی رات) ۸۱ ۔ اَلَآ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ (حٰمٓ السَّجْدة : ۵۴) ۸۲ ۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (اَعراف ۲۲) ۸۳ ۔ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ (اَعراف : ۱۶) ۸۴ ۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ

Marfat.com

فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (فاطر - ٦) ٨٥ - فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ لِیُبْدِیَ لَهُمَا
مَاوٗرِیَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا (اعراف : ٢٠) ٨٦ - یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا
لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا (اعراف : ۲۷) ۸۷ - فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ
(اعراف : ۱۷۵) وَاتَّبَعَ هَوٰهُ (اعراف : ۱۷۶) ٨٨ علامه اقبال) ٨٩ - امیر
مینائی) ٩٠ - وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ (اعراف : ٢١) ٩١ - وَ
اِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ (انفال : ۴۸) ٩٢ - وَعِدْهُمْ (بنی اسرائیل :
۶۴) ٩٣ - وَ شَارِکْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ (بنی اسرائیل : ۶۴) ۹۴ -
لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ (اَلْحِجْر - ٣٩) وَعِدْهُمْ وَ
مَایَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (بنی اِسرائیل : ۶۴) ٩٥- حضرت سلطان
باھو) ٩٦ - وَ مَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِالرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَلَهٗ قَرِیْنٌ
(الزُّخْرُف : ٣٦) ۹۷- وَ اِنَّهُمْ لَیَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ
مُّهْتَدُوْنَ (اَلزُّخْرُف : ۳۷) ٩٨ - کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی ۵ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ۵
اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجْعٰی (اَلْعَلَق - ۸-۶) ٩٩- وَ مَاکَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ
اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ (اِبراهیم : ٢٢) ١٠٠- اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَی الَّذِیْنَ
یَتَوَلَّوْنَهٗ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِکُوْنَ (اَلنَّحْل : ١٠٠) ١٠١- اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ
عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ (اَلنَّحْل - ٩٩) اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ
عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا (بنی اِسرائیل : ٦٥) ١٠٢ - اِلَّا عِبَادَکَ
مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ (صٓ : ٨٣)

Marfat.com

باب ۳

انسان کا خالق و حاکم

اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ خالق ہے اور انسان اس کی مخلوق ' انسان کا علم محدود ہے اور عقل ناقص ' جس کے باعث وہ خود ہی اپنے لئے ایسی راہ متعین نہیں کرسکتا جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اور امتحان زندگی میں کامیابی سے ہمکنار کرائے ' بلکہ اللہ ہی انسان کو راہ راست دکھانے کا حق رکھتا ہے[۱] اور ہدایت دیتا بھی ہے[۲]۔ خدائے ذوالجلال والاکرام ' لامحدود اور بے شمار صفات مقدسہ کا مالک ہے ' اَن گنت اور بے بہا خوبیوں کا حامل ہے ۔ اس کی صفات کا ذکر ایک انسان تو کیا ' تمام کائنات اکٹھی ہو کر بھی ' اپنی مشترک اور مستقل کوششوں سے نہیں کرسکتی :[۳]

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تُو لوح و قلم کا

تاہم رب کریم کی عطا کردہ توفیق سے ' ہم یہاں چند باتیں پیش کرنے کی سعی کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی پہچان میں مدد ملتی ہے اور اس کے ساتھ انتہائی اہم ' مبارک اور پاکیزہ رشتہ استوار ہوتا ہے ۔

صفات الٰہی

اللہ تعالیٰ بہترین صفات کا مالک ہے ' اس کے نام حسین و جمیل ہیں اور تمام اسمائے حُسنٰی اسی کے لئے ہیں[۱] ۔ ان ناموں سے اس کی واحدیت ' عظمت ' حکمت ' قدرت ' پاکیزگی ' جمال و جلال اور حسن و کمال کا اِظہار ہوتا ہے ' چنانچہ انسان پر واجب ہے کہ وہ اللہ کو ان حسین ناموں سے پکارے ' اسے یاد کرے ' اس سے

Marfat.com

دعا مانگے اور عافیت طلب کرے ۔ اللہ کریم کائنات کی ساری خوبیوں کا سرچشمہ ہے ۔ اس کی قدرت کے کمالات اور حکمت کے عجائبات اتنے عمدہ اور اتنے زیادہ ہیں کہ انہیں لکھنے کے لئے اگر کرہ ارض پر موجود ہر درخت کے قلم بنا لئے جائیں[۵] اور دنیا بھر کے سمندر روشنائی بن جائیں تو وہ سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے اوصاف و کمالات کا بیان ختم نہیں ہوگا بلکہ اگر اتنی ہی سیاہی مزید آ جائے تو وہ بھی ناکافی ثابت ہوگی[۶] ۔ اور آخر یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ مخلوق ' خالق کی اور محدود ' لامحدود کی صفات کا احاطہ کرسکے ۔ اس کی تہ کو پہنچ سکے :[۷]

کُنہہ اوہدی نوں کوئی نہ پُہتا ' عاقل ' بالغ ' داناں
در جس دے ،سر سجدے ٹُٹے ' لوح ' قلم ' اساناں

آپ اللہ کے ناموں پر جس پہلو سے بھی غور کریں ' علم و حکمت کی رو سے ' عقل و فکر کے اعتبار سے ' یا جذبات قلب کے لحاظ سے ' ان میں حسن ہی حسن نظر آئے گا اور وہ ہر پہلو سے خوبصورت ' مبارک ' باعث خیر اور موجب عافیت و رحمت ہوں گے ۔

ا ۔ پیدا کرنے والا : اللہ کریم خلّاق ہے[۸] ۔ اس نے انسان کو ' ساری کائنات کو ' تمام چیزوں کو پیدا کیا : زمین اور آسمانوں کو ' سورج ' چاند ' ستاروں کو ' بحر و بر ' کہساروں کو ' چمن ' خزاں ' بہاروں کو ' صحراؤں اور گلزاروں کو ' بے جان اور جانداروں کو ۔ گویا ان تمام چیزوں کو جو انسان کے علم میں ہیں اور جو اس کے علم میں نہیں ۔ خالق کُل نہ صرف چیزوں کو پیدا کرتا ہے بلکہ مصور ہونے کے ناطے انہیں صورتیں بھی عطا کرتا ہے ۔ اس نے کائنات بھر کی بے شمار چیزوں کو بنایا ' اربوں ' کھربوں ' اَن گنت انسانوں کو بنایا لیکن ہر ایک کی صورت دوسرے سے مختلف ۔

رب کریم نے ساری کائنات کو اپنے ارادے اور اپنی مرضی کے مطابق بنایا ہے ۔ وہ مختار مطلق ہے ۔ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے اور جب کوئی کام کرنے کا

Marfat.com

ارادہ کرتا ہے تو بس یہی کہتا ہے کہ "ہو جا" اور وہ ہوجاتا ہے کیونکہ اسے کچھ کرنے کے لئے کسی وسیلے یا سبب کی ضرورت نہیں[10]۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ ہر طرح سے بے نیاز اور بااختیار ہے۔ جو چاہے کرسکتا ہے[11]۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں، کوئی ہم پلہ نہیں[12]۔ وہ نہ سوتا ہے نہ اسے اونگھ آتی ہے[13]۔ وہی انسان کا آقا[14] ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں[15]۔ مخلوق بھی اس کی ہے اور بادشاہی بھی اسی کی[16]۔ غرض اس کے مثل، اس کے مانند کوئی نہیں[17]۔ چنانچہ انسان پر واجب ہے کہ اس معبود واحد کی بندگی کرے[18] اور اسی کا دامن پکڑے[19] کیونکہ وہی اس کا خالق ہے اور وہی پناہ گاہ۔ بس اللہ اور بندے کے درمیان یہی رشتہ ہے:

میں ہوں عبد تیرا ، تُو معبود میرا
تو مسجود ، میں ساجد زار تیرا

خالق کائنات نے ہر چیز کو برحق اور بامقصد پیدا کیا ہے اور خود انسانی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ یہ ایک امتحان ہے جس میں کامیابی حاصل کرنے کا طریقہ فقط یہ ہے کہ اپنے خالق کی دل و جان سے اطاعت و عبادت کی جائے[21] یعنی جو عمل اسے پسند ہوں وہ کئے جائیں اور جو ناپسند ہوں ان سے بچا جائے۔

۲۔ پالنے والا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ اس کی پرورش اور تربیت کا ذمہ بھی لیا ہے۔ وہ "رب العالمین" ہے۔ سارے جہانوں کا آقا، نگہبان اور مربی[22]۔ تمام مخلوق، برّی ہو یا بحری، انسانی ہو یا حیوانی، زمینی ہو یا آسمانی، مادی ہو یا ملکوتی، لطیف ہو یا کثیف، وہ سب کی پرورش کرتا ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو اطمینان ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے کسی غیر خدائی ہستی کا محتاج نہیں ہے، بلکہ اس کی ہر طرح کی کفالت اور تربیت اللہ کریم ہی کرتا ہے۔

۳۔ رزق دینے والا: اللہ تعالیٰ رازق کُل ہے، بہترین رزق دینے والا "خیرالرازقین" ہے[23]: انسان کی طبعی، جسمانی، ذہنی، قلبی اور روحانی پرورش کے

Marfat.com

لئے غذا مہیا کرتا ہے ۔ علم ' عقل ' ہدایت ' ایمان ' مال ' اولاد ' صحت ' قوت ' راحت ' عافیت ' عزت ' شوکت ' معافی ' مغفرت ' سب کچھ وہی عطا کرتا ہے ۔ یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ آسمان و زمین سے اور اوپر تلے سے ' اللہ ہی سب کو رزق پہنچاتا ہے[۲۴]۔ ہاتھی سے لے کر چیونٹی تک ' شاہین سے ننھی چڑیا تک اور شاہ سے گدا تک ۔ غرض ہر جاندار کا رزق ' انسان ہو یا حیوان ' اسی کے ذمے ہے[۲۵]۔ یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ رزق کی وسعت اور تنگی بھی اسی کے اختیار میں ہے ' جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے ' جسے چاہتا ہے کم دیتا ہے[۲۶] اور جسے چاہتا ہے بے حساب عطا کرتا ہے[۲۷]۔ غرض اللہ ہی ہمیں اور ہماری اولادوں کو رزق عنایت کرتا ہے[۲۸] اور وہ بھی ایسے مقام سے ' جہاں سے انسان کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا[۲۹]۔ ان باتوں سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ :

☆ چوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو رزق عطا کرنے کا ذمہ لے رکھا ہے ۔ اس لئے حصول رزق کے لئے انسان کو ایسی کوئی تگ و دو نہ کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ کی رزاقی پر بے اعتمادی کی غماز ہو اور کمزوری ایمان کے باعث ناجائز ذریعہ اختیار کرنے کی موجب بنتی ہو ۔

☆ انسان کو اپنا رزق ہر صورت میں مل کر رہے گا خواہ اسے ظاہری اسباب نظر آئیں یا نہ آئیں لہٰذا اسے بے صبرا ہو کر حصول رزق کے لئے کوئی معیوب و مکروہ طریقہ اختیار نہ کرنا چاہئے ' اس پر صرف یہ واجب ہے کہ حتی المقدور جائز کوشش و محنت کرے ۔ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اپنا رزق پورا نہیں کر لیتا ۔ خبردار ' اللہ سے ڈرو اور رزق کے حاصل کرنے میں اعتدال سے کام لو اور رزق پہنچنے میں تاخیر کہیں تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم گناہ کے ذریعہ سے اسے حاصل کرنے لگو" [۳۰]

☆ چونکہ رزق کی تنگی اور کشادگی اللہ کی مرضی کے تحت ہے اس لئے اگر کسی

Marfat.com

شخص کے پاس رزق کم ہو تو اسے شکوہ نہیں کرنا چاہیے ' کسی بیزاری یا بدگمانی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے ' بلکہ صبر و قناعت کے ذریعہ اللہ کی رِضا کے ساتھ راضی رہنا چاہیے۔

☆ اگر کسی دوسرے شخص کے پاس رزق کی فراوانی ہو تو اسے دیکھ کر جلنا اور کڑھنا نہیں چاہیے کیونکہ یہ تفاوت رزق مشیت الٰہی ہے اور انسانوں کی آزمائش۔ لٰہذا حسد ' رقابت اور عناد کو دل میں جگہ نہیں دینی چاہیے۔ آتش حسد سے نہ تو محسود کا رزق کم ہوسکتا ہے اور نہ حاسد کے رزق میں فراخی پیدا ہوسکتی ہے:

رُکھی سُکی کھائے کے ٹھنڈا پانی پیئو
فریدا ' دیکھ پرائی چوپڑی نہ ترسائیں جیئو

☆ بلکہ صحیح رویہ یہ ہے کہ انسان ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرے اور جلنے یا کڑھنے کے بجائے رازق حقیقی سے ہی رزق مانگے کیونکہ بالاخر وہی تنگی دور کرتا ہے اور مصیبت سے نجات دلاتا ہے۔[۳۱] چنانچہ جو خدا سے مانگتا ہے وہ دنیا کی محتاجی سے بچ جاتا ہے اور جو غیراللہ سے مانگتا ہے وہ غیروں کا محتاج ہوجاتا ہے:

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک[۳۲]
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا ' دارا و جم

تاہم ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ لوگوں کو دنیاوی رزق اور مال و متاع ان کے تقویٰ یا نیکوکاری کے لحاظ سے نہیں دیا جاتا ' اور نہ رزق کی کثرت و قلت پر آخرت کی کامیابی یا ناکامی کا دار و مدار ہے ' بلکہ قیامت کے روز ' کثرت رزق کے بجائے تقویٰ[۳۳] برتری کی بنیاد بنے گا[۳۴] ' لٰہذا ہمیں حصول رزق میں باہمی مقابلہ کرنے کے بجائے تقویٰ اور نیکوکاری میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔[۳۵]

۴۔ رحم کرنے والا: اللہ تعالیٰ "رحمٰن" ہے ' اس کی رحمت میں جوش و خروش ہے[۳۶] ' وہ "رحیم" ہے ' اس کی رحمت میں دوام اور استقلال ہے - وہ

رحمت کرتا ہی رہتا ہے اور کرتا ہی رہے گا - اس کی رحمت میں پائداری اور استواری موجود ہے - اس کی رحمت ہر شے پر چھائی ہوئی ہے[37] اور اس نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے کہ وہ بندوں پر رحمت کرتا رہے[38] گا - ہمیں اپنی جسمانی ' ذہنی ' اخلاقی ' نفسیاتی اور روحانی زندگی کے قیام و بقا اور نشوونما کے لئے جو کچھ مطلوب ہے وہ سب دے رکھا ہے[39] - اس نے انسان کو اتنی نعمتیں عطا کی ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں[40] - وہی مصیبت کے وقت ہماری پکار سنتا اور اسے دور کرتا ہے[41] ' بیماری سے شفا دیتا ہے[42] ' دکھ درد مٹاتا ہے ' رنج و الم ختم کرتا ہے اور اضطراب و پریشانی کو راحت میں بدل دیتا ہے - اللہ کریم "ارحم الرحمین" ہے : تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا -[43]

ہمارا خالق "ودود" ہے : اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت کرتا ہے[44] کیونکہ اس نے انسان کو پیدا کیا ہے اور چاہتا ہے کہ اسے ہدایت دے کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا کرے - وہ اتنی محبت کرنے والا ہے کہ لوگ خواہ کتنی خطائیں کریں ' کیسے ہی گناہ کر لیں ' مگر جب بھی پشیمان ہو کر ' اشک ندامت لے کر ' اس رحیم و ودود کے حضور رجوع کر لیں تو وہ اپنا دامن رحمت وسیع کر دیتا ہے ' اپنی شفقت کا سایہ پھیلا دیتا ہے اور لوگوں کو معاف فرما دیتا ہے[45] - ذرا غور کریں ' جو والدین اپنی اولاد کو جنم دیتے ہیں انہیں اس سے کتنی محبت ہوتی ہے لیکن جس خالق نے ماں کے دل میں ماتا اور باپ کے دل میں شفقت کا جذبہ پیدا کیا ہے خود اسے اپنی مخلوق سے کتنی زیادہ محبت ہو گی اس کا اندازہ ممکن ہی نہیں ' چوں کہ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ[46] ہے لہٰذا وہ اپنے کنبہ پر بیحد مہربان ہے :

ماں باپ سے بھی سوا ہے شفقت تیری[47]
افزوں ہے ترے غضب سے رحمت تیری

دوسری جانب یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جس طرح انسان کے دل میں اپنے والدین کے لئے اطاعت ' محبت اور تکریم کے جذبات موجزن ہوتے ہیں اسی

طرح اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے خالق کی اطاعت و عبادت انتہائی احترام وعقیدت سے کرے کیونکہ وہ جس قدر فروتنی اور عاجزی سے اپنے رب کے حضور بچھتا چلا جائے گا وہ اللہ کو اتنا ہی زیادہ پیارا لگے گا اور وہ اتنا ہی اس پر مہربان ہوتا جائے گا:

لطف کنندہ ' کرم کنندہ ' ہر دے کم سنوارے[۴۸]
سب خلقت دا راکھا او ہو ' بھیت پچھانے سارے

۵ - دعائیں قبول کرنے والا: اللہ تعالیٰ "قریب و مجیب" ہے[۴۹] ' اپنے بندے کے بہت قریب[۵۰] ' اس کی شاہ رگ سے بھی نزدیک[۵۱] ' اس کے دل میں مکیں - ہر حال ' ہر وقت اور ہر جگہ اس کے پاس ' حاضر و ناظر ' نفس نفس میں رچا بسا:

تجھے ڈھونڈتا تھا میں چارسُو تو ملا قریب رگ گلو[۵۲]

اللہ کریم اپنے بندے کی دعائیں سنتا ہے[۵۳] ' انہیں قبول کرتا ہے ' ان کا جواب دیتا ہے[۵۴] - بندے اور اللہ کے درمیان کوئی بُعد نہیں ' کوئی رکاوٹ ' کوئی دربان نہیں - رات میں ' دن میں ' تنہائی میں ' محفل میں ' رزم میں ' بزم میں ' انسان جب چاہے اسے پکار سکتا ہے: دل کی زباں سے یا اشکِ رواں سے - رب کریم اس کی پکار کا ' فریاد کا جواب عطا فرماتا ہے - وہ مضطر کی ' بیقرار کی ' دعا سنتا ہے[۵۵] یعنی: اس پریشان حال کی جو مصائب میں گھر گیا ہو ' مسائل میں الجھ گیا ہو ' جس کا کوئی غمگسار نہ ہو ' کوئی ہمدرد نہ ہو ' کوئی آسرا اور سہارا نہ ہو - جس کی بیچارگی انتہا کو پہنچ گئی ہو ' نکلنے کا راستہ نہ پاتا ہو تو جب وہ اپنی روح کی بے چینیوں کا اظہار ' دل کی گہرائیوں سے کرے ' اپنے رب کو رو رو کر پکارے تو اللہ اس کی تکلیف رفع کرتا ہے ' پرے ہٹاتا ہے - بلاشبہ ایسے برے وقت میں اللہ ہی بہترین سرپرست اور بہترین مددگار ہے[۵۶] "نعم المولیٰ ونعم النصیر" ہے[۵۷] - چنانچہ انسان پر واجب ہے کہ اپنے رحیم و کریم اور دعا سننے اور قبول کرنے والے سرپرست اللہ سے دعا مانگے کہ "یا اللہ! ہمیں اسلام پر زندہ رکھ اور ایمان پر موت دے '

سیدھے راستے کی ہدایت اور اطاعت و عبادت کی توفیق بخش ' دنیا و آخرت میں عافیت دے ' اپنی خوشنودی ' معرفت اور قرب عنایت فرما "[۵۸]:

مرے سر کو تسلیم کا تاج دے
مجھے قرب کی اپنے معراج دے
رہ راست کی کر ہدایت مجھے
سلامت روی کر عنایت مجھے
الٰہی رہے وقت مرنے کے ' جاری[۵۹]
بہ تصدیق دل ' لب پہ اقرار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب
تو مطلوب ' میں ہوں طلبگار تیرا

٦ - دوبارہ زندہ کرنے والا: انسان کی تخلیق کی ابتدا بھی اللہ ہی کرتا ہے اور اس کا اعادہ بھی[۶۰] - یعنی اسی نے پہلی مرتبہ کائنات اور انسان کو پیدا کیا اور وہی قیامت کے دن اگلے پچھلے تمام مرے ہوئے انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے گا - خالق کائنات نے انسان کو سننے اور دیکھنے کی قوتیں ' اور سوچنے سمجھنے کے لئے دل و دماغ کی صلاحیتیں دی ہیں[۶۱] تاکہ وہ اللہ کی بتائی ہوئی راہ پر چل سکے ' پھر زندگی کی مقررہ مہلت کے بعد ' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمام بنی آدم کو جمع کر کے[۶۲] ان کے اعمال کی باز پرس کرے گا اور پوچھے گا کہ وہ دنیا کی زندگی میں کیا کرتے رہے ہیں[۶۳] چنانچہ انسان کو اس جوابدہی کے لئے تیار رہنا چاہئے اور تیاری کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا اعمالنامہ گناہوں سے خالی ہو اور نیکیوں سے بھرپور - معصیت کی سیاہی کے بجائے اطاعت کے نور سے روشن ہو اور خطاؤں کے بجائے استغفار سے مزین ہو -

٧ - حساب کتاب لینے والا: اللہ تعالیٰ روز جزا کا مالک ہے[۶۴] ' اس دن کا ' جب وہ تمام انسانوں کو اکٹھا کر کے ' ان کے اعمال کا حساب لے گا جو انہوں نے

Marfat.com

دنیوی زندگی میں کئے اور پھر ہر شخص کو ' اس کے عملوں کے مطابق جزا یا سزا دے گا ' لہٰذا ہر انسان کو چاہیئے کہ زندگی بھر اپنا محاسبہ خود کرتا رہے تاکہ اصلی یوم حساب آنے سے پہلے پہلے وہ اپنا اعمالنامہ صاف پاک کرلے ' اس میں گناہوں کا کوئی داغ اور نافرمانی کا کوئی دھبہ باقی نہ رہے - اس کا یہی طریقہ ہے کہ انسان اپنی ساری زندگی اپنے مالک کی اطاعت میں گزارے ' اس کے احکام اور ہدایات کو سامنے رکھے اور خوب سوچ سمجھ کر عمل کرے تاکہ روز حساب اسے پشیمان وشرمسار نہ ہونا پڑے[۶۵] :

فریدا جنیں کمیں گُن ناہیں ' تے کمڑے وسار
مت شرمندہ تھیویں ' سائیں دے دربار

اللہ تعالیٰ نے از راہ کرم انسان کو اچھے اور برے کاموں کی پہچان کرا دی ہے وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے اور سیدھا راستہ دکھانا ہے بھی اسی کے ذمے[۶۶] - چنانچہ اب ہدایت آ جانے کے بعد اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی سرتابی کرے تو اسے سزا ملے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ " ذو انتقام " ہے اور اس کی گرفت بڑی درد ناک اور شدید ہے[۶۷] - وہ " سریع الحساب " ہے - اسے لوگوں کے اعمال کا حساب لیتے ذرا دیر نہیں لگتی - لہٰذا اس کے غضب سے ڈرنا چاہیئے اور ہرگز ایسے کام نہ کرنے چاہئیں جو اسے ناپسند ہیں :

سیئوں کم وچار کے کریئے ' جاں تے انت نہیں پچھتا وناں
کہے شاہ حسین سنائے کے ' اساں خاک دے نال سماوناں

یہ بات واضح ہو جانے کے بعد کہ انسان کے اعمال کا حساب کتاب ایک اٹل حقیقت ہے ' اسے چاہیئے کہ اپنے خالق کی اطاعت اور عبادت کے ذریعے اپنے عملوں کا حساب پاک صاف رکھے اور ہر وقت اس کی رضا جوئی اور خوشنودی حاصل کرنے میں لگا رہے کیونکہ اس کی خوشنودی بہت بڑی بات ہے : جس آدمی سے رب راضی ہو گیا اس نے سب کچھ پا لیا -[۶۸]

Marfat.com

۸ - جزا وسزا دینے والا : جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ' قیامت کے روز انسان کے اعمال کا بدلہ دینے کے لئے ' اللہ تعالیٰ ہر شخص کے اعمال کا مکمل ریکارڈ تیار کر رہا ہے اور وہ ان سے پوری طرح باخبر ہے[۶۹] - ایک ایک آدمی کے ایک ایک فعل پر اس کی نظر ہے - بلکہ دلوں کے اندر کی باتیں جانتا ہے ' سینے کے راز ' ذہن کے تصورات اور قلب میں گزرنے والے وساوس وخطرات ' سب سے آگاہ ہے[۷۱] - دل میں پیدا ہونے والے گناہ کے ارادے سے بھی واقف ہے لہٰذا کوئی شخص اپنے دل کی بات چھپائے یا ظاہر کرے اللہ کو سب معلوم ہے[۷۲] - اس سے کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں : زمین میں نہ آسمان میں[۷۳] ' وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ لوگ کیا کیا عمل کرتے رہے ہیں[۷۴] لہٰذا برا عمل تو کجا انسان کے دل میں برا خیال بھی آئے تو اس ستار و غفار سے معافی مانگنی چاہیئے - بلاشبہ اللہ تعالیٰ ابتدائے آدم سے لے کر، قیامت تک کے ' اگلے پچھلے تمام لوگوں ' گزشتہ اور آئندہ سب نسلوں ' کے حالات و اعمال سے ' اچھی طرح واقف ہے[۷۵] اور یہ بات ہے بھی سیدھی کہ جس خالق نے انسان کو پیدا کیا ہے کیا وہ اس کے حالات وکوائف نہیں جانتا ؟ کیوں نہیں ! وہ خوب جانتا ہے کہ کون راہ راست پر ہے اور کون بھٹکا ہوا -[۷۶]

۹ - پناہ دینے والا : اللہ کی ذات اقدس ہی انسان کی اول و آخر پناہ گاہ ہے لہٰذا جب کبھی شیطان ' انسان کو اکسائے یا برے کام کی ترغیب دے تو اللہ ہی سے پناہ مانگنی چاہیئے[۷۷] اور مصیبت ' مشکل ' پریشانی کے وقت اسی سے مدد طلب کرنی چاہیئے[۷۸] ' اسی کو پکارنا چاہیئے : تضرع کے ساتھ ' گڑگڑا کر ' چپکے چپکے اور دل ہی دل میں ' اس سے ڈرتے ہوئے[۷۹] بھی اور رحمت کی امید رکھتے ہوئے بھی ' یعنی اگر خوف ہو تو صرف اللہ کا اور امید ہو تو صرف اللہ سے :[۸۰]

ہے خوف اگر جی میں ' تو تیرے ہی غضب کا
اور دل میں بھروسا ہے ' تو تیرے ہی کرم کا
رب جبار قہار سنیندا ' خوف بھلا اس بابوں[۸۱]
ہے ستار غفار ہمیشہ ' رکھیں امید جنابوں

Marfat.com

غرض ہر نیک کام کرتے وقت ، شیطان سے ، اللہ کی پناہ مانگنی چاہیئے اور اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے کیونکہ اعتماد و توکل کے لئے اسی کی ذات عظیم و کریم کافی ہے۔[۸۲]

وہی ہر قسم کے خوف ، شر ، نقصان اور اندیشہ سے پناہ دیتا ہے - انسان کو جن اہم معاملات میں اللہ کی پناہ مانگنی چاہیئے وہ یہ ہیں : (ترجمہ) " اے اللہ ! میں بُرے اخلاق ، برے اعمال اور بری خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں ، اور تیری ہر طرح کی ناراضی سے پناہ چاہتا ہوں " [۸۳] یہ حقیقت ہے کہ انسان جس وقت اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اس کے حوالے کر کے ، ہر خطرہ ، ہر مصیبت اور ہر خسارہ سے محفوظ ہو جاتا ہے[۸۴] کیونکہ جب وہ اپنے سارے معاملات اس حفیظ وحکیم کے سپرد کر دیتا ہے تو سارا جہاں اس کے موافق ہو جاتا ہے :[۸۵]

آپ سواریں ، میں رلاں ، میں رلیاں سُکھ ہوئے
فریدا ، جے توں میرا ہو رہویں ، سب جگ تیرا ہوئے

۱۰ - گناہ معاف کرنے والا : چونکہ انسان خطا کا پتلا ہے[۸۶] ، اس لئے اگر اس سے کوئی بھول ہو جائے ، گناہ سرزد ہو جائے ، اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے میں کوتاہی ہو جائے ، اس کے احکام کی تعمیل میں غفلت ہو جائے تو اللہ بہت بردباری سے کام لیتا ہے کیونکہ وہ " حلیم " ہے اور انسان کو راہ راست پر آنے کے لئے مہلت دیتا ہے ، وہ گناہوں کی سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ درگزر فرماتا ہے[۸۷] - اللہ کریم " غفار " ہے ، یعنی بار بار کئے ہوئے گناہ معاف کرنے والا ، وہ " غفور " ہے یعنی مطلق بخشش کر دینے والا ، جس کی مغفرت پر کوئی قید نہیں ، کوئی حد نہیں ، وہ " خیر الغافرین " ہے : سب سے بڑھ کر معاف کرنے والا[۸۸] - اللہ تعالیٰ " عفوّ " ہے یعنی معاف کرنے کے بعد نامہ اعمال کے اوراق سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے ، نام ونشان ختم کر دیتا ہے ، جو تقدیر اس نے لکھ رکھی ہے اس میں سے وہ جو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے -[۸۹]

Marfat.com

۱۱۔توبہ قبول کرنے اور بخشنے والا : اللہ کریم "توّاب" ہے اس لئے جو لوگ اپنی خطاؤں اور بد عملیوں پر شرمندہ ہو کر اپنے مالک کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اسے گنہگار بندے کی توبہ بڑی محبوب ہے چنانچہ وہ خطاؤں اور گناہوں کے کفّارے میں دیئے جانے والے صدقات قبول کرتا ہے اور انسان کو پاک صاف زندگی گزارنے کی دوبارہ مہلت دیتا ہے۔ یاد رہے کہ اللہ کی سزا سے بچنے کے لئے ہمارے پاس خود اللہ ہی کے سوا کوئی اور جائے پناہ نہیں، کوئی آغوش رحمت نہیں۔ چنانچہ انسان جب بھی معصیت سے توبہ کر کے اپنے آقا سے معافی کا طلبگار ہو گا اس کا دروازہ ہمیشہ کھلا پائیگا۔ وہ "اہل مغفرت" ہے لہٰذا یہ حق رکھتا ہے کہ جسے چاہے بخش دے یعنی بندے نے خواہ کتنی نافرمانیاں کی ہوں، گناہوں کے پہاڑ کھڑے کر لئے ہوں اور خطاؤں کے بوجھ تلے دب گیا ہو مگر وہ جس وقت بھی تائب ہو کر، رب غفار سے معافی مانگے وہ اس پر اپنی مغفرت کا وسیع اور لا محدود سایہ پھیلا دیتا ہے اور سب کے سب گناہ بخش دیتا ہے[۹۱] بلکہ اگر چاہے تو بندوں کے گناہ نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے[۹۲]۔ بے شک وہ بے حد و حساب بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے[۹۳]۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ ایسے غفور و رحیم اور عفوّ و کریم آقا سے کبھی مایوس نہ[۹۴] ہو بلکہ ہر آن اس سے معافی اور مغفرت مانگتا رہے، وہ نہ صرف معاف کرنے والا ہے بلکہ بندوں کو معافی دینا اسے بہت پسند ہے[۹۵]، اس کی رحمت سے کبھی نا امید نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کی رحمت اس کے غصے پر غالب ہے[۹۶]:

عمر گزری گناہ میں، ہیہات[۹۷]
ارحم الراحمین ہے تیری ذات
رحمت خاص، عام کی تو نے
نا امیدی حرام کی تو نے
تو نے دی ہے مجھ کو خوش خبری
سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلیٰ غَضَبِیْ

غرض مذکورہ بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ ' انسان کا خالق ' حاکم ' مربی اور معبود ہے ' لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ اس معبود واحد سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں[۹۸] اس کی اطاعت وعبادت کریں اور اس پر ثابت قدم رہیں[۹۹]۔ حتی المقدور کوئی ایسا کام نہ کریں جو اسے ناپسند ہو ۔ اللہ کو یہ لوگ پسند نہیں : کفر کرنے والے[۱۰۰] ' راہ ہدایت سے دور جانے والے ' ناشکری کرنے والے ' فساد مچانے والے[۱۰۱] ' اللہ کی مقرر کردہ حدود سے بڑھنے والے[۱۰۲] ' فسق و فجور کرنے والے[۱۰۳] ' غرور کرنے والے ' اللہ کے آگے سر نہ جھکانے والے[۱۰۴] ' خیانت اور بے ایمانی کرنے والے[۱۰۵] ' دنیا کی خوشحالی پر پھولنے اور اترانے والے[۱۰۶] ' بڑ مارنے والے ' بخیلی کرنے اور بخیلی سکھانے والے[۱۰۷] ' گناہ کرنے والے اور ظلم کرنے والے[۱۰۸]۔

بلکہ اللہ تعالیٰ کو یہ لوگ پسند ہیں[۱۰۹] : ایمان لانے والے ' گناہوں سے توبہ کرنے والے ' پاکیزگی اختیار کرنے والے ' نیک اخلاق اور صالح اعمال والے ' خدا سے ڈرنے اور گناہوں سے بچنے والے[۱۱۰] ' احسان کرنے والے ' نیک کام کرنے اور برائی کا جواب بھلائی سے دینے[۱۱۱] والے ' المختصر ' اللہ کریم کو اہل ایمان صرف پسند ہی نہیں بلکہ وہ ان کا سرپرست ' والی اور دوست ہے[۱۱۲]۔ چنانچہ اس کے ہاں عزت پانے اور اس کا مقرب بننے کے لئے بس دو باتیں ضروری ہیں :[۱۱۳]

اول ' سچا اور پاکیزہ قول (یعنی کلمہ طیبہؐ) ' اور

دوم ' نیک اور صالح عمل ۔

گویا رب کریم نے انسانی کامیابی اور نجات و فلاح کے لئے یہ قانون بنا رکھا ہے کہ اس پر ایمان لا کر اچھے عمل کئے جائیں اور گناہوں سے پرہیز کیا جائے ۔ چنانچہ ہم پر واجب ہے کہ اپنے خالق و مالک کے حضور سراپا اطاعت بن جائیں ' اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیں ۔ ہر بات ' ہر کام اس کی خوشنودی کے لئے کریں ' اور اگر کبھی بھول چوک ہو جائے تو اس کی رحمت اور بخشش سے ہرگز

مایوس نہ ہوں[14] کیونکہ اس کی رحمت سے صرف کافر نا امید ہوتے ہیں[15]، بلکہ اس سے معافی اور مغفرت مانگیں، اسے سزا دینے کا بھی اختیار ہے اور معاف کر دینے کا بھی[16]، وہ اپنی بے پایاں رحمت سے بندوں کی توبہ کے بعد سب کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے[17]:

کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے[18]
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے
بٹھا کے عرش پہ رکھا ہے تو نے اے واعظ
خدا وہ کیا ہے جو بندوں سے احتراز کرے
کوئی یہ پوچھے کہ واعظ کا کیا بگڑتا ہے
جو بے عمل پہ بھی رحمت وہ بے نیاز کرے

ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ سب کی سب تعریف اور شکر اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے[19]۔ جس نے آسمانوں کی بلندیاں اور زمین کی پستیاں بنائیں۔ اندھیرا اور اجالا پیدا کیا[20]۔ ہمیں توفیقِ ایمان دی اور نیک اعمال کا راستہ دکھایا۔ اگر وہ ہمیں ہدایت نہ بخشتا تو ہم گمراہی میں بھٹکتے رہتے[21]۔ لہٰذا اسی اللہ کی حمد سجتی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کیونکہ یہاں بھی اسی کی حکومت ہے اور وہاں بھی، اور مرنے کے بعد ہمیں لوٹ کر بھی اسی کے پاس جانا ہے[22]۔ چنانچہ ہم پر واجب ہے کہ صبح و شام، اسی خالق و مالک کی پاکی بیان کرتے رہیں[23]، اس کی اطاعت پر کمربستہ رہیں، اس کی نعمتوں اور مہربانیوں کا شکر ادا کرتے رہیں کیونکہ وہی رحیم و کریم ہم سے ہر طرح کا حزن و غم اور رنج و الم دور کرتا ہے[24]، سلامتی و عافیت عطا فرماتا ہے، راحت اور اطمینان بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کی پوری طرح اطاعت و عبادت کریں۔ آمین۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ وَ عَلَی اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِیْلِ (النحل : ۹) ۲۔ وَ ھَدَیْنٰہُ النَّجْدَیْنِ (اَلْبَلَد : ۱۰)

۳۔ خواجہ میر درد ؒ ۔ وَ لِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا (اعراف : ۱۸۰) ۵۔ وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ (لُقْمٰن : ۲۷) ۶۔ قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا (اَلْکَھف : ۱۰۹) ۷ ۔ میاں محمد بخش مرحوم) ۸ ۔ ھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ (اَلْحِجر : ۸۶) ۹۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ (اَلرَّعْد : ۱۶) ۱۰۔ کُنْ فَیَکُوْنُ (یٰسٓ : ۸۲) ۱۱۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ (اِخلاص : ۲) ۱۲۔ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ (اِخلاص : ۴) ۱۳۔ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوْمٌ (بقرہ : ۲۵۵) ۱۴۔ اَنَّ اللّٰہَ مَوْلٰکُمْ (انفال : ۴۰) ۱۵ ۔ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مُحَمَّدٌ : ۱۹) ۱۶ ۔ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ (اعراف : ۵۴) ۱۷ ۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (الشُّوْرٰی : ۱۱) ۱۸ ۔ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ (اعراف : ۵۹) ۱۹ ۔ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ (اَلْحَجّ : ۷۸) ۲۰۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مرحوم

۲۱ ۔ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذّٰرِیٰت : ۵۶) ۲۲۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

Marfat.com

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (فَاتِحَه : ١) ٢٣ ۔ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ (الجُمُعَة ۔ ١١) ٢٤ ۔ مَنْ یَرْزُقُکُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ (یُونُس : ٣١) ٢٥ ۔ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا (هُود : ٦) ٢٦ ۔ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاءُ وَ یَقْدِرُ (اَلرَّعد : ٢٦) ٢٧ ۔ اَللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (بقره : ٢١٢) ٢٨ ۔ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَ اِیَّاهُمْ (انعام : ١٥١) ٢٩ ۔ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ (اَلطَّلاق : ٣) ٣٠ ۔ مشکوٰة شریف : بَابُ التَّوَکُّلِ وَ الصَّبْرِ ٣١ ۔ فَابْتَغُوْا عِنْدَاللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَاشْکُرُوْا لَهٗ (العَنْکَبُوت : ١٧) ٣٢ ۔ علامه اقبالؒ ٣٣۔ وَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (بقره : ٢١٢) ٣٤۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰکُمْ (اَلحُجُرات : ١٣) ٣٥۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ (بقره : ١٤٨) ٣٦ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (فاتِحَه : ٢) ٣٧ ۔ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (اَعراف ۱۵٦) ٣٨ ۔ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (انعام : ١٢) ٣٩ ۔ وَ اٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ (اِبراهیم : ٣٤) ٤٠ ۔ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (اِبراهیم : ٣٤) ٤١۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَکْشِفُ السُّوْءَ (اَلنَّمل : ٦٢) ٤٢۔ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ (الشُّعَرَاء : ٨٠) ٤٣ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (الاَنْبِیَاء : ٨٣) ٤٤ ۔ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ (هُوْد : ٩٠) ٤٥ ۔ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُالذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (اَلزُّمَر : ٥٣) اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ (نَجم : ٣٢) اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ

غفورٌ (حج : ٦٠) ٤٦۔ اَلْخَلْقُ کُلُّ عِیَالُ اللّٰہِ (حدیث مبارک) ۴۷ ۔ میر انیس ۴۸ ۔ میاں محمد بخشؒ ۴۹ ۔ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ (ھود : ٦١) ۵۰ ۔ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ (بقرہ : ١٨٦) ۵١ ۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (قٓ : ١٦) ۵٢ ۔ اکبر وارثی ۵٣ ۔ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ (ابراہیم : ٣٩) ۵۴ ۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (بقرہ : ١٨٦) ۵۵۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل : ٦٢) ۵٦ ۔ اَنْ لَّامَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّآ اِلَیْہِ (التوبۃ : ١١٨) ۵۷۔ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ (اَلحج : ٧٨) ۵٨ ۔ مولانا محمد اسمعیل میر ٹھی مرحوم ۵٩ ۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ٦٠ ۔ قُلِ اللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ (یونس : ٣۴) ٦١ ۔ وَ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَلَکُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْئِدَةَ (المؤمنون : ٧٨) ٦٢ ۔ اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا (یونس : ۴) ٦٣ ۔ فَوَ رَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ ہ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (اَلحجر : ٩٢ ، ٩٣) ٦۴ ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ (فاتحہ : ٣) ٦۵۔ بابا فرید گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ برے اور فضول کام چھوڑ دے تاکہ ایسانہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی اور جوابدہی کے وقت تجھے شرمندہ ہونا پڑے ٦٦ ۔ وَعَلَی اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِیْلِ (النحل : ٩) ٦٧ ۔ اِنَّ اَخْذَہٗٓ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ (ھود : ١٠٢) ٦٨ ۔ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ (التوبہ : ٧٢) ٦٩ ۔ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (انفال : ٧٢) ٧٠ ۔ ھُوَ قَآئِمٌ عَلٰی کُلِّ

Marfat.com

نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ (الرَّعْد : ٣٣) ٤١ ـ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (انفال : ٤٣)

٤٢ ـ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ (بقره : ٢٨٤)

٤٣ ـ اِنَّ اللّٰهَ لَايَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ (اٰل عمران : ٥)

٤٤ ـ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ (انعام : ٣) ٤٥ ـ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

(الرَّعد : ٤٢) ٤٦ ـ اَلَايَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ (اَلْمُلْك : ١٤) ٤٧ ـ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ

(اَعراف : ٢٠٠) ٤٨ ـ اَسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ (اعراف : ١٢٨) ٤٩ ـ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ

تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا (اَعراف : ٥٥ ، ٥٦) ٨٠ ـ

خواجه مير دردؔ ـ ٨١ ـ مياں محمد بخشؔ ـ ٨٢ ـ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا (بَنى

اسرائيل : ٦٥) ٨٣ ـ حديث مبارك ٨٤ ـ وَ مَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَ هُوَ

مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (لقمٰن : ٢٢) ٨٥ ـ اگر انسان

اپنے اخلاق و اعمال سنوار لے تو اللہ پاك اس كى جانب توجه فرماتے

هيں ، جب بنده پورے طور پر اللہ كامطيع هو جاتا ہے تو سارى دنيا اس

کے ساته ساز گار هو جاتى ہے ـ ٨٦ ـ كُلُّ بَنِىْ اٰدَمَ خَطَّاءُوْنَ (حديث

مبارك) ٨٧ ـ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ (الرَّعد : ٦) ٨٨ ـ

خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ (اعراف : ١٥٥) ٨٩ ـ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ (الرَّعد :

٣٩) ٩٠ ـ لَا مَلْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ (التَّوبه : ١١٨) ٩١ ـ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ

الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزُّمَر : ٥٣) ٩٢ ـ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ

اللهُ غَفُوْرًا رَحِيمًا (الفُرقان : ٧٠) ٩٢ ـ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوبِ (المُؤمِن : ٣) فَاِنَّهٗ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا (بَنی اِسرائیل : ٢٥) ٩٤ ـ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ (الزُّمر : ٥٣) ٩٥ ـ اِنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ غَضَبِیْ (حدیث مُبارک) ٩٦ ـ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (حدیث مبارک) ٩٧ـ حافظ پیلی بهیتی ٩٨ـ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ (مُحَمَّد : ١٩) ٩٩ـ فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ (مَرْيَم : ٦٥) ١٠٠ فَاِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ (اٰلِ عِمران : ٣٢) ١٠١ ـ اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ قَصَص : ٧٧) ١٠٢ ـ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (اَعراف : ٣١) ١٠٣ ـ فَاِنَّ اللهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (توبه : ٩٦) ١٠٤ ـ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ (نحل ١٠٥ ـ اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ (اَنفال : ٥٨) ١٠٦ـ اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ (القصص : ٧٦) ١٠٧ـ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (النِّسَآءِ : ٣٦) وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ (النِّسَآءِ : ٣٧) ١٠٨ـ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ (بَقره : ٢٧٦) اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (الشُّورٰى : ٤٠) ١٠٩ـ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (بَقره : ٢٢٢) ١١٠ ـ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (تَوبه : ٤) ١١١ـ اِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (عَنْكَبُوت : ٦٩) ١١٢ ـ اَللهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (بَقره ٢٥٧) ١١٣ ـ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (فَاطِر : ١٠) ١١٤ـ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ

(الزُّمَر : ۵۳) ۱۱۵۔ اِنَّهٗ لَا یَایۡئَسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡكٰفِرُوۡنَ

(یُوسُف :۸۷) ۱۱۶ ۔ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَرۡحَمُ مَنۡ یَّشَآءُ (العنکبوت : ۲۱)

۱۱۷ ۔ اِنَّ اللّٰهَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا (اَلزُّمَر : ۵۳) ۱۱۸۔ علامه اقبالؒ

۱۱۹ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (فاتحه : ۱) ۱۲۰ ۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ

وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ (انعام : ۱) ۱۲۱ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ هَدٰنَا لِهٰذَا وَ مَا

كُنَّا لِنَهۡتَدِیَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ هَدٰنَا اللّٰهُ (اعراف : ۴۳) ۱۲۲ ۔ لَهُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاُوۡلٰی

وَ الۡاٰخِرَةِ وَ لَهُ الۡحُكۡمُ وَ اِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ (القصص : ۷۰) ۱۲۳ ۔ فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ

حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ (الرُّوم : ۱۷) ۱۲۴ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ اَذۡهَبَ

عَنَّا الۡحَزَنَ (فاطر : ۳۴)

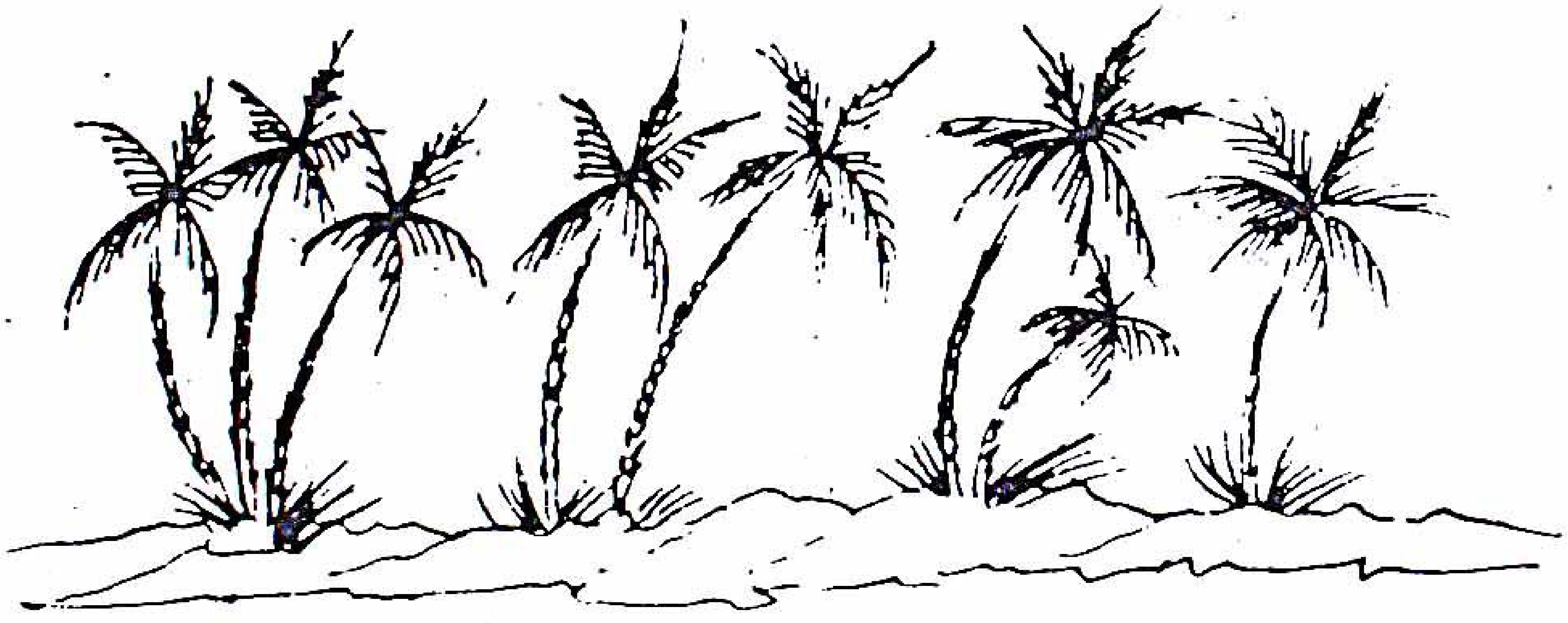

Marfat.com

باب ۴

ہدایت انسانی کے لئے نظام ربانی

انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت

گزشتہ اوراق میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کی زندگی کو امتحان بنایا - اس سلسلہ میں اسے ایک طرف خیر و شر کی تمیز عطا فرما دی اور دوسری جانب یہ آزادی و اختیار دے دیا کہ وہ نیک و بد میں سے جو راہ چاہے منتخب کرلے اور ساتھ خبردار کر دیا کہ جو شخص اپنی زندگی احکام الٰہی کے تحت گزارے گا ' اللہ پر ایمان لا کر ' نیک عمل کرے گا اور اپنے نفس کو بُری خواہشات سے روکے گا ' اسے قیامت کے روز امتحان میں کامیاب قرار دے کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور جو احکام الٰہی سے بے پروائی کرے گا ' اپنے نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آکر ' برے اعمال کرے گا ' اسے قیامت کے روز ناکام قرار دے کر (معاذ اللہ) دوزخ میں ڈال دیا جائے گا -

اللہ تعالیٰ نے انسان کو راہ حق دکھانے اور اس تک اپنی تعلیمات پہنچانے کے لئے دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجنے کا سلسلہ جاری فرمایا کیونکہ ہدایت کا راستہ دکھانے کی ذمہ داری اللہ نے قبول فرمائی ہے اور اس کا حق بھی اسی کو پہنچتا ہے - لہٰذا مختلف زمانوں میں اللہ اپنے انبیاء و رسل بھیجتا رہا جو انسان کو سیدھی راہ دکھاتے رہے ' اچھے کاموں کے ثواب اور برے کاموں کے عذاب سے آگاہ کرتے رہے -

Marfat.com

ہادی اعظم: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے آخر میں، آج سے کوئی سوا چودہ سو سال قبل، ۹ ربیع الاول بروز پیر مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو نبیؐ آخرالزماں، ہادیؐ دوراں، راہبر انساں، خاتم النبیینؐ رحمتہ للعالمین، شفیع المذنبین، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے تاکہ نوع انسان کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر، اسلام و ایمان کی روشنی میں لائیں، گناہ و معصیت کی نجاستوں سے پاک کرکے، ان کے اندر اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ پیدا کریں اور امتحان زندگی میں کامیابی کی راہ دکھائیں۔ ۱-۵

خاتم النبیینؐ کے اوصاف و محاسن

سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت اس قدر بلند، بزرگی و کرامت اتنی اعلیٰ، مقام و مرتبہ ایسا رفیع اور فضائل و کمالات اتنے وسیع ہیں کہ آپؐ کے محاسن بیان کرنے کی ایک فرد کیا پوری نوع انسان میں بھی ہمت و استطاعت نہیں۔ آپ کا اسم مبارک لب پر لانے سے قبل، اگر زباں کو لاکھ در لاکھ مرتبہ، عطر گلاب سے صاف کریں تو بھی ادب و احترام کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

ہزار بار بشوئم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی

اور

جے لکھ واری عطر گلابوں، دھوئیے نت زباناں
نام اونہاں دے لائق ناہیں، کی قلمے دا کاناں

جو ذات گرامی وجہ تخلیق کائنات ہو، محبوب رب السموات ہو، جس پر نزول

رحمت کے لئے اللہ کریم اور اس کے ملائکہ درود و سلام کی محفل سجاتے ہوں ' اس کی صفت و ثنا بس خدا ہی کر سکتا ہے ' انسان نہیں کیونکہ خدا ہی اپنے حبیبؐ کا اصل مرتبہ جانتا ہے :

غالبؔ ثنائے خواجہؐ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

بلاشبہ پوری کائنات میں ' جن و انس اور موجودات میں ' خالق کُل ' رب العلمین کے بعد عظیم ترین ہستی رحمتہ للعالمینؐ ہی کی ہے ' جن کی صفت و ثنا کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا :

لَایُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ [۸]
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضورؐ بے شمار اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں جن کا احاطہ انسان کے بس میں نہیں :

وہؐ فخر آدم ' امان عالم امینؐ محکم ' رسولؐ اکرم '
محیط اعظم ' زغیب ملہم بہ وحی محرم ' شہؐ مسلّم

ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑی سعادت اور کمال درجہ کی خوش نصیی یہ ہے کہ وہ اپنے آقاؐ پر جان نثار کرے ' آپؐ کی ہر ادا کا فدائی اور سُنت کا شیدائی ہو جائے ۔ آپؐ کی غلامی پر ہر آزادی قربان کر دے ' آپؐ کے عشق و محبت کا سوز نہاں سینے میں سدا قائم رکھے ' آپؐ کے کف پا تلے آنکھیں بچھائے اور راہوں کی دُھول بن جائے :

ہوا ہو ایسی کہ ہندوستاں سے اے اقبالؔ
اڑا کے مجھ کو غبار رہ حجاز کرے

اور زبان و لب پر ہمیشہ صلوٰۃ و سلام کا ورد جاری رکھے کہ انہیؐ کی بدولت کائنات کو پیدا کیا گیا :

السلام اے بود آدم را سبب [۱۰]
السلام اے خلق عالم را سبب

Marfat.com

سلام اے ظلِّ رحمانی ، سلام اے نور یزدانی "
ترا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی

اور

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام "
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم ، تاجدار حرم
نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

ہم یہاں سعادت و برکت کے لئے ، اظہار عقیدت و ارادت کے لئے ، توفیق الہی سے ، آپؐ کے محاسن جمیلہ کا ذکر خیر کرنے کی سعی کرتے ہیں ۔

محمد رسولؐ اللہ خیر البشر ہیں: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مافوق الفطرت یا بنی آدم سے ماورا مخلوق نہیں بنایا بلکہ خود انسانوں میں سے" پیدا فرمایا جو نوع انسان کے فطرتی تقاضوں ، بشری کمزوریوں ، نفسیاتی داعیوں اور جبلّی میلانوں سے واقف ہیں ، اور ان باتوں کو سامنے رکھ کر انسانی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں ۔ انسان کی ظاہری اور باطنی طہارت کے لئے ایسے طریقے بتاتے ہیں جو اعلیٰ بھی ہیں اور قابل عمل بھی ۔ چونکہ تمام بنی آدم کو ، حبیبؐ خدا کی ذات پاک سے ، اولاد آدم ہونے کے ناطے ، ایک مقدس نسبت قائم ہے اس لئے ہر مومن کے دل میں ، آپؐ کے ساتھ یگانگت ، محبت ، وابستگی ، اور شیفتگی کا گہرا احساس موجود ہے ۔ ادب و احترام اور عقیدت و ارادت کا پاکیزہ اور شدید جذبہ موجزن ہے ، اس لئے حضورؐ کا اتباع ، انؐ کی پیروی ، ممکن بھی ہے اور باعث فلاح بھی ۔ سرورؐ کائنات کی رفعتیں انسان کی رفعت کا باعث ہیں ، انؐ کی عظمتیں انسانی شرف کی علامت ہیں اور انؐ کا معراج ، انسانی عروج و کمال کی حجت ہے :

سبق ملا ہے معراج مصطفیٰؐ سے مجھے "
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

Marfat.com

غرض بنی آدم کی یہ حد درجہ خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے ہادیؐ مبعوث فرما کر مرشد و رہنما بنا دیا تاکہ انسان حضورؐ کے نقش قدم پر چل کر، آپؐ کا اتباع کر کے، اس امتحان میں کامیاب ہو سکے جس میں اسے مبتلا کیا گیا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے بنی آدم کو یہ ہدایت فرمائی کہ لوگو! تمہارا خالق و معبود صرف خدائے واحد ہے، تم اسی کی اطاعت و عبادت کرو، اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو[۵]۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسن عبادت کی توفیق دے آمین۔

خاتم النبیینؐ، تمام انسانوں کے لئے رسولؐ ہیں: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے وہ کسی ایک قوم یا کسی خاص قبیلہ کی جانب، خدا کا پیغام لے کر آئے لیکن نبیؐ آخرالزمان تمام انسانوں کے لئے قیامت تک ہادی کامل بن کر تشریف لائے اور انؐ کی معرفت، اللہ تعالیٰ نے انسانی رہنمائی کے لئے دین اسلام کی صورت میں مکمل دستور حیات عطا فرمایا۔ اس لئے اب روئے زمین کے ہر مذہب، ہر قوم، ہر نسل کے انسانوں کے لئے آپؐ کا اتباع فرض قرار دیا گیا ہے اور آپؐ ہی ساری انسانیت کے مرشد، ہادی اور نجات دہندہ ہیں۔ حضورؐ جو کچھ فرماتے ہیں اس میں انؐ کی ہوائے نفس کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ صرف وہی قول مبارک فرماتے ہیں جو انؐ کی طرف وحی کی جاتی ہے[۶]۔

رسولؐ اللہ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں: اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین، یعنی تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے[۸]۔ کل مخلوقات کے لئے شفقت، محبت، رافت اور خیر خواہی کا پیکر بنایا ہے آپؐ کی تعلیمات اور فیوض و برکات سے انسان کی مادی، ذہنی، علمی، عملی، اخلاقی اور روحانی تربیت ہوتی ہے۔ زندگی کے سب معاملات میں نکھار آتا ہے، عقائد میں پاکیزگی، فکر میں طہارت، قول میں صداقت، اخلاق میں حسن اور عمل میں

Marfat.com

صالحیت پیدا ہوتی ہے ۔ آپؐ سرچشمہ رحمت اس صورت میں ہیں کہ آپؐ نے انسانوں کو توحید ، تقویٰ ، راستبازی اور نیک عملی کی تعلیم دے کر ہدایت کا راستہ دکھایا ۔ حق و باطل میں تمیز سکھائی ۔ سلامتی اور تباہی کے راستوں کو الگ الگ کر دکھایا ۔ آپؐ نے ذہن ، قلب اور روح کو پاک کیا ۔ مظلوموں ، ضعیفوں ، یتیموں ، بیواؤں اور کمزوروں کو ان کے حقوق دلوائے ۔ علاقہ ، رنگ اور نسل کا امتیاز مٹا کر وحدت انسانی کا سبق دیا ۔ انسان کو بے جا توہّمات ، فضول وساوس و خطرات اور جاہلانہ رسوم و روایات سے چھٹکارا دلایا ۔ نجس اور حرام کاموں سے روکا ۔ کنبہ کا نظام ، ملک کا نظام ، اخلاقی ، معاشرتی ، معاشی اور سیاسی نظام درست فرمایا جہالت کا اندھیرا ختم کیا ۔ عقل و معرفت کی روشنیاں بکھیر دیں ۔ بندے کو اللہ سے ملایا اور یوں انسانیت پر اپنیؐ رحمت کا سایہ پھیلا دیا :

"وہؐ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
فقیروں کا ملجا ، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی ، غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگزر کرنے والا
بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا

آپؐ کے اتباع میں ہم پر واجب ہے کہ ہم بھی دوسروں کے لئے سرچشمہ فیض بنیں اور ہمدردی و غمگساری کو شعار بنائیں ۔

رسولؐ اللہ کا شرح صدر کیا گیا : اللہ تعالیٰ نے نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرح صدر فرمایا ۔ آپؐ کے سینہ مبارک کو ایمان و عرفان کے نور سے بھر دیا ، قلب اطہر کو حق و صداقت کا مسکن بنا دیا ، باطن کو یقین کامل عطا فرما دیا اور دعوت و تبلیغ کے لئے ضروری اوصاف عنایت کر دیئے تاکہ لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے ، سچ کو صحیح اور باطل کو غلط قرار دینے کا حق ادا ہو سکے ۔ علیم و خبیر اللہ

Marfat.com

نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان ساری چیزوں کا علم سکھایا جن کا انہیںؐ پہلے علم نہیں" تھا تاکہ یہ علم آگے نوع انسانی کو منتقل فرمائیں ۔ چونکہ مخلوق کا علم ناقص اور محدود ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضورؐ پاک کی معرفت ' انسان پر وہ ساری حقیقتیں ' ساری صداقتیں منکشف فرما دیں جن کی انسان کو ضرورت ہے اور جو اس کی اخلاقی تربیت اور اُخروی نجات کے لئے لازم ہیں :

"کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر"

غرض رب کریم نے آپؐ کے ذہن کو ہر طرح کے شک و تردّد سے پاک کرکے ' یہ اطمینان دلا دیا کہ اسلام کا راستہ ہی سچ اور حق ہے اور آپؐ کا حوصلہ اتنا بلند فرما دیا کہ تبلیغ دین کے لئے مشکل سے مشکل کام اور کٹھن سے کٹھن مرحلہ پر بھی ' استقلال و استقامت کا جذبہ برقرار رہے اور رسالت کی عظیم الشان ذمہ داریاں نبھانے کے لئے عزیمت پیدا ہو جائے ۔

رسولؐ اللہ ' ہدایت کے روشن چراغ ہیں : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " سراج منیر " ہیں : ہدایت کے روشن "چراغ ۔ علم ' رشد ' تقویٰ ' عبادت ' حق پرستی ' حسن اور خیر کے چمکتے دمکتے سورج ۔ جس طرح طلوع آفتاب سے رات کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے ' اسی طرح سراج منیرؐ کی آمد سے کفر ' شرک ' معصیت کی ظلمتیں دور ہوگئیں ۔ آپؐ کی عطا کردہ شریعت مطہرہ سے پہلی تمام شریعتیں محو ہوگئیں ۔ آپؐ کے اکمل و افضل دین کے باعث سابقہ تمام مذاہب کا دور ختم ہوگیا ۔ نور حق آجانے سے باطل کے اندھیرے "چھٹ گئے" ۔ آپؐ کی دی ہوئی الہامی اور نورانی تعلیم سے ظن و تخمین ' اندھی تقلید ' شکوک و شبہات ' سحر و کہانت جاتے رہے اور بنی آدم کے سامنے کائنات ' انسان ' خدا ' زندگی ' موت ' قیامت ' آخرت ' جزا ' سزا ' جنت اور دوزخ کی حقیقت واضح ہوگئی ' وہ تمام باتیں آشکارا ہوگئیں جو انسان کے علم سے باہر تھیں ۔

Marfat.com

رسولؐ اللہ عظیم ترین اخلاق والے ہیں : طیّب و طاہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ ترین اخلاق کے حامل ہیں[۲۵] ۔ جس قدر پاکیزہ اخلاق ، صالح عادات ، نیک خصائل ہوسکتے ہیں وہ سب کے سب آپؐ میں بدرجہ تمام و کمال موجود ہیں کیونکہ آپؐ قرآن مجسم ہیں یعنی کلام پاک کی عملی تفسیر ۔ آپؐ کی خوبیوں اور محاسن کا کوئی شمار نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ابتداہی سے آپکےؐ قلب مطہرؐ کو ان تمام امور سے متنفر کر دیا جو منصب رسالت کے منافی تھے ۔ چنانچہ آپؐ معصوم عن الخطا ہیں ، حنیف اور وشید ہیں ۔ سب طرف سے ہٹ کر صرف اللہ کی عبادت و اطاعت کرنے والے اور کامل طور پر ہدایت یافتہ ۔ صداقت ، امانت ، دیانت ، عدالت ، سخاوت ، شجاعت کا حسین نمونہ ہیں ۔ حق پرستی ، پاکبازی ، رحملی ، ایثار کا بے مثال پیکر ۔ صبر ، شکر ، حلم ، احسان ، تواضع اور عفو کا خوبصورت مظہر ۔

آنکہ مہتاب از سر انگشتش دونیم[۲۶]
رحمت او عام و اخلاقش عظیم

آپ کے اتباع میں ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنے اندر اعلیٰ اور پاکیزہ اخلاق پیدا کریں ۔ حضورؐ نے رب قدوس کی تسبیح و تحمید اور اطاعت و عبادت کا بے نظیر نمونہ پیش کیا[۲۷] ، تقویٰ و پرہیزگاری کی بہترین مثال قائم کی ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کمال درجہ کا معیار دیا ۔ استقامت دین کے سلسلہ میں ، دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے میں ، صبر و توکل کرنے ، نیکی کے کام سرانجام دینے اور خدمت خلق کے ضمن میں نہایت اعلیٰ معیار پیش کئے ۔ خوراک ، پوشاک اور رہائش میں سادگی اور زُہد کا یہ عالم تھا کہ پیوند لگے کپڑے پہنتے ، گھر میں کئی کئی دن چولہے میں آگ نہ جلتی اور چٹائی پر استراحت فرماتے ، حالانکہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپؐ ایک عظیم سلطنت کے سربراہ تھے :

بوریا ممنون خواب راحتش
تاج کسریٰ زیر پائے اُمتش ۔

Marfat.com

سچائی آپؐ کا شعار تھا ' ہمیشہ سچ بولتے ' آپؐ نے اللہ کے سچے کلام کی تعلیم سچائی کے ساتھ دی - آپؐ کی صداقت شعاری کے باعث اہل مکہ نے آپؐ کو صادقؐ کا لقب دے رکھا تھا - حضورؐ بڑے دیانتدار اور امانت دار تھے - اہل مکہ نے آپؐ کی دیانتداری کے پیش نظر آپؐ کو امینؐ کا لقب دے رکھا تھا - حضورؐ نے زندگی بھر اپنے فرائض نہایت دیانتداری سے سرانجام دیئے ' آپؐ بڑے پاکباز اور عفت مآب تھے - عزت نفس ' خود داری ' غیرت اور وقار کی حفاظت کرنے والے ' ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنے اندر صداقت اور امانت کی خوبیاں پیدا کریں' اللہ پاک ہمیں توفیق دے - آمین -

نبی کریمؐ بڑے جواد تھے ' بہت سخاوت کرنے والے - ہمیشہ دوسروں کو فیض پہنچاتے ' سائل کو کبھی خالی نہ لوٹاتے ' اپنی ضرورت کا خیال کئے بغیر' اپنا مال دوسروں کو عطا کر دیتے ' دوسروں پر اپنے حقوق معاف فرما دیتے - ماہ رمضان میں تو آپؐ کی سخاوت تیز چلنے والی ہواؤں کی طرح ہوتی - آپؐ کے پاس جب بھی مال غنیمت یا زکوٰۃ کی رقم آتی تو اس پر رات گزرتی نہ دوپہر - اگر مال صبح کے وقت آتا تو دوپہر سے پہلے حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیتے اور اگر دن ڈھلے آتا تو رات آنے سے قبل ہی مستحق لوگوں میں بانٹ دیتے ' لہٰذا آپؐ کے اتباع میں ہم پر واجب ہے کہ سخاوت کو شعار بنائیں اور حسب استطاعت اپنا مال فراخ دلی سے اللہ کی راہ میں ضرورت مندوں کو دیں -

رؤف و رحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ بڑی خوش خلقی سے پیش آتے ' عزیز و اقارب سے بھلائی فرماتے ' صلہ رحمی اختیار کرتے ' پڑوسی کا خیال رکھتے ' آنے والوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ' تواضع اور نرمی کا سلوک فرماتے ' یتیموں پر دست شفقت رکھتے ' بیمار کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے ' مسافر کی خبر گیر فرماتے ' جب کسی سے ملتے تو سلام کرنے میں پہل فرماتے ' مصافحہ کرتے اور اس وقت تک ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک دوسرا خود نہ ہاتھ کھینچ

Marfat.com

لیتا - جس سے مصافحہ فرماتے اس کے لئے دعا کرتے ' کوئی جاننے والا ہوتا یا ناواقف ' اسے بٹھانے کے لئے کپڑا بچھا دیتے ' بُرے سے بُرے شخص کے ساتھ بھی پوری توجہ اور نرمی سے گفتگو فرماتے - آپؐ کے ساتھ کوئی برائی کرتا تو اس کا بدلہ برائی کے ساتھ نہ دیتے بلکہ معاف فرما دیتے[۲۸] ' کوئی معذرت خواہ ہوتا تو اس کا عذر قبول فرما لیتے - مکہ کے کفار قریش نے آپؐ کے ساتھ دشمنی اور ایذا رسانی کی حد کر دی تھی مگر جب آپؐ فتح مکہ کے موقع پر ' ان پر غالب آئے تو چشم فلک آپؐ کا یہ فیصلہ سن کر حیران رہ گئی کہ آج مکہ والوں سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا ' ان[۲۹] کے لئے عام معافی ہے :

آںؐ کہ بر اعدا درِ رحمت کشاد[۲۶]
مکہ را پیغام لَا تَثْرِیْبَ داد

آپؐ کی پیروی میں ہم پر لازم ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ نرمی اور تواضع سے پیش آئیں اور برائی کا بدلہ بھلائی سے دیں -

سیدؐ امت ' نبیؐ رحمت کی طبیعت میں تواضع ' انکسار اور میانہ روی تھی - آپؐ کبھی ممتاز جگہ پر تشریف فرما نہ ہوتے ' چنانچہ کوئی ناواقف آتا تو پہچان نہ سکتا اور پوچھتا کہ حضورؐ اقدس کون ہیں - آپؐ زمین پر بیٹھتے اور سب کے ساتھ گھل مل کر رہتے - اگر کوئی غلام جَو کی روٹی کھانے کے لئے بھی آپؐ کو مدعو کرتا تو آپؐ اس کی دعوت رد نہ فرماتے - غلاموں ' غریبوں اور ناداروں کی تکالیف رفع فرماتے ' ان کی مدد فرماتے ' ان کے ساتھ چلنے میں کبھی عار محسوس نہ کرتے ' کسی کو حقیر نہ سمجھتے ' بلکہ اپنے غلام کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے -

درنگاہ او یکے بالا و پست[۲۶]
با غلام خویش بر یک خواں نشست

انکسار مزاج کے باعث آپؐ ' اپنے کپڑے پھٹ جاتے ' تو خودؐ سی لیتے ' جوتا

Marfat.com

ٹوٹ جاتا تو خودؐ گانٹھ لیتے ' گھر کے کام کاج میں اہل خانہ کا ہاتھ بٹاتے ' بکری کا دودھ دوھ لیتے ' اپنے اونٹ خودؐ چرا لیتے اور بازار سے گھر کا سودا سُلف خرید لاتے ۔

آپؐ کی نشست و برخاست اللہ کے ذکر کے ساتھ ہوتی ۔ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس وقار ' حیا ' حلم ' حق گوئی ' راست فکری ' خیر خواہی ' نفع رسانی ' صبر اور سکون کا بہترین نمونہ ہوتی ۔ نبی کریمؐ کے ساتھی تقویٰ اور عبادت کا بہترین نمونہ تھے ۔ خود بھی نیکیاں سمیٹنے میں سرگرم رہتے اور دوسروں کو بھی نیکو کاری کی تلقین فرماتے ۔ ایک کو دوسرے پر فضیلت صرف تقویٰ اور حُسن عمل کی بنا پر ملتی ' نبی مُذکرؐ کثرت سے اللہ کو یاد کرتے ۔ جب تنہا نماز پڑھتے تو اتنی طویل ہوتی کہ کھڑے کھڑے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے ۔ آپؐ کی نماز خشوع و خضوع ' ذوق و شوق اور حسن و خوبی میں بے مثال ہوتی ۔ آپؐ کو جب کوئی رنج پیش آتا تو نفل نماز کی طرف رجوع فرماتے ۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اخلاق و اعمال کی تمام خوبیاں اور کمالات ' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں جمع کر دیئے ' چنانچہ آپؐ کے محاسن اور فضائل کے ذکر مبارک کا حق زبان و قلم سے ادا ہو ہی نہیں سکتا ۔

رسولؐ اللہ بشیرؐ اور نذیرؐ ہیں : اللہ تعالیٰ نے رحمتہؐ للعالمین کو شاہدؐ ' بشیرؐ اور نذیرؐ بنا کر بھیجا[۳۰] ۔ آپؐ نے جن باتوں کی شہادت دی اور نوع انساں کو آگاہ فرمایا وہ یہ ہیں : اللہ کی ذات پاک ' اس کی عالی صفات ' ملائکہ ' وحی ' رسالت ' انبیاء کرامؑ ' مقصد حیات انسانی ' مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا ' حشر ' اعمال کے مطابق ثواب و عذاب ' عالم آخرت وغیرہ ۔ آپؐ نے ان حقائق کو روشن دلائل سے پیش فرمایا ' اور اپنی حق گو زبان ' پاکیزہ اخلاق ' مُطہّر عادات ' دلنواز سیرت اور مثالی کردار سے ان باتوں پر گواہی دی ۔ آپؐ کی صدائے توحید کرہ ارض کے چاروں طرف گونج اٹھی اور فرزندان توحید نے آپؐ کے ہمنوا ہو کر یہ نعرہ بلند کیا :

نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

Marfat.com

پھر جو لوگ اس شاہدؐ حقائق کی دعوت قبول کرلیتے ہیں، آپؐ کی تعلیمات کو مان لیتے ہیں، اطاعت اختیار کرلیتے ہیں تو انہیں بحیثیت مبشرؐ یہ خوش خبری دیتے ہیں[۲۱] کہ ان لوگوں کو دنیا میں بھی پُرسکون زندگی میسر آئے گی اور آخرت میں بھی (نجات، جنت میں ابدی قیام اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نذیرٌ مبین بھی ہیں اور اس حیثیت سے ان لوگوں کو، جو اللہ کی ہدایت و احکامات سے منہ موڑ لیتے ہیں، آخرت سے بے پروا ہیں، ہوائے نفس کا شکار اور گناہوں میں مبتلا ہیں، بُرے انجام اور عذاب سے ڈراتے ہیں[۲۲] تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ غرض بشیرؐ و نذیرؐ کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا:

اگر ایمان لے آؤ تو بچ جاؤ گے اے لوگو[۲۳]
نجات دُنیوی و اُخروی پاؤ گے اے لوگو
نہ مانو گے تو بربادی کا بادل چھانے والا ہے
بُرا وقت آنے والا ہے، برا وقت آنے والا ہے

نبی کریمؐ مُذکر ہیں[۲۴]، آپؐ لوگوں کو تذکیر و موعظت فرماتے، نصیحت کرتے، دین کی باتیں سمجھاتے اور سیدھا راستہ اختیار کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپؐ نے یہ فریضہ کمال حسن و خوبی اور استقلال و استقامت سے انجام دیا۔ چنانچہ ہم پر واجب ہے کہ حضورؐ کے ارشادات طیبہ کی دل و جان سے تعمیل کریں، اور ان کے اتباع میں دین اسلام دوسروں تک بھی پہنچائیں۔

نبی کریمؐ، اللہ کی طرف بلانے والے ہیں: داعیؐ حق نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔[۲۵] اس کے احکامات پر عمل کرنے کی دعوت دی، اس کی جانب رجوع کرنے کے لئے پکارا، حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر، ہر لمحہ، ہر موقع پر، ہر حال میں، لوگوں کو اطاعت الٰہی کا سبق دیا۔ کفار قریش نے آپؐ کو مال و دولت کا لالچ دیا، حسین ترین خاتون سے شادی کی پیشکش کی، اپنا بادشاہ تسلیم

Marfat.com

کرلینے پر آمادہ ہوئے لیکن آپؐ نے فرمایا ' اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی رکھ دو تو میں دین اسلام کی دعوت ترک نہیں کروں گا خواہ اس میں میری جان چلی جائے کیونکہ اللہ کا حکم سنانے کی راہ میں میری کوئی غرض آڑے نہیں آسکتی ' دعوت الی اللہ کی خاطر ' آپؐ نے طائف کا سفر اختیار کیا جہاں آپؐ پر پتھر برسائے گئے ۔ حتیٰ کہ جسم مبارک سے خون بہہ بہہ کر جوتے میں جم گیا اور قدم مبارک نکالنے مشکل ہوگئے ۔ لیکن آپؐ دشمنوں کی ایذا رسانی کے باوجود ان کی ہدایت کے لئے دعائیں مانگتے جاتے ۔ حضورؐ عرب کے مختلف قبائل تک تشریف لے گئے اور تبلیغ فرمائی ' حج کے مواقع پر ' اطراف ملک سے آنے والوں کو اللہ کا پیغام سناتے ۔ عَقَبہ کے مقام پر مدینہ کے وفود کو دعوت اسلام فرمائی ۔ پھر ہجرت کے دوران اور مدینہ شریف پہنچ کر ' یہود و نصاریٰ کو تعلیمات الٰہی کی جانب بلایا ۔ غرض امن کے ایام میں ' جنگ کے زمانہ میں ' دن کے اجالے اور رات کی تاریکی میں ' صحت کے دور اور بیماری کے دنوں میں ' حتیٰ کہ وصال مبارک سے قبل تک تبلیغ اور دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیتے رہے ۔

نبی کریمؐ پاک کرنے اور کتاب و حکمت سکھانے والے ہیں : رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت اور مقام و منصب سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے محبوب ' ایسے شفیق اور ایسے رحمدل نبیؐ کو نوع انساں کا رہنما بنا کر ' اہل ایمان پر واقعی بڑا احسان فرمایا جو :[۳۶]

۱ ۔ مومنوں کو اللہ کی آیات سناتا ہے ' احکامات الٰہی بتاتا ہے ' ہدایات خداوندی سے آگاہ کرتا ہے ۔

۲ ۔ ان کی زندگیوں کو پاکیزہ بناتا ہے ' مکروہ عقیدوں کو مٹا کر ' برے کاموں سے منع فرما کر ' گناہ کی آلودگیاں ہٹا کر اور تقویٰ سکھا کر ان کے اخلاق سنوارتا اور کردار نکھارتا ہے ' آپؐ نے لوگوں کی تربیت اس نہج پر کی کہ انہیں خیر سے محبت اور شر سے نفرت ہوگئی اور اپنی تعلیم سے ایک ایسا ماحول پیدا فرمایا جو تزکیۂ نفوس کے

Marfat.com

لئے ایک وسیع تربیت گاہ کا کام دینے لگا اور جو شخص بھی اس میں داخل ہوا وہ پاک نفس، خوش اخلاق اور نیکو کار بن گیا۔

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیرت طیبہ کی شکل میں، قرآن کو عملی شکل دے کر، مسلمانوں کے سامنے، اتباع کے لئے ایک کامل نمونہ پیش فرما دیا اور اس سیرت مبارکہ کی روشنی میں، انہیں زندگی کے سارے معالات و مسائل بطریق احسن حل کرنے کے لئے عقل و دانائی سکھائی، سلیقہ اور شائستگی کی راہ دکھائی، اور

۴۔ انسان کو وہ باتیں بتائیں جو اسے پہلے سے معلوم نہ تھیں[۳۷]، گویا:

دیے پھیر دل ان کے مکر و ریا سے[۳۸]
بھرا ان کے سینے کو، صدق و صفا سے
بچایا انہیں کذب سے، افترا سے
کیا سُرخرو خُلق سے اور خدا سے

اگر اللہ تعالیٰ نبی کریمؐ جیسی غمگسار، بردبار، رؤف و رحیم ذات گرامی کو ہمارا ہادی نہ بناتا تو لوگ کفر کے غاروں، گناہ کی ظلمتوں اور معصیت کی وادیوں میں بھٹکتے رہتے، کبھی راہ راست نہ پاسکتے اور امتحان زندگی میں کامیاب نہ ہو سکتے۔ ہماری ذہنی، قلبی، اخلاقی، عملی اور روحانی کیفیت بھی ویسی ہوتی جیسی آپؐ کی تشریف آوری سے قبل، دورِ جاہلیت میں انسان کی تھی، جس میں: کفر، شرک، بت پرستی، بے حیائی، بدکرداری جیسی برائیاں انسان پر غالب آ چکی تھیں۔ لہٰذا رؤف و رحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر، خدائے رحمٰن و رحیم نے انسان پر جو احسان فرمایا اس کا ہم جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔ ہم پر واجب ہے کہ اس محبوب رہنما کو اپنی ہر متاع سے، اپنی جان سے، عزیز سمجھیں کیونکہ نبی کریمؐ مومنوں کو ان کی جان سے بھی زیادہ محبوب اور پیارے ہیں[۳۹] کہ انؐ کی طفیل ہم نے رازِ حیات پایا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ انؐ کے اتباع اور اطاعت کو

زندگی کا مقصد بنالیں کیونکہ دنیا و آخرت میں وہی لوگ فلاح پائیں گے جو :

☆ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی رسالت) پر ایمان لائیں '

☆ دین کی تبلیغ و دعوت میں حضورؐ پاک کی حمایت و نصرت کریں ' اور

☆ (قرآن مجید کی) اس روشنی میں راہ ہدایت اختیار کریں جو نبیؐ کریم کو دی گئی۔[۲۰]

دین اسلام کی پیروی کا واحد طریقہ یہ ہے کہ محبوبؐ خدا کی سیرت طیبہ اور سنت مبارکہ کا حد درجہ محبت و عقیدت سے اتباع کیا جائے کیونکہ حُبِ رسولؐ ہی فلاح و کامیابی کی کلید ہے اور سارے عالم کو تسخیر کرنے کی ضمانت :

ہر کہ عشق مصطفیٰؐ سامان اوست[۲۱]
بحر و بر در گوشہ دامان اوست

نبی کریمؐ مومنوں کے لئے رؤف و رحیم ہیں : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایمان کے لئے بہت شفیق اور مہربان ہیں[۲۲]۔ آپؐ مسلمانوں کے ساتھ بڑی رحمت ' رافت ' محبت اور شفقت سے پیش آتے ' ان کی بہتری کا خیال رکھتے ' انہیں دعائیں دیتے ' راتوں کو جاگ جاگ کر ' اپنی امت کے لئے رب غفور و رحیم سے مغفرت مانگتے ' خود ہمارا خالق رحیم و ودود ہے ' بنی آدم سے بہت پیار کرتا ہے ' اس کی رحمت کائنات کی ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے[۲۳] ' وہ رؤف و رحیم مالک اپنے بندوں کے ساتھ بڑی نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرتا ہے[۲۴]۔ ان کی خیر و فلاح کے لئے راہ راست دکھانے کی خاطر ' انبیاءؑ کرام بھیجتا رہا ہے اور آخر میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور انہیں بھی اہل ایمان کے لئے رؤف و رحیم بتایا ۔ چنانچہ جس طرح اللہ تعالیٰ انسانوں کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے ' ان کی توبہ قبول کرتا ہے ' اسی طرح رؤف و رحیم نبیؐ ' مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت مانگتے ہیں ' بالخصوص گنہگاروں پر اور بھی زیادہ شفقت فرماتے ہیں اور ان کی خطائیں معاف کرنے میں ایسی مہربانی کا معاملہ فرماتے ہیں جیسے ماں اپنی اولاد کے لئے کرتی ہے ۔

Marfat.com

مہر تو بر عاصیاں افزوں تر است [۴۵]

در خطا بخشی چو مہر مادر است

رحمۃ للعالمین کو اس بات کی بڑی تمنا تھی کہ لوگ خدائے واحد پر ایمان لے آئیں۔ اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں تاکہ دین و دنیا کی سعادتیں پالیں۔ آپؐ کو زندگی بھر کسی ذاتی منفعت یا غرض سے کوئی تعلق نہ رہا۔ اگر کوئی آرزو تھی، کوئی حرص تھی تو صرف یہ کہ بنی آدم دوزخ میں جانے سے بچ جائے اور جنت کی ابدی و دائمی راحتوں کی مستحق بن جائے۔[۴۶] عربی اور عجمی سے، غریب اور امیر سے، دوست اور دشمن سے، چھوٹے اور بڑے سے، عورت اور مرد سے، پیر و جواں سے جو گفتگو بھی فرمائی اس کا ماحصل یہی تھا کہ اللہ کو مانو، عقائد درست کرو، اخلاق سنوارو، اعمال ٹھیک کرو، گناہوں سے بچو اور آخرت کے لئے تیاری کرو:

کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا [۴۷]

ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

رحمۃ للعالمین نوع انسان کے اس قدر خیر خواہ تھے کہ انہیں لوگوں کی تکلیف پر سخت صدمہ[۴۸] ہوتا تھا۔ کفار کے بارے میں انہیں یہ غم تھا کہ ان کے ایمان نہ لانے کے باعث ان کا انجام برا ہوگا اور مسلمانوں کے لئے آپؐ نے ہمیشہ یہ انداز فکر رکھا کہ ان کے لئے دین سخت نہ ہو جائے بلکہ آسان اور سہل ہی رہے۔ آپؐ دشمنوں کے ہاتھ سے ملنے والی ایذاؤں کو نہ صرف معاف فرما دیتے تھے بلکہ ان کی ہدایت یابی کے لئے دعا مانگتے۔ حضورؐ کی پیروی میں ہم پر لازم ہے کہ ہم بھی دوسروں کو آخرت کے لئے تیاری کی دعوت دیں اور اس کام میں ان کی مدد کریں۔

Marfat.com

رسولؐ اللہ ، لوگوں پر گناہوں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں : رحمتہً للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاکیزہ تعلیمات سے لوگوں پر سے گناہوں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں، جہالت وعصیاں کے جن پھندوں میں گرفتار ہیں انہیں کھول دیتے ہیں - آپؐ کے رونق افروز ہونے سے قبل، نوع انسان بڑے ہی مکروہ گناہوں میں غرق تھی مثلاً: کفر، شرک، بدکاری، بے حیائی، جھوٹ، مکر، غرور، شراب نوشی، قماربازی، توہم پرستی، ٹونے ٹوٹکے، بے جارسوم و رواج، کئی کئی شادیاں کرنا، کثرت سے طلاقیں دینا، زندہ لڑکیوں کو دفن کرنا، قبائلی تنازعات میں انتقام کے سلسلہ کو طول دینا وغیرہ - غرض اس معاشرہ کے حالات اور عادات و اطوار نہایت قابل نفرین تھے۔

کہیں آگ پجتی تھی واں بے محابا [۴۷]
کہیں تھا کواکب پرستی کا چرچا
وہ تیرتھ تھا اک بت پرستوں کا گویا
جہاں نام حق کا نہ تھا کوئی جویا
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بے باک جیسے
کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیماں
بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں
نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے
نہ آگاہ تھے مبدا و انتہا سے

ہادیؐ اعظم نے لوگوں کو ان تمام غلط عقائد اور اطوار سے نجات دلائی، توحید و آخرت کا سبق دے کر زندگی گزارنے کا صحیح راستہ دکھایا، اخلاق و اعمال میں پاکیزگی پیدا کی جس سے دل اور ذہن صاف ہوگئے اور لوگوں پر سے گناہوں کے بوجھ اتر گئے۔

مصلحِ اعظم کی حد درجہ خواہش تھی کہ لوگ کفر کی تاریکیوں اور گناہوں کی

آلودگیوں سے نکل کر اسلام کی روشنیوں اور نیک عملی کی پاکیزہ فضاؤں میں آ جائیں - آپؐ کا یہ سوز' یہ تڑپ بہت لائق تحسین ہے' اس وجہ سے رحمتہ للعالمینؐ اپنے اوپر ایک بوجھ محسوس فرماتے تھے' اللہ کریم نے آپؐ کا یہ بوجھ یوں کم کیا کہ اسلام کو فروغ بخشا' لوگ جوق در جوق خاتم النبیینؐ کے دین متین میں داخل ہونے لگے' کفر کے اندھیرے چھٹتے گئے' اسلام کا نور پھیلتا گیا' قرآن و سنت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والے صحابہؓ کی بہت بڑی جماعت تیار ہوگئی' جاں نثاروں میں اضافہ ہوتا گیا جنہوں نے آپؐ کے اتباع میں فریضہ تبلیغ جاری رکھا اور اطراف عالم میں اللہ کا نام بلند کیا - یوں محسنؐ انسانیت کے درد کا بوجھ ہلکا ہوگیا - چنانچہ ہم پر واجب ہے کہ ہم آپؐ کے لائے ہوئے دین کو خود بھی مضبوطی سے تھامے رکھیں اور دوسروں کو بھی آپؐ کے حلقہ غلامی میں کھینچ لائیں تاکہ حضورؐ کی درد مندی انسانیت میں شریک ہوسکیں -

رسولؐ اللہ بلند نام والے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نہ صرف محسنؐ انسانیت کا بوجھ کم کیا بلکہ ساری کائنات میں' فرش تا عرش' ازل تا ابد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کا ذکر حسیں بلند فرما دیا[۵۱] - کلمۂ توحید کے ساتھ رسالت محمدیؐ کا کلمہ جوڑ کر' اسلام قبول کرنے اور مسلمان بننے کے لئے' اولین شرط یہ قرار دی کہ اللہ کی واحدانیت کے اقرار کے ساتھ خاتم النبیینؐ کی رسالت کا بھی اقرار کیا جائے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ چنانچہ جب اور جہاں رب العالمین کا نام لیا جاتا ہے وہیں اور اسی وقت رحمتہؐ للعالمین کا اسم مبارک بھی زبان و دل سے ادا ہوتا ہے اور خدا' فرشتے اور اہل ایمان درود بہ لب ہوتے ہیں[۵۲]: صلی اللہ علیہ وسلم - غرض ہر مسلمان کلمہ پڑھتے وقت' اذان کہتے وقت' نماز ادا کرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی زبان سے لینے کا شرف حاصل کرتا ہے اور صلوٰۃ و سلام بھیجنے کی سعادت پاتا ہے - دنیا بھر میں اس اعلیٰ و ارفع اسم مبارک کی صدائیں' فرزندان اسلام کے کانوں میں حلاوت' دل کو حرارت اور

Marfat.com

روح کو سعادت بخشتی ہیں - شرق و غرب میں ' عجم و عرب میں ' مسجد و خانقاہ میں ' جلوت و خلوت میں ' دن کے ہنگاموں اور رات کے سناٹوں میں ' ہر جگہ اور ہر لمحہ ' اس پاک اور روشن نام کی گونج سنائی دیتی ہے اور ایمان و ایقان کو تازگی اور کشادگی بخشتی ہے :

وہ جس کا ذکر ہوتا ہے ' زمینوں آسمانوں میں[۵۳]
فرشتوں کی دعاؤں میں ' موذن کی اذانوں میں

اور ہر مرتبہ جب ہم کلمہ توحید و رسالت ادا کرتے ہیں تو گویا اس عہد کو تازہ اور عزم کو پختہ کرتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے ہمیں جو راہ دکھائی ہے ہم اس پر چلیں گے اور خدا کا جو پیغام ہم تک پہنچایا ہے اس پر عمل کریں گے - انشاء اللہ !

رسولؐ اللہ کو ماننے والوں کے اوصاف

چنانچہ جو لوگ نبیؐ آخرالزمان پر ایمان لا کر انہیں اپنا ہادی و رہنما مان لیتے ہیں ان کے اہم اوصاف یہ ہیں :[۵۴]

۱ - اللہ تعالیٰ کو ' اس کے فرشتوں کو ' ہدایت انسانی کے لئے نازل کردہ کتابوں ' اور سابقہ رسولوں کو مانتے ہیں '

۲ - وہ کہتے ہیں کہ ہم نے خاتم النبیینؐ کے ارشادات گرامی سنے اور ان کی اطاعت قبول کی '

۳ - وہ اپنے رب سے گذشتہ گناہوں اور کوتاہیوں پر معافی مانگتے ہیں ' اور

۴ - اس بات کو دل سے مانتے ہیں کہ انہیں دُنیوی زندگی کے بعد لوٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے ' اس لئے وہ اپنے خالق اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی سے بچتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں -

Marfat.com

پھر جو لوگ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں سر تسلیم خم کر دیتے ہیں : اپنا مال ' اپنی جان ' اپنا سب کچھ ایمان کی خاطر وقف کر دیتے ہیں ' اپنے آپ کو اللہ کی رضا کے سپرد کر دیتے ہیں اور مرشدؐ اعظم کے دست مبارک میں ہاتھ دے کر اطاعت کی بیعت کر لیتے ہیں وہ درحقیقت اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں کیونکہ رسولؐ اللہ کا قول طیب اور فعل مبارک اللہ ہی کے حکم سے صادر ہوتا ہے ' چنانچہ رحمتہؐ للعالمین کی اطاعت ' دراصل اللہ ہی کی اطاعت ہے ' اور نبیؐ کریم کی پیروی حکم الٰہی کی پیروی ہے کیونکہ بیعت کے وقت پیغمبرؐ خدا کا مبارک ہاتھ اصل میں خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔[۵۵]

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا طریقہ

پھر چوں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا راستہ اس کے پیغمبرؐ ہی نے دکھایا ہے اس لئے جو شخص اپنے خالق و حاکم اور رحیم و کریم اللہ سے محبت کا آرزومند ہے ' اس کا قرب چاہتا ہے ' اس کی خوشنودی اور رضا کا طلبگار ہے ' عرفان و معرفت کی تڑپ رکھتا ہے ' اس پر واجب ہے کہ وہ اس کے رؤف و رحیم نبیؐ کا دل و جان سے اتباع کرے ' انؐ کے نقش قدم پر چلے ' انؐ کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ کو رہنمائی کا نمونہ بنائے کیونکہ اس روش کے نتیجے میں :

۱ - اللہ اس شخص سے محبت کرے گا '

۲ - اس کے گناہ معاف کر دے گا ' اور

۳ - اس سے خوش ہو جائے گا ۔[۵۶]

غرض یہ مسلّمہ امر ہے کہ :

☆ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ' اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت[۵۷] کی ' اور

☆ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی درآں حالیکہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی '، جس کے باعث اللہ اس

Marfat.com

سے ناراض ہو جائے گا اور اسے سزا دے گا۔[۵۸]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ' اللہ کی اطاعت کا درجہ اس لئے رکھتی ہے کہ نبیؐ آخرالزمان نے نوع انسان تک فقط اللہ کا پیغام ہی نہیں پہنچایا بلکہ اس کی عملی طور پر تشریح و تفسیر بھی[۵۹] فرمائی یعنی قرآن مجید کو اپنی حیات پاک پر مکمل طور پر نافذ فرمایا ' جس کے باعث آپؐ کی ذات مبارک ' پیروی کے لئے بہترین نمونہ بن گئی ' ایسے لوگوں کے لئے :[۶۰]

☆ جو اللہ تعالیٰ سے رحمت اور گناہوں کی بخشش کی امید رکھتے ہیں '

☆ جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں (اور اللہ کے سامنے جوابدہی سے ڈرتے ہیں)'

☆ جو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں (اور ہر کام کرتے وقت اس کے احکام پیش نظر رکھتے ہیں)

چنانچہ جو لوگ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کریں ان پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کی اطاعت کریں - اور اطاعت کا طریقہ یہ ہے کہ :

۱ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس بات کا حکم دیں اسے (بلا تامل) تسلیم کرلیں ' اور

۲ - جس بات سے منع فرمائیں اس سے یکسر رک جائیں۔[۶۱]

م مرتبے لیَن گے چل اگےؐ ' جیہڑے نبیؐ دے تابعدار ہوسن[۶۲]
کلمہ ' حج ' زکوٰۃ ' نماز ' روزہ ' امر ' نہی دے اندر ' خبردار ہوسن

غرض یہ بات طے شدہ ہے کہ دنیوی اور اخروی فلاح کا دار و مدار فقط اللہ کی اِطاعت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر ہی موقوف ہے :

مقام خویش اگر خواہی دریں دیر[۶۳]
بحق دل بند و راہ مصطفیؐ رو

رؤف و رحیم نبیؐ کی محبت نصیب ہو جانے سے انؐ کے اُسوہ حَسنہ کا اتباع

Marfat.com

آسان ہو جاتا ہے کیونکہ دین کی اصل بنیاد حبِ رسولؐ ہی ہے :

بہ مصطفیٰؐ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست[۶۳]
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

اور :

اصلِ سُنت جُز محبت ہیچ نیست[۶۳]

اللہ کے حبیبؐ کے قریب ترین رفیق اور غار ثور کے ثانی الاثنین جناب صدیق اکبرؓ کی حیات پاکیزہ سے بھی ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ :

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس[۶۳]
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

چنانچہ اللہ تعالیٰ سے حبِ رسولؐ مانگنی چاہئے کہ سب سے بڑی متاع حیات یہی ہے :

سوزِ صدیقؓ و علیؓ از حق طلب[۶۳]
ذرۂ عشق نبیؐ از حق طلب

اللہ کریم ہمارے دلوں میں اپنے محبوب نبیؐ کی محبت اور اطاعت کا شدید جذبہ پیدا فرما دے ۔ آمین ۔

آئندہ اسلامی تعلیمات کے ضمن میں یہ بات واضح ہوتی جائے گی کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہمیں کن باتوں کا حکم دیا ہے اور کن باتوں سے روکا ہے ۔

حوالہ جات

۱ ۔ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (النّٰزِعٰت : ۴۰ ، ۴۱)

۲ ۔ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى (النّٰزِعٰت : ۳۸ ، ۳۹) ۳ ۔ وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ (النَّحل : ۹) ۴ ۔ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا (اَلْمُؤْمِنُوْن : ۴۴) وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ

Marfat.com

وَ مُنْذِرِيْنَ (انعام : ۴۸) اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَ

يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰى (الزُّمَر : ۷۱) ۵ ۔ رَحمَةً لِلعالمين

ج ۱ ص ۳۲۴) ۵ لِ ۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ

اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (اٰلِ عِمران

: ۱۶۴) ۶ ۔ شیخ سعدیؒ ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (احزاب : ۵۶) ۸ ۔ شاہ

عبدالعزیزؒ دہلوی ۹ ۔ مولانا اسمٰعیل میرٹھیؒ ۱۰ ۔ مولانا غلام احمد شہیدؒ

۱۱ ۔ حفیظ جالندھریؒ ۱۲ ۔ مولانا احمد رضا خان بریلویؒ ۱۳ ۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (توبہ ۔ ۱۲۸) ۱۴ ۔ علامہ اقبالؒ ۱۵ ۔

يُوْحٰٓى اِلَىَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ (حٰمٓ السَّجْدَة

۶) ۱۶ ۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف : ۱۵۸)

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سَبا : ۲۸) ۱۷ ۔ وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ،

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (نجم : ۳ ، ۴) ۱۸ ۔ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً

لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء ۔ ۱۰۷) (کتب سیر) ۱۹ ۔ مولانا حالی مرحوم ۲۰ ۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (اَلم نشرح : ۱) ۲۱ ۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

(النِّسَآء : ۱۱۳) ۲۲ ۔ مولانا حالیؒ ۲۳ ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

.... وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا (احزاب : ۴۶) ۲۴ ۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

Marfat.com

(بَنِیٓ اِسْرَآئِیلَ : ۸۱) ۲۵ ۔ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (اَلْقَلَم : ۴) ۲٦ ۔ علامہ اقبالؒ ۲۷ ۔ کُتب سِیَر ۲۸ ۔ وَ لَا یَدْفَعُ السَّیِئَۃَ بِا السَّیِّئَۃِ وَ لٰکِنْ یَّعْفُوْ وَ یَغْفِرُ (صحیح بخاری : حدیث قُدسی) ۲۹ ۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ (یُوْسُف : ۹۲) ۳۰ ۔ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَزِیْرًا (اَحزاب : ۴۵) اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَزِیْرًا (بَقَرہ : ۱۱۹) ۳۱ ۔ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ (یُوْنُس : ۶۴) ۳۲ ۔ وَ مَآ اَنَا اِلَّا نَزِیْرٌ مُّبِیْنٌ (اَحقاف : ۹)

۳۳۔ حفیظ جالندھریؒ ۳۴ ۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّرٌ (الغاشیۃ : ۲۱) ۳۵ ۔ وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ (اَحزاب : ۴٦) ۳٦ ۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ (اٰلِ عِمران : ۱٦۴) ۳۷ ۔ وَ یُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (بقرہ ۱۵۱) ۳۸ ۔ مولانا حالی مرحوم ۳۹ ۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ (اَحزاب : ٦) ۴۰۔ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَ عَزَّرُوْہُ وَ نَصَرُوْہُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ (اَعراف : ۱۵۷) ۴۱ ۔ علامہ اقبالؒ ۴۲۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (التَّوبہ : ۱۲۸) ۴۳۔ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (اَعراف : ۱۵٦) ۴۴ ۔ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (الحجّ : ٦۵) ۴۵۔ علامہ اقبالؒ ۴٦۔ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (توبہ : ۱۲۸) ۴۷۔ مولانا حالیؒ

۴۸۔ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ (توبہ : ۱۲۸) ۴۹۔ وَ یَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَ

الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ (اعراف : ۱۵۷) وَ لَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ

جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَ اسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا

(نِسَآء : ۶۴) وَ اسْتَغْفِرْ لَھُمُ اللّٰہَ (النُّور : ۶۲) وَ صَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ

سَکَنٌ لَّھُمْ (التَّوبہ : ۱۰۳) ۵۰۔ وَ وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ (الم نَشرح : ۲)

۵۱۔ وَ رَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکَ (اَلَم نَشرح : ۴) ۵۲۔ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ

عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (اَحزاب : ۵۶)

۵۳۔ حفیظؒ جالندھری ۵۴۔ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ

بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْرُ

(بقرہ : ۲۸۵) ۵۵۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

(الفتح : ۱۰) ۵۶۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ

لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اٰلِ عمران : ۳۱) ۵۷۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ

فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (النِسَآء : ۸۰) ۵۸۔ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ

لَہُ الْھُدٰی ...... وَ نُصْلِہٖ جَھَنَّمَ (النِسَآء : ۱۱۵) ۵۹۔ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ

الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ (النَّحل : ۴۴) ۶۰۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ

رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا

(اَحزاب : ۲۱) ۶۱۔ وَ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

(اَلْحَشر : ۷) ۶۲۔ میاں ہدایت اللہ ۶۳۔ علامہ اقبالؒ

Marfat.com

باب ۵

انسان کی کامیابی کے لئے نصاب ہدایت

گذشتہ اوراق میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اسے نیکی اور بدی کی اہلیت اور پہچان دی، سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں بخشیں، فکر و عمل کی آزادی عطا فرمائی اور نیک یا بری راہ پر چلنے کا اختیار دیا، لیکن ساتھ یہ بتا دیا کہ دنیوی زندگی ایک امتحان ہے جس کے خاتمہ پر سب لوگ اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، جہاں ان کے اعمال کا حساب کتاب ہو گا، جانچ پرکھ ہو گی، اور ان کے مطابق انہیں جزا یا سزا ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت بتا دیا کہ جو لوگ اپنی دنیوی زندگی اس کی نازل کردہ ہدایات کے مطابق گزاریں گے وہ دنیا میں بھی امن و سکون سے رہیں گے اور آخرت میں بھی جنت پائینگے جو دائمی راحت کی جگہ ہے، اس کے برعکس جو لوگ اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کے بجائے سرکشی و نافرمانی کی راہ اختیار کریں گے، اپنے نفس اور شیطان کے پیچھے چلیں گے، وہ دنیا میں بھی پریشان رہیں گے اور آخرت میں بھی (معاذ اللہ) دوزخ میں ڈالے جائینگے جو بڑی تکلیف اور کرب کی جگہ ہے۔

قرآن مجید

نوع انساں کو زندگی کا امتحان دینے کے قابل بنانے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدہ راہ دکھانے کا انتظام فرمایا اور اس غرض کے لئے مختلف زمانوں میں انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام بتاتے رہے اور سب

کے بعد نبیؐ آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ' جو تمام انسانوں کے واسطے ' قیامت تک کے لئے مبعوث ہوئے - انؐ پر اللہ کریم نے اپنے احکام قرآن مجید کی شکل میں نازل فرمائے تاکہ لوگوں کو ایسا نظام حیات دیا جائے جو اللہ کو پسند ہے ' وہ احکام بتا دیئے جائیں جن کی اطاعت لازمی ہے اور وہ باتیں بیان کر دی جائیں جن سے بچنا ضروری ہے - گویا قرآن مجید انسانی ہدایت کے لئے ایک مکمل نصاب ہے جس پر عمل کر کے ' انسان دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے - چونکہ قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے اس لئے اس کے فضائل و محاسن بے شمار ہیں اور ان کا احاطہ ممکن نہیں ' تاہم سعادت و برکت کے لئے ہم مختصر طور پر اس کے چند اوصاف بیان کرتے ہیں تاکہ اس کی عظمت دلوں میں جاگزیں ہو جائے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کا ولولہ پیدا ہو کیونکہ امتحان زندگی میں کامیاب ہونے اور ابدی فلاح پانے کے لئے ' اللہ کریم نے یہی نصاب مقرر فرمایا ہے :

نوعِ انسان را پیامِ آخریں
حاملِ او رحمۃ للعالمینؐ

قرآن مجید کے اوصاف و فضائل

یہاں ہم توفیق الٰہی سے ' قرآن پاک کے چند اوصاف وفضائل بیان کرتے ہیں :

قرآن مجید ہدایت و رحمت ہے : قرآن مجید بنی آدم کے لئے ایک مکمل دستور حیات ہے کیونکہ یہ زندگی کے تمام پہلوؤں اور معاملات میں رہنمائی کرتا ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے جو علم کی بنا پر بڑی مفصل ہے اور تمام علوم کی بنیاد ہے، اس میں پوری وضاحت سے بتا دیا گیا ہے کہ کائنات کی حقیقت کیا ہے ؟ دنیا کی

Marfat.com

زندگی میں انسان کے لئے کونسا رویہ درست ہے ؟ اور اللہ کے نزدیک قابل قبول طرز حیات کے بنیادی اصول کیا ہیں ؟ اس کتاب میں کوئی ٹیڑھ اور کجی نہیں[۴]، کوئی شک و شبہ نہیں[۵] بلکہ یہ ٹھیک ٹھیک سیدھی بات بتاتی ہے[۶] اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم و دائم اور محفوظ و مامون ہے، اس کی آیات مبارکہ میں نہ کوئی تبدیلی ممکن ہے اور نہ اس جیسا کلام پیش کرنا انسان کے بس میں ہے :[۷-۶]

حرفِ او را ریب نے تبدیل نے[۲]

آیہ اش شرمندہ تاویل نے

قرآن مجید، نسل آدم کے لئے، ابدالاباد تک ہدایت کا سرچشمہ ہے، ہر زمانے اور ہر دور میں رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ اور کرتا رہے گا۔ اس پر تفکر و تدبر سے، انسان پر مفہوم و معانی کے نئے نئے اُسرار کھلتے ہیں اور نئی نئی جہتیں منکشف ہوتی ہیں۔ اس کے بحر بیکراں میں غوطہ زن ہونے سے، ہدایت کے گراں قدر موتی دستیاب ہوتے ہیں۔ یہ علم و فن، تہذیب و تمدن اور سائنس و ٹکنالوجی کے ارتقائی سفر کی ہر منزل کے لئے دستگیری کرتا ہے :

صد جہان تازہ در آیات اوست[۲]

عصرہا پیچیدہ در آنات اوست

قرآن مجید سراسر ہدایت ہے[۸]۔ یہ انسان کے لئے بصیرت کی روشنیاں مہیا کرتا ہے جن سے باطنی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور ہمیں حیات انسانی، کائنات اور خدا سے متعلق اصل حقائق معلوم ہوتے ہیں، اپنے فرائض کا پتا چلتا ہے اور جہالت کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ گویا اللہ کی جانب سے، انسان کے پاس قرآن مجید کی صورت میں دل کی آنکھیں میسر آگئی ہیں لہٰذا : جو کوئی ان آنکھوں سے راستہ دیکھے گا وہ اپنا ہی فائدہ کرے گا کیونکہ وہ منزل تک پہنچ جائے گا، لیکن جو کوئی اندھا بنا رہے اور ان آنکھوں سے دیکھنے کے بجائے، صحیح راہ سے منہ موڑ لے وہ اپنا ہی نقصان کرے گا کیونکہ وہ منزل کھو بیٹھے گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ عرب کے

Marfat.com

بادیہ نشین، جو قبل ازیں نور علم سے محروم تھے اور جہالت و جاہلیت میں غرق تھے، قرآن پاک کی شمع سے ہدایت پا کر، پوری دنیا کے راہبر اور علوم و فنون کے امام بن گئے:

دشت پیمایاں زتاب یک چراغ [۲]
صد تجلی از علوم اندر دماغ

قرآن مجید کی اس قدر اہمیت و افادیت اور کرامت و برکت کے باوجود کتنے ہی لوگ، اپنا کاروبار حیات، مروجہ معمولات اور رسوم و روایات کے تحت ہی چلاتے ہیں اور ہرگز پروا نہیں کرتے کہ زندگی کے مسائل و معاملات میں، یہ سرچشمہ ہدایت کیا رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ گویا وہ قرآنی ہدایت کے نور سے بالکل غافل، آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں جس کے باعث وہ خسارہ میں رہیں گے اور امتحان زندگی میں ناکام ہو جائیں گے۔ انسان کو چاہیے کہ غفلت چھوڑ کر، قرآن مجید کی طرف رجوع کرے اور اس کے نور ہدایت میں زندگی گزارے کیونکہ جو لوگ اس کی حقانیت پر یقین کر لیں گے اور اس سے رہنمائی حاصل کریں گے ان کے لئے یہ سرچشمہ رحمت ثابت ہوتا ہے[۸]۔ وہ اس پر عمل کر کے دونوں جہانوں میں فلاح پاتے ہیں اور اپنے رب کے فضل کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ انہیں کوئی خوف ہوتا ہے نہ غم، کیونکہ یہ مسلمان کو اللہ کے خوف کے سوا، ہر خوف سے نجات دلاتا ہے: [۳]

می دہد ما را پیام لا تخف
می رساند بر مقام لا تخف

قرآن مجید خزینہ حکمت ہے: قرآن مجید بڑی حکمت والی کتاب ہے[۱۰]، عقل و دانائی کا مخزن ہے، زندگی کے مسائل و معاملات کو عمدہ طریقہ سے سلجھانے اور فرائض و واجبات کو بطریق احسن انجام دینے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ اس میں لازوال، ازلی و ابدی اور دائمی و سرمدی حکمتیں اور صداقتیں ہیں:

آں کتاب زندہ، قرآن حکیم [۴]
حکمت او لایزال است و قدیم

یہ پُر حکمت کتاب بنیادی طور پر ان مقاصد کے لئے نازل کی گئی ہے :

۱ - اہل دانش اس میں غور و فکر کریں اور اللہ پاک کی معرفت حاصل کریں [۱۲]
۲ - نوع انساں کو راہ راست اختیار کرنے کی نصیحت کرے [۱۳]،
۳ - لوگوں کو بتائے کہ اللہ ہی واحد اور سچا معبود ہے [۱۴]،
۴ - اللہ سے ڈرنے اور گناہوں سے بچنے والوں کو اچھے انجام کی خوش خبری دے [۱۵]، اور
۵ - ہٹ دھرم لوگوں کو برے اعمال کے نتائج بد سے ڈرائے - [۱۶]

قرآن مجید نصیحتوں سے معمور [۱۷] ہے : ایسی گراں قدر نصیحتیں، جن کی ہمیں قدم قدم پر ضرورت ہے، زندگی کے ہر مرحلہ پر، ہر مسئلہ سلجھاتے، ہر فیصلہ کرتے اور ہر قدم اٹھاتے وقت اس سے نصیحت ملتی ہے - چنانچہ ہمیں ہمیشہ اسی کی جانب رجوع کرنا چاہئے - یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی دل پذیر وعظ ہے جسے سن کر، عمل پیرا ہو کر، انسان اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتا ہے اور جس سے منہ موڑ کر تباہی کے غار میں جا گرتا ہے -

قرآن مجید امراض قلب کی شفا ہے : قرآن پاک انسان کی قلبی اور روحانی امراض کے لئے شفائے کامل ہے [۱۸] - اگر دل میں کفر، شرک، نفاق، بدنیتی، حسد، بغض، تکبر، لالچ، بزدلی، خوف، بخل، جرم پسندی، نفس پرستی، خود غرضی اور ایسی ہی دیگر بیماریاں موجود ہوں تو قرآن حکیم کے طفیل ختم ہو جاتی ہیں - کیونکہ اسے پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کے اندر کوئی مرض باقی نہیں رہتا -

قرآن مجید بڑی برکت والی کتاب ہے [۱۹] اور اس پر کاربند ہونے والے کی زندگی بابرکت اور فیض رساں ہو جاتی ہے وہ نعمتوں سے مالا مال ہو جاتا ہے اور سب سے بڑی نعمت تو اللہ کی خوشنودی ہے [۲۰] جو قرآن کریم کے مطابق زندگی گزارنے والے کو حاصل ہو جاتی ہے - غرض قرآن پاک آب حیات ہے جس سے سیراب

Marfat.com

ہونے والا ، نفس مطمئنہ اور دوام و ثبات حاصل کر لیتا ہے ۔

برخور از قرآن اگر خواہی ثبات[۲۰]
در ضمیرش دیدہ ام آب حیات

قرآن مجید دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے : ہمیں اتنی خوبیوں اور فضیلتوں والی کتاب ، قرآن مجید ، کا مل جانا بڑی خوش نصیبی ہے ، بڑا شرف ہے ، اور مقام شکر[۲۱] ہے کہ اللہ کریم نے از راہ نوازش ، ہمیں ایک ایسی چیز عطا فرمائی ہے جو دنیا کی ہر شے سے اعلیٰ و افضل ہے اور ان تمام چیزوں سے برتر ، جو لوگ یہاں سمیٹنے میں لگے ہوئے ہیں : مال و زر ، زمین و گھر ، مقام و رتبہ ، قوت و شہرت ، اقتدار و حکومت وغیرہ ، کیونکہ یہ سب چیزیں دائمی فائدے کی نہیں ہیں ، بے وقعت اور فانی ہیں ، جبکہ اصل شے تو وہ کتاب ہے جو امتحان زندگی میں کامیاب ہونے کا طریقہ بتاتی ہے ۔ انسان کو سیدھی راہ دکھاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی پہچان ، قرب اور خوشنودی کے حصول میں مدد دیتی ہے ۔ اس لئے ہم پر واجب ہے کہ اپنے خالق و مالک کی جانب سے اتنی بیش قدر عنایت پر خوشی منائیں کیونکہ اسی کتاب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ :

☆ لوگوں کو سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور دوزخ سے بچاؤ کی راہیں دکھلاتا ہے[۲۲] ،
☆ (گمراہی کے) اندھیروں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی میں لاتا ہے[۲۳] ، اور
☆ سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے[۲۴] ۔

لیکن اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ ان لوگوں کے لئے کرتا ہے جو اس کی رضا کے طلبگار ہوں اور اسے خوش کرنا چاہتے ہوں ۔ چنانچہ اشیائے عالم سے افضل ترین چیز ، قرآن مجید سے ، فیض حاصل کرنے کے لئے ، ہمیں یہ عزم کر لینا چاہئے کہ ہم اللہ ہی کے لئے جئیں گے اور اسی کے لئے مریں گے ۔ ہمیں اس کی خوشنودی کے سوا کچھ نہیں چاہئے ۔

غرض انسان کے پاس قرآن حکیم کی صورت میں ہدایت ، بصیرت ، حکمت ،

Marfat.com

نصیحت ' برکت ' شفا اور بشارت پہنچ گئی ہے - زندگی کو بامراد اور کامیاب بنانے کے لئے انہی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ اپنی زندگی قرآنی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالیں کیونکہ :

☆ جو لوگ قرآن پاک پر عمل کریں گے ' وہ جنت میں جائیں گے اور ان پر اللہ کی رحمت ہو گی۔[۲۵]

☆ جو اس سے منہ موڑیں گے ' غفلت کریں گے وہ (معاذ اللہ) دوزخ میں ڈالے جائینگے -

وجہ اس کی یہ ہے کہ قرآن مجید نے واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ : انسان جو کچھ کمائے گا وہی کچھ پائے گا اور جیسا کرے گا ویسا بھرے[۲۶] گا -

قرآن مجید کی عظمت کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس امانت کو کسی پہاڑ جیسی مضبوط و مستحکم مخلوق کے حوالے کرتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو[۲۷] جاتا ' یعنی اگر اسے یہ احساس ہو جاتا کہ اس امانت کا مطلب ہے : اللہ کے سامنے جوابدہی کی ذمہ داری ' تو وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپ اٹھتا ' اس کے آگے جھک جاتا ' لیکن عجب بات ہے کہ انسان نے اس کی ذمہ داری تو اٹھا لی ہے لیکن اس کی کماحقہ ادائیگی سے غافل ہے - اپنے اعمال کی جوابدہی کے سلسلے میں کوئی تیاری نہیں کر رہا - یہ بے پروائی اس کی ناکامی و نامرادی کا باعث بنے گی - چنانچہ انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنے خالق و حاکم سے ڈرے ' اپنے اخلاق و اعمال ' قرآن مجید کی پاکیزہ اور باعث خیر و برکت تعلیمات کی روشنی میں سنوارے ' اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ' وہ جب قرآن مجید پڑھتے ہیں تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ' پھر ان کے جسم اور دل نرم ہو کر ' اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں ' اس سے ہدایت ' نیک عملی کی توفیق اور خطاؤں کی معافی مانگنے لگتے ہیں۔[۲۸]

یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب آپ قرآن حکیم پڑھنے لگیں تو سب

Marfat.com

سے پہلے شیطان مردود کے وسوسوں سے اللہ کریم کی پناہ مانگ لیا کریں[۲۹] اور پھر اسے ٹھہر ٹھہر کر، خوب جی لگا کر پڑھیں[۳۰] تاکہ آپ اس میں غور و فکر کر سکیں، اس کے اوامر ونواہی کی طرف متوجہ ہو سکیں، اس کی نورانی تعلیمات قلب و ذہن میں جاگزیں ہو جائیں، آپ کی زندگی اللہ کے رنگ میں رنگی جا سکے[۳۱] اور اس کے اخلاق عالیہ کا عکس ہمارے اخلاق پر جلوہ گر ہو[۳۲]۔ آئندہ اوراق میں ہم قرآن پاک کی بنیادی تعلیمات قدرے تفصیل سے ذکر کریں گے۔ تاہم یہاں چند اہم باتیں بیان کرتے ہیں:

قرآن مجید کی چند بنیادی تعلیمات

قرآن پاک انسان کو درج ذیل اساسی باتوں کی تلقین کرتا ہے:

۱۔ سب طرف سے ہٹ کر، یکسوئی کے ساتھ، صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کرو[۳۳]۔ حق پرستی اور راستبازی کے سلسلہ میں کسی غیر خدائی ہستی سے امید رکھو نہ خوف۔ دوست سے نہ دشمن سے، مال سے نہ اولاد سے، حاکم سے نہ ظالم سے، کیونکہ تم بندے صرف اللہ کے ہو کسی اور کے نہیں۔

۲۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اس کے اوصاف و کمالات میں، نہ حکومت و اختیارات میں۔ بلکہ اسی خدائے واحد کو اپنا خالق اور معبود تسلیم کرو[۳۴]، اس کے سوا کوئی ہستی بھروسے کے لائق نہیں، کچھ سنوار یا بگاڑ نہیں سکتی۔ اس لئے اپنی زندگی اپنے اللہ کے سپرد کر کے مطمئن ہو جاؤ۔

اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم[۳۵]
اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اسی کی طلب میں مرو گر مرو تم

۳۔ اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دو، اسی کے مطیع فرمان بنو، اس نے جو حکم

Marfat.com

دیئے ہیں ان پر عمل کرو ' اور جن باتوں سے روکا ہے ان سے باز رہو:[۳۶]

لگاؤ تو لَو اس سے اپنی لگاؤ[۳۵]
جھکاؤ تو سَر اس کے آگے جھکاؤ

۴ - حق پر قائم رہو ' باطل سے گریز کرو[۳۷] ' اپنے پاس ہی سے راہ عمل متعین نہ کر لو ' بلکہ خاتم النبیینؐ ' ہادیٔ انسانیت کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرو ' انہیؐ کی اطاعت کو ذریعہ سرفرازی جانو کیونکہ حضورؐ اقدس کا دیا ہوا نظام ہی سچا اور حقیقی نظام حیات ہے اور آپؐ کی سیرت طیبہ اور عطا کردہ شریعت مطہرہ ہی ' اس دستور حیات کی تفسیر و تعبیر ہے:

ہست دین مصطفےٰؐ دین حیات[۳۸]
شرع او تفسیر آئین حیات

۵ - اللہ کے نزدیک عزت والا صرف وہ شخص ہے جو تقویٰ اختیار کرتا ہے ' خدا کی ناراضی سے ڈرتا ہے ' بُرے کاموں سے بچتا ہے ' گناہوں سے رکتا ہے اور نیکی و پرہیز گاری کی زندگی گزارتا ہے[۳۹] - در حقیقت عزت و ذلت یا برتری و کمتری کے دنیوی پیمانے مثلاً رنگ ' نسل ' پیشہ ' عہدہ ' رتبہ ' اولاد ' قوت ' شہرت ' جاگیر ' دولت درست نہیں ہیں کیونکہ اللہ کے نزدیک حصول عزت کا انحصار تقویٰ پر ہے - اصل واجب تکریم وہ شخص ہے جو خوش خلقی اور نیک عملی میں دوسروں سے بڑھ کر ہے ' جو خدا خوفی اور شرافت میں دوسروں سے آگے ہے ' جو گناہوں سے بچنے کے سلسلہ میں سبقت لے گیا ہے ' جس نے اپنے آپ کو نفس اور شیطان کے حوالے کرنے کے بجائے اپنے خالق و مالک کے سپرد کر دیا ہے -

تاریخ گواہ ہے کہ فرعون کی حکومت اور دبدبہ ' قارون کی دولت اور خزانہ ' نمرود کی سلطنت اور غلغلہ ' اللہ تعالیٰ کے نزدیک وجہ تکریم نہ بن سکا کیونکہ فرعون نے ظلم اور سرکشی اختیار کر کے اللہ کی ہدایت سے انکار کر دیا تھا[۴۰] ' اپنی حکومت اور شان و شوکت کے نشے میں سرمست ہو کر ' اپنے آپ کو مقام بندگی سے بالاتر

سمجھ لیا تھا[۴۱] اور اطاعت الٰہی میں سر جھکانے کے بجائے سرکشی دکھائی تھی ' خدائی کا دعویٰ کرنے والے مغرور و سرکش فرعون کی لاش کو اللہ نے ضائع اور گم نہ ہونے دیا اور آئندہ لوگوں کے لئے بطور عبرت محفوظ رکھنے کی ذمہ داری لے لی چنانچہ آج وہ قاہرہ کے عجائب گھر میں ' نشان عبرت بنی موجود ہے[۴۲] ' جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا جذبہ تسلیم و اطاعت اللہ کو پسند آیا اور انہیں بلند درجات ملے - وہ قارون جس کا خزانہ اتنا بڑا تھا کہ اس کی کنجیاں قوی آدمیوں کی بہت بڑی جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی[۴۳] ' اپنی دولت پر پھول گیا اور خدا کو بھول گیا ' چنانچہ اسے زمین میں دھنسا[۴۴] دیا گیا اور اس کی دولت اسے قہر الٰہی سے نہ بچا سکی - وہ نمرود ' جو عراق کا بادشاہ تھا اور اپنی سلطنت کے زعم میں اللہ سے باغی ہوگیا تھا[۴۵] بالآخر تباہ و برباد ہو گیا جبکہ جناب ابراہیم علیہ السلام کی ادائے تسلیم و رضا اللہ کو پسند آئی اور رہتی دنیا تک وہ بنی آدم کے لئے عزت والے قرار پائے - یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ابوجہل کی سرداری اور اکڑ فون ' اس کی عزت کا باعث نہ بن سکی ' جبکہ ایک زر خرید اور بے بس غلام ' جناب بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا ایمان و تقویٰ اللہ کو پسند آیا اور وہ جلیل لقدر صحابیؓ بن گئے - کفار قریش کا نسلی غرور اللہ کے ہاں مقبول نہ ہوا لیکن حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا آگ کے انگاروں پر نعرہ توحید بلند کرنا اللہ کو راضی کر گیا - لہٰذا ایک ناتواں' بے بس اور پامال شخص جب قرآن مجید کی دعوت قبول کر لیتا ہے تو یہ اسے اٹھا کر آسمان کی طرح بلند کر دیتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی بلند مرتبہ عطا فرما دیتا ہے -

گر زمینی ' آسماں سازد ترا[۴۸]
آنچہ حق می خواند آں سازد ترا

غرض قرآن مجید ان لوگوں کو راہ ہدایت دکھاتا ہے اور جنت کی خوشخبری سناتا ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں[۴۶] اور اسے سچا مانتے ہیں ' یہ وہ لوگ ہیں جو :[۴۷]

Marfat.com

- نماز پڑھتے ہیں '
- زکوۃ دیتے ہیں '
- آخرت پر یقین رکھتے ہیں '
- اللہ کا ذکر سنتے ہیں تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں[۴۸] '
- مصیبت آنے پر صبر کرتے ہیں[۴۹] ' اور
- اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں[۵۰] ۔

مختصر یہ کہ قرآن مجید انسان کو یہ ہدایت کرتا ہے کہ وہ غلط عقائد اور مکروہ اعمال چھوڑ کر ' اپنے رب کی جانب پلٹ آئے اور اس کا مطیع ہو جائے ۔ مال اور اولاد جن کی محبت میں انسان مبتلا ہے سب دنیوی زندگی کی عارضی اور وقتی زیب و زینت ہیں ' فانی اور زوال پذیر ہیں ' البتہ صرف نیکیاں باقی رہنے والی ہیں اور اللہ کے نزدیک انجام کے لحاظ سے یہی مفید اور بہتر ہیں[۵۱] ۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان صرف نیکیوں سے ہی اچھی امیدیں وابستہ کر سکتا ہے کیونکہ یہی امتحان زندگی میں کامیابی ' دنیا میں عزت ' اور آخرت میں حصول جنت کا وسیلہ بن سکتی ہیں :

کہا ' چھوڑ دیں گے سب آخر رفاقت[۳۵]
ہو فرزند و زن اس میں یا مال و دولت
نہ چھوڑے گا پر ساتھ ہرگز تمہارا
بھلائی میں جو وقت تم نے گزارا

لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ دنیوی مال و متاع سمیٹنے میں نہ لگا رہے بلکہ نیکیاں جمع کرنے میں سرگرم رہے ' لیکن یاد رہے کہ نیکیاں سمیٹنے والے ' بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے اور انہیں بڑھ کر پا لینے والے[۵۲] ' در حقیقت وہ لوگ ہیں جو :

☆ اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں[۵۳] '
☆ اس کی آیات پر ایمان لاتے ہیں[۵۴] '
☆ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے[۵۵] ' اور

Marfat.com

☆ ان کے دل اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ آخر کار انہیں لوٹ کر اپنے رب کے پاس جانا ہے اور عملوں کا حساب دینا ہے۔[۵۶]

چنانچہ ہم پر واجب ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کریں ' تقویٰ کو شعار بنائیں اور دیکھیں کہ ہم نے کل کے لئے کیا سامان کیا ہے ؟ آخرت (میں جہنم سے بچنے) کے لئے کیا انتظام کیا ہے ؟[۵۷]

کیا لے آئیوں ؟ کیا لے جاسیں ؟ فانی کل جہان
چار دیہاڑے گوئل واسا ' اس جیون دا کیہہ بھرواسا
نہ کر اتنا مان
کہے حسینؔ فقیر نماناں ' آخر خاک سمان

قرآن مجید پڑھنے اور سیکھنے کے فضائل

گزشتہ اوراق میں قرآن مجید پڑھنے ' سمجھنے اور اسے دستور حیات بنانے کی برکت اور فضیلت واضح کی گئی ہے۔ اس کے فضائل بیان کرتے ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

۱۔ " تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا"[۵۸]

۲۔(آخرت میں) " قرآن پڑھنے والے شخص سے کہا جائے گا تو قرآن پڑھ اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا ۔ اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا اور تیرا آخری درجہ (جنت میں) قرآن کی آخری آیت پر ہو گا "[۵۹]

۳ ۔ " جو شخص سورۃ حٰمٓ الدُّخَانِ جمعہ کی رات میں پڑھے تو اس کی مغفرت کی جائیگی "[۶۰]

۴ ۔ " قرآن میں ایک سورۃ تیس آیتوں کی ہے ۔ اس سورۃ نے ایک شخص کی شفاعت کی چنانچہ اس کی بخشش ہو گئی اور وہ سورۃ تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ[۶۱] ہے "

Marfat.com

۵ - " قرآن کا حفظ پڑھنا ہزار درجہ ثواب رکھتا ہے اور قرآن میں سے دیکھ کر پڑھنا دو ہزار ثواب کا موجب ہے "[۶۲]

۶ - " جو شخص کتاب اللہ میں سے ایک حرف پڑھے اسے ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہو گی - مَیں الٓمٓ کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف ایک حرف ہے ، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے " [۶۳]

۷ - " اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اس لئے کہ شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جائے " [۶۴]

۸ - " قرآن پڑھا کرو اس لئے کہ قیامت کے دن قرآن سفارش کرے گا اور یہ دو سورتیں جو بہت چمکدار اور روشن ہیں یعنی سورہ بقرہ اور سورہ آلِ عمران ، اس لئے کہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن ابر کے دو ٹکڑے یا دو سایہ کرنے والی چیزیں یا پرندوں کی دو صف بستہ ٹکڑیاں ہوں گی جو اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑیں گی " [۶۵]

۹ - " ہر چیز کا دل ہے اور قرآن کا دل یٰسٓ ہے پس جو شخص سورہ یٰسٓ کو پڑھے اس کے لئے دس قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے " [۶۶]

۱۰ - " جو شخص اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ وہ داہنے پہلو پر لیٹے اور پھر سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے ، جب قیامت کا دن ہو گا تو رب تعالیٰ اس سے فرمائے گا : اے میرے بندے تو اپنے دائیں طرف سے جنت میں داخل ہو جا "[۶۷]

۱۱ - " جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے سورہ یٰسٓ کو پڑھا اس کے پہلے گناہ معاف کئے جاتے ہیں ، پس تم اس سورۃ کو اپنے مُردوں کے سامنے پڑھا کرو یعنی قریب المرگ کے سامنے " [۶۸]

۱۲ - " جو شخص روزانہ رات کو " سورہ واقعہ " پڑھے وہ فاقہ کی مصیبت میں کبھی مبتلا نہ ہو گا " [۶۹]

Marfat.com

اللہ کریم ہمیں قرآن مجید پڑھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا ۔ قیامت کے روز اس کا حساب کتاب ہو گا اور اس کے اعمال کی اچھائی یا برائی کے مطابق اسے جزا یا (نعوذ باللہ) سزا دی جائے گی ۔ لہٰذا اگلے باب میں ہم ذرا تفصیل سے قیامت اور آخرت کا ذکر کرتے ہیں ۔

حوالہ جات

۱ ۔ فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (بقرہ : ۳۸) ...... هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (بقرہ : ۳۹) ۲۔ علامہ اقبالؒ ۳ ۔ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (اعراف : ۵۲) ۴۔ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا (اَلْكهف : ۱) ۵۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ (بقرہ : ۲) ۶ ۔ قَيِّمًا (الكهف : ۲) لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ (حٰمٓ السجدة : ۴۲) ۶ ۱ ۔ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ (يُونس : ۳۸) ۷ ۔ هٰذَا هُدًى (الجاثيه : ۱۱) ۸ ۔ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (الجاثيه : ۲۰) ۹ ۔ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ عَمِیَ فَعَلَيْهَا (انعام : ۱۰۴) ۱۰ ۔ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ

Marfat.com

یٰسٓ : ۲) ۱۱۔ علامہ اقبال۔ ۱۲ ۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ
(يُوْسُف : ۲) ۱۳ ۔ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ (ابراهيم : ۵۲) ۱۴ ۔ وَ
لِيَعْلَمُوْا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (ابراهيم : ۵۲) ۱۵ ۔
لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ (مريم : ۹۷) ۱۶ ۔ وَ تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا (مريم : ۹۸)
۱۷ ۔ وَ الْقُرْاٰنِ ذِى الذِّكْرِ (صٓ : ۱) ۱۸ ۔ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ
شِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (يُوْنس : ۵۷) هُوَ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ (حٰمٓ السَّجدة : ۴۴) ۱۹۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ
مُبٰرَكٌ (صٓ : ۲۹) ۲۰ ۔ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (التوبه : ۷۲) ۲۱ ۔ قُلْ
بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (. يُوْنس : ۵۸)
۲۲۔ يَهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ (مَآئده : ۱۶) ۲۳ ۔ وَ
يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ (مآئده : ۱۶) ۲۴ ۔ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (مَآئِده : ۱۶) ۲۵ ۔ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ
(انعام : ۱۵۵) ۲۶ ۔ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ (بقره : ۱۴۱) ۲۷ ۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا
الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (الْحشر : ۲۱) ۲۸۔
تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى
ذِكْرِ اللّٰهِ (الزمر : ۲۳) ۲۹ ۔ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (النَّحل :
۹۸) ۳۰ ۔ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (مُزَّمّل : ۴) ۳۱ ۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ

Marfat.com

مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً (البقرہ : ۱۳۸) ۳۲ ۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ (حدیث شریف)

۳۳۔ حُنَفَآءَ لِلّٰہِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِہٖ (الحج : ۳۱) ۳۴ ۔ فَاِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَلَہٗ

اَسْلِمُوْا (الحج : ۳۴) ۳۵ ۔ مولانا حالیؔ ۔ ۳۶ ۔ فَلَہٗٓ اَسْلِمُوْا (الحج : ۳۴)

۳۷ ۔ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (حج : ۳۰) ۳۸ ۔ علامہ اقبالؔ ۳۹ ۔ اِنَّ

اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحُجُرات : ۱۳) ۴۰۔ وَ جَحَدُوْا بِھَا وَ اسْتَیْقَنَتْھَآ

اَنْفُسُھُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا (النَّمل : ۱۴) ۴۱ ۔ فَاسْتَکْبَرُوْا (یُوْنس : ۷۵) ۴۲ ۔

لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَۃً (یونُس : ۹۲) ۴۳ ۔ وَ اٰتَیْنٰہُ مِنَ الْکُنُوْزِ مَآ اِنَّ

مَفَاتِحَہٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَۃِ اُولِی الْقُوَّۃِ (القصص : ۷۶) ۴۴۔ فَخَسَفْنَا بِہٖ وَ

بِدَارِہِ الْاَرْضَ (قصص : ۸۱) ۴۵ ۔ اَلَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّہٖٓ اَنْ اٰتٰہُ اللّٰہُ

الْمُلْکَ (بقرہ : ۲۵۸) ۴۶ ۔ ھُدًی وَّ بُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ (النمل : ۲) ۴۷ ۔

اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ (النَّمل :

۳) ۴۸ ۔ اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ (حج : ۳۵) ۴۹ ۔ وَالصّٰبِرِیْنَ عَلٰی

مَآ اَصَابَھُمْ وَالْمُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ (حج : ۳۵) ۵۰ ۔ وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ

(الحج : ۳۵) ۵۱ ۔ اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ

خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ اَمَلًا (الکَھف : ۴۶) ۵۲ ۔ اُولٰٓئِکَ یُسٰرِعُوْنَ فِی

الْخَیْرٰتِ وَ ھُمْ لَھَا سٰبِقُوْنَ (اَلْمُؤْمِنُوْنَ : ۶۱) ۵۳ ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ خَشْیَۃِ

رَبِّھِمْ مُّشْفِقُوْنَ (اَلْمُؤْمِنُون : ۵۷) ۵۴ ۔ وَ الَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ یُؤْمِنُوْنَ

(الْمُؤْمِنُون : ۵۸) ۵۵ ۔ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ (الْمُؤْمِنُون : ۵۹) ۵٦ ۔ وَ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ (الْمُؤْمِنُوْن : ٦۰) ۵۷ ۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (الْحَشْر : ۱۸) ۵۸ ۔ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ (مشکوٰۃ شریف : کتاب فضائل القران) ۵۹ ۔ مشکوٰۃ شریف : کتاب فضائل القران (حدیث مبارک نمبر ۲۰۳۱) ٦۰ ۔ مَنْ قَرَءَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِیْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهٗ (مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۲۰۴۷) ٦۱ ۔ مشکوٰۃ شریف : فضائل القران ، حدیث مبارک ۲۰۳۹) ٦۲ ۔ (حدیث مبارک ۲۰٦۳) ٦۳ ۔ مشکوٰۃ شریف : فضائل القران ، حدیث مبارک ۲۰۲۴) ٦۴ ۔ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِیْ يُقْرَءُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ (حدیث مبارک ۲۰۱۷) ٦۵ ۔ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا (حدیث مبارک ۲۰۱۸) ۔ ٦٦ ۔ حدیث مبارک ۲۰۴۴) ٦۷ ۔ ..... يَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ يَا عَبْدِیْ اُدْخُلْ عَلٰى يَمِيْنِكَ الْجَنَّةَ (حدیث مبارک ۲۰۵۵) ٦۸ ۔ مَنْ قَرَاَ يٰسٓ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .... (حدیث مبارک ۲۰۷۳) ٦۹ ۔ حدیث مبارک ۲۰۷۷)

Marfat.com

باب ٦

امتحانی مہلت کا خاتمہ اور نتیجہ

قیامت اور آخرت

گذشتہ اوراق میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ انسان کی دنیوی زندگی ایک امتحان ہے اور اس عرصہ حیات میں وہ جو اعمال کرے گا ان سب کا اللہ تعالیٰ حساب لے گا ۔ اس مقصد کے لئے اس نے قیامت کا دن مقرر کر رکھا ہے ۔ چنانچہ اس روز اگلے پچھلے تمام مرے ہوئے لوگوں کو دوبارہ زندہ کرکے ' ان کے اعمال کا جائزہ لیا جائے گا اور پھر ہر انسان کو اس کے اچھے یا برے اعمال کے مطابق جزا یا (نعوذ باللہ) سزا دی جائیگی ۔

قیامت اٹل ہے

یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ بالآخر ہر شخص کو مرنا ہے ' صرف اللہ تعالیٰ ' حیّ و قیوم ' زندہ اور قائم رہے گا ۔ اس کے سوا باقی ہر چیز فانی ہے :

سوا اس کے ' انجام سب کا فنا ہے '
نہ کوئی رہے گا ' نہ کوئی رہا ہے
مسافر یہاں ہیں ' فقیر اور غنی سب
غلام اور آزاد ہیں رفتنی سب

چنانچہ زندگی کے خاتمے پر ' ہر شخص قیامت کے روز اپنی زندگی میں کئے ہوئے اچھے یا برے عملوں کا اجر پائے گا ۔

گویا موت تک آدمی امتحان دیتا رہتا ہے جس کی مہلت مرنے کے ساتھ ہی ختم ہو

جاتی ہے اور قیامت کے دن ' اسے اس امتحان کا نتیجہ سنا دیا جائیگا - اگر اس نے دنیا میں نیک عمل کئے ہوں گے تو آخرت میں جب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اس کی پیشی ہو گی تو وہ اس کے کام آئیں گے اور اسے کامیاب قرار دیا جائے گا :

دیکھو بندہ چلّیا ' چونہوں جانیاں دے کندھ
فریدا ' عمل جے کیتے دُنی وچ ' درگہ آئے کم

لیکن جو لوگ اس بنیادی صداقت یعنی قیامت اور آخرت کو سچ نہیں مانتے اور سمجھتے ہیں کہ دُنیوی زندگی کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی نہیں ہو گی وہ بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور زبردست خسارہ میں پڑ چکے ہیں کیونکہ قیامت تو ہر صورت آئے گی اور اچانک آئے گی ' یعنی : قیامت کے آنے میں کوئی دیر نہیں لگے گی ' بلکہ اس طرح جیسے کوئی پلک جھپکائے ' یا اس سے بھی کم عرصہ میں ' لہٰذا انسان کو ' اس گمان میں نہیں رہنا چاہئے کہ قیامت تو آتے آتے ہی آئے گی ' یا اس کے آنے سے پہلے خبردار کر دیا جائے گا اور اس اثنا میں توبہ و اِستغفار کر لیں گے ' یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ درست کر لیں گے' بلکہ حقیقت یہ ہے کہ (موت یا) قیامت کے آنے سے پہلے کوئی تنبیہہ نہ ہو گی :

پانی پر نقش کب ہے ایسا [۵]
جیسے ناپائدار ہیں ہم

لہٰذا انسان کو اپنا معاملہ اللہ اور اس کی مخلوق کے ساتھ ' ہر وقت درست رکھنا چاہئے ' باطل چھوڑ کر حق ' اور جھوٹ چھوڑ کر سچ ' کو زندگی کا شعار بنانا چاہئے اور آخرت کے لئے تیاری کرنا چاہئے :

گر لاکھ برس جئے تو پھر مرنا ہے [۶]
پیمانہ عمر ایک دن بھرنا ہے
یاں توشہ آخرت مہیا کر لے
غافل تجھے دنیا سے سفر کرنا ہے

Marfat.com

قیامت کے منکر بہت پچھتائیں گے

قیامت کو سچ نہ ماننے والا ' اس سے انکار کرنے والا ' در حقیقت وہ شخص ہے جو: '

☆ بُرے کام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھاند جاتا ہے -

☆ اللہ کی آیات (سے سبق لینے کے بجائے ان) کو محض پرانے زمانہ کے قصے کہانیاں سمجھتا ہے '

☆ صحیح راہ سے ہٹ کر چلتا ہے تاکہ اپنی من مانی کر سکے اور خواہشاتِ نَفس کو پورا کر سکے '

لہٰذا ایسے لوگ اللہ سے غافل ہیں 'گناہوں میں غرق ہیں ' آخرت کے لئے کوئی سامان تیار نہیں کر رہے ' انہیں اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ جو لوگ قیامت کو ' یا دنیوی زندگی کے بعد ' اللہ کے سامنے جواب دہی کے عقیدے کو (معاذ اللہ) جھوٹ سمجھ رہے ہیں وہ سخت خسارہ میں پڑ چکے ہیں کیونکہ جب وہ گھڑی اچانک آ جائیگی تو وہ بہت پچتائیں گے ' حسرت و پشیمانی کی حالت میں کہیں گے کہ افسوس ! ہم سے اس معاملہ میں کیسی بھول ہوئی - اس وقت حالت ان کی یہ ہو گی کہ اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کا بوجھ لادے ہوئے ہوں گے - جو اتارے کسی طرح نہیں اترے گا - چنانچہ انسان کو چاہیئے کہ اس پشیمانی اور خسارہ سے بچنے کے لئے ' اس دنیا کی رنگینی اور چاشنی میں مست و غرق ہو کر نہ رہ جائے بلکہ ہوش کے ناخن لے اور آخرت کا سامان تیار کرے کیونکہ یہ فانی دنیا چھوڑ کر ' اسے ایسے جہان میں جانا ہو گا جو ہمشیہ ہمیش قائم رہے گا :

کھونہ جا اس شام وسحر میں اے صاحب ہوش ''
اک جہاں اور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش

Marfat.com

غرض دُنیوی زندگی میں جو شخص احکام خداوندی سے منہ موڑ کر ' اور سیدھے راستہ سے آنکھیں بند کر کے ' اندھا بنا رہے گا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا: راہ راست سے بھٹکا ہوا اور نجات سے بہت دور ' اور جب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اندھا بنا کر اٹھائے گا تو وہ پوچھے گا: اے اللہ! تُو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا حالانکہ دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا ' تو جواب میں اللہ فرمائے گا کہ تجھے اس لئے اندھا بنا کر اٹھایا گیا ہے کہ تُو دنیا میں ہماری آیات اور احکامات سے اندھا بنا رہا۔ ان سے غافل اور بے پروا رہا۔ [۱۲]

اس خوفناک انجام سے بچنے کے لئے ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اعمال کے حساب کتاب کا وقت سر پر آگیا۔ اس لئے غفلت چھوڑ کر اللہ کے حضور جوابدہی کے لئے تیاری کرنی چاہئے:

خورشید قیامت کا ' سر پر تو اب آ پہنچا [۱۳]
غفلت کو جگا دینا ' کس نیند یہ سوتی ہے

لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس تنبیہہ کے باوجود کچھ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ' اس طرف سے منہ موڑے ہوئے ہیں ' حالانکہ جب قیامت اور سزا کا فیصلہ ان پر یک دم آ موجود ہوں گے تو یہ ہکّے بکّے رہ جائیں گے ' مگر اس وقت یہ نہ تو قیامت کو پرے ہٹا سکیں گے اور نہ انہیں مہلت ہی ملے گی کہ نیک کام کر سکیں: [۱۴]

توں سُتوں چادر تان کے ' تیں عمل نہ کیتا جان کے
وَت روسیں لیکھا بھر دیاں ' کجھ کیتو ناہیں سَر دیاں [۱۵]
کہے حسیؔن سنائے کے ' پچھتاسیا ایتھوں جائے کے
کوئی سنگ نہ ساتھی مَر دیاں ' کجھ کیتو ناہیں سَر دیاں

بلکہ مہلت تو کجا ' ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائینگی اور کہیں گے: ہائے ہماری کمبختی ' ہم اس دن سے غافل ہی رہے اور گناہ پہ گناہ کرتے رہے۔[۱۶] چنانچہ

Marfat.com

وہ مارے افسوس کے اپنے ہاتھ کاٹ کھائینگے اور کہیں گے ! کاش ہم بھی پیغمبرؑ خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے تاکہ اس برے انجام سے بچ جاتے ۔ [۱۷] بہر حال قیامت کے دن تمام لوگ ' اللہ کے سامنے اکیلے اکیلے حاضر ہوں گے ۔ [۱۸] کسی کا کوئی غمخوار ' کوئی مشیر نہ ہو گا ' دوست نہ رشتہ دار ' مال نہ اولاد ' اسے کہیں سے مدد نہ ملے گی سوائے اس شخص کے جس پر اللہ خود ہی رحم فرمائے کیونکہ وہ بڑا زبردست اور رحم فرمانے والا ہے ۔ [۱۹]

البتہ اگر انسان کہیں سے مدد کی توقع کر سکتا ہے تو صرف اپنی نیکیوں سے ' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امتحان میں کامیابی کے لئے حسن نیت اور حسن عمل ہی کو شرط قرار دیا ہے اور نیکیوں ہی کو ذریعہ نجات بنایا ہے ۔

حشر کا منظر

انسان کے لئے وہ منظر قابل غور ہے جب روز حشر ہر آدمی جوابدہی کے لئے اللہ کے سامنے حاضر ہو گا تو اس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے : ایک اسے ہانکنے والا ' اور دوسرا ' اس کے اعمال کی گواہی دینے والا [۲۰] ۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ اے شخص ! تو دنیا میں (جواب دہی اور جزا وسزا کے) وعدہ کے دن سے غافل رہا ' لے ' آج ہم نے تجھ پر سے تیرا پردہ اٹھا دیا ہے اور اب تو اچھی طرح دیکھ رہا ہے کہ آخر یہ دن آ ہی پہنچا [۲۱] ' جس سے بچنا ممکن نہیں ۔ اس حالت میں اس کا ساتھی فرشتہ کہے گا : اے شخص ! یہ رہا تیرا اعمال نامہ اور حساب کتاب [۲۲] ' جو ٹھیک ٹھیک تیرے سب کام بتلا رہا ہے ' کیونکہ دنیا میں جو کام تم کرتے جاتے تھے وہ سب اللہ تعالیٰ لکھواتا جاتا تھا ۔ [۲۳] یوں اس روز اللہ ' ہر آدمی کو ' اس کے اعمال کی پوری تفصیل سے آگاہ کر دے گا ' کیونکہ اللہ کو تو وہ سب کچھ یاد ہے حالانکہ انسان اپنے کئے ہوئے گناہ بھول گیا ہو گا ۔ [۲۴] چنانچہ جس کسی نے ذرہ برابر نیکی کی ہو

Marfat.com

گی وہ اسے بھی دیکھ لے گا اور جس کسی نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے بھی دیکھ لے گا[۲۵]۔ پھر جس کا نیکیوں والا پلڑہ بھاری ہو گا وہ تو (جنت میں) عیش و آرام سے رہے گا اور جس کا ہلکا ہو گا وہ (معاذ اللہ) (جہنم کی) بھڑکتی ہوئی آگ کی گہری کھائی میں ڈالا جائے گا[۲۶]۔ اس دن کوئی جگری دوست ' اپنے دوست کا حال دکھائے جانے کے باوجود ' اسے نہیں پوچھے گا ' لہٰذا اس حساب کتاب کی سختی سے مجبور ہو کر ' مجرم یہ آرزو کرے گا کہ کاش اپنے بیٹے ' اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو فدیہ میں دے کر ' اپنی جان چھڑا[۲۷] لے ' لیکن یہ ہرگز ممکن نہ ہو گا۔ بلکہ افراتفری اور نفسا نفسی کا یہ عالم ہو گا کہ انسان اپنے بھائی ' ماں ' باپ ' بیوی اور بیٹوں سے دور بھاگے گا ' کسی کو کسی کا خیال نہ رہے گا۔ [۲۸]

غرض ' قیامت کے دن ہر شخص اپنی کی ہوئی بھلائی یا برائی سامنے موجود پائے گا ' اور آرزو کرے گا کہ کاش یہ دن اس سے بہت دور ہوتا[۲۹] ' اس وقت خدا کا منکر ' کافر اپنے اعمال دیکھ کر کہے گا : کاش میں مٹی ہوتا[۳۰] تاکہ آج حساب کتاب سے بچ جاتا کیونکہ قیامت کے دن ان لوگوں کے اعمال اور چھپ کر کئے ہوئے گناہوں پر ' خود ان کے اپنے کان ' ان کی آنکھیں ' ان کے چمڑے ان کے خلاف گواہی دیں[۳۱] گے ' لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ آنکھیں کھول کر زندگی گزارے اور قیامت کے روز پشیمانی سے بچنے کے لئے نیک اعمال کا ذخیرہ کر لے کیونکہ امتحان کے لئے دوبارہ مہلت نہیں ملے گی۔

سدا نہ بھُلّن توریاں ' سدا نہ لگدے نی ساونان
اساں بوہڑ نہ دنیا آوناں
سیّوں کم وچار کے کریئے جاں تے انت نہیں پچھتاوناں
کہے شاہ حسین سنائے کے ' اساں خاک دے نال سماوناں

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر گناہ سے بچائے اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی توفیق دے تاکہ ہم روز قیامت کامیاب ٹھہریں۔ آمین۔

قیامت کے روز عذر قبول نہ ہو گا

مذکورہ گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کا آنا حق ہے ' جس روز دنیا میں کیے ہوئے تمام اعمال کا جائزہ لیا جائیگا اور ان کے مطابق ہی امتحان زندگی کا نتیجہ سنایا جائیگا ' لٰہذا اب جس کا جی چاہے نیک عمل کر کے اپنے رب کے پاس عمدہ ٹھکانہ بنالے کیونکہ اس نے برے کاموں کے نتیجہ میں ملنے والے عذاب سے اچھی طرح خبردار کر دیا ہے کہ گناہوں سے رک جاؤ اور نیک کام کرو[۳۲]۔ بلاشبہ قیامت کے دن سچے اور نیک لوگوں کو ان کی سچائی کام دے گی ' اور دیکھا جائے تو سب سے بڑی سچائی یہ ہے کہ اللہ کو اپنا خالق ومعبود مان کر ' اس کی مرضی کے عین مطابق ' زندگی گزاری جائے ۔ اسی قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہو گا اور وہ اللہ سے خوش ہوں گے ۔ انسان کے لئے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے[۳۳]۔ بہر حال اللہ نے یہ بات خوب واضح کر دی ہے کہ قیامت ضرور آئیگی اور انسان کے عملوں کی باز پُرس ہو گی مبادا بعد میں کوئی شخص کہے :

☆ افسوس میری اس تقصیر پر ' جو میں اللہ کی جناب میں کرتا رہا ' بلکہ میں تو الٹا قیامت کا مذاق اڑانے والوں میں شامل تھا ' ۔ [۳۴]

☆ یا کہے ' کاش ! اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو آج میں بھی متقیوں میں سے ہوتا ' [۳۵]

☆ یا عذاب دیکھ کر کہے ' کاش ! مجھے ایک موقع اور مل جائے تاکہ میں بھی نیک عمل کر کے نجات پانے والوں میں شامل ہو جاؤں ۔ [۳۶]

لیکن اس وقت اس کی کوئی بات نہ مانی جائیگی اور سوائے پچھتاوے اور حسرت کے ' اس کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا کیونکہ اس روز : [۳۷]

- کوئی کسی کے کام نہ آئے گا '

Marfat.com

- نہ کسی کی طرف سے اللہ کے ہاں سفارش قبول ہو گی '
- نہ کسی کو فدیہ لے کر چھوڑا جائے گا ' اور
- نہ مجرموں کو کہیں سے مدد مل سکے گی ' بس یہ کیفیت ہو گی :

تند ترٹی ' ائیرن بھنّا ' چرخے دی کر کاری [۳۸]
کہے حسینؔ فقیر سائیں دا ' عملاں دے باجھ خواری

چنانچہ عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ انسان اپنے رب کی جانب سے نازل ہونے والے کلام ' حکمت و برکت والے قرآن مجید کا اتباع کرے [۳۹] اور مذکورہ بالا تمام خساروں اور پچھتاووں سے بچا رہے -

دنیا و آخرت کا مقابلہ

انسان پر لازم ہے کہ قیامت کو سچ مانے اور اس کے لئے تیاری کرے ' دنیاوی عیش و عشرت پر لٹو ہونے کے بجائے ' آخرت میں نجات حاصل کرنے کو اولین اور مقدم ترین مقصد بنائے کیونکہ دنیوی زندگی کی رنگینیاں اور رعنائیاں تو محض کھیل تماشا ہیں [۴۰] ' ان کی کوئی وقعت نہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ آج جو لوگ دنیا کی پُر فریب زندگی میں منہمک ہیں اور اسی کے عیش و عشرت میں سرشار و مست ہیں ' انہیں جس روز ' اللہ تعالیٰ حساب کتاب کے لئے جمع کرے گا تو یہی دنیوی زندگی انہیں یوں محسوس ہوگی جیسے یہ پل بھر کے لئے ' بس آپس میں جان پہچان کے لئے ٹھہرے [۴۱] تھے اور کہیں گے :

کم فرصتی نے ' ہستی بے اعتبار کی [۴۲]
شرمندہ تیرے آگے ہمیں ' اے شرر کیا

لہٰذا انسان کو سمجھنا چاہئے کہ اس کے پاس جس قدر مال و اولاد ' عیش و اقتدار ہے ' وہ سب کا سب مختصر سی چند روزہ زندگی کا سامان ہے ' لہٰذا اسی کو

سب کچھ سمجھ لینا ' اور اس میں مستغرق رہنا بہت بڑی حماقت ہے ' کیونکہ دائمی اور بہتر ٹھکانہ یہ دنیا نہیں ' بلکہ اللہ کے پاس ہے اور وہ ہے[۴۳] جنت ' جو ان لوگوں کو ملے گی جو : [۴۴]

☆ آخرت کو سچ مانیں گے ' اور (اس میں نجات پانے کے لئے)

☆ تقویٰ کی روش اختیار کریں گے -

لیکن حیرت ہے کہ اتنی سیدھی سی بات بعض لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی یا طبیعت نہیں مانتی :

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زُہد [۴۵]
پر طبیعت اِدھر نہیں آتی

لیکن حقیقت ' حقیقت ہی ہے اور اس سے ہرگز ' مفر نہیں - دنیا میں لوگوں کو جو کچھ بھی عطا کیا گیا ہے وہ سب اس فانی زندگی کی عارضی متاع اور زینت ہے اور اس کے بجائے اللہ کے پاس نیک لوگوں کے لئے جو کچھ رکھا پڑا ہے وہ اس سے کہیں بہتر اور باقی رہنے والا ہے ' دائمی اور ابدی ہے[۴۶] :

فریدا ! کوٹھے ' منڈپ[۴۷] ' ماڑیاں ' ایت نہ لائیے چِت
مٹی پئی اتولوی ' کوئی نہ ہوسی مِت [۴۸]
فریدا ! سکرّ ' کھنڈ ' نوات[۴۹] ' گڑ ' ماکھیوں[۵۰] ' مانجھا دُدھ
سبھے وستوں[۵۱] مٹھیاں ' رب نہ پجن[۵۲] تدھ

لوگ دنیا کی بے بنیاد اور بے وقعت چیزوں پر ریجھے ہوئے ہیں ' حالاں کہ دل لبھانے والی یہ چیزیں انسان کو خدا تک نہیں پہنچا سکتیں ' کاش لوگ جانتے کہ دنیا کی زندگی سوائے کھیل تماشہ کے کچھ نہیں اور حقیقی زندگی کا گھر صرف اور صرف آخرت کا گھر ہے - [۵۳]

آخرت کا سرمایہ

یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ قیامت ضرور آئیگی اور زندگی میں کئے گئے اعمال کا حساب کتاب لازماً ہو گا ' انسان پر واجب ہے کہ وہ اس کے لئے تیاری کرے اور وہ سامان مہیا کرے جو اس روز فائدہ دے ۔ تو یاد رہے کہ اُس روز اگر کوئی چیز کام آئیگی تو وہ ہے اس کا " قلب سلیم " یعنی : ایسا دل جو کفر و شرک سے پاک ہو ' جس نے اللہ کی اطاعت قبول کر لی ہو ' اُس کے حضور جھک گیا ہو اور اسے اپنا خالق و حاکم مان لیا ہو[۵۴] ۔ چنانچہ جو لوگ اطاعت شعار دل سے خالی ہوں گے اور گنہگار کی حیثیت سے عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے : کیا اب واپس جانے کی کوئی سبیل ہے[۵۵] ؟ ہرگز نہیں ' اس وقت واپسی بالکل ممکن نہ ہو گی ۔ اس روز گنہگاروں کی نہ معذرت قبول ہو گی ' نہ ان سے معافی مانگنے کو کہا جائیگا[۵۶] بلکہ اس دن صرف نیکیاں ہی نجات کا ذریعہ بن سکتی ہیں ' لہٰذا :

☆ جن لوگوں کے (نیک اعمال والے) پلڑے بھاری ہوں گے ' وہ فلاح پائینگے '[۵۷] کامیاب قرار دیئے جائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے '

☆ لیکن جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہ خسارہ میں رہیں گے[۵۸] ' کیونکہ :

ضابطہ اور اصول یہی ہے کہ اگر کوئی شخص نیکی کما کر لائے گا تو اس کا پھل اسی کو ملے گا اور اگر بدی کما کر لائے گا تو اس کا وبال بھی اسی پر ہو گا ' کوئی کسی کا بوجھ نہ بانٹ سکے گا ۔ [۵۹]

اصلی کامیابی

مذکورہ بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا کی خوشحالی کی ہرگز کوئی وقعت نہیں کیونکہ یہ ایک ظاہر فریب چیز ہے[۶۰] ۔ عارضی سجاوٹ اور زینت ہے ' لہٰذا اس طرح کا سامان جمع کر لینا کوئی کارنامہ نہیں ' اصل کارنامہ اور کامیابی تو یہ

ہے کہ انسان قیامت کے روز دوزخ کی آگ سے بچ جائے اور جنت میں داخل ہو جائے" اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی ساری زندگی اللہ کی اطاعت میں گزارے کیونکہ جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں وہی آخرت کو مانتے ہیں' نیک روش اختیار کرتے ہیں اور جنت میں ٹھکانہ بناتے ہیں ۔ [۶۲]

کامیاب لوگ

گذشتہ اوراق کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امتحان زندگی میں صرف وہی لوگ کامیاب قرار دیئے جائیں گے جو مندرجہ ذیل صفات کے حامل ہوں گے :

- جو اللہ پر ایمان لائے ہیں' [۶۳]
- نیک عمل کرتے ہیں'
- تقویٰ اختیار کرتے ہیں' [۶۴]
- پاکیزگی کی روش پر چلتے ہیں' [۶۵]
- نماز پڑھتے ہیں' [۶۶]
- اپنے رب کا نام یاد کرتے ہیں'
- گذشتہ گناہوں سے توبہ کر کے ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگے ہیں' [۶۷]
- فساد نہیں کرنا چاہتے اور زمین میں اپنی بڑائی کی خواہش نہیں رکھتے ۔ [۶۸]

چونکہ ہم سب اللہ کی رحمت اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ' امتحان زندگی میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں' دنیا و آخرت میں اللہ کی رضا کے طلبگار ہیں' اگلے جہان جنت پانے کے خواہشمند ہیں' اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر مذکورہ بالا صفات پیدا کریں' یعنی :

☆ اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھیں' اس کی اطاعت کریں' مصیبت میں اسی کو پکاریں اور راحت میں اسی کا شکر ادا کریں' اس کے غضب سے ڈریں اور بخشش

Marfat.com

کی امید بھی اسی سے رکھیں ۔

☆ نیک عمل کرنے میں مستعد رہیں ' گناہوں سے دور رہیں ' برائی اور بے حیائی سے دامن بچائیں ۔ سوچ اور فکر میں ' خیالات و جذبات میں ' نیت اور عمل میں اخلاص پیدا کریں ۔ آنکھ اور کان کو ' قلب اور ذہن کو ' جسم اور روح کو پاکیزہ رکھیں ' خدمت خلق میں مصروف رہیں اور غمگساری کو اپنا شعار بنائیں ۔

☆ اللہ کے آگے سر جھکائیں ' اسے کثرت سے یاد کریں ' ہر کام کرتے وقت اس کے احکام سامنے رکھیں ' گذشتہ گناہوں سے توبہ کریں ' فسق و فجور سے باز رہیں ' غرور و تکبر سے پرہیز کریں ' شہرت و ناموری نہ چاہیں ' نیکی صرف اللہ کی خاطر کریں ' کسی کو دکھانے یا جتانے کے لئے نہیں ۔ اللہ کریم ہمیں اپنی کامل اطاعت کی توفیق دے اور جنت عطا فرمائے ۔ آمین ۔

نامراد لوگ

قیامت کے روز مندرجہ ذیل لوگ مجرم اور قصور وار ٹھہریں گے اور انہیں ناکام قرار دے کر (نعوذ باللہ) سزا دی جائے گی :

۱ ۔ مشرکین[۶۹] ' یعنی خدا کے ساتھ کسی دوسری طاقت کو شریک ٹھہرانے والے اور اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے آسرے یا سہارے پر بھروسہ اور توکل کرنے والے ۔

۲ ۔ کافر ' یعنی اللہ کا انکار کرنے اور اس سے دور بھاگنے والے ' اس کی دی ہوئی نعمتوں کا صحیح حق نہ ادا کرنے والے ' اس کے دئے ہوئے اختیارات کو ناجائز استعمال کرکے ' ناشکری کرنے والے ۔

۳ ۔ منکرین ' یعنی اللہ کی آیات سے انکار کرنے والے ' اس کی دی ہوئی ہدایت سے منہ موڑنے والے ۔

۴ ۔ اللہ کے احکامات اور اس کے رسولوں کے ساتھ مذاق کرنے والے ۔[۷۰]

Marfat.com

۵ - متکبرین، یعنی اپنے گھمنڈ میں آ کر اللہ کی آیات کو خاطر میں نہ لانے والے ۔[۷۳]

۶ - گردن اکڑا کر اللہ کے بارے میں جھگڑنے والے، حالانکہ ان کے پاس نہ علم ہوتا ہے نہ ہدایت اور نہ ہی روشنی بخشنے والی کتاب ۔[۷۴]

۷ - اللہ کے حضور اعمال کی جوابدہی اور پیشی کا یقین نہ کرنے والے ۔[۷۵]

۸ - راہ نجات دکھانے والی کتاب، قرآن حکیم سے منہ موڑنے والے ۔[۷۶]

۹ - جرم اور گناہ کرنے والے ۔[۷۷]

ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز نامرادی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم: ہرگز شرک نہ کریں، اللہ کے سوا نہ کسی سے ڈریں نہ کسی سے امید رکھیں، اس کی عطا کردہ نعمتوں کی ناشکری نہ کریں، اس کے حکم کے سامنے اپنے جھوٹے وقار، اپنی انا اور غرور نفس کی کچھ پروا نہ کریں، ہدایت و نجات کی راہ دکھانے والی کتاب قرآن مجید سے ہرگز منہ نہ موڑیں اور چھوٹے بڑے کسی گناہ کے قریب نہ پھٹکیں ۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص زیادہ ہوشیار اور دور اندیش ہے جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اس کے لئے زیادہ تیاری کرتا ہے[۷۸] نیز آپؐ نے فرمایا: ہوشیار اور توانا وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور نادان و ناتواں وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنی خواہشات نفس کے تابع کر دے ۔[۷۹]

مذکورہ حقائق کے پیش نظر ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان امتحان زندگی میں کامیاب ہونے کے لئے وہ دستور حیات اختیار کرے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت، قرآن و سنت کی شکل میں، نازل فرمایا ہے ۔ اس دستور حیات کا نام ہے: "دین اسلام" چنانچہ اگلے باب میں ہم اس کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں ۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱- كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط (ال عمران : ۱۸۵) ۲ - مولانا حالیؔ ۳ - قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ حَتّٰى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً (الأنعام : ۳۱) ۴ - وَ مَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ (النحل : ۷۷) ۵ - خواجہ میر دردؔ ۶ - میر انیسؔ ۷ - وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ٥ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ٥ وَ مَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ٥ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (الْمُطَفِّفِيْن : ۱۰ تا ۱۳) ۸ - وَ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ (مؤمنون : ۷۴) ۹ - قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ حَتّٰى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ (انعام : ۳۱) ۱۰ - علامہ اقبالؔ ۱۱- وَ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل : ۷۲) ۱۲ - قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ٥ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (طٰه : ۱۲۶) ۱۳ - خواجہ میر درد ۱۴- بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (الانبیاء : ۴۰) ۱۵ - توفیق ہوتے ہوئے ۱۶ - وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ ... بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (الانبیاء : ۹۷) ۱۷ - وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ

سَبِيلًا (الفرقان : ۲۷) ۱۸ ـ وَكُلُّهُمْ اٰتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا (مريم : ۹۵)
۱۹ ـ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ (الدّخان : ۴۲) ۲۰ ـ وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ
وَّشَهِيدٌ (قٓ : ۲۱) ۲۱ ـ لَقَدْ كُنْتَ فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ
فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (قٓ : ۲۲) ۲۲ ـ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَىَّ عَتِيْدٌ (قٓ :
۲۳) ۲۳ ـ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
(الْجَاثِيَة : ۲۹) ۲۴ ـ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَىْءٍ شَهِيدٌ (الْمُجادَلَه : ٦) ۲۵ ـ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ
(الزلزال : ۷) وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (الزلْزال : ۸) ۲٦ ـ فَاَمَّا مَنْ
ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ٥ فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ٥ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ٥ فَاُمُّهٗ
هَاوِيَةٌ (الْقَارِعَة : ٦ تا ۹) ۲۷ ـ وَ لَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ٥ يُبَصَّرُوْنَهُمْ يَوَدُّ
الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِىْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ ٥ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِيْهِ (الْمَعَارِج :
۱۰ تا ۱۲) ۲۸ ـ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ (عَبَس : ۳۴) وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ
(عَبَس : ۳۵) وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ (عَبَس : ۳٦) لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمِئِذٍ
شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ (عَبَس : ۳۷) ۲۹ ـ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ
مُّحْضَرًا وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗ اَمَدًا بَعِيْدًا (اٰلِ
عِمران : ۳۰) ۳۰ ـ وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرٰبًا (النَّبا : ۴۰) ۳۱ ـ
شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (حٰمٓ السَّجْدَة

Marfat.com

: ۲۰) ۳۲ ۔ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ مَاٰبًا (النّبا : ۳۹) اِنَّآ اَنْذَرْنٰکُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا (النّبا : ۴۰) ۳۳۔ هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ .... رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (المَآئدة : ۱۱۹) ۳۴ ۔ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْبِ اللّٰهِ وَ اِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ . (الزُّمر : ۵٦) ۳۵ ۔ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰنِیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (الزّمر : ۵۷) ۳٦۔ اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَی الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ (الزُّمر : ۵۸) ۳۷ ۔ وَ اتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا .... وَ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ (البقره : ۴۸) ۳۸ ۔ چرخه ٹوٹ گیا ۳۹ ۔ وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (الزُّمر : ۵۵) ۴۰۔ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الْاَ نعام : ۳۲) ۴۱ ۔ وَ یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْآ اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ یَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَهُمْ (یُوْنُس : ۴۵) ۴۲۔ خواجه میر دَرْد ۴۳ ۔ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (اٰلِ عِمران : ۱۴) ۴۴۔ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ (اٰلِ عِمران : ۱۵) ۴۵ ۔ مرزا غالب ۴٦۔ وَ مَا اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتُهَا وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الْقَصَص : ٦۰) ۴۷ ۔ محل ۴۸ ۔ بابا فریدؒ فرماتے هیں که یه محل اور چوبارے سب مٹی

Marfat.com

کے ڈھیر ھیں ، ان سے پیار نہ کر ، یہ آخرت کیلئے دوست نہیں بنیں گے ۴۹ ۔ کوزہ مصری ۵۰ ۔ شہد ۵۱ ۔ تمام چیزیں ۵۲ ۔ اگرچہ یہ ساری چیزیں میٹھی اور لزیز ھیں لیکن یہ تمھیں رَبّ تک نہیں پہنچا سکتیں ۵۳ ۔ وَ مَاهٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَ لَعِبٌ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (العنکبوت : ۶۴) ۵۴ ۔ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (الشُّعرآء : ۸۹) ۵۵ ۔ وَ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ (الشّورٰی : ۴۴) ۵۶ ۔ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ (الرُّوم : ۵۷) ۵۷ ۔ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (اَلْمؤمنون : ۱۰۲) ۵۸ ۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ .... خٰلِدُوْنَ (اَلْمؤمنون : ۱۰۳) ۵۹ ۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (البقرہ : ۲۸۶) ۶۰ ۔ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (اٰلِ عمران : ۱۸۵) ۶۱ ۔ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (اٰلِ عِمران : ۱۸۵) ۶۲ ۔ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ .... وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (اَلنَّمل : ۳) ۶۳ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (الکهف : ۱۰۷) ۶۴ ۔ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (اَلقصص : ۸۳) ۶۵ ۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (اَلاعلٰی : ۱۴) ۶۶ ۔ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (اَلاعلٰی : ۱۵) ۶۷ ۔ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ

صَالِحًا فَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ (القصص : ٦٧) ٦٨ ۔ تِلْكَ الدَّارُ
الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا (القصص :
٨٣) ٦٩ ۔ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَاءِىَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا
لَهُمْ (الكهف : ٥٢) ٤٠ ۔ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا (الانبياء : ٩٧) ٤١ ۔ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
.... فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا (الكهف : ١٠٥) ٤٢ ۔ ذٰلِكَ
جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَ اتَّخَذُوْا اٰيٰتِىْ وَ رُسُلِىْ هُزُوًا (الكهف : ١٠٦)
٤٣ ۔ مُسْتَكْبِرِيْنَ (المؤمنون : ٦٧) ٤٤ ۔ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ
.... (الحج : ٨ ، ٩) ٤٥ ۔ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَائِهٖ
(الكهف : ١٠٥) ٤٦ ۔ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا (طٰه
١٠٠) ٤٧ ۔ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا (طٰه : ٧٤) ٤٨ ۔ معارف الحدیث
(ج ٢ ص ٣٦) ٤٩ ۔ معارف الحدیث (ج ٢ ص ٣٦)

Marfat.com

باب ۷

کامیابی کے لئے اصل نظام حیات

اسلام

گذشتہ صفحات میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ انسان کی دنیوی زندگی ایک امتحان ہے اور اس میں کامیاب ہونے کے لئے ' اللہ تعالیٰ نے ہادیٔ انسان صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہدایت کا سیدھا راستہ دکھا دیا ہے اور نجات پانے کے لئے ضروری طریقے بتا دیئے ہیں - خالق کائنات نے انسان کے لئے جو بہترین نظام حیات وضع فرمایا ہے وہ ہے **اسلام** ' لہٰذا آئندہ اوراق میں ہم اسلام اور اس کی بنیادی تعلیمات کا مختصر ذکر کریں گے تاکہ ان پر عمل پیرا ہو کر ہم دنیوی فلاح اور اُخروی نجات حاصل کر سکیں -

اللہ کریم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ نظام حیات کے طور پر اسلام کو اختیار کرو ' زندگی بھر اس پر کاربند رہو اور مسلمان ہی کی حیثیت سے دنیا سے کوچ کرو : یعنی تمہیں مسلمانی کی حالت میں ہی موت آئے ' لیکن چونکہ کوئی شخص اپنی موت کی گھڑی سے آگاہ نہیں ' وہ کسی وقت بھی آ سکتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ آدمی ہر سانس مسلمان اور صاحب ایمان کی حیثیت ہی سے لے ' یعنی ساری عمر اللہ کی اطاعت میں گزارے ' اور مرتے دم تک اسلام پر قائم رہے - چنانچہ رب غفور و رحیم سے یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ ! ہمیں اسلام پر زندہ رکھ اور ایمان پر موت دے ' آمین :

کچھ رہے یا نہ رہے ' پر یہ دعا ہے کہ امیرؔ
نزع کے وقت سلامت میرا ایمان رہے

Marfat.com

اسلام کا مفہوم

اسلام سے مراد ہے : اللہ کے آگے سر اطاعت جھکا دینا ' اسے دل و جان سے اپنا خالق ' حاکم اور معبود مان لینا ' چنانچہ مُسلم وہ ہے جو اسلام قبول کر لے : یعنی اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دے ' اس کا تابع فرمان ہو جائے اور ہمیشہ اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے اسلام کو ہی بہترین نظام حیات قرار دیا ہے اور یہی طریقہ اسے پسند ہے[۴] ' لہٰذا ہر فرد بشر کو چاہئے کہ اسلام اختیار کر کے اللہ کے دائرہ اطاعت میں داخل ہو جائے کیونکہ اگر کوئی شخص اس دین کے سوا کوئی اور طریقہ اپنائے گا تو وہ اللہ کے ہاں ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، جس کے باعث وہ بالآخر برے انجام سے دو چار ہو گا اور آخرت میں سخت خسارہ اٹھائے گا[۵] ۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اسلام سے بہتر کوئی نظام زندگی ہے نہ ہو سکتا ہے ۔ ذرا غور کریں کہ : اس شخص سے بڑھ کر ' قابل تحسین طرز حیات ' اور کس کا ہو سکتا ہے جو سب طرف سے ہٹ کر[۶] ' اپنا رخ خالق کائنات کی جانب کر لے ؟ اپنا سر اس کی اطاعت میں جھکا دے ؟ اپنی ساری قوتیں اور صلاحیتیں اس کی رضا کے لئے نیک کاموں میں صرف کر دے ؟ اور پوری یکسوئی کے ساتھ ' اپنی ہر شے ' اپنا سب کچھ ' اللہ کی خاطر قربان کرنے کو تیار ہو جائے ؟ (یعنی اس اللہ کی خاطر ' جس نے اسے پیدا کیا ' اپنی نعمتوں سے نوازا اور ہدایت کا راستہ دکھایا) بالکل اسی طرح جیسے اللہ کے برگزیدہ نبی جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے کیا تھا اور ان کی ادائے تسلیم و رضا سے خوش ہو کر[۷] اللہ نے انہیں اپنا دوست بنا لیا تھا اور بلند مرتبہ عطا کیا تھا[۸] ۔ غرض اللہ کی محبت اور رحمت کا مستحق صرف وہی شخص بن سکتا ہے جو اپنی متاع حیات اس کے حوالہ کر دے اور جس طرح وہ حکم دے ویسے ہی کرے ۔

پیکر تسلیم و رضا ' جناب ابراہیم علیہ الصلوۃ و السلام کی اطاعت[۹] وفاداری کی روشن مثالیں تاریخ کے اوراق میں ' یوں ثبت ہیں کہ جب انہیں حکم ہوا کہ اپنی قوم کو بتوں کی پوجا سے روکو تو انہوں نے بڑی جرأت سے ' بت شکنی کا فریضہ انجام دیا ' جب اللہ کا نام بلند کرنے کے جواب میں ' اللہ کے دشمنوں نے انہیں آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کیا تو آپ علیہ السلام کے ثبات و استقلال میں ذرا فرق نہ آیا اور بے خطر اس میں کود پڑے ' پھر جب انہیں خاندان ' گھر گھاٹ اور ملک وقوم ترک کرنے کا حکم ہوا تو وہ سب کچھ چھوڑ کر ' ہجرت کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور اپنے صغرسن بیٹے اور فرمانبردار بیوی کو بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ آئے - پھر جب انہیں اپنے جواں سال بیٹے کو قربان کرنے کا حکم ہوا تو بلا تامل اسے زمین پر لٹا کر ذبح کرنے کو تیار ہوگئے - جب ارشاد ہوا کہ لوگوں کو اللہ کی اطاعت کی طرف بلاؤ تو انہوںؑ نے عراق ' مصر ' شام ' فلسطین اور عرب کی سرزمینوں میں ' لوگوں کو اطاعت الٰہی کی دعوت دی - غرض جناب ابراہیم علیہ السلام سچے اور راستباز انسان[۱۰] تھے ' قلب سلیم رکھتے تھے[۱۱] اور سچے اور سیدھے دین پر قائم تھے[۱۲] - انہوںؑ نے اپنے اطاعت شعارانہ طرز حیات کا نقشہ یوں کھنچا کہ: "میری نماز ' میری عبودیت ' میرا جینا ' میرا مرنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے ' اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں"[۱۳] - چنانچہ جناب ابراہیم علیہ السلام کا طریقۂ تسلیم و رضا اللہ کو پسند آگیا اور اُس نے اس پیکر اطاعت کو اپنا دوست بنا لیا ' اسؑ کی اولاد کو نبوت وکتاب دی ' دنیا میں بھی اسے اجر دیا اور آخرت میں بھی اسے صالحین میں شمار کیا -[۱۴]

اسلام قبول کرنے والے پر یہ واجب ہے کہ وہ زبان و دل سے گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری رسول ہیں ' نیز وہ نماز قائم کرے ' زکوۃ دے ' رمضان کے روزے رکھے اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کرے[۱۵] - اسلام کے یہ پانچ ارکان گویا پانچ

Marfat.com

ستون ہیں جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے۔[۵] اگلے اوراق میں ان کا مجمل ذکر آئے گا انشا اللہ ۔

بہترین دستور حیات

یہ چیز باعث مسرت ہے کہ " اسلام " نوع انساں کے لئے بہترین نظام حیات ہے کیونکہ اسے اللہ نے وضع کیا ہے اور یہ بھی ایک طے شدہ بات ہے کہ بنی آدم کی صحیح رہنمائی صرف اللہ ہی کر سکتا ہے۔[۱۶] اس کے سوا ہدایت پانے کا کوئی ذریعہ ہے نہ طاقت ۔ لہٰذا اللہ کو ماننے والوں پر لازم ہے کہ رب العلمین کے آگے سر تسلیم خم کر دیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ابتدائے افرینش سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تک انسانی ہدایت کے لئے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے اور انہوں نے جو نظام حیات پیش کیا وہ اسلام ہی تھا ' چنانچہ انسان پر واجب ہے کہ وہ تسلیم کرے کہ اللہ ہی اس کا معبود واحد ہے اور وہ اسی کا مطیع ہو جائے[۱۷] ' حالانکہ سچ تو یہ ہے کہ انسان تو ایک طرف ' ساری کائنات اللہ کے آگے سر بسجود ہے[۱۸] ' اس کے حکم کے تابع ہے ۔ چنانچہ ہمارے لئے بہترین روش یہ ہے کہ دل سے اقرار کریں کہ ہم نے بہ رضا و رغبت اسلام قبول کیا اور اللہ کی اطاعت کا عہد کر لیا ۔[۱۹]

مختصر یہ کہ ' مسلمان کی شان یہی ہے کہ وہ اعلان کر دے کہ میں نے اللہ کے آگے اپنا سر اطاعت جھکا دیا ہے ' اپنا منہ اسی کی طرف موڑ لیا ہے[۲۰] اور اب اس کے سوا مجھے کسی سے کوئی سروکار نہیں ۔ اس پر واجب ہے کہ اپنی پوری کی پوری زندگی اللہ کے احکام کے تابع کر دے[۲۱] : یہ نہیں کہ اپنے مطلب اور پسند کی چند باتیں مان لے اور باقی چھوڑ دے ' بلکہ درکار یہ ہے کہ زندگی کے ہر پہلو میں ' ہر معاملہ میں ' اسلام کو ' اطاعت خداوندی کو ' اپنے اوپر واجب کر لے ۔ نیت '

Marfat.com

ارادہ ، قول ، فعل ، لین ، دین ، دوستی ، دشمنی ، کمائی ، خرچ ، قیام ، سفر ، محبت ، نفرت ، عفو ، انتقام ، ہر کام اللہ کی رضا کی خاطر ہو ، اسے خوش کرنے کے لئے ہو۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ جو شخص اسلام قبول کرتا ہے وہ گویا ایک بھاری امانت اٹھاتا ہے یعنی : اللہ کے ساتھ اطاعت کا عہد کرتا ہے ، لہٰذا اس پر واجب ہے کہ بلوغت سے موت تک ، اس عہد کو نبھاتا رہے ، اس امانت کا حق ادا کرتا رہے[۲۲] - اگرچہ اس راہ میں بڑی بڑی آزمائشیں پیش آتی ہیں لیکن صلہ اور انعام بھی تو امتحان میں کامیابی کے بعد ہی ملتا ہے ، لہٰذا مشکلات کا مقابلہ عزم و ہمت اور صبر و استقلال سے کرنا چاہئے - بالفاظ دیگر انسان جئے تو اللہ کے لئے اور مرے تو اللہ کے لئے - یعنی جب اسے موت آئے تو اس حال میں کہ وہ مسلمان ہو ، اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر چکا ہو اور مرنے سے پہلے اپنی خواہشاتِ نفس کو مار چکا ہو : [۲۳]

کیتی جان حوالے رب دے ، اساں ایسا عشق کمایا ہُو
مَرن تھیں مرگئے اگےّ باہو ، تاں مطلب نوں پایا ہُو

بس اللہ کو وہی لوگ پسند ہیں جو اس کی رضا جوئی کے لئے اپنا تن ، من ، دھن ، سب کچھ اس کی راہ میں قربان کرنے کا سودا کر لیتے ہیں اور اپنی زندگی کا مقصد اس کی خوشنودی کے سوا کچھ نہیں سمجھتے - [۲۴]

اسلام کی برکات

یہ امر باعث مسرت ہے کہ اسلام کو زندگی پر نافذ کرنا دشوار ہے نہ باعث خسارہ ، بلکہ یہ نہایت خوشگوار اور پاکیزہ نظام حیات[۲۵] ہے جسے اختیار کرنے سے :

☆ انسان میں طہارت و پاکیزگی پیدا ہوتی ہے[۲۶] ، اعلیٰ صفات جنم لیتی ہیں اور اخلاق

Marfat.com

حسنہ پرورش پاتے ہیں -

☆ وہ اللہ کی لازوال نعمتوں کا مستحق بنتا ہے ' زندگی میں حسن و دلکشی پیدا ہوتی ہے ' آسانی اور وسعت میسر آتی ہے اور کامرانی و کامیابی نصیب ہوتی ہے -

☆ اپنا چہرہ اللہ کی جانب موڑ دینے والے ' اور عملی زندگی میں نیک روش اختیار کرنے والے کو ایک نہایت پکا اور قابل اعتماد سہارا مل جاتا ہے[۲۸] ' جس کے بعد اسے کوئی خوف ہوتا ہے نہ خطرہ ' رنج ہوتا ہے نہ غم ' بلکہ وہ ہر مصیبت ' ہر اندیشہ سے محفوظ ہو جاتا ہے ' چنانچہ اسلام کی اتنی برکات کے پیش نظر ضروری ہے کہ وہ باتیں معلوم کر لی جائیں جن کی یہ تلقین کرتا ہے -

سب سے پہلے تو یہ ہدایت کرتا ہے کہ انسان اور کائنات کے خالق پر ایمان لاؤ : یعنی اسے صدق دل سے تسلیم کرو اور اس کی اطاعت کو مقصد حیات بناؤ ' لہٰذا پہلے ہم ایمان کا مفہوم اور اس کے تقاضے بیان کرتے ہیں اور پھر اسلامی تعلیمات کا ذکر کریں گے - انشاء اللہ -

ایمان کا مفہوم

اسلام سے مراد ہے : اللہ کو اپنا خالق ' حاکم اور معبود تسلیم کرنا اور اس کی اطاعت میں سر جھکا دینا ' جبکہ ایمان سے مراد ہے : اللہ کے احکام کو دل سے مان لینا اور اسلام کی تعلیمات پر پختہ یقین کر کے ان پر عمل پیرا ہو جانا ' بالفاظ دیگر : ایمان یہ ہے کہ انسان اللہ کو ' اس کے فرشتوں کو ' نازل کردہ کتابوں ' اس کے رسولوں علیہم السلام اور یوم آخر کو سچ مانے اور ہر خیر و شر کی تقدیر کو بھی حق مانے '[۲۹] گویا ایمان سے مراد ہے : اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات و احکامات کو پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ ماننا اور اپنا سب کچھ اللہ کے حوالے کر کے اس کے فیصلوں پر پوری طرح راضی اور مطمئن ہو جانا - جب یہ کیفیت ہو تو انسان مومن

Marfat.com

بن جاتا ہے - یعنی ہر خطرہ سے مامون و محفوظ ہو جاتا ہے - اللہ کریم ہمیں ایمان کی دولت سے مالا مال فرمائے - آمین -

ایمان کی شرائط

ایمان لانے کی بنیادی شرائط حسب ذیل ہیں :

۱ - **انسان صرف اللہ سے ڈرے** : ایمان کی پہلی شرط یہ ہے کہ انسان فقط اللہ سے ڈرے، یعنی : کائنات کی کسی ہستی یا کسی طاقت سے ڈر کر، یا کسی خدشہ و اندیشہ سے خوفزدہ ہو کر اللہ کی حکم عدولی نہ کرے، معروف اور نیک کاموں سے منہ نہ موڑے، منکر اور بُرے کاموں میں ملوث نہ ہو، یعنی اگر حق پرستی اور اطاعت الٰہی کے راستہ میں، شیطان یا نفس، کسی وسوسہ میں ڈال دے کہ اس میں جان و مال کے زیاں کا خدشہ ہے، یا کوئی مفاد زیر خطر ہے تو اس وسوسہ یا خوف کو دل میں جگہ نہ دے، بلکہ (یہ سمجھ کر کہ چونکہ بُرے کاموں سے اللہ نے روکا ہوا ہے اور اچھے کاموں کا حکم دے رکھا ہے) اس نظریہ پر قائم رہے کہ حقیقی خوف تو اللہ کا ہونا چاہئے نہ کہ کسی دوسرے شخص، قوت، شیطان یا نفس کا ؟ لہٰذا ڈر تو اس بات کا ہونا چاہئے کہ راستبازی سے ہٹ کر کہیں اللہ کی حکم عدولی نہ ہو جائے کیونکہ اللہ کی نافرمانی کا نتیجہ تو سراسر ہلاکت ہے، جبکہ اللہ کی اطاعت کی راہ میں کسی غیر اللہ کی ناراضی یا دشمنی انسان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، اللہ کریم پر یقین و ایمان پختہ ہونے کے بعد مومن کی نگاہوں کا مرکز صرف اللہ کا حکم اور اس کی رضا بن جاتا ہے اور باقی کائنات اس کے لئے کوئی حقیقت، کوئی وقعت نہیں رکھتی :

نقطۂ پرکار حق مردِ خدا کا یقین[۲۱]
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز

۲ - صرف رحمتہ للعالمینؐ کو ہادی اور حکم ماننے : ایمان لانے کی دوسری شرط یہ ہے کہ انسان ہر معاملہ میں رہنمائی حاصل کرنے کے لئے صرف ان تعلیمات کو سند مانے جو رحمتہ للعالمینؐ ہادیؐ انسان ، معلمؐ اعظم ، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمائی ہیں[۲۲] اور ان ہدایات سے ذرا انحراف نہ کرے کیونکہ حبیبؐ اللہ کی ہر بات اللہ کے حکم کے مطابق ہے اور ہر فعل اس کی رضا کا آئینہ دار - آپؐ اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں - آپؐ کی سیرت پاک ، تعلیمات قرآن کی مظہر ہے اور پیروی کے لئے بہترین نمونہ - اس لئے کوئی شخص اس وقت تک پکا مومن نہیں بن سکتا جب تک اپنی ہر سوچ ، ہر خواہش ، ہر بات ہر کام ، ہر فیصلہ آپؐ کے ارشادات گرامی اور تعلیمات نورانی کے تابع نہ کر دے اور اپنی ساری متاع ، اپنی ہستی حضورؐ کی خوشنودی کے لئے قربان نہ کر دے - کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایمان کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز اور پیارے ہیں - [۲۳]

ایمان کے ثمرات

ایمان کے ثمرات بڑے لذیذ اور شیریں ہیں - جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور دل میں اللہ کا خوف رکھیں ، اللہ انہیں بہت اجر دے گا -

☆ اللہ کریم ، اہل ایمان کا مدد گار اور کار ساز بن جاتا ہے[۲۴] ، انہیں نفس و شہوات کی تاریکیوں سے نکال دیتا ہے - کفر ، شرک ، نفاق اور دیگر قلبی امراض اور ظلمات سے محفوظ کر کے یقین ، حُسنِ اخلاق اور نیکو کاری کی روشنی عطا فرماتا ہے -

☆ اللہ تعالیٰ انہیں دہرا اجر دے گا اور انہیں ایسا نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں وہ (پل صراط پر) چلیں گے - غفار و رحیم ان کے گناہ معاف کر دے گا کیونکہ وہ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے - [۲۵]

Marfat.com

ایمان اور عمل صالح کا تعلق

امتحان زندگی میں کامیابی کے لئے صرف زبان سے اللہ کی واحدنیت اور رسالت و آخرت کا اقرار کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ زندگی بھر اللہ کے بتائے ہوئے احکام کا عملاً پابند ہونا ضروری ہے - اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا اتباع لازم ہے کیونکہ نجات عقبیٰ کا دار و مدار ایمان کے ساتھ نیک اعمال پر ہے - لہٰذا قرآن مجید میں ، جہاں جہاں لوگوں کو ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے وہاں ساتھ صالح عمل کی تلقین کی گئی ہے - گویا : ایمان اور نیک عمل کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور دونوں کی موجودگی ہی میں فلاح و کامیابی کی راہ کھلتی ہے[۳۶] - قرآن مجید میں متعدد مقامات پر یہ بتایا گیا ہے کہ صرف :

۱ - ایمان لانے والے اور نیک عمل کرنے والے ہی فلاح پائیں گے -[۳۷]

۲ - وہی خسارے سے بچیں گے -[۳۸]

۳ - خوف و حزن سے محفوظ رہیں گے -[۳۹]

۴ - اچھا صلہ پائیں گے ، گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم سے نوازے جائیں گے -[۴۰]

۵ - ختم نہ ہونے والا اجر لیں گے -[۴۱]

۶ - جنت میں داخل ہوں گے -[۴۲]

۷ - باغ فردوس میں مہمان بنیں گے -[۴۳]

غرض یہ طے شدہ بات ہے کہ انسان کی فلاح کا دار و مدار دو باتوں پر ہے : ایمان باللہ اور اعمال صالحہ ، چنانچہ جو شخص بھی رب کریم پر ایمان لا کر نیک عملی پر کاربند ہوگیا وہ صحیح معنوں میں مومن بن گیا اور اپنی مراد کو پہنچ گیا - ایسے اہل ایمان کی بڑی بڑی صفات یہ ہیں - [۴۴]

۱ - وہ اپنی نمازیں خشوع و خضوع سے ادا کرتے ہیں - اللہ کے دربار میں حاضری

کے وقت ' عجز و انکسار کا پیکر بن جاتے ہیں اور ان کے دل پر اللہ کے جلال کی ہیبت اور اس کی عظمت کا رعب طاری ہو جاتا ہے -

۲ - لغویات سے دور رہتے ہیں ' فضول اور بے کار باتوں سے پرہیز کرتے ہیں ' عمر عزیز کی معینہ مدت کا ایک ایک لمحہ کار آمد اور مفید کاموں میں صرف کرتے ہیں - پاکیزہ گفتگو ان کا وطیرہ ہوتی ہے -

۳ - زکوۃ پر مستقل کاربند رہتے ہیں ' یعنی ہمیشہ اپنے مال ' اپنے نفس ' اپنے اخلاق کے تزکیہ میں لگے رہتے ہیں ' دل کی صفائی اور روح کی پاکیزگی میں سرگرم رہتے ہیں -

۴ - اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ' بس اپنی ازواج سے متمتع ہوتے ہیں کیونکہ ان سے ہٹ کر کسی اور طریقہ سے شرمگاہوں کو کھولنے والا حد سے بڑھا ہوا ہوتا ہے -

۵ - اپنی امانتوں میں خیانت نہیں کرتے یعنی وہ تمام امانتیں جو اللہ تعالیٰ نے ' یا افراد نے یا معاشرے نے ان کے سپرد کی ہوں وہ پوری دیانتداری اور مستعدی سے ادا کرتے ہیں اور ہرگز تساہل ' غفلت اور خیانت نہیں کرتے -

۶ - عہدوں کو پورا کرتے ہیں ' کیونکہ جو عہد کا پاس نہیں رکھتا اس کا دین مشکوک ہو جاتا ہے -[۴۵]

۷ - اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں ' یعنی نماز کے آداب کا پورا پورا لحاظ کرتے ہیں - پاکیزہ ظاہر اور پاکیزہ باطن کے ساتھ ' صحیح وقت پر ' باجماعت ' پورے امن و اطمینان سے نمازیں ادا کرتے ہیں -

آئندہ اوراق میں ہم بتائیں گے کہ امتحان زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اسلام نے کونسا عملی طریقہ بتایا ہے ' یعنی انسان کو کونسے کام کرنے کا حکم دیا ہے اور کن باتوں سے روکا ہے ' یعنی کونسے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں اور کونسے خصائل سے دامن بچانا چاہئے - اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان اور صالح عمل کے بلند ترین معیار کی توفیق عطا فرمائے - آمین -

Marfat.com

حوالہ جات

۱ ۔ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ (اٰلِ عمران : ۱۹) ۲۔ فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرہ : ۱۳۲) ۳ اَمیر مینائی ۴۔ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا (المائدة : ۳) ۵ ۔ وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (ال عمران : ۸۵) ٦ ۔ وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّ اتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا (النسآء : ۱۲۵) ۷ ۔ إِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (اَلْبَقَرة : ۱۳۱) ۸ ۔ وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (النِّسآء : ۱۲۵) ۹۔ رَبَّنَآ إِنِّىْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِىْ زَرْعٍ (ابراهيم : ۳۷) ۱۰ ۔ إِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (مَرْيَم : ۴۱) ۱۱ ۔ إِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (الصّٰفّٰت : ۸۴) ۱۲ ۔ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا (اَلْانعام : ۱٦۱) ۱۳ ۔ قُلْ إِنَّ صَلَاتِىْ وَ نُسُكِىْ وَ مَحْيَاىَ وَ مَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱٦۲) وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (اَلْاَنعام : ۱٦۳) ۱۴ ۔ وَ جَعَلْنَا فِىْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ وَ اٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِى الدُّنْيَا وَ إِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (اَلعَنكَبوت : ۲۷) ۱۵ ۔ حدیث مبارک ۱٦ ۔ قُلْ إِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (اَلْاَنعام : ۷۱) ۱۷ ۔ فَاِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا (اَلْحَجّ : ۳۴) ۱۸ ۔ وَ لَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (اٰلِ عِمران : ۸۳) ۱۹ ۔ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (اٰلِ عِمران :۸۴) ۲۰ ۔ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِىَ لِلّٰهِ (اٰلِ عمران : ۲۰) ۲۱ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً (البقرة : ۲۰۸) ۲۲۔ فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ اَنْتُمْ

مُّسْلِمُوْنَ (البقرة : ١٣٢) ٢٣ سُلطان باھوؒ ٢٤ ۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ
نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ (البقرة : ٢٠٧) ٢٥ ۔ مَا يُرِيْدُ اللهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ
مِّنْ حَرَجٍ (المآئدة : ٦) ٢٦ ۔ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَ كُمْ (المائدة : ٦) ٢٧-
وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ (المآئدة : ٦) ٢٨ ۔ وَ مَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللهِ وَ هُوَ
مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِا لْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (لُقْمٰن : ٢٢) ٢٩ ۔ حدیث شریف
(مشکوۃ شریف : كِتَابُ الْاِيْمان) ٣٠ ۔ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اٰلِ
عِمران : ١٧٥) ٣١ ۔ علامہ اقبالؒ ٣٢ ۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ
فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (النسآء : ٦٥) ٣٣۔ اَلنَّبِىُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
(احزاب : ٦) ٣٤ ۔ اَللهُ وَلِىُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ
(البقرة : ٢٥٧) ٣٥ ۔ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ
يَغْفِرْ لَكُمْ (اَلْحديد : ٢٨) ٣٦ ۔ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ
لَهُمْ جَنّٰتٍ (بقرة : ٢٥) وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِىْ رَوْضٰتِ
الْجَنّٰتِ (الشّوریٰ : ٢٢) ٣٧ ۔ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (بقرة : ٨٢) ٣٨ ۔ اِنَّ الْاِ نْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍ ہ
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ... الایہ (العصر ٢-٣) ٣٩ ۔ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا ..... وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
(البقرة : ٦٢) ٤٠ ۔ وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ

Marfat.com

اَجْرٌ عَظِيْمٌ (مآئدة : ۹) ۳۱۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ (التّين : ۶) ۳۲۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ (مَرْيَم : ۶۰) ۳۳۔ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا (عنكبوت ۵۸) ۳۴۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ ... وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۙ (اَلْمُؤْمِنُوْن : ۱ تا ۹) ۳۵۔ لَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ (حديث مبارك)

Marfat.com

امتحان زندگی میں کامیابی کے عملی طریقے

(اسلام کی تعلیمات و ہدایات)

امتحان زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کا عملی طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی ان تعلیمات و ہدایات کی روشنی میں گزارے جو اللہ کریم کا پسندیدہ نظام حیات یعنی دین اسلام پیش کرتا ہے - یہ تعلیمات نہایت پاکیزہ ' مفید اور با برکت ہیں - ان کی پیروی سے مسلمان کو دنیوی زندگی میں امن و سلامتی ' کامیابی و کامرانی اور آخرت میں فلاح و نجات حاصل ہوتی ہے - قرآن مجید ہدایت و بصیرت کا عظیم سرچشمہ اور سچی تعلیمات کا بے کراں خزانہ ہے - ان سب کا احاطہ آسان نہیں ' لہٰذا آئندہ اوراق میں ' ہم ان میں سے اہم تعلیمات بیان کریں گے - امید ہے کہ ان بنیادی ہدایات پر عمل کرنے سے ایک مسلمان کے لئے باقی ماندہ تعلیمات پر عمل کرنا آسان ہو جائیگا اور ہدایت و سعادت ' راستی و سلامتی اور فوز و فلاح کی راہ خود بخود کھلتی جائے گی - انشاء اللہ تعالیٰ -

Marfat.com

باب ۸

اللہ اور اس کے رسولؐ کی اِطاعت کرو

اسلام قبول کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے ' وہ جس بات کا حکم دے اسے انجام دے اور جس کام سے روکے ' اس سے رک جائے ' گویا اطاعت الٰہی کا یوں پیکر بن جائے کہ اپنا مال ' اپنی جان ' اپنی ہر شے اور عزیز سے عزیز متاع اس کی فرمانبرداری میں کھپا دے ۔ کوئی مفاد ' کوئی مصلحت ' کوئی نفسانی خواہش اس راہ میں حائل نہ ہو ' بس جس نے یہ بات سمجھ لی ' اور اس پر کاربند ہوا اس نے گویا دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اور کامیابیاں سمیٹ لیں ۔

اِطاعت الٰہی کا طریقہ

چونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہی ہم تک پہنچے ہیں ' اس لئے اللہ کی اطاعت کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ نبی کریمؐ کی اطاعت کی جائے ' بالفاظ دیگر پیغمبرؐ اسلام کی فرمانبرداری ہی اللہ کی فرمانبرداری ہے ' کیونکہ انہوںؐ نے احکامات الٰہی کی پوری پوری تعمیل کر کے اور قرآن مجید کی تعلیمات مقدسہ کو اپنی ذات طیبہ کے حوالے سے ' کامل عملی شکل دے کر ' نوع انساں کے سامنے ' ایک بہترین قابل تقلید نمونہ پیش فرما دیا ۔ آپؐ عبدیت اور رسالت کے اس مقام بلند پر فائز تھے کہ اپنی مرضی اور خواہش نفس سے کلام نہیں فرماتے تھے بلکہ انؐ کا ہر ارشاد مبارک ' وحی الٰہی پر مبنی ہوتا تھا ' اس لئے اطاعت الٰہی کی مطلوب و مقصود شکل ' اطاعت رسولؐ ہی ہے ' اور یہ اطاعت ' محبوبؐ خدا کی ذات اقدس سے بے پناہ محبت و عقیدت اور فریفتگی و شیفتگی کے جذبے سے ہونی چاہئے کیونکہ حضورؐ کی اطاعت اور سنت کی پیروی ' انؐ سے محبت

Marfat.com

کے بغیر ممکن ہی نہیں :

اصل سُنّت جُز محبت ہیچ نیست ؎

اِتّباعِ رسولؐ کے ثمرات

ہادیؑ عالم کی پیروی اور ان ؐ کی درخشاں سیرت کو نمونہ تقلید بنانے سے تین قسم کے نتائج بر آمد ہوتے ہیں ؂۔

اول ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بدلے میں ' اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرے گا '

دوم ' ہمارے گناہ بخش دے گا اور ہمیں پاک کر دے گا '

سوم ' ہم پر مہربان ہو جائیگا اور اپنا فضل و کرم فرمائیگا۔[۶]

آپ غور کریں کہ انسان کو مذکورہ انعامات سے زیادہ اور کیا چاہئے کہ خود اس کا خالق و آقا اس سے محبت کرنے لگے ' اس کی خطائیں معاف فرما دے اور اس پر اپنی رحمت کی بارش برسائے - چنانچہ ہم پر لازم ہے کہ اطاعت الٰہی کا فریضہ انجام دینے کے لئے ' دل و جان سے ' امام الانبیاءؑ کا اتباع کریں اور انؐ کے اسوہ حسنہ کو مشعل راہ بنائیں - یہ بات کسی طرح بھی مناسب نہیں کہ ایمان لانے کے بعد کوئی شخص اللہ رحیم اور رسولؐ کریم کے ساتھ خیانت کرے یعنی انؐ کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی یا غفلت برتے کیونکہ عدم اطاعت ہی امانت میں خیانت ہے -

قرب خداوندی کا ذریعہ

اہل ایمان پر یہ بھی فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ' خوشنودی اور قرب

حاصل کرنے کے لئے ' وسیلہ یعنی راہ حق تلاش کریں اور ایسے کام کریں جو اسے پسند ہوں ' اس طرح اطاعت کریں کہ وہ راضی ہو جائے اور اسے راضی کرنے کا سب سے بڑا طریقہ یہ ہے کہ اس کی راہ میں جہاد کیا جائے جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے - وسیع بنیادوں پر دیکھا جائے تو یہ جہاد دو طرح کا ہے :

اول : انسان ' اللہ کے احکامات اپنی ذات پر نافذ کرے اور اس سلسلہ میں اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے کیونکہ نفس ہی انسان کو دنیوی لذتوں اور فائدوں کی خاطر ' اللہ کے احکام سے روگردانی پر اکساتا رہتا ہے ' عارضی اور بے وقعت مفادات کی خاطر ' احکام الٰہی کو پس پشت ڈال دینے کی ترغیب دیتا ہے ' لہٰذا اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے احکام کے سامنے اپنے نفس کو قابو میں رکھے ' من مرضی کرنے سے رد کے ' اس کی تہذیب اور تزکیہ کرے :

ایہو نفس اساڈا بیلی ' جے نال اساڈے سدھا ہُو
جو کوئی اس دی کرے تباہی ' اس نام اللہ دا لدھا ہُو

دوم : انسان ' اللہ کے احکامات اپنی ذات پر نافذ کرنے کے بعد ' دوسروں کو بھی اس کی دعوت دے ' یعنی اللہ کے دین کو سربلند کرنے ' باطل نظریات مٹانے ' اور جھوٹے مذاہب پر اللہ کے سچے نظام حیات کو غالب کرنے کے لئے ' اپنا تن ' من ' دھن کھپا دے -

اِطاعت الٰہی کا سب سے زیادہ حق خود محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمایا اور بنی آدم کے سامنے اللہ کی فرمانبرداری کی روشن ترین مثال پیش کی - آپؐ کا ہر قول ' ہر عمل اللہ کی اطاعت کا حسین مظہر ہے - آپؐ اخلاص ' تقویٰ ' خشیت ' عبدیت ' توکل ' صبر ' شکر جیسے کریمانہ اخلاق کے خوبصورت پیکر ہیں اور خالق کائنات نے خود شہادت دی ہے کہ پیغمبرؐ اسلام خُلقِ عظیم کے حامل ہیں - رب کریم نے آپؐ کے ذمہ تبلیغ دین کا جو فریضہ سونپا اس کی ادائیگی آپؐ نے بطریق احسن فرمائی اور اس سلسلے میں ' ہر طرح کے مصائب جھیلے ' اذیتیں اور

Marfat.com

تکلیفیں برداشت کیں ' سادگی اور قناعت اختیار فرمائی ' فقر و فاقہ کی زندگی بسر کی ' مقصد صرف یہ تھا کہ خالق و مالک کی اطاعت کا حق ادا کیا جائے - آپؐ کی حیات طیبہ اسی جدوجہد کا خوبصورت مرقع ہے کیونکہ کفار مکہ نے آپؐ کی شدید مخالفت کی ' لالچ دیئے ' قتل کرنے پر آمادہ ہوئے ' لیکن آپؐ اطاعت الہٰی کے فریضے کی ادائیگی کے لئے پوری عزیمت و استقامت کے ساتھ تبلیغ دین کے کام میں سرگرم رہے - قریش کے تمام خاندانوں نے جب آپؐ کا سماجی اور معاشی مقاطعہ کیا تو آپؐ شِعب ابی طالب میں محصور ہو گئے - سفر طائف میں جب کفار نے آپؐ کو سخت تکلیف پہنچائی تو واپسی پر آپؐ نے اللہ کو پکارتے ہوئے کہا:" اے اللہ ! اگر تُو مجھ سے راضی ہے تو مجھے کسی مصیبت کی پروا نہیں "گویا مقصود صرف اللہ کی خوشنودی ہے - غرض بعثت کے بعد وصال مبارک تک ' آپؐ شب و روز ' خفیہ اور علانیہ ' ہر حال اور ہر مقام پر ' لوگوں کو دین قبول کرنے کی دعوت دیتے رہے ' بس یوں سمجھئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ اطاعت الہٰی کا حسین و کامل نمونہ ہے -

حضورؐ اقدس کے بعد آپؐ کے کبار صحابہؓ نے اطاعت خداوندی کی عظیم مثالیں پیش کیں - انہوں نے اپنی زندگیاں یوں گزاریں کہ دنیاوی لذائذ و مفادات کی مطلق پروا نہ کی اور اٹھتے بیٹھتے ' سوتے جاگتے ' رضائے الہٰی کو مقصد حیات بنائے رکھا - چنانچہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ زبانی اور عملی طور پر ثابت کر دے کہ میرا جینا ' میرا مرنا ' میرا کھانا ' میرا پینا ' میری نماز ' میری عبادت ' میری دوستی ' میری دشمنی سب کچھ اللہ کے لئے ہے اور اس کی اطاعت میں ' اس کا نام بلند کرنے کے لئے ' اس کی رضا جوئی کی خاطر ' جان حاضر کر دے :

باہو ! صاحب جے ہر منگے ' ہرگز ڈِھل نہ کریئے ہُو

Marfat.com

اطاعت رسولؐ کے لئے اولیں شرط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اصل بنیاد اور اس کے لئے اولیں شرط یہ ہے کہ مسلمان کے دل میں سرورِ عالم کا حد درجہ احترام ہو ' اللہ کے حبیبؐ سے والہانہ محبت اور انتہائی عقیدت ہو ' جان نثاری اور فدا کاری کا بے پناہ جذبہ موجزن ہو ' کیونکہ روف و رحیم نبیؐ کریم ' مومنوں کو ' درحقیقت اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔"

اتباع رسولؐ کی درخشاں مثالیں

اللہ تعالٰی نے اہل ایمان کو بتا دیا ہے کہ اسے وہی لوگ پسند ہیں جو اپنی ہر چیز سے زیادہ محبت اللہ اور اس کے رسولؐ سے کریں[۱۲] ' یعنی : اپنے ماں باپ ' اپنی اولاد ' بہن بھائیوں ' بیوی ' شوہر ' مال ومتاع ' تجارت ' وطن ' گھربار ' غرض ہر شے سے بڑھ کر محبت اپنے خالق اور ہادیؐ سے کریں اور بلاشبہ سچے مومنوں کی یہی کیفیت ہے۔ انہیں واقعی رحمتہ للعالمینؐ اپنی جانوں سے زیادہ پیارے ہیں۔ اس بات کا اندازہ صحابہ کرامؓ کے جذباتِ عقیدت وفریفتگی سے ہوتا ہے : جب محبوبؐ خدا وضو فرماتے تو صحابہ کرامؓ گرتے ہوئے پانی کو ' پکڑنے کے لئے یوں لپکتے ' جیسے باہم لڑ پڑیں گے۔ حضورؐ اقدس کے دہن مبارک سے نکلنے والے لعاب اطہر کو زمین پر گرنے نہ دیتے ' بلکہ ہاتھوں میں لے کر اپنے چہروں پر مل لیتے ' جب وہ رؤف و رحیم نبیؐ گفتگو فرماتے تو سب ہمہ تن گوش ہو جاتے ' ہر طرف سناٹا چھا جاتا اور ساکت و صامت یوں سر جھکائے رکھتے جیسے سر پر پرندہ بیٹھا ہو (جو سر ہلانے سے اڑ جائے گا) تعظیم وتکریم کا یہ عالم ہوتا کہ کوئی صحابیؓ حضورؐ پُر نور کے رخ انور کی جانب ' آنکھ بھر کر نہ دیکھتا اور سبؓ کے سبؓ اپنی آوازوں کو سرورؐ کونین کی صوت مبارک سے پست رکھتے اور دم سادھے رہتے۔"[۱۳]

Marfat.com

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر[۱۴]
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حیات مبارکہ کا واحد مقصد یہ تھا کہ اپنا سب کچھ، اپنے محبوبؐ پر قربان کر دیں: "صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس"۔ محسنؐ انسانیت نے ایک مرتبہ فرمایا: "ابوبکرؓ اپنی محبت اور مال کے لحاظ سے میرا سب سے بڑا محسن ہے" ہجرت مدینہ کے وقت جب رسولؐ اللہ اور حضرت ابوبکرؓ غار ثور میں داخل ہوئے تو نبی کریمؐ، جناب صدیق اکبرؓ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر محو خواب ہو گئے، اتنے میں غار کے ایک سوراخ سے ایک سانپ نے سر نکالا تو جناب ابوبکرؓ کے جذبہ فدا کاری نے برداشت نہ کیا کہ آپؐ کی راحت میں ذرا بھی خلل پڑے۔ چنانچہ بے خطر اپنا پاؤں سانپ کے سر پر رکھ دیا، سانپ نے کاٹ کھایا، جس کے زہر سے شدید تکلیف ہوئی حتیٰ کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے لیکن آپؓ نے جسم کو ذرا حرکت نہ دی مبادا محبوبؐ خدا کی نیند اکھڑ جائے، یقیناً ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں نے حضورؐ سے محبت کا حق ادا کیا۔

اسی طرح مسلمانوں کے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی تھے۔ آپؐ کی محبت میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ حضورؐ اقدس سے انؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب آپؐ نے وصال فرمایا تو حضرت عمرؓ کو یقین نہ آتا تھا اور مسجد نبویؐ میں، حالت وارفتگی میں، اعلان کئے جاتے تھے کہ اگر کسی نے کہا کہ میرا محبوب آقاؐ دنیا سے رخصت ہو گیا ہے تو اس کا سر قلم کر دوں گا۔ حضرت عمرؓ، رسولؐ اللہ سے محبت کے تقاضے کے باعث اتباع سنت کا حسین نمونہ تھے۔ چلنے پھرنے، سونے جاگنے، کھانے پینے، غرض ہر معاملہ میں اسوہ مبارک کو سامنے رکھتے تھے۔ چونکہ رسولؐ اللہ نے ہمیشہ سادگی اور فقر و فاقہ سے زندگی بسر فرمائی تھی اس لئے حضرت عمرؓ نے روم و ایران کی سلطنت ملنے کے بعد بھی سادگی کا طریقہ نہ چھوڑا۔

مسلمانوں کے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ کو رسولؐ پاک سے اتنی محبت و ارادت تھی کہ اپنے قول و فعل ' حرکات و سکنات ' حتیٰ کہ اتفاقی باتوں میں بھی حضورؐ کے اتباع کو پیش نظر رکھتے تھے - ایک مرتبہ وضو کر کے مسکرائے - لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو بتایا : میں نے ایک مرتبہ آقائےؐ دو جہاں کو اسی طرح وضو کر کے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا -

جس روز کفار مکہ نے رسولؐ اللہ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رکھا تھا اسی رات حضرت علیؓ مرتضیٰ رحمتہ للعالمینؐ کے بستر مبارک پر سوئے تاکہ حضورؐ مکہ سے باہر تشریف لے جائیں اور کفار کو انؐ کا بستر خالی دیکھ کر تجسس نہ ہو - حضرت اویس قرنیؓ کو محبوبؐ خدا سے غائبانہ اس درجہ محبت تھی کہ جب انہوںؓ نے سنا کہ جنگ احد میں حضورؐ کے دو دندان مبارک شہید ہو گئے ہیں تو آپؓ نے ایک ایک کر کے اپنے سارے دانت توڑ ڈالے کیونکہ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ محبوب آقا کا کونسا دانت شہید ہوا ہے - اور پھر حضرت بلال حبشیؓ کی حضورؐ سے محبت :

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیریؓ '
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیریؓ

رسولؐ اللہ کے ساتھ صحابہؓ کرام کی شدید محبت اور جذبۂ جاں نثاری کے بے مثال واقعات سے تاریخ بھری ہوئی ہے : جنگ احد میں ایک موقع پر جب حضورؐ پر چاروں طرف سے کفار کی تلواریں اور تیر برس رہے تھے تو صحابہؓ کرام نے آپ کو دائرے میں لےکرحصار قائم کر لیا - ابو دجانہؓ آپ کے لئے ڈھال بن گئے اور کفار کے سارے تیر اپنی پیٹھ پر کھاتے رہے - حضرت طلحہؓ نے کافروں کی تلواروں کے وار اپنے ہاتھ پر روکے جس سے انؓ کا ایک ہاتھ کٹ کر گر پڑا ' ایک صحابیہ ام عمارہؓ بھی حضورؐ کے لئے سپر بن گئیں اور حضورؐ پر ہونے والے کافر کے ایک وار کو روکا جس سے ان کے کندھے پر گہرا زخم آیا - ایک انصاری صحابیہؓ کے باپ ' بھائی اور شوہر سب جنگ احد میں شہید ہوگئے تھے ' جب اسےؓ باری باری ان کی

Marfat.com

شہادت کی خبر سنائی گئی تو وہؓ ہر مرتبہ یہی پوچھتی کہ نبی کریمؐ کیسے ہیں ؟ جب اسےؓ بتایا گیا کہ حضورؐ خیریت سے ہیں تو مطمئن ہوئی اور پکار کر کہا ؟رسولؐ اللہ کے ہوتے ہوئے کسی مصیبت کی پروا نہیں ۔

اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کا ثمرہ

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی زندگی کا مقصد وحید بنا لے وہ دین و دنیا کی تمام کامیابیاں حاصل کر لیتا ہے ' مثلاً :

۱ ۔ غفور و رحیم اللہ اس کے گناہ بخش دے گا اور خطاؤں سے درگزر فرمائے گا ' [۱۵]

۲ ۔ ارحم الرحمین اس پر رحم فرمائے گا ' [۱۶]

۳ ۔ وہ بامراد ہو گا اور مقصد میں کامیاب ہو جائے گا ' [۱۷]

۴ ۔ ربِ ودود اس سے محبت کرے گا ' [۱۵]

۵ ۔ اسے ہدایت کا راستہ مل جائے گا ' [۱۸]

۶ ۔ اسے عظیم الشان کامیابی نصیب ہو گی ' [۱۹]

۷ ۔ اللہ کریم اسے جنت میں داخل کرے گا ' [۲۰]

۸ ۔ اگلے جہاں اسے ان لوگوں کی رفاقت ملے گی جن پر اللہ نے انعام و اکرام کی بارش فرمائی مثلاً : انبیاءؑ ' صدیقین ' شہداء ' اور نیکو کار صحابہ کرامؓ ' اور یہ کتنے بہترین ساتھی ہیں ' [۲۱]

۹ ۔ وہ نہ صرف جنت میں رہے گا بلکہ اسے رحمتہ للعالمینؐ کی ہمہ وقت معیت بھی نصیب ہو گی ۔ [۲۲]

مختصراً یوں سمجھئے کہ جس خوش نصیب کو حضورؐ کی اطاعت و محبت کی سعادت مل جائے اسے خدا کی خدائی مل جاتی ہے :

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں [۲۳]
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

Marfat.com

اتنا بڑا انعام پانے اور اتنے اچھے انجام تک پہنچنے کے لئے ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنی زندگی اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے وقف کر دیں ۔ رب کریم ہمیں خود اپنے اور اپنے حبیبؐ سے محبت اور حضورؐ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

اِطاعت نہ کرنے والوں کا انجام

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ مانیں اور ان کی اطاعت نہ کریں ان کا انجام حسب ذیل ہو گا :

- وہ کافر ہیں جو اللہ کو ہرگز پسند نہیں ۔ [۲۴]
- وہ راہ راست سے بھٹک چکے ہیں ۔ [۲۵]
- ان کے نیک کام اکارت جائیں گے ۔ [۲۶]
- انہیں درد ناک عذاب ملے گا ۔ [۲۷]

اس ہولناک اور حسرتناک انجام سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے خالق و حاکم اللہ تعالیٰ اور ہادی و رہبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو زندگی کا شعار بنالیں ' اور نفس و شیطان کے بھلا دے میں آ کر ' صراط مستقیم سے ہرگز منہ نہ موڑیں ۔ دنیا کے حقیر مفادات کی خاطر ' قرآن و سُنت سے پہلو تہی نہ کریں کیونکہ یہ مفادات اسی دنیا میں ' اس زندگی کے ساتھ ہی ختم ہوجائیں گے اور روز حساب ہرگز کام نہ آئیں گے ۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ انسان پوری طرح اتباع رسولؐ پر کمر بستہ اور انہیؐ کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جائے ۔ انہیؐ کی بہار چمن سے رنگ و بو حاصل کرے اور انہیؐ کے اخلاق کریمانہ کا پرتَو اپنے اندر پیدا کرے :

Marfat.com

از بہارش رنگ و بو باید گرفت[۲۲]
بہرہ از خُلق او باید گرفت

غرض رب رحیم اور نبیؐ کریم سے محبت اور ان کی اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے احکام وتعلیمات کی پوری پوری پابندی کی جائے ' لہٰذا خالق کائنات اور رحمتہ للعالمینؐ نے جن کاموں کا حکم دے رکھا ہے اور جن کاموں سے منع کر رکھا ہے ہم ان کا ذکر آئندہ اوراق مین کرتے ہیں - اللہ تعالٰی ہمیں ان پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ' آمین -

حوالہ جات

۱ - وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗۤ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (اَلْاَنفال : ۱) یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (النِّسَآء : ۵۹) ۲ - مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (النِّسَآء : ۸۰) ۳ - وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ہ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (النَّجم : ۳ ، ۴) ۴ - علامہ اقبال[7] ۵ - قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (اٰلِ عمران : ۳۱) ۶ - وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (اٰلِ عمران : ۱۳۲) ۷ - یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِکُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الانفال : ۲۷) ۸ - یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَ جَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (المآئدۃ : ۳۵) ۹ - وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (اَلْقَلم : ۴) ۱۰ - قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام

Marfat.com

: ١٦٢) ١١۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب : ٦) ١٢ ۔ قُلْ

اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ .... حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (التوبۃ

٢٤) ١٣ ۔ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (الحجرات : ٢) ١٤ ۔

عزت بخاری ۔ ١٥ ۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (اٰلِ عمران :

٣١) ١٦ ۔ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اٰلِ عمران : ٣١) ١٧ ۔ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ

الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ .... اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (اعراف : ١٥٧) ١٨ ۔

وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (اعراف : ١٥٨) ١٩ ۔ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا (احزاب : ٧١) ٢٠ ۔ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ

جَنّٰتٍ (النسآء : ١٣) ٢١ ۔ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ

اللّٰهُ عَلَیْهِمْ .... وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا (النسآء : ٦٩) ٢٢۔ مَنْ اَحَبَّنِیْ

كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ (حدیث مبارک) ٢٣ ۔ علامه اقبال ۔٢٤ ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا

فَاِنَّ اللّٰهَ لَایُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ (ال عمران : ٣٢) ٢٥ ۔ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا (الاحزاب ، ٣٦) ٢٦ ۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ

وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد : ٣٣) ٢٧ ۔ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ

یُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِیْمًا (الفتح : ١٧)

Marfat.com

باب ۹

اللہ کی عبادت کرو

مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ کی بار گاہ میں اپنی عبدیت ' اپنی بندگی کا اظہار کرے ' کیونکہ اسے اللہ ہی نے پیدا کیاہے ' وہی اس کا مالک و حاکم ہے اور اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے ' لہٰذا اسے چاہئے کہ اس کی عبادت کرے[۱] ' اس کی بڑائی اور کبریائی بیان کرے اور اس کے سوا کسی کو اپنا معبود نہ مانے ۔ سب طرف سے ہٹ کر ' پوری یکسوئی کے ساتھ ' صرف اللہ کی پرستش کرے ۔ راہ ہدایت جاننے ' شیطان سے پناہ مانگنے ' مصیبت سے چھٹکارا پانے اور امتحان زندگی میں کامیابی کی توفیق حاصل کرنے کے لئے ' صرف اللہ ہی کو پکارے[۲] ۔ گویا اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے مخصوص کرے ' اسی کے آگے جھکے ' اسی کے حضور سجدہ کرے ' اسے خوش کرنے کے لئے نیک اعمال سرانجام دے[۳] ' ہر غیر خدائی ہستی اور طاقت سے ناطہ توڑ لے اور اطاعت کے لئے اپنا رخ ٹھیک اسی کی جانب رکھے[۴] ۔ کیونکہ اللہ کے غضب اور دوزخ کی آگ سے بچنے کا صرف یہی طریقہ ہے ۔ در حقیقت انسان پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کرے اور مرتے دم تک کرتا رہے[۵] ۔

عبادت کا مفہوم

عبادت کی روح یہ ہے کہ انسان اپنے خالق اور حاکم کے سامنے عاجزی ' بیچارگی اور انکساری کا اظہار کرے ' اس کی حمد وثنا کرے ' اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دے ' اس کے خوف سے لرزاں رہے ۔ اس کے آگے جھک جائے '

Marfat.com

بچھ جائے ' پیشانی کو زمین پر رکھ دے ' اسے رو رو کر پکارے اور خلوص دل سے اپنی کوتاہیوں پر معافی مانگے ۔ غرض انسان کا ہر وہ کام جو اللہ کے سامنے اپنے عجز کا اظہار کرنے ' اس کی اطاعت کرنے ' اور اسے خوش کرنے کے لئے انجام دیا جائے " عبادت " میں شامل ہے 'کیونکہ عبادت کا حقیقی مقصود یہ ہے کہ انسان میں خوف خدا پیدا ہو اور تقویٰ دستور حیات بن جائے ۔ یعنی اس کا ارادہ اور فعل ' احکام الٰہی کے تابع ہو جائے ' قلب پاکیزہ اور ضمیر روشن ہو جائے ۔

اسلام نے جو عبادات فرض کی ہیں یعنی : نماز ' روزہ ' زکوٰۃ ' حج وغیرہ ' ان کی غرض و غایت صرف اللہ کی رضا جوئی ہے ۔ یہاں ہم مختصر طور پر ان کی حکمتیں بیان کرتے ہیں :

نماز قائم کرو

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فرض قرار دیا ہے کہ وہ نماز پڑھیں : خود بھی اس پر قائم رہیں اور اپنے اہل خانہ کو بھی نماز پڑھنے کا حکم دیں ' قرآن مجید میں اوقات مقررہ پر نماز پڑھنے کی بار بار تاکید آئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ نماز پڑھو : فجر کے وقت ' ظہر کے وقت ' (تیسرے پہر) عصر کے وقت ' شام پڑتے ' اور (کچھ رات گئے) عشاء کے وقت" ۔ علاوہ ازیں آخر شب تہجد بھی پڑھو جو نفل عبادت ہے" ۔ اہل اسلام سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی نمازوں کی نگہداشت کریں خصوصاً ایسی نماز کی جس میں ساری خوبیاں جمع ہوں یعنی : نماز پڑھتے ہوئے آدمی اپنے خالق وحاکم کے حضور ' عجز ونیاز سے ' یوں کھڑا ہو جیسے کوئی مطیع و فرمانبردار غلام اپنے آقا کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہوتا ہے ۔

Marfat.com

نماز کا مقصد

نماز قائم کرنے کا اصل مقصد ہے اللہ کو یاد کرنا[۱۳]، یعنی ہر وقت اس کے احکام ذہن میں رکھنا اور ان پر کاربند رہنا کیونکہ عبادت کی اصل روح ہے : اللہ کی اطاعت - چنانچہ اس کی حمد وثنا بیان کرنا، اس کی شان ربوبیت ماننا، اس کی رحمت کو پیش نظر رکھنا، یوم حساب کے تقاضے پہچاننا، اس روز کی کامیابی کے لئے اللہ ہی سے مدد مانگنا، سیدھے راستے کی ہدایت طلب کرنا، ان لوگوں کی راہ پر چلنے کی توفیق چاہنا جن سے اللہ خوش ہوا ہو اور ان کے راستے سے پناہ مانگنا جن پر وہ غضبناک ہوا ہو[۱۴]- بس یہی نماز کا نچوڑ ہے اور یہی عبادت کا مغز-

نماز کے اداب

نماز کی صحیح ادائیگی اور نگہداشت کے لئے مسلمانوں کو درج ذیل آداب ملحوظ رکھنے چاہیں :

۱ - **یکسوئی :** نماز پڑھتے وقت دنیا کی ہر سوچ اور فکر سے کٹ کر، صرف اللہ کی جانب متوجہ ہونا[۱۵] چاہیئے، یعنی : اپنے خالق کے سوا ہر چیز سے تعلق توڑ لینا چاہیئے تاکہ کسی دوسری طرف دھیان نہ جائے اور خدا اور بندے کے درمیان نہایت قریبی اور گہرا تعلق قائم ہو جائے -

۲ - **اخلاص :** نماز کی ادائیگی صرف اللہ کی رضا جوئی کے لئے ہونی چاہیئے اور فقط اسی کے ساتھ مخلص اور وفا دار رہنا چاہیئے[۱۶]- اس میں دکھاوا یا کوئی اور غرض پوشیدہ نہیں ہونی چاہیئے -

۳ - **باجماعت :** نماز، صحیح وقت پر، بلا ناغہ، رکوع کرنے والوں کے ساتھ مل کر باجماعت ادا کرنی چاہیئے[۱۷] (تاہم جائز اور مجبوری کے حالات میں اکیلے نماز پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ دین اسلام آسانی اور سہولت کو بھی پیش نظر رکھتا ہے)

Marfat.com

۴ ۔ **یاد الٰہی :** نماز صرف اللہ کے ذکر کے لئے ' اسے یاد کرنے کے لئے قائم کرنی چاہئے تاکہ دل و نگاہ میں ہر وقت وہی بسا رہے ۔[۱۷]

۵ ۔ **انتہائی مؤدب ہو کر :** نماز پڑھتے وقت اللہ کے حضور ' بڑے مودب اور فرمانبردار بن کر ' کھڑا ہونا چاہئے جیسے کوئی مطیع و مملوک غلام اپنے آقا کے سامنے ' دست بستہ ' سر جھکائے حاضر رہتا ہے ۔[۱۸]

۶ ۔ **خشیت :** نماز خشوع و خضوع سے ادا کرنی چاہئے اور خوف الٰہی سے لرزاں و ترساں رہنا چاہئے[۱۹] ۔ کیونکہ خوف و خشیت ہی نماز کا جوہر ہے ۔

۷ ۔ **تضرع :** نماز کے دوران میں اپنے آقا و مولیٰ کو پکارتے وقت ' آواز پست اور لہجہ مدھم رکھنا چاہئے ۔[۲۰]

۸ ۔ **خوف و امید :** نماز میں ہم اللہ کریم کو پکارتے ہیں ۔ اس سے دعا مانگتے ہیں ' لہٰذا اسے پکارتے وقت تضرع اور الحاح کی کیفیت پیدا کرنی چاہئے ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس سے رحمت و مغفرت کی امید بھی رکھنی چاہئے کیونکہ وہ ستار و غفار ' عُفُوٌ و کریم اور غفور و رحیم ہے ۔[۲۱]

نماز کے آداب کا لحاظ رکھنے میں ہمارے سامنے کامل ترین نمونہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے ' خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ' آپؐ نے فرمایا ! " نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے " چنانچہ جب کبھی کوئی مشکل مرحلہ پیش آتا آپؐ (نفل) نماز کی طرف رجوع فرماتے ' نماز پڑھتے وقت آپؐ پر رقت طاری ہو جاتی ' چشم مبارک سے آنسو نکل آتے ' روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتیں اور سینہ مبارک سے یوں آواز آتی جیسے کوئی ہنڈیا ابل رہی ہو ' گویا نماز کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بندگی ' خشیت اور گریہ زاری کی کیفیت طاری ہو جاتی حالاں کہ آپؐ اس قدر شجاع اور قوی تھے کہ میدان جنگ میں آپؐ کی تلوار کی ضرب شدید سے دشمن کی آہنی زرہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ۔[۲۲]

Marfat.com

وقت ہیجا تیغ او آہن گداز
دیدہ او[۲۳] اشکبار اندر نماز

نماز کے فضائل

نماز کی برکتیں اور حکمتیں بے شمار ہیں ، ان میں سے چند حسب ذیل ہیں :

۱ - **ایفائے عہد :** نماز ان تمام احکام کا سرچشمہ ہے جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں کیونکہ اللہ تعالی اور اس کے بندوں کے مابین ، عبد اور معبود کا جو پیمان طے پایا ہے اس میں ایمان کے بعد سب سے زیادہ اہمیت نماز کو حاصل ہے ۔[۲۴]

۲ - **اللہ کی معیت :** جو شخص نماز قائم کرتا ہے اسے اللہ کی معیت اور رفاقت نصیب ہو جاتی ہے[۲۵] ، چنانچہ اس کی زندگی بابرکت اور کامیاب ہو جاتی ہے ، اس کے سارے کام اور امور و معاملات سدھر جاتے ہیں ، کوئی غیر خدائی طاقت اس پر غالب نہیں آسکتی بلکہ وہ ہر شر اور خسارے سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے ۔

۳ - **اظہار عبدیت :** دین کی صحیح روح یہ ہے کہ انسان ایک طرف حقوق اللہ ادا کرے اور دوسری طرف حقوق العباد یعنی نماز قائم کر کے اللہ کے حضور ، اپنی عبدیت کا اقرار کرے اور نادار بھائیوں کو زکوٰۃ دے کر ایثار و مروّت کا ثبوت دے ۔[۲۶]

۴ - **اعلیٰ صفات :** جو شخص ہمیشہ نماز کی پابندی کرتا ہے اس میں کئی اخلاقی صفات پیدا ہو جاتی ہیں[۲۷] ، مثلاً وہ بے صبرا نہیں ہوتا ، مصیبت میں نہیں گھبراتا ، دولت ملنے پر بخل نہیں کرتا ، اس کے ساتھ وہ صابر و شاکر ، جری و حوصلہ مند اور سخی و فراخ دل بن جاتا ہے ۔

۵ - **مضبوط سہارا :** نماز اتنا بڑا سہارا ہے کہ اس سے انسان کو مختلف الجھنوں ، پریشانیوں اور مصیبتوں کے وقت مدد ملتی ہے[۲۸] اور وہ ڈگمگانے کی بجائے ان پر قابو پا لیتا ہے ۔

۶ - **تزکیہ اور فلاح**: جب انسان نماز پڑھتا ہے ' اللہ پاک کا نام یاد کرتا ہے تو اس کا ظاہر و باطن پاک ہو جاتا ہے اور اسے فلاح و کامیابی نصیب ہوتی ہے -[۲۹]

۷ - **برائی سے بچاؤ**: نماز انسان کو فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے ' اسے نیک اور صالح بناتی ہے[۳۰] - گویا نماز ' مسلمان کے ہاتھ میں ایک ایسی تلوار ہے جس کی مدد سے وہ بے حیائی ' نافرمانی اور برائی کو ختم کر سکتا ہے:

در کف مسلم مثال خنجر است[۳۳]
قاتل فحشاء و بغی و منکر است

۸ - **گناہ مٹاتی ہے**: نماز کی بدولت پیدا ہونے والی نیکیوں سے انسان کی برائیاں دور ہو جاتی ہیں ' اس کے گناہ دھل جاتے ہیں ' خطائیں محو ہو جاتی ہیں اور وہ پاک صاف ہو جاتا ہے -[۳۱]

۹ - **اطمینان قلب**: نماز میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ' اس سے مدد طلب کی جاتی ہے ' اس کی رفاقت نصیب ہوتی ہے ' لہٰذا دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے[۳۲] اور انسان رنج و غم سے نجات پا لیتا ہے ' خصوصاً دور حاضر میں جبکہ انسان ذہنی طور پر دنیوی مسائل اور زندگی کی رعنائیوں ' دلفریبیوں اور تحریصات میں بہت الجھ چکا ہے اور ذہن دباؤ اور انتشار کا شکار ہے ' اللہ کے ذکر مبارک اور نماز میں سکون قلب حاصل کر سکتا ہے:

نگاہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بُو میں[۳۳]
خرد کھوئی گئی ہے چار سُو میں
نہ چھوڑ اے دل فغان صبحگاہی
اماں شاید ملے اللہ ہُو میں

۱۰ - **بشارت کامرانی**: جو لوگ گڑگڑا گڑگڑا کر نماز پڑھتے ہیں ' جن کے دل اللہ کے نام سے کانپ اٹھتے ہیں اور نماز پوری صحت سے ادا کرتے ہیں ' انہیں رب کریم اچھے انجام کی خوشخبری دیتا ہے -[۳۴]

Marfat.com

۱۱ – **بہتر عاقبت :** نماز پڑھنے سے انسان کی عاقبت سنور جاتی ہے[۳۴]، آخرت بہتر ہو جاتی ہے کیونکہ نماز سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے جو ساری نیکیوں کی بنیاد ہے۔

۱۲ – **بہت بڑی نیکی :** نماز کی ادائیگی بہت بڑی نیکی ہے اور جو شخص بھی یہ نیکی انجام دے کر اپنی آخرت کے لئے آگے بھیجتا رہے گا اسے وہ اللہ کے پاس برائے ثواب موجود پائیگا جو اس کی مغفرت اور بلند درجات کا ذریعہ بنے گی۔[۳۵]

۱۳ – **نفس زیر ہوتا ہے :** رات کو اٹھ کر عبادت کرنے سے انسان کا نفس خوب زیر ہوتا ہے[۳۶]۔ نیز اس وقت نماز پڑھنا اور دعا مانگنا بہت مناسب اور بابرکت ہے اور یوں نفس کو لگام دینے سے آدمی اپنے سب سے بڑے دشمن، شیطان پر فتح پا لیتا ہے، اس لئے ہم پر واجب ہے کہ دوران شب، خلوت کی خاموش اور پر سکون ساعتوں میں، پوری یکسوئی، جذب و شوق اور سوز و تڑپ سے اپنے رب کے حضور محو التجا ہوں اور رات کو دیر تک اس کے آگے سجدہ ریز رہیں[۳۷] کہ :

عطار ہو رومی ہو، رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا، بے آہ سحر گاہی

لیکن یہ عام مشاہدہ ہے کہ نماز کی فرضیت اور اس کے اتنے زیادہ فضائل و فوائد کے باوجود بعض لوگ نماز سے غفلت کرتے ہیں اور اس کی برکات سے محروم رہتے ہیں، بالخصوص نماز تہجد اور فجر کے لئے، نرم بستر اور میٹھی نیند کے مزے چھوڑ کر بیدار ہونا انہیں بہت دشوار لگتا ہے، یوں نیند سے محبت، حکم الٰہی کی تعمیل میں، رکاوٹ بن جاتی ہے :

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے[۳۸]
ہم سے کب پیار ہے، ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

حالاں کہ آخر شب نیند کی معمولی اور فانی لذت کی خاطر انسان عظیم اور غیر فانی برکات و انعامات سے محروم رہتا ہے، لہٰذا اسے چاہئے کہ اللہ کے حکم پر نیند

Marfat.com

کی عارضی سی راحت کو قربان کر دے اور ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے اللہ کو راضی کرنے میں کوشاں رہے ۔ نیند سے لطف اندوز ہونے کے بجائے بیداریٔ شب کی لذت حاصل کرے تاکہ اللہ کے قرب کی منزلیں طے کر لے :

واقف ہو اگر لذتِ بیداریٔ شب سے [۳۸]
اونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاکِ پُر اَسرار

اور

میں نے پایا ہے اسے اشکِ سَحر گاہی میں [۳۸]
جس دُر ناب سے خالی ہے صدف کی آغوش

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ جب لوگ گہری نیند میں غافل پڑے ہوتے ہیں تو ہمارا خالق و مالک رب رحیم آخری تہائی رات میں ' آسمان دنیا پر جلوہ گر ہو کر فرماتا ہے : "کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تاکہ میں اسے قبول کروں ' کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تاکہ اسے عطا کروں ' کون ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے اور میں اسے بخش دوں" [۳۹] ۔ گویا اللہ کریم کے انعامات کی بارش ان لوگوں پر ہوتی ہے جو دوران سحر ' خلوت ' یکسوئی اور خامشی کی پُر انوار ساعتوں میں ' اپنے رب کے حضور طاعت و محبت کے پاکیزہ جذبات ' اور اشک ہائے ندامت کے گراں مایہ گہر لے کر ' تضرع میں ڈوبی ہوئی التجائیں پیش کرتے ہیں :

فریدا ! رات کتھوری ونڈیئے ' سُتیاں ملے نہ بھاؤ [۴۰]
جنھاں نین رُندرا دلے تتھاں رلن کو آؤ

گویا سونے والے خسارہ اٹھاتے ہیں اور جاگنے والے نفع پاتے ہیں :

پہلے پہرے پھلڑے ' پھل بھی پچھلی رات [۴۱]
جو جاگن ' سو بہن گے سائیں کنوں دات

خالق کائنات کے بے پایاں انعامات پانے اور لامحدود رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کے سلسلے میں ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاضت و

Marfat.com

مجاہدہ کا بے مثل نمونہ پیش فرمایا ہے ۔ رحمتہ للعالمین ؐ کو اپنی امت کی فلاح ' سلامتی اور عافیت اس قدر عزیز تھی کہ آپ ؐ راتوں کو جاگ جاگ کر ' رب رحیم سے ' اس امت مسلمہ کے لئے دنیا و آخرت کی راحت اور عافیت مانگا کرتے ۔ خود ؐ نیند سے اجتناب فرماتے تاکہ آپ ؐ کی قوم تخت خسروی پر آرام کر سکے :

ماندہ شب ہا چشم او ؐ محروم نیند [۳۸]
تا بہ تخت خسروی خوابید قوم

مذکورہ بیان سے یہ بات خوب واضح ہو گئی ہے کہ نماز قائم کرنے سے آدمی کو بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں مثلاً : اس کا خالق اس کا رفیق بن جاتا ہے ' اسے مصیبتوں کے مقابلے میں ایک مضبوط سہارا مل جاتا ہے ' وہ نفس پر قابو پا لیتا ہے ' بُرے کاموں سے رک جاتا ہے ' اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ' دل مطمئن رہتا ہے ' عاقبت سنور جاتی ہے اور درجات بلند ہوتے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ نماز کی برکتوں اور فضیلتوں کا احاطہ ممکن ہی نہیں ۔ بس یوں سمجھئے کہ اگر اسلام کے اولین رکن ' کلمۂ توحید کو سیپ کہا جائے تو نماز اس سیپ کے اندر کا موتی ہے ۔ اور جب ایک مسلمان نماز کے لئے اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے تو گویا اس کا دل حج کی نعمتوں سے مشرف ہوتا ہے :

لا الہ باشد صدف ' گوہر نماز [۳۸]
قلب مسلم را حج اصغر نماز

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے فضائل کے بارے میں فرمایا : [۴۲]

☆ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر عمل ہے : وقت پر نماز پڑھنا '

☆ جب بندۂ مسلمان خالص اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ یوں گرتے ہیں جیسے (پت جھڑ کے موسم میں) درخت سے پتے جھڑتے ہیں ۔

☆ جس شخص نے دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں بھُولا نہیں (یعنی حضور قلب سے نماز ادا کی) تو اللہ اس کے تمام پچھلے گناہوں کو بخش دے گا ۔

Marfat.com

☆ جو شخص نماز کی حفاظت کرتا ہے ' نماز اس کے لئے نور کا سبب بن جائیگی ' کمال ایمان کی دلیل اور قیامت میں بخشش کا ذریعہ ثابت ہو گی -

☆ وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہ ہو گا جو سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے ' یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھے - اور جس نے ٹھنڈے وقت کی دو (یعنی فجر اور عشاء کی) نمازیں پڑھیں ' وہ جنت میں داخل ہو گا -[۱]

نماز ترک کرنے کے نقصانات

نماز کی فرضیت اور اس کے گراں قدر فائدوں کے باوجود کچھ لوگ نماز کی ادائیگی میں غفلت کا شکار ہیں - در حقیقت نماز کی پابندی ان لوگوں کے لئے مشکل کام ہے جو سمجھتے ہیں کہ زندگی کے بعد پلٹ کر اپنے رب کے پاس نہیں جانا[۴۳] - البتہ جن لوگوں کو یقین ہے کہ مرنے کے بعد اللہ کے سامنے ضرور پیشی ہو گی اور عبادت و اطاعت کے بارے میں باز پرس ہو گی ' ان کے لئے نماز کی پابندی بڑی آسان ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ نماز سے غفلت برتنے کے نتائج بڑے ہولناک ہیں ' نیز نماز ترک کرنے والے :[۴۴]

۱ - خواہش نفس کے غلام بن جاتے ہیں ' مرغوبات دنیا میں پھنس کے رہ جاتے ہیں ' زر طلبی ' نفس پرستی اور عجلت پسندی ان کا معمول بن جاتی ہے '

۲ - وہ انجام کار گمراہ ہو جاتے ہیں اور ان کے ہاتھ سے اللہ کا راستہ چھوٹ جاتا ہے '

۳ - نماز ترک کرنے سے آدمی کا کفر و شرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے-[۴۵]

ان ساری باتوں کی روشنی میں یہ چیز خوب واضح ہو جاتی ہے کہ نماز کا پڑھنا کس قدر ضروری اور مفید ہے - لہٰذا انسان پر واجب ہے کہ اپنی عبدیت کے

Marfat.com

اقرار و اظہار کے لئے اپنے خالق، اپنے آقا کے حضور، سجدہ ریز ہو، سر اطاعت جھکا دے کیونکہ جو شخص اپنے معبود کے سامنے اپنی بندگی کا ثبوت نہیں دیتا اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں:

اٹھ فریدا وضو ساز، صبح نماز گزار[۴۶]
جو سر سائیں نہ نیویں، سو سر کپ اتار

اللہ کی تسبیح و تحمید کا طریقہ

مسلمان پر واجب ہے کہ حق عبدیت ادا کرنے کے لئے نماز کے ذریعہ اللہ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کرتا رہے، اپنے رب کی پاکی اور تعریف میں رطب اللسان رہے[۴۷]، زبان و قلب سے اس کی صفت و ثنا کرتا رہے، اس کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہے، تسبیح سے مراد ہے: اللہ کے آگے عجز و نیاز سے بچھ جانا، انکسار و تواضع کا پیکر بن جانا۔ قولی تسبیح کا مطلب ہے: اللہ کی عظمت، بزرگی اور کبریائی کا ذکر کرنا، اسے ان باتوں سے منزّہ اور بالاتر قرار دینا جو اس کی شان الوہیت کے منافی ہیں اور عملی تسبیح سے مراد ہے: اللہ کے احکام کی تعمیل میں ہر وقت سر جھکائے رکھنا، قرآن مجید میں "نماز" کو تسبیح کا نام بھی دیا گیا ہے کیونکہ نماز ہی ایک ایسا فعل ہے جس میں انسان اللہ کے حضور پورے عجز و انکسار کی تصویر بنا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو ہر لحاظ سے اللہ کے سپرد کر دیتا ہے، لہٰذا فرض اور نفل نماز تسبیح کی بہترین صورت ہے۔

غرض مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے خالق و مالک، رب العزت کی حمد و ثنا میں مشغول رہے، رات ہو یا دن، اس کا ذکر کثرت سے کرے[۴۸] کیونکہ اللہ پاک کی رحمت حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے۔ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ جب کسی مجلس سے اٹھیں یعنی دنیوی ہنگاموں سے فارغ ہوں تو جلوت میں، اور رات کو

Marfat.com

جب ستارے ڈوب جائیں تو خلوت میں ' اللہ کے ذکر اور تسبیح و تحمید سے ' دل کو نور اور جاں کو سرور بخشیں[۴۹]۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ذکر ' شکر اور حسن عبادت کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

رمضان کے روزے رکھو

اہل ایمان پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ ماہ رمضان میں روزے رکھیں[۵۰]۔ ہم یہاں اس عبادت کے مقاصد اور فضائل بیان کرتے ہیں :

روزہ کے مقاصد اور فضائل

۱۔ **تقویٰ پیدا کرنا :** روزہ کا اولین مقصد ہے : تقویٰ پیدا کرنا[۵۱] ' یعنی دل کو صاف ' نفس کو پاک اور اخلاق و اعمال کو درست کرنا ۔ تقویٰ سے مراد دل کی ایسی کیفیت ہے جو حاصل ہو جانے پر انسان گناہوں اور برائیوں سے نفرت کرنے لگتا ہے اور نیکیوں سے محبت ۔ دل کی یہ کیفیت روزہ سے پیدا ہو جاتی ہے ۔ ہم جانتے ہیں کہ انسان کے اندر نفس کے غلبے ' ہوا و حرص کے جذبے ' تن آسانی ' سہل پسندی اور دنیا پرستی کے باعث کئی مکروہ جذبات و خواہشات پیدا ہوتی رہتی ہیں جن کا عملی اظہار کسی نہ کسی گناہ کی صورت میں ہوتا ہے لیکن روزہ رکھنے سے انسان کے اندر ضبط نفس کی خوبی پیدا ہوتی ہے اور جنس و شکم کی خواہشات پر قابو پانے کا ملکہ حاصل ہوتا ہے ۔ کم خوری ' کم خوابی اور کم گوئی کی عادات جنم لیتی ہیں اور یوں انسان تقویٰ کی صفت سے متصف ہوتا ہے ۔

۲۔ **اللہ کی عظمت بیان کرنا :** روزہ کا ایک مقصد یہ ہے کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہمیں عبادت ' حُسنِ اَخلاق اور نیک اعمال کی

Marfat.com

تعلیم دے کر جو راہ ہدایت دکھائی ہے ہم اس نوازش پر اس کی بڑائی بیان کریں[۵۲] کیونکہ شریعت مُطَہَّرَہ عطا فرما کر اللہ نے ہمیں گمراہی اور خُسران سے بچایا اور فوز و فلاح سے ہمکنار کیا ۔ الحمد للہ !

۳ ۔ نعمت عظمٰی کا شکر ادا کرنا : ماہ رمضان میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عظیم نعمت یعنی مکمل دستور حیات " قرآن مجید " عطا فرمایا جو دنیا کی ہر چیز سے برتر و افضل ہے[۵۳] ، جس کی روشنی میں انسان کو اپنی منزل اور اس تک پہنچنے کا راستہ صاف نظر آتا ہے اور وہ اپنے نفس کو پاکیزہ اور قلب کو منور کر سکتا ہے ۔ لہٰذا اس نعمت عظمٰی پر انسان کو چاہیئے کہ اپنے رب کا شکر ادا کرے ۔[۵۴]

۴ ۔ گناہوں کا کفّارہ : روزہ کی یہ فضیلت بہت بڑی ہے کہ یہ کئی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے[۵۵] مثلاً اگر کوئی شخص قسم کھا کر توڑ ڈالے تو اس گناہ کی معافی کی یہ شکل ہے کہ وہ (دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا) تین دن کے روزے رکھے ۔

۵ ۔ معافی اور مغفرت کا ذریعہ : روزہ رکھنے والے مُردوں اور عورتوں کے لئے اللہ کریم نے بڑا اجر اور گناہوں کی معافی تیار کر رکھی ہے[۵۶] ، گویا روزہ کی برکت سے انسان گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے ۔

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کے بہت فضائل بیان فرمائے ہیں آپؐ کا ارشاد مبارک ہے :[۵۷]

☆ " جب رمضان کی ابتدا ہوتی ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ، دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے " گویا انسان بھلائیاں کرتا ہے اور برائیوں سے بچ جاتا ہے ۔

☆ " جس کسی نے عقیدت اور ایمان کے ساتھ ، ثواب کی نیت سے ، رمضان میں روزہ رکھا ، اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیںگے "

☆ رمضان (شریف) اور قرآن (مجید) بندہ کی (مغفرت کے لئے اللہ سے) سفارش کریں گے ۔ روزہ کہے گا کہ اے میرے پرور دگار ! میں نے اسے دن کے

Marfat.com

وقت طعام اور شہوات سے روکا لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور قرآن یہ کہے گا: میں نے اسے رات کو نیند سے روکے رکھا لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما - چنانچہ ان دونوں کی سفارش قبول کر لی جائیگی -

☆ جو شخص ماہ رمضان میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے اور دوزخ کی آگ سے نجات کا سبب -

مگر یہ بات قابل افسوس ہے کہ روزے کے بے شمار فضائل کے باوجود بعض لوگ اپنی غفلت، تن آسانی اور بے پروائی کے باعث اس کی برکتیں حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں اور اپنے خالق، اللہ کریم کے ساتھ، اس کی فرمانبرداری کا جو عہد باندھ رکھا ہے اسے پورا نہیں کرتے گویا:

طبع آزاد پہ قید رمضاں بھاری ہے [۵۸]
تمہیں کہہ دو یہی آئین وفاداری ہے

مسلمان کو چاہئے کہ غفلت ترک کر دے، اپنے خالق کی اطاعت کی جانب لوٹ آئے اور روزے کی برکات سے، اللہ کی راہ میں بھوک اور پیاس برداشت کر کے، تن پروری کا قلعہ توڑ ڈالے:

روزہ بر جوع و عطش شبخون زند [۵۸]
خیبر تن پروری را بشکند

زکوۃ ادا کرو

[۵۹] ارکان اسلام میں توحید، نماز، روزہ کے بعد چوتھا فرض ہے زکوۃ ادا کرنا - اللہ تعالی نے اہل نصاب مسلمانوں پر (یعنی جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو یا اتنی مالیت کے برابر نقد مال ہو) فرض قرار دیا ہے کہ وہ ہر سال اپنے مال میں سے اڑھائی فیصد زکوۃ ادا کریں اور یہ رقم حاجتمندوں

، یتیموں ، مسکینوں ، قیدیوں ، نو مسلموں ، فقیروں اور مسافروں میں تقسیم کریں اور اللہ کے راستہ میں نیک کاموں پر خرچ کریں ۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاکید "کتاب ہدایت" میں بار بار کی گئی ہے اور لوگوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنا مال کھلے بندوں یا چھپا کر (قیامت کے) اس دن سے پہلے پہلے خرچ کر لیں جس میں فلاح و نجات حاصل کرنے کے لئے (نیکیوں کی) نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ دوستی کام آئیگی[۶۰]، گویا دنیوی زندگی میں زکوٰۃ و صدقات کی شکل میں مال خرچ کر کے انسان نیکیاں جمع کر سکتا ہے جو آخرت میں اس کے کام آئیں گی ،

زکوٰۃ کا مفہوم

زکوٰۃ سے مراد ہے پاکی اور نشوونما ، گویا اس کا مقصد ہے : ہوس ، طمع ، بخل اور حبِّ زر جیسی اخلاقی برائیوں سے پاک صاف ہونا کیونکہ جو کوئی اپنے نفس کو گناہ کی آلائشوں سے پاک کر لے گا وہی کامیاب ہو گا[۶۱] ۔ انسان کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ وہ اپنے قلب ، ذہن اور نفس کو مکروہ جذبات اور گناہوں سے پاک رکھے ۔ تزکیہ نفس کے اس عمل میں زکوٰۃ اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ اس طرح دولت سے محبت گھٹتی ہے اور اللہ سے بڑھتی ہے ، وجہ یہ ہے کہ جب اللہ کی خاطر انسان اپنا مال ، اپنی ذات پر خرچ کرنے کے بجائے دوسروں کے فائدے کے لئے قربان کرتا ہے تو اللہ اس سے راضی ہوتا ہے ۔ زکوٰۃ ایک طرف تو مال کی محبت کو فنا کر دیتی ہے اور دوسری طرف مساوات و اخوت کا سبق دیتی ہے ۔

حبِّ دولت را فنا سازد زکوٰۃ ۵۸

ہم مساوات آشنا سازد زکوٰۃ

قصہ مختصر ، جس کسی نے اپنے نفس کو مال کی محبت ، بری خواہش ، خود غرضی ، لالچ اور تنگی سے بچا لیا وہی کامیاب ٹھہرا اور جو بھی نفس پرستی کے دام فریب سے بچ نکلا وہ برے انجام سے بچ گیا اور منزل پر پہنچ گیا ۔[۶۲]

زکوٰۃ کے فضائل

زکوٰۃ کی بے شمار حکمتیں اور برکتیں ہیں جن میں سے چند مذکور ذیل ہیں :

اللہ کی رحمت : اللہ کی رحمت اور نظر کرم کے حق دار وہی لوگ ہیں جو اللہ سے ڈریں اور اس کے حکم کی تعمیل میں زکوٰۃ ادا کریں ۔[۶۳]

جزائے خیر : زکوٰۃ صدقہ وخیرات ہے ' اور اللہ صدقہ دینے والوں کو عمدہ جزا دیتا ہے ۔[۶۴]

تزکیۂ نفس : زکوٰۃ اور صدقہ کی ادائیگی سے انسان کا تزکیۂ نفس ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مزکی عالمؐ سے فرمایا : تمؐ ان کے اموال سے صدقہ لے کر انہیں پاک کرو ' نیکی کی راہ میں انہیں بڑھاؤ اور ان کے حق میں دعائے رحمت کرو کیونکہ تمہاریؐ دعا ان کے لئے وجہ تسکین ہو گی ۔[۶۵]

توبہ کی قبولیت : صدقہ اور زکوٰۃ انسان کی توبہ کو موثر اور نتیجہ خیز بنانے کا ایک ذریعہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خیرات کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور ان کی توبہ قبول فرماتا ہے ۔[۶۶]

ہدایت یافتگی : جو لوگ دنیوی کاموں میں منہمک ہو کر بھی زکوٰۃ کی ادائیگی سے غفلت نہیں برتتے ' وہ سیدھے راستہ کی ہدایت پاتے ہیں - یہ لوگ صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ' کاروباری مصروفیت انہیں اللہ کی یاد سے ' اقامت نماز سے اور ادائے زکوٰۃ سے ہرگز غافل نہیں کرتی بلکہ وہ جواب دہی کے اس دن سے ڈرتے ہیں جب دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آجائیگی ۔[۶۷]

مال کی نشوونما : یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال کم نہیں ہوتا ' بڑھتا[۶۸] ہے کیونکہ زکوٰ ۃ کے لفظی معنی ہیں بڑھنا اورنشوونما پانا ' چنانچہ

Marfat.com

ایک مسلمان جب محض اللہ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لئے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو اس کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے البتہ حبِ مال میں کمی آتی ہے۔

دل ز حبّ تُنفِقُوا محکم کند [۵۸]

زر فزائد ' الفت زر کم کند

حسن انجام: در حقیقت اہل ایمان ایسے لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ان ایمان والوں کے لئے اچھے انجام کی خوشخبری ہے۔[۶۹]

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور صدقہ وخیرات دینے کا حق ' مخبرؐ اعظم اور مزکی عالمؐ نے یوں ادا فرمایا کہ آپؐ کے پاس جس قدر مال ہوتا وہ غرباء و مساکین میں تقسیم فرما دیتے ' خود فقر وفاقہ کی زندگی بسر کرتے اور آپؐ کے پاس اتنا مال کبھی جمع نہ ہوا کہ اس پر زکوٰۃ دینے کی نوبت آتی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لئے فرض کی ہے کہ وہ تمہارے باقی مال کو پاک کر دے۔[۶۷]

زکوٰۃ نہ دینے کا انجام

جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان کا انجام بربادی کے سوا کچھ نہیں اور مشرکوں کے لئے تباہی ہے[۶۸] یعنی ان لوگوں کے لئے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے[۶۷]: گویا جو لوگ مشرک ہیں وہ شرک کر کے اللہ کا حق اور زکوٰۃ نہ دے کر بندوں کا حق مارتے ہیں۔

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مال میں زکوٰۃ مخلوط ہو جاتی ہے وہ مال ضائع ہو جاتا ہے"۔

زکوٰۃ کی فرضیت اور اس قدر اہمیت کے باوجود ' کچھ لوگ مال کی محبت اور ہوس زر میں اتنے گرفتار ہوتے ہیں کہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کے مرتکب ہوتے ہیں ' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف مال و دولت فانی شے ہے بلکہ خود انسان کی زندگی بھی فانی ہے اور نہ جانے کب موت آن دبوچے۔

Marfat.com

لہٰذا انہیں آگاہ رہنا چاہئے کہ جمع شدہ مال ' ان کے کسی کام نہیں آئیگا ' اس مال میں سے صرف وہ حصہ ان کے کام آئیگا جو راہ خدا میں خرچ کر جائینگے ' کیونکہ باقی تو وہ اپنے وارثوں کے لئے چھوڑ جائیں گے جس کا انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچے گا ۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ وہ مال سے محبت کرنے کے بجائے ' اللہ سے محبت کریں اور اپنی آخرت سنوارنے کے لئے دنیا میں مال جمع کرنے کے بجائے اللہ کے ہاں جمع کرائیں ۔

اصل رویّہ جو مطلوب ہے

لہٰذا سچے مسلمان کی تو یہ شان ہے کہ وہ صرف زکوٰۃ ادا ہی نہیں کرتا بلکہ دائمی طور پر زکوٰۃ کی روش پر قائم رہتا ہے یعنی : زندگی کے ہر پہلو میں تزکیہ اور پاکیزگی کو پیش نظر رکھتا ہے ۔ وہ اپنے مال کا تزکیہ کرتا ہے ۔ اپنے نفس ' اخلاق اور اعمال کو پاکیزہ بنانے میں لگا رہتا ہے اور پھر نہ صرف اپنی زندگی کو ہر قسم کی آلائش سے پاک کرنے کی مسلسل جدوجہد کرتا رہتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی پاکیزگی کی روش پر چلانے میں کوشاں رہتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ہمہ جہتی تزکیہ کی توفیق دے ۔ آمین ۔

بیت اللہ کا حج کرو

اسلامی عبادات کے سلسلہ میں لوگوں پر اللہ کا یہ حق بھی ہے کہ ان میں سے جو شخص اس کے گھر تک پہنچنے کی (مالی اور بدنی) استطاعت رکھتا ہو وہ حج کرے اور جب بھی کوئی اللہ کی خوشنودی کے لئے حج اور عمرے کی نیت کرے تو اسے پورا کرے ۔

حج کا مقصود

حج کا اصل مقصود ہے : اللہ تعالی کے حضور (اس کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اتباع میں) سرتاپا تسلیم و رضا اور اطاعت و وفا کا اظہار کرنا ۔ یعنی جناب خلیل اللہ کی طرح ' ہر طرف سے ' یعنی مال ' اولاد ' گھر ' قوم ' وطن ' ہر چیز سے الگ ہو کر ' صرف اللہ کی جانب رخ کر لینا[۷۵] ' اور دل وجان سے یہ عہد کرنا کہ اے اللہ ! میری نماز ' میری قربانی ' میرا جینا ' میرا مرنا ' سب تیرے لئے ہے اور میں سب سے پہلے تیری فرمانبرداری کرنے والوں میں سے ہوں ۔[۷۶]

حج کے آداب

حج کے دوران میں ' جن باتوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے وہ یہ ہیں :

☆ کوئی شہوانی فعل سرزد نہ ہو اور نہ میاں بیوی کے درمیان ایسی گفتگو ہو جو شہوانی خواہش کو ابھارے ۔[۷۷]

☆ کوئی برا عمل نہ ہو[۷۸]۔ مسلمان کے لئے گناہ تو ویسے ہی جائز نہیں لیکن ایام حج میں بالخصوص محتاط رہنا چاہیئے ۔

☆ کوئی لڑائی جھگڑے کی بات نہ ہو ' کسی سے حتیٰ کہ خادم تک سے تلخ کلامی یا ڈانٹ ڈپٹ تک جائز نہیں[۷۹]۔

☆ سفر حج کے لئے زاد راہ ساتھ لے جانا چاہیئے ۔[۸۰]

☆ سفر حج کے لئے اصل زاد راہ تقویٰ ہے ' یعنی اللہ کی نافرمانی سے بچنا اور پرہیز گاری اختیار کرنا ۔[۸۰]

☆ حج کے دوران میں اللہ تعالی سے اپنے گناہوں پر مغفرت طلب کرنا[۸۱] ' اور

☆ ارکان حج ادا کر چکنے کے بعد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا ۔[۸۲]

Marfat.com

حج کے فضائل

قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں حج کے بہت فضائل بیان کئے گئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں :

۱ ۔ امن کا حصول : مکہ معظمہ جہاں "اللہ کا گھر" ہے ' اہل عالم کے لئے برکت اور ہدایت کا مرکز ہے[٨٣] ' چنانچہ جو شخص بھی حج کرنے کے لئے بیت اللہ شریف میں داخل ہو وہ مامون و محفوظ ہو جاتا ہے ' اس کا جسم اور دل دونوں اللہ کی امان میں آجاتے ہیں[٨٤] ۔

۲ ۔ گناہوں کی بخشش : حج کرنے والوں کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کریم سے دعا مانگی تھی کہ اے پرور دگار ! جو لوگ یہاں عبادت اور حج کی نیت سے آئیں ان کے گناہ معاف کرنا کیونکہ تُو توبہ قبول کرنے والا اور بڑا رحیم ہے[٨٥] ۔ در اصل حج ہے ہی توبہ اور رجوع الی اللہ کا نام 'کیونکہ طواف میں ' صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سعی میں ' منٰی ' عرفات اور مزدلفہ میں ' جو دعائیں مانگی جاتی ہیں ان کا بڑا حصہ توبہ و استغفار پر ہی مشتمل ہوتا ہے ' اس لئے جب کوئی شخص گناہوں سے توبہ کر لے تو وہ ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو[٨٦] ۔ غرض حج کی ادائیگی بڑی خوش نصیبی ہے کہ انسان کے گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسے پاک صاف ہو کر از سر نو ' زندگی گزارنے کا موقع مل جاتا ہے اور وہ اپنے رب کو راضی کر سکتا ہے ۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " جو شخص اللہ تعالٰی کے لئے حج کرے اور اس دوران میں جماع نہ کرے ' بے ہودہ کلام اور فسق و فجور سے باز رہے ' وہ حج کر کے یوں لوٹتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو " ۔[٨٧]

۳ - افلاس اور گناہوں کا خاتمہ: رؤف و رحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے ادا کرو کیونکہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو یوں دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کا میل دور کر دیتی ہے اور حج مقبول کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔[۸۸]

۴ - دعاؤں کی قبولیت: رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں[۸۹]، اگر وہ اللہ سے دعا مانگیں تو وہ قبول فرماتا ہے اور مغفرت چاہیں تو بخش دیتا ہے"۔ آپؐ نے فرمایا: "جب تو کسی حاجی سے ملے تو اس کے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اسے سلام کر، اس سے مصافحہ کر اور یہ درخواست کر کہ وہ تیرے لئے مغفرت کی دعا مانگے، کیونکہ حاجی بخش دیا گیا ہے"

۵ - حاجی کی بخشش کا اعلان: روف و رحیم نبیؐ نے فرمایا: "عرفہ کے دن سے زیادہ، رب غفور کسی دن اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد نہیں فرماتا۔ اس روز وہ (بندوں سے) قریب ہوتا ہے، اپنی رحمت اور مغفرت کے ساتھ، اور ملائکہ کے سامنے حج کرنے والوں پر فخر کرتا ہے"۔ "عرفہ کے دن اللہ کریم آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرشتوں کے سامنے حج کرنے والوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو، جو پریشان حال، گرد آلود بالوں کے ساتھ (نزدیک و دور کے) راستوں میں صدائیں لگاتے اور مجھ کو پکارتے ہوئے میرے پاس آئے ہیں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔"

۶ - اللہ کریم کا مہمان: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین شخص اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں: غازی (یعنی جہاد کرنے والا) اور حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا"[۹۰]۔ کسی شخص کے لئے اس سے بڑھ کر عزت و تکریم کیا ہو گی کہ وہ اپنے خالق و مالک، ستار و غفار، رب العزت کا مہمان بن جائے۔

Marfat.com

۷ - **عظیم ترین سعادت :** سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " جس شخص نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر پر گیا تو وہ اس شخص کے مانند ہو گا جس نے مجھے زندگی میں دیکھا " - اللہ ' اللہ ! اس سے بڑھ کر کسی شخص کی خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے کہ اس کا شمار حضورؐ پُر نور کی زیارت کرنے والوں میں ہو جائے - کائنات کی عظیم ترین ہستی اور محبوبؐ خدا کے قدموں میں لوٹنے کی سعادت نصیب ہو جائے -

غرض حج اتنی عظیم عبادت ہے جس کی برکت سے مسلمان کی فطرت روشن اور درخشاں ہوتی ہے - مال ' دولت ' اولاد اور وطن کی بے جا محبت ختم ہو جاتی ہے اور اسے ہجرت کا سبق ملتا ہے : "

مومناں را فطرت افروز است حج
ہجرت آموز و وطن سوز است حج

اللہ کی راہ میں جہاد کرو

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ : " اس کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ اس کا حق ہے " یعنی رب کریم کی اطاعت و فرمانبرداری کے ضمن میں ' اس کے احکام کی تعمیل اور اس کی رضا و خوشنودی کی خاطر ' خوب جدوجہد کرو ' بھرپور محنت کرو ' اپنی تمام قوتیں اور صلاحیتیں کھپا دو ' اس کے دین مقدس کی اشاعت ' فروغ اور سربلندی کے لئے اپنے وسائل خرچ کر دو ' اور اس درجے کی کوشش کرو جس درجے کے حقوق اللہ تعالیٰ کے ہمارے اوپر ہیں -

جہاد کی اقسام

جہاد کا مفہوم بہت وسیع ہے اور مسلمان کی پوری زندگی ایک طرح کا جہاد ہے

Marfat.com

کیونکہ نفسانی خواہشات کی تکمیل اور طاغوتی طاقتوں کی تعمیل کے بجائے ' اپنے آپ کو صرف اپنے خالق و مالک کی رضا کے ماتحت کر دینے اور اس کے احکامات کے تابع بنا لینے کے لئے مسلمان کو زندگی بھر کوشش کرنی پڑتی ہے - گویا اس کی پوری زندگی ہی جہاد فی سبیل اللہ ہے - تاہم یہاں جہاد کی چند اقسام کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے :

۱- **نفس کے خلاف جہاد :** جہاد کی سب سے بڑی قسم ہے : نفس کے خلاف جہاد ' کیونکہ یہ نفس ہی ہے جو مسلمان کو اللہ پاک کی نافرمانی ' معصیت اور بغاوت پر ابھارتا ہے - غفلت ' کوتاہی اور گناہ کی ترغیب دیتا ہے - ناجائز خواہشات کی تسکین پر اکساتا ہے - قبیح مرغوبات کا پُر فریب جال بچھاتا ہے ' غلط مفادات کے حصول میں لگاتا ہے ' طمع اور لالچ میں الجھاتا ہے ' راستبازی اور حق پرستی سے بھٹکاتا ہے اور اطاعت الٰہی میں رکاوٹ بنتا ہے - چنانچہ شیطان کا (جو ہمارا صریح دشمن ہے) مقابلہ کرنا اور نفس کی باگیں قابو میں رکھنا ' بلاشبہ مشکل کام ہے ' اس لئے اس جہاد بالنفس کو جہاد اکبر بھی کہا گیا ہے - اور نفس کو بری خواہشات سے روکنا اتنا بڑا عمل ہے کہ اللہ پاک نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو آدمی بھی نفس کو ناجائز خواہش کی تسکین سے روکے گا اس کا ٹھکانہ جنت ہے -[۹۳]

غرض یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ جو شخص بھی راست روی کا پکا ارادہ کر لے اور صبر و استقامت سے کام لے کر ' نفس کو برائی سے روک لے ' دوسروں کی خیر خواہی اور فیض رسانی کے معاملے میں نفس کی تنگی سے بچ جائے[۹۴] ' اسے ہر قسم کی آلودگی ' آلائش ' حسد ' بغض ' کبر ' ریا ' نفاق اور حُبِ عاجلہ سے پاک کر لے ' وہی فلاح و کامیابی سے ہمکنار ہوگا[۹۵] - گویا نفس کو زیر کرنا ہی اصل جہاد ہے -

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے تو صحابہ کرامؓ سے فرمایا : " بہترین جہاد یہ ہے کہ تم اللہ کی رضا کی خاطر نفس اور خواہشات کے خلاف جہاد کرو " -

Marfat.com

ان محکم تعلیمات کے باوجود ' دور حاضر میں بعض لوگ ' نفسانی خواہشات کی تسکین اور فانی حیات کی تزئین میں ' اس قدر مگن ہیں اور مادی مفادات کے حصول میں اتنے غرق ہیں کہ جائز و ناجائز کی تمیز بھول چکے ہیں اور نفس کو زیر کرنے کے بجائے ' خود اس کے غلام بن گئے ہیں ' اس لئے قلبی پاکیزگی اور روحانی بالیدگی سے بہت دور ہیں - اس کا اہم سبب دنیاوی آسائش و زیبائش کی خواہش ' دولت کی ہوس ' اقتدار و اختیار کی بھوک ' نام و نمود کی تمنا اور شہرت و ناموری کی آرزو ہے حالانکہ یہ عارضی اور فانی چیزیں ہیں اور باقی رہنے والی چیزیں تو نیکیاں ہیں[۹۶] جو اللہ کو پسند ہیں اور انجام کے لحاظ سے قابل قدر اور باعث خیر ہیں چنانچہ مسلمان کو چاہئے کہ فریب نفس سے بچے اور اللہ سے لو لگائے -

۲ - جہاد بالقرآن : اپنے نفس کو پاک صاف کرنے اور تعلیمات خداوندی کے تابع کرنے کے ساتھ ساتھ ' مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو بھی اطاعت الٰہی کی دعوت دے ' انہیں پاکیزگی سکھائے ' زندگی کو اسلامی شریعت میں ڈھالنے کے طریقے بتائے ' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے ' یعنی لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور برائی سے روکے - اس فرض کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہدایت الٰہی کے اصل سرچشمہ یعنی قرآن مجید کی تعلیمات کو تقریر ' تحریر یا تصنیف سے دوسروں تک پہنچائے ' گویا دین اسلام کا علم ' دوسروں کو سکھانے کا مطلب ہے جہاد بالقرآن[۹۷] - خالق کائنات کا منشا یہ ہے کہ اس کا دین دیگر تمام ادیان پر غالب آجائے اور پورے کرہ ارض پر اس کا حکم نافذ و کارفرما ہو[۹۸] - لوگ کفر ' شرک ' معصیت کو ترک کر کے ' اللہ کے آگے اپنی گردنیں جھکا دیں سرتسلیم خم کر دیں ' اور اس کی اطاعت اختیار کریں - رب تعالیٰ نے ' یہ کام اُمت مُسلمہ ' (امت وسط) کے ذمہ لگایا ہے[۹۹] ' چنانچہ ہم پر واجب ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات ' اہل دنیا تک پہنچائیں اور نوع انسانی کو امن ' سلامتی اور مغفرت کا پیغام دیں -

Marfat.com

۳ - **جہاد بالمال :** انسان کے عمومی وسائل حیات میں یہ چیزیں شامل ہیں : جسمانی قوت و طاقت ' ذہنی صلاحیت و اہلیت ' علم و ہدایت اور مال و دولت وغیرہ چونکہ مسلمان کی جان اور دیگر سب چیزیں اللہ کی ملکیت ہیں اور ہمارے پاس اس کی امانت ' اس لئے اللہ کریم کی خوشنودی کے لئے انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنے تمام وسائل اس کی راہ میں خرچ کر دے ' اسی ذیل میں اس کا مال و زر آتا ہے لہٰذا اللہ کریم نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس کی راہ میں ' اس کے دین کی سربلندی کے لئے جس شکل میں ضروری ٹھہرے اپنے اموال خرچ کریں - اسے جہاد بالمال کہا جاتا ہے[۱۰۰] ' اس خرچ میں درج ذیل قسم کے مصارف شامل ہیں :

ا : والدین اور اقرباء کی خدمت کے علاوہ غریبوں ' مسکینوں ' یتیموں اور دیگر محتاج و نادار مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے -

ب : دشمنان اسلام کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے ' اسلحہ کی خریداری اور سامان حرب کی بہم رسانی کے لئے -

ج : خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے کاموں کے لئے -

۴ - **جہاد بِالسّیف :** اس کا مطلب ہے اللہ کے راستے میں کفار و مشرکین اور دشمنان دین سے جنگ لڑنا[۱۰۱] - اسے قتال فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے - نماز ' روزہ ' زکوٰۃ ' حج کے بعد یہ بے حد اہم ہے اور اس کی اہمیت درج ذیل باتوں سے واضح ہوتی ہے -

جہاد و قتال کی اہمیت اور مقاصد

۱ - **اہل اسلام کے دفاع کے لئے :** اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اگر دشمنان اسلام تم سے لڑائی کریں تو اپنے دفاع اور تحفظ کے لئے ان سے لڑو - اگرچہ جہاد فرض کفایہ ہے لیکن ضرورت پڑنے پر ہر فرد مسلمان پر واجب ہو جاتا ہے -[۱۰۲]

Marfat.com

ب ۔ فتنہ کے خاتمہ اور قیام امن کے لئے : دنیا سے فتنہ اور شر و فساد ختم کرنے کے لئے جہاد فرض ہے کیونکہ نوع انسان کی اصل منزل ہے : اللہ کی اطاعت اور امن و سلامتی ۔ [۱۰۳]

ج ۔ ایمان کا ثبوت دینے کے لئے : بعض اوقات مسلمانوں کو اپنے ایمان کا ثبوت دینے کے لئے بھی دشمنان دین سے جنگ لڑنا پڑتی ہے ۔ [۱۰۴]

د ۔ دشمنوں کو مرعوب کرنے کے لئے : اللہ تعالٰی نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ دشمنان دین سے جنگ کے لئے سامان حرب تیار رکھو تاکہ ان پر تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور وہ مرعوب ہو کر مسلمانوں پر حملے کی جرأت نہ کر سکیں ۔

جہاد کی فضیلت

اللہ کی راہ میں جہاد و قتال کا عمل عظیم فضائل و فوائد کا حامل ہے جن کا احاطہ ممکن نہیں تاہم اس ضمن میں چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں ۔

۱ ۔ شہداء زندہ ہیں : حی و قیوم رب تعالٰی کا ارشاد ہے کہ " جو لوگ اس کی راہ میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ نہ سمجھو ' وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں روزی پا رہے ہیں [۱۰۵] " کیونکہ جو اہل ایمان ' اللہ کے دین کی حیات و بقاء کے لئے ' اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں وہ خود بھی زندہ و باقی ہیں لیکن لوگ اس بات کا شعور نہیں رکھتے ۔

۲ ۔ کامیابی اور عظیم مرتبہ پانے کا ذریعہ : اللہ کریم پر ایمان لانے ' اس کی خاطر ہجرت کرنے اور اس کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرنے والے لوگوں کا ' اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ ہے [۱۰۶] اور ان لوگوں کو :

۔ کامیابی نصیب ہو گی '

- اللہ کی رحمت اور خوشنودی حاصل ہو گی ' اور
- ایسی جنتیں ملیں گی جہاں پائدار عیش کا سامان ہے ۔

۳ - اللہ کی محبوبیت: اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ بہت پسند ہیں جو اس کی راہ میں ' اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں جیسے کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں[۱۰] ' چنانچہ اللہ کی محبوبیت کے مرتبہ پر پہنچنے کے لئے جہاد بہترین ذریعہ ہے ۔

۴ - بہترین سودا: اللہ کے راستہ میں جہاد انتہائی نفع آور سودا ہے کیونکہ اگر اہل ایمان ' اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کھپائیں تو اس کے عوض ' اللہ کریم نے یہ صلہ عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے[۸] : اللہ پاک اہل ایمان کو :

- عذاب الیم سے بچائے گا '
- ان کے گناہ معاف کر دے گا '
- ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی '
- ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر عطا فرمائے گا ' اور
- اپنی نصرت اور فتح عنایت کرے گا ۔

بلاشبہ یہ سودا بہت نفع بخش ہے کیونکہ اللہ ہی کے دیئے ہوئے مال و جان کو ' اسی کے لئے خرچ کر دینے کے بدلے ' وہ جن انعامات کا وعدہ فرماتا ہے وہ بہت بڑی کامیابی ہے ۔

۵ - تمام نعمتوں سے بہتر: سرورِ عالم نے فرمایا " اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے صبح یا شام نکلنا ' دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے ۔ " بلاشبہ دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور ان کی حیثیت کسی بلند تر مقصد کے لئے استعمال ہونے والی ہوتی ہے لہٰذا اللہ کی راہ میں کاوش و محنت اعلیٰ ترین نعمت ہے ۔

۶ - دوزخ سے بچاؤ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " جس آدمی کے پاؤں ' اللہ کی راہ میں ' غبار آلود ہو جائیں انہیں (دوزخ کی) آگ نہیں چھوتی ۔"

۷ - جنت کا حصول: رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

Marfat.com

"جنت تلواروں کے سائے میں ہے" (گویا اللہ کریم ' اس کی راہ میں جنگ لڑنے والوں کو جنت عطا فرماتا ہے)
اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کے تمام ارکان کی پابندی کرنے کی پوری پوری توفیق دے ۔آمین -

رسول اللہؐ کا ذوق عبادت

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نوع انسان کے سامنے عبادت الٰہی کا حسین اور مثالی پیکر ہیں - آپؐ تمام بنی آدم میں سب سے بڑے عابد ' اللہ کے مقبول ترین اور محبوب ترین بندے ہیں ' روایات میں آتا ہے کہ ختم المرسلینؐ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نفل نمازیں ادا فرمایا کرتے تھے - ایک روایت یہ ہے کہ آپؐ رات کو تھوڑی دیر کے لئے استراحت فرماتے پھر اٹھ کر نماز میں مصروف ہو جاتے ' اس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے اور پھر اٹھ کر نماز پڑھنے لگتے اور صبح تک یہی کیفیت رہتی - ایک اور روایت میں ہے کہ آپؐ نصف شب تک آرام فرمانے کے بعد بیدار ہو جاتے اور کبھی نو اور کبھی تیرہ رکعتیں ادا فرماتے - ماہ رمضان میں ' شوق عبادت بہت بڑھ جاتا اور آخری عشرے میں رات رات بھر جاگتے اور عبادت میں مصروف رہتے - آخری دس دنوں میں اعتکاف فرماتے - قرآن مجید کی تلاوت عموماً رات کو فرماتے اور رمضان مبارک میں پورے قرآن پاک کا دورہ فرماتے - رمضان کے علاوہ ماہ شعبان بھی روزوں میں گزرتا اور باقی مہینوں میں بھی کچھ روزے رکھتے - پھر محرم کے دس دن اور شوال کے آغاز میں چھ دن بھی روزوں میں گزرتے - آپؐ کے پاس جو کچھ ہوتا اللہ کی راہ میں ضرورتمندوں میں تقسیم فرما دیتے ' گھر میں کوئی نقد چیز جمع نہ رکھتے بلکہ جو کچھ آتا مستحقین میں بانٹ دیتے اور خود نہایت سادہ اور فقر و فاقہ کی زندگی بسر فرماتے اس لئے آپؐ پر زکوٰۃ واجب ہونے کی نوبت ہی نہ آئی - نبیؐ پاک نے اسلام کی تبلیغ و دعوت کے سلسلہ میں ' اور باطل مذاہب و ادیان پر ' اللہ کے سچے دین " اسلام " کو غالب کرنے کے لئے کفار کے خلاف جہاد بھی فرمایا اور کئی جنگیں لڑیں - آپؐ کے اتباع میں آپؐ

Marfat.com

کے صحابہ کرامؓ بھی بڑے عابد و زاہد اور فیاض و مجاہد تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ رات رات بھر نمازیں پڑھتے رہتے اور دن کو اکثر روزے رکھتے۔ موسم گرما تو بالخصوص روزوں میں گزرتا۔ خشیت الٰہی کے باعث آپؓ پر اتنی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو اتنا روتے کہ آس پاس کے لوگ جمع ہو جاتے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ بھی بڑے خشوع و خضوع سے رات رات بھر نمازیں پڑھتے، نماز میں ایسی سورتیں تلاوت فرماتے جن میں قیامت کا ذکر اور اللہ کی کبریائی کا بیان ہوتا۔ حضرت امام حسنؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ جب اس آیت پر پہنچے اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّا لَہٗ مِنْ دَافِعٍ (تیرے رب کا عذاب یقینی ہو کر رہنے والا ہے اور اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں) تو ان پر اتنی رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے آنکھیں سوج گئیں۔ تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ رات کا اکثر حصہ عبادت و ریاضت میں گزارتے تھے، کبھی کبھی رات بھر جاگتے اور ایک ہی رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر دیتے۔ عموماً روزہ رکھتے اور کبھی کبھی مہینوں روزے سے رہتے۔ ہر سال حج کے لئے تشریف لے جاتے، بالخصوص ایام خلافت میں کوئی سال حج سے خالی نہیں گزرا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، اللہ کے نہایت عبادت گزار بندے تھے، انہیںؓ عبادت کا خاص ذوق حاصل تھا۔ مفسرین کرام کا خیال ہے کہ قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ کے اس ٹکڑے رُکَّعًا سُجَّدًا کا اشارہ حضرت علیؓ کی جانب ہے جو اکثر رکوع و سجود میں مشغول رہتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "حضرت علیؓ بڑے روزہ دار اور عبادت گزار تھے" سرورؐ عالم کے صحابہ کرامؓ نے اسلام کے فروغ اور سربلندی کے لئے انتہائی فیاضی اور بے مثال جذبہ جاں نثاری کے ساتھ اپنے مال و جان سے جہاد و قتال فرمایا۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی عبادت بطریق احسن کرنے کی توفیق دے اور اسے قبول فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ (بقرہ : ۲۱) وَ اعْبُدُ اللہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا (النِّسَآءِ : ۳۶) ۲۔ وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْھَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (اعراف : ۲۹) ۳۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَ افْعَلُوا الْخَیْرَ (الحج : ۷۷) ۴۔ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذّٰرِیٰت : ۵۶) ۵۔ وَ اعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (الحجر : ۹۹) ۶ ۔ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (البقرۃ : ۱۱۰) وَ اْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَ اصْطَبِرْ عَلَیْھَا (طٰہٰ : ۱۳۲) ۷۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النِّسَآءِ : ۱۰۳) ۸ فَسُبْحٰنَ اللہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ (الرُّوْم : ۱۷) ۹۔ وَ لَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْھِرُوْنَ (الرُّوم : ۱۸) ۱۰۔ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ (ھُوْد : ۱۱۴) ۱۱۔ وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ (بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ : ۷۹) ۱۲۔ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلٰوٰتِ وَ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی (البَقَرۃ : ۲۳۸) ۱۳ ۔ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ : ۱۴) ۱۴۔ سورۃ فاتحہ ۱۵۔ وَ اذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا (الْمُزَّمِّل : ۸) ۱۶۔ وَّ ادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (اعراف : ۲۹) ۱۷۔ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ..... وَ ارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (البَقَرۃ : ۴۳) ۱۸۔ وَ قُوْمُوْا لِلہِ قٰنِتِیْنَ (اَلبَقَرۃ : ۲۳۸) ۱۹ ۔ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ (الْمُؤْمِنُوْن : ۲) ۲۰۔ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً (اعراف :۵۵) ۲۱۔ وَ

Marfat.com

اُدْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا (اعراف : ٥٦) ۲۲۔ حدیث شریف ۲۳۔ علامہ اقبال مرحوم ۲۴۔ وَ الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ (اعراف : ۱۷۰) ۲۵۔ وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ (المائدة : ۱۲) ۲٦۔ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (البينة :٥) ۲۷۔ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ (المعارج : ۲۰ تا ۲۲) ۲۸۔ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ (البقرة : ۱۵۳) ۲۹۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (اعلٰی : ۱۵) ۳۰۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ (العنكبوت : ٤٥) ۳۱۔ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ..... اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (هود : ۱۱٤) ۳۲۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرّعد : ۲۸) ۳۳۔ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ .... وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ (الحجّ : ۳٤ ، ۳۵) ۳٤۔ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (طٰهٰ : ۱۳۲) ۳۵۔ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ (البقرة : ۱۱۰) ۳٦۔ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا (المزّمّل : ٦) ۳۷۔ وَ مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَ سَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا (الدّهر : ۲٦) ۳۸۔ علامہ اقبالؒ ۳۹۔ حدیث مبارک (مشکوٰۃ شریف : ۱۱۵۵) ٤۰۔ شیخ المشائخ حضرت بابا فریدؒ فرماتے ہیں کہ رات کے وقت اللہ اپنی رحمت ، محبت اور مغفرت کی خوشبو (کستوری) تقسیم فرماتے ہیں لیکن صرف وہی لوگ حاصل کر پاتے ہیں

Marfat.com

جو اس وقت جاگ کر اللہ کی عبادت کر رہے ہوتے ہیں اور جو غفلت کی نیند سوئے رہتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں ۴۱۔ بابا فریدؒ فرماتے ہیں کہ جو لوگ رات کو جاگ کر اللہ کی عبادت کریں گے وہی اپنے مالک سے اپنا حصہ وصول کر سکیں گے ۴۲۔ احادیث مبارکہ (.... شریف : باب الصلوٰۃ) ۴۳۔ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (اَلْبَقَرَة : ۴۵) الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرة : ۴۶) ۴۴۔ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (مَرْيَم : ۵۹) ۴۵ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الرُّوم : ۳۱) ۴۶۔ بابافریدؒ : کپ بمعنی گردن ۴۷۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ (الحِجْر : ۹۸) ۴۸۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى (طٰهٰ : ۱۳۰) ۴۹۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ (الطُّور : ۴۸) وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ (اَلطُّور : ۴۹) ۵۰۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (البقرة : ۱۸۳) ۵۱۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرة : ۱۸۳) ۵۲ ۔ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ (اَلبَقَرة : ۱۸۵) ۵۳۔ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (يُوْنُس : ۵۸) ۵۴۔ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ البَقَرة : ۱۸۵) ۵۵ ۔ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ (المائدة : ۸۹) ۵۶۔ وَ الصّٰٓئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ .... لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا

Marfat.com

عَظِیْمًا (الاحزاب : ۳۵) ۵۷۔ احادیث مبارکہ ۵۸ ۔ علامہ اقبالؒ ۵۹ ۔ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (البقرۃ : ۴۳) ۶۰۔ وَ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خِلٰلٌ (ابراھیم : ۳۱) ۶۱۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی (اعلٰی : ۱۴) ۶۲۔ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (اَلحشر : ۹) ۶۳۔ فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ (اعراف : ۱۵۶) ۶۴۔ اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ (یوسف : ۸۸) ۶۵۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَکِّیْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَکَنٌ لَّهُمْ (التوبۃ : ۱۰۳) ۶۶۔ اَ لَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ (التوبۃ : ۱۰۴) ۶۷۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءِ الزَّکٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ (النور : ۳۷) ۶۸۔ وَ مَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (الروم : ۳۹) ۶۹۔ قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ ...... الایہ (ابراھیم : ۳۱) ۷۰۔ حدیث مبارک ۷۱۔ وَ وَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ کٰفِرُوْنَ (حٰمٓ السجدۃ : ۶) ۷۲۔ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوةِ فٰعِلُوْنَ (المؤمنون : ۴) ۷۳۔ وَ لِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا (آل عمران : ۹۷) ۷۴۔ وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرۃ : ۱۹۶) ۷۵۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ

Marfat.com

الْاَرْضَ (انعام : ۷۹) ۷۶ ۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (انعام : ۱۶۲) ۷۷ ۔ فَلَا رَفَثَ ۷۸ ۔ وَ لَا فُسُوْقَ ۷۹ ۔ وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ (البقرۃ : ۱۹۷) ۸۰ ۔ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی (اَلبقرۃ : ۱۹۷) ۸۱ ۔ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (البقرۃ : ۱۹۹) ۸۲ ۔ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ ...... اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا (البقرۃ : ۲۰۰) ۸۳ ۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ (اٰلِ عمران : ۹۶) ۸۴ ۔ وَ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (اٰلِ عمران : ۹۷) ۸۵ ۔ وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (بقرۃ : ۱۲۸) ۸۶ ۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ (حدیث مبارک)۸۷ ۔ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَّلَدَتْہُ اُمُّہٗ (مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۲۳۹۳) ۸۸ ۔ حدیث مبارک (مشکوٰۃ شریف : ۲۳۱۰) ۸۹ ۔ حدیث شریف : قَالَ الْحَاجُّ وَ الْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ اِنْ دَعَوْہُ اَجَابَھُمْ وَ اِنِ اسْتَغْفَرُوْہُ غَفَرَ لَھُمْ (مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۲۳۲۱) ۹۰ ۔ وَفْدُ اللّٰہِ ثَلٰثَۃٌ اَلْغَازِیْ وَ الْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ (مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۲۴۲۲) ۹۱ ۔ علامہ اقبالؒ ۹۲ ۔ وَ جَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ (حج : ۷۸) ۹۳ ۔ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی ه فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی (النّٰزِعٰت : ۴۰ ' ۴۱) ۹۴ ۔ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر : ۹) ۹۵ ۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا (الشّمس : ۹) ۹۶ ۔ وَ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَ خَیْرٌ اَمَلًا

(کہف : ۶۲) ۹۷۔ وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (فرقان : ۵۲) ۹۸۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصّف : ۹) ۹۹۔ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (بقرة : ۱۴۳) ۱۰۰۔ وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (حُجُرات : ۱۵) ۱۰۱۔ وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ (بقرة : ۱۹۰) ۱۰۲۔ وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ..... (بقرة : ۱۹۰) ۱۰۳۔ وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ (بقرة : ۱۹۳) ۱۰۴۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (حُجُرات : ۱۵) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ ..... جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (اَلْحُجُرات : ۱۵) ۱۰۵۔ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (اٰل عمران : ۱۶۹) ۱۰۶۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ .... اَجْرٌ عَظِيْمٌ (التّوبة : ۲۰تا۲۲) ۱۰۷۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ ..... مَّرْصُوْصٌ الصّف : ۴) ۱۰۸۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ ...... وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (الصّف : ۱۰ تا۱۳) ۱۰۹۔ سورہ طور ، آیت : ۴۸)

باب ۱۰

حقوق العباد ادا کرو

انسان کے ذمہ دو طرح کے حقوق ہیں : اول حقوق اللہ اور دوم حقوق العباد - حقوق اللہ سے مراد ہے : اللہ تعالی کو اپنا خالق ' معبود اور حاکم ماننا ' اس کے آگے سر اطاعت جھکانا ' جن کاموں کا اس نے حکم دیا ہے وہ کرنا اور جن سے روکا ہے ان سے رکنا - اس کی عبادت کرنا ' اس کی ناراضی سے ڈرنا اور ہر کام اس کی خوشنودی کے لئے انجام دینا - ان باتوں پر گذشتہ اوراق میں تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے - اب ہم حقوق العباد کا ذکر کرتے ہیں -

حقوق العباد سے مراد ہے مخلوق خدا کے حقوق ادا کرنا ' یعنی اپنی ذات پر دوسرے لوگوں کے جو حقوق ہوں ' انہیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیانتداری اور مستعدی کے ساتھ ادا کرنا ' عام طور پر جن لوگوں سے انسان کا زندگی میں واسطہ پڑتا ہے اور ان کے جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان کا مختصر ذکر ذیل میں کیا گیا ہے :

والدین کے حقوق

اللہ کریم نے اپنے کلام پاک میں ' ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی بہت تاکید فرمائی ہے اور اکثر موقعوں پر یہ ہدایت " توحید " کی تعلیم کے بعد ہی کی گئی ہے ' یعنی خدائے واحد کی عبادت و اطاعت کے بعد ' اگلے درجے پر ہی یہ حکم دیا گیا ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور دل و جان سے ان کی خدمت بجا لاؤ - اس سلسلے میں یہ باتیں قابل توجہ ہیں -

۱۔ **نیک سلوک کرو :** والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان سے بات کرتے وقت اور ان کی خدمت انجام دیتے وقت انتہائی نرم رویہ اختیار کرو ۔

۲ ۔ **احترام کرو :** اگر تمہارے پاس اپنے والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو ان کی بزرگی کا اس قدر لحاظ کرو کہ انہیں اُف تک نہ کہو اور کبھی جھڑک کر جواب نہ دو ۔ [۳]

۳ ۔ **عاجزانہ رویّہ رکھو :** والدین کے سامنے ہمیشہ نرمی اور رحم کے جذبات کے ساتھ جھک کر رہو ۔ یعنی ہر دم ان کی خدمتگزاری اور اطاعت کے لئے مستعد اور کمربستہ رہو ۔

۴ ۔ **دعائے رحم کرو :** اولاد پر لازم ہے کہ وہ اپنے والدین کے لئے دعا کیا کرے کہ : " پروردگار ! جس طرح انہوں نے مجھے رحمت و شفقت کے ساتھ بچپن میں پالا تو ان پر رحم فرما " نیز ان کے حسن خاتمہ کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے رہو ۔ [۶]

۵ ۔ **شکر بجا لاؤ :** اولاد پر ماں باپ کا شکر واجب ہے ۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے والدین کا حق پہچانے کیونکہ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر ، اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے ۔ اولاد کی پرورش کرنے میں ماں باپ ، بے غرضی ، بے نفسی ، ایثار اور خلوص کا بے پناہ مظاہرہ کرتے ہیں ، بہت محبت ، پیار اور شفقت سے پیش آتے ہیں ، خود تکلیفیں اٹھا اٹھا کر اولاد کو پالتے پوستے ہیں ، لہٰذا اولاد پر واجب ہے کہ وہ اپنے والدین کا پورا پورا شکر ادا کرے اور شکر کی ادائیگی کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اپنے وسائل ، اپنی قوت ، اپنا مال سب کچھ والدین کی خدمتگزاری میں خرچ کر دیا جائے ۔

Marfat.com

ماں کے حقوق کی فوقیت

اسلام نے ماں باپ کے مشترکہ حقوق بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کیا ہے کہ باپ کے مقابلہ میں ' ماں کے حقوق ' فائق اور مقدم ہیں - اس ضمن میں رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ درج ذیل ہیں -

۱ - سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق : ایک شخص نے دریافت کیا یا رسولؐ اللہ ! سب سے بڑھ کر میرے حسن سلوک کا مستحق کون ہے ؟ ارشاد فرمایا : تیری ماں ' پوچھا ' پھر کون ؟ فرمایا ' تیری ماں ' پوچھا ' پھر کون ؟ فرمایا ' تیری ماں' چوتھی دفعہ پوچھنے پر فرمایا : تیرا باپ -

۲ - ماؤں کی نافرمانی حرام ہے : رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تمہارے خدا نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کی ہے -

۳ - توبہ کی قبولیت کا ذریعہ : ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ! میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے ' کیا میرے لئے کوئی توبہ ہے ؟ آپؐ نے دریافت فرمایا ' کیا تیری ماں زندہ ہے ؟ جواب دیا نہیں ' آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تیری خالہ ہے ؟ اس نے عرض کی موجود ہے - فرمایا " تُو اس کے ساتھ نیکی کر " گویا ایک بڑے گناہ کی معافی ماں کی ہمشیرہ کی خدمت کرنے سے قبول ہو جاتی ہے تو ماں کی خدمت کا صلہ کتنا بڑا ہو گا -

۴ - ماں کی خدمت جہاد سے فائق ہے : ایک صحابیؓ نے دریافت کیا کہ یا رسولؐ اللہ ! میں نے جہاد میں شرکت کا ارادہ کیا ہے اور آپؐ سے مشورہ چاہتا ہوں - آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے ؟ جواب دیا کہ ہاں ! آپؐ نے ارشاد فرمایا : تو پھر اسی سے چمٹے رہو کیونکہ جنت ماں کے پاؤں کے نیچے ہے -

خدمت والدین کا صلہ

اللہ کریم والدین کی خدمت کا یہ صلہ عطا فرماتے ہیں :

Marfat.com

۱ - اعمال کی قبولیت : جو لوگ والدین کی خدمت بجا لاتے ہیں اور ان کے لئے خدا سے دعائے خیر کرتے ہیں ' اللہ اس نیکی کے بدلہ میں ' ان کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اپنی خوشنودی عطا فرماتا ہے - " ایسے لوگوں سے ہم ان کے بہترین اعمال قبول کرتے ہیں اور انکی برائیوں سے درگزر کر جاتے ہیں اور یہ جنّتی لوگوں میں شامل ہوں گے " - [۸]

۲ - عمر اور رزق میں وسعت : حضرت انسؓ سے روایت ہے ' انہوں نے کہا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا : جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کی اجل میں تاخیر کی جائے یعنی عمر بڑھا دی جائے تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے - پھر حضورؐ نے خود ہی فرمایا : " جانتے ہو صلہ رحمی کیا ہے ؟ صلہ رحمی یہ ہے کہ کوئی تم سے رشتہ توڑے اور تم اس سے رشتہ جوڑو ' ورنہ کسی کے ملنے پر جواباً ملنا تو ادلے کا بدلہ ہے - "

۳ - اللہ کی خوشنودی کا حصول : حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے : رسولؐ اللہ نے فرمایا : رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی خفگی والد کی خفگی میں ہے -

۴ - دوزخ سے بچاؤ کا ذریعہ : ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ! والدین کا اولاد پر کیا حق ہوتا ہے ؟ فرمایا - " وہ تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں " (یعنی اگر ان کی خدمت کروگے تو جنت پا لو گے اور اگر نافرمانی کرو گے تو دوزخ میں جاؤ گے' معاذ اللہ)

۵ - جنت میں داخلہ کا ذریعہ : ماں باپ کی خدمت انسان کو جنت کا مستحق بنا دیتی ہے - جناب ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا : اس کی ناک خاک آلود ہوئی ' اس کی ناک خاک آلود ہوئی ' اس کی ناک خاک آلود ہوئی (یعنی وہ خوار ہوا) عرض کیا گیا یا رسولؐ اللہ کس کی ؟ فرمایا جس نے ماں باپ میں سے ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا (اور) پھر (ان کی خدمت نہ کرکے) جنت

Marfat.com

میں داخل نہ ہوا - آپؐ نے یہ بھی فرمایا ! بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر -

۶ - **نیکو کاروں میں شمولیت کا ذریعہ :** رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ جب کسی بندہ کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک مرتا ہے ' اس حال میں کہ وہ ان کا نافرمان ہوتا ہے اور پھر ان کے مرنے کے بعد ' وہ نافرمان بیٹا ' اگر والدین کے لئے دعا و استغفار کرے تو اللہ اسے نیکو کار لوگوں میں لکھ دیتا ہے -

غرض والدین کی خدمت کے سلسلے میں 'کوئی شخص جو مال بھی خرچ کرتا ہے اور ان کے ساتھ جو بھی نیکی اور بھلائی کرتا ہے ' اللہ اسے پوری طرح دیکھ رہا ہوتا ہے اور اس پر خوش ہوتا ہے - چنانچہ وہ اس نیکی کی بہت بڑی جزا دے گا ' لہٰذا انسان کو چاہیۓ کہ وہ والدین کی جی بھر کر خدمت کرے - اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی پوری پوری توفیق عطا فرمائے - آمین -

اولاد کے حقوق

اولاد ' رب کریم کی عظیم نعمت ہے - ہر انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ اس کے اولاد ہو :

ایک اس لئے 'کہ جذبہ محبت وشفقت کی تسکین ہو سکے ' "

دوسرے اس لئے 'کہ رنج وغم کے حالات میں اس کی اولاد اس سے ہمدردی کر سکے ' "

تیسرے اس لئے کہ اس کے کسی مشن کی تکمیل میں معاون بن سکے ' "

چنانچہ مختلف انبیاءؑ کرام نے اللہ تعالیٰ سے اولاد طلب کی اور اہل ایمان بھی یہ تمنا اور دعا کرتے ہیں کہ : اے رب ! ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما ' نیک اولاد دے جو پرہیز گاری اور تیری اطاعت و

Marfat.com

فرمانبرداری میں پیش پیش ہو[۱۳]۔ اولاد کے حقوق میں یہ باتیں قابل ذکر ہیں۔

۱۔ بیٹے اور بیٹیوں کے اچھے نام رکھنے چاہئیں۔

۲۔ اولاد کو قتل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ جنہوں نے اپنی اولاد کو جہالت و نادانی کی بنا پر قتل کیا، وہ یقیناً خسارے میں پڑ گئے۔[۱۴]

۳۔ اپنی اولاد کو غربت کے اندیشے سے قتل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اللہ انہیں بھی رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی[۱۵]۔ انہیں قتل کرنا بلاشبہ ایک بہت بڑی خطا ہے۔

۴۔ اگر کسی کے ہاں بیٹی پیدا ہو تو اسے ہرگز برا نہ منانا چاہئے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی بشارت دی جائے تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہتا ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے، نیز لوگوں سے چھپا پھرتا ہے کہ اس "بری" خبر کے بعد کسی کو کیا منہ دکھائے اور سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی لئے رہے یا اسے مٹی میں دبا دے؟[۱۶]

۵۔ والدین پر فرض ہے کہ اولاد کی عمر کے لحاظ سے اس کی خوراک اور لباس کا انتظام کریں، بالغ ہونے پر ان کا نکاح کریں، تعلیم دلوا کر ان کی اخلاقی تربیت کریں، دین اسلام سکھائیں، تقویٰ و پرہیز گاری کی راہ پر ڈال دیں تاکہ وہ زندگی کے امتحان میں کامیاب ہو کر جنت کے مستحق بنیں اور دوزخ میں جانے سے بچ جائیں۔[۱۷]

اولاد سے محبت کرنے، اسے پالنے پوسنے اور اخلاقی تربیت دینے کے سلسلے میں رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:[۱۸]

☆ ایک باپ اپنے بیٹے کو اچھے آداب سے بہتر کوئی چیز نہیں دیتا۔

☆ جو شخص دو بیٹیوں کی پرورش کرے، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں (اور ان کی شادی ہو جائے) تو وہ اور میں قیامت کے دن اس طرح ایک جگہ ہوں گے جس طرح یہ انگلیاں (آپؐ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھایا)

☆ جو شخص بیٹیوں (کی عسرت یا مصیبت) کے ساتھ آزمائش میں ڈالا جائے اور

Marfat.com

وہ ان بیٹیوں سے حسن سلوک کرے تو وہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ کی آگ کے آگے پردہ ہوں گی۔

☆ جس شخص کی ایک بیٹی ہو اور اس نے (ایام جاہلیت کی طرح) اسے زندہ دفن نہ کیا، نہ اس کو ذلیل و خوار سمجھا اور نہ (حقوق دینے میں) اس پر لڑکوں کو ترجیح دی تو اللہ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا۔

اگرچہ نرینہ اولاد کی خواہش ایک فطری امر ہے، تاہم اگر اللہ کی مشیت سے کسی کے ہاں صرف بیٹیاں ہی ہوں تو ان کے ساتھ حسن سلوک کا اجر قرآن و حدیث میں بہت زیادہ بیان کیا گیا ہے، اس لئے باپ کو بیٹیوں کی وجہ سے جھنجلانے، افسردہ رہنے یا ان کو بوجھ سمجھنے کے بجائے، ان کی نیک اور صالح تربیت کرنی چاہئے کیونکہ ان کے ساتھ شفقت بھرا سلوک، آخرت میں نجات اور بلندئ درجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ لہٰذا ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو بیٹیوں کا باپ ہونا کم نصیبی نہیں بلکہ خوش بختی ہے کیونکہ: ان کے لئے رزق، ان کی تربیت و پرورش اور ان کی شادی بیاہ کا سامان، تو خود اللہ کریم پیدا کرتا ہے۔ بس آدمی حسن نیت سے ان کی نگہداشت کے لئے جدوجہد کرتا رہے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ امتحان زندگی میں کامیاب ہونے کے لئے مال اور بیٹے ہرگز معاون نہیں ہوتے بلکہ اس کا "دارومدار تو نیک عملی کی روش پر ہے، صبر اور توکل پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اولاد کے حقوق بہترین طریقے سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

شوہر کے حقوق

شوہر کے بیوی پر بڑے بڑے حقوق یہ ہیں:

اطاعت: بیوی پر واجب ہے کہ شوہر کی اطاعت کرے جیسا کہ نیک اور صالح

Marfat.com

بیبیوں کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ پاک کا ارشاد مبارک ہے کہ نیک عورتیں، مردوں کی فرمانبرداری کرتی ہیں"[۱۹]۔ بیوی کی صفت اطاعت کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے نبیؐ پاک کا ارشاد گرامی ہے: کہ "جو عورت پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے"۔ تاہم یہ بات قابل توجہ ہے کہ عورت پر شوہر کی اطاعت، غیر مشروط نہیں ہے۔ یعنی اس کا ہر حکم واجب اطاعت نہیں مثلاً اگر شوہر کوئی ایسا حکم دے جو اخلاق و شریعت کے تقاضوں کے خلاف ہو تو عورت پر اس کی اطاعت واجب نہیں، رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ والے حکم کی اطاعت کرنا منع ہے، اطاعت صرف معروف بات کی ہو سکتی ہے۔

حفظ غیب: بیوی پر فرض ہے کہ شوہر کی عدم موجودگی میں، ہر اس چیز کی حفاظت کرے جو اس کے پاس بطور امانت ہے مثلاً شوہر کے مال کی حفاظت، آبرو کی حفاظت، نسل ونسب کی حفاظت اور اس کے رازوں کی حفاظت۔[۱۹]

بیوی کے حقوق

بیوی کے حقوق حسب ذیل ہیں:

۱۔ مہر کی ادائیگی: نکاح کرتے وقت حق زوجیت لیتے ہوئے، شوہر کے ذمے ایک رقم مقرر کی جاتی ہے جو بیوی کو ادا کرنا ہوتی ہے، اسے اسلامی شریعت میں مہر کہا جاتا ہے، چنانچہ از روئے اسلام، شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اس کا مہر ادا کرے۔[۲۰]

۲۔ نفقہ: شوہر پر بیوی کا دوسرا حق یہ ہے کہ اسے اپنی مالی ومعاشی حیثیت کے مطابق ضروریات زندگی پوری کرنے کے لئے خرچہ دے۔ جناب حکیم بن معاویہؓ

Marfat.com

اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ! شوہر پر بیوی کا کیا حق ہے ؟ آپؐ نے فرمایا : " جب تو کھائے تو اسے کھلائے ' اور جب تو پہنے تو اسے پہنائے اور اس کے منہ پر نہ مارے اور اسے بُرا نہ کہے اور گھر کے سوا اس سے علحدگی نہ اختیار کرے " ۔

۳ ۔ **ظلم نہ کرے :** خاوند پر واجب ہے کہ اسے بیوی پر جو برتری یا اختیار حاصل ہے انہیں بیوی پر ظلم ڈھانے کا ذریعہ نہ بنالے بلکہ اس کے حقوق ' خوش اسلوبی سے ادا کرے ' اور حسن سلوک سے پیش آئے ۔[۲۱]

۴ ۔ **حسن سلوک :** مرد پر بیوی کے کچھ معاشرتی حقوق بھی ہیں جن کا تعلق سلوک اور معاملہ کرنے سے ہے' شوہر کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے ایسا اچھا برتاؤ کرے کہ اس کا وقار ' عزت نفس ' سکون و اطمینان بحال و برقرار رہے اس ضمن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی نہائت اہمیت کے حامل ہیں :

(ا) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولؐ اللہ کا ارشاد ہے : مومنوں میں سے کامل وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر' اور گھروالوں کے ساتھ زیادہ مہربان ہو ۔

(ب) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ مومنوں میں سے کامل ترین وہ ہے جو سب سے زیادہ حسن اخلاق والا ہے اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہے ۔[۲۲]

۵ ۔ **خلع کا حق :** اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے گزارا نہ کر سکتی ہو یا کسی چیز کے باعث اسے ناپسند کرتی ہو تو وہ عدالت کے ذریعہ خُلع لے سکتی ہے یعنی اپنے شوہر سے علحدگی اختیار کر سکتی ہے ۔ خلع میں بنیادی حیثیت عورت کی مرضی ہے ۔ اور یہ بات بھی اسلام نے واضح کر دی ہے کہ کسی وجہ کے بغیر طلاق طلب کرنا اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے ۔

Marfat.com

۶ - وراثت کا حق : عورت کا یہ حق بھی ہے کہ وہ اپنے باپ ' بیٹے اور شوہر کے ترکہ میں سے ورثہ پائے اور یہ ورثہ وراثت کے شرعی ضابطوں کے تحت مقرر ہے -

عزیزوں و رشتہ داروں کے حقوق

عزیزوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں عربی زبان میں " صلہ رحم " (یا وصل رحم) کا لفظ استعمال ہوتا ہے یعنی رحم کو ملانا ' رشتوں کو جوڑنا اور اس کے برعکس حقوق قرابت ادا نہ کرنے کو " قطع رحم " کہا جاتا ہے یعنی رحم کاٹنا ' رشتہ داروں سے تعلقات منقطع کر لینا - رحم (یعنی ماں کا پیٹ جہاں بچہ زندگی اور ابتدائی نشوونما پاتا ہے) سے مراد ماں کی نسبت سے رشتہ ہے - ماں جنم دیتی ہے تو دنیا میں آکر تمام رشتے قائم ہوتے ہیں - اسی لحاظ سے صلہ رحمی رشتوں کے حقوق ادا کرنے کا نام ہے -

قرابت داروں سے حسن سلوک کی تاکید

صلہ رحمی کی اہمیت مذکورہ ذیل دلائل سے واضح ہوتی ہے :

۱ - صلہ رحمی فرض ہے ' احسان نہیں : قرآن مجید میں کئی مرتبہ ' اقرباء سے حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے اور اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ قرابتداروں کا حق ادا کرتے رہو ' گویا ان سے نیک برتاؤ کرنا ان پر احسان نہیں ہے بلکہ ان کا حق ہے -[۲۲]

۲ - والدین کے بعد اگلا درجہ : اسلام کے بنیادی احکامات میں ' رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنے کو اہم درجہ حاصل ہے یعنی : اول ' خدا کی عبادت ' دوم

Marfat.com

شرک سے پرہیز ' سوم ' ماں باپ سے حسن سلوک اور چہارم ' اقرباء کے ساتھ نیکی کرنا ۔ [۲۴]

صلہ رحمی کی اصل حقیقت

صلہ رحمی سے مراد ہے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا ' ان کی مدد کرنا ' دکھ سکھ میں شریک ہونا ' ان کے ساتھ مالی ' بدنی اور اخلاقی تعاون کرنا ' مشکل اور مصیبت کے وقت ہمدردی اور خیر خواہی کا برتاؤ کرنا اور انہیں فائدہ پہنچانا ۔ اس مفہوم کے ساتھ ساتھ صلہ رحمی کی اصل حقیقت سمجھ لینی چاہیے جو اس حدیث مبارک سے واضح ہوتی ہے : حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں ' رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جس کے ساتھ صلہ رحم کیا جاتا ہے (یعنی یہ تو بدلہ ہے صلہ رحم نہیں) بلکہ صلہ رحم کرنے والا وہ ہے کہ اس کی رشتہ داری کا سلسلہ منقطع کر دیا جائے تو بھی وہ اس رشتہ داری کو قائم رکھے ۔ [۲۵]

رشتہ داروں کے باہمی حقوق

رشتہ داروں کے باہم ایک دوسرے پر یہ حقوق ہیں :

۱ ۔ **حسن سلوک :** رشتہ داروں کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے ۔ احسان و مروت کا برتاؤ کیا جائے ' اچھے تعلقات بر قرار رکھے جائیں ' اسلام میں والدین کے بعد حسن سلوک کے لئے رشتہ داروں کا درجہ رکھا گیا ہے ۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے : "ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک [۲۶] سے پیش آؤ" "قرابت داروں اور دیگر لوگوں سے اچھی بات کرو" ۔ ان سے عمدہ طریقے کے ساتھ پیش آؤ ' انہیں نیکی اور

Marfat.com

بھلائی کی ترغیب دلاؤ، کم سے کم نیکی یہ ہے کہ جب تمہیں کوئی سلام کرے تو اُس کے جواب میں بہتر سلام کرو مثلاً: السلام علیکم کے بدلے میں وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہو، یا کم از کم اتنا ضرور کہو کیونکہ اللہ چھوٹی بڑی ہر چیز کا حساب لینے والا ہے[۲۸]۔ یتیم کی سرپرستی کرو، سختی سے پیش نہ آؤ، سوالی کی ضرورت پوری کرو، اگر اسے دینے کو کچھ نہ ہو تو اسے جھڑکو نہیں[۲۹]، بلکہ نرمی اور محبت سے ٹال دو[۳۰]، کیونکہ نیکی جو جنت میں پہنچانے کا ذریعہ ہے وہ در اصل اس چیز کا نام ہے کہ آدمی اللہ کو خوش کرنے کے لئے اپنا دلپسند مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور محتاجوں کی مدد کے لئے خرچ کرے[۳۱]، تاہم اگر کسی مجبوری یا تنگدستی کے باعث، تم کسی کی خدمت نہ کر سکو تو اسے نرم جواب دو، اور تواضع سے پیش آؤ، یتیموں کے ساتھ، حسن سلوک کی تو خاص تاکید آئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ ان کے مال کے قریب بھی نہ پھٹکو، یعنی اسے خورد برد کرنے کا ارادہ نہ کرو[۳۲]۔

۲ - مالی امداد: قرابت داروں کی مالی امداد کرنا فرض ہے[۳۳]، اور قریبی رشتہ دار کی جو امداد کی جاتی ہے وہ اس کا حق ہے جو ادا کیا جانا چاہئے[۳۴]۔

۳ - قطع رحمی نہ کرنا: رشتہ داری کا ایک حق یہ ہے کہ ان سے قطع رحمی نہ کی جائے[۳۵]۔ جن تعلقات و روابط کے قیام و استحکام پر، انسان کی انفرادی و اجتماعی فلاح و بہبود کا دار و مدار ہے اور جنہیں خوشگوار اور سلامت رکھنے کا اللہ کریم نے حکم دیا ہے انہیں توڑنا نہیں چاہئے کیونکہ ایسا کام صرف فاسق لوگ ہی کرتے ہیں۔

۴ - مصیبت میں کام آنا: اگر عزیزوں میں سے کوئی شخص بیمار پڑجائے تو اسے علاج معالجہ کی سہولت بہم پہنچائی جائے، اس کی عیادت کی جائے، تیمار داری کی جائے، اگر مالی نقصان ہو جائے تو مل کر تلافی کر دی جائے، کوئی فوت ہو جائے تو تعزیت کی جائے۔ کسی مصیبت میں پھنس جائے تو اس سے چھٹکارا پانے میں مدد

Marfat.com

دی جائے ' اخلاقی سہارا مہیا کیا جائے ' صبر کی تلقین کی جائے اور اس کا حوصلہ بندھایا جائے -

۵ - نیکی کی تلقین و دعوت : ایک مسلمان دوسرے مسلمان اور ایک بھائی دوسرے بھائی کے ساتھ جو سب سے اعلیٰ درجہ کی بھلائی کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اسے اپنی آخرت سنوارنے کے لئے تیار کرے - یعنی اسے نیکو کاری کی تاکید کرے ' اخلاق ' اعمال اور اطوار قرآن وسنت کی روشنی میں درست کرنے کی دعوت دے ' نماز روزہ کی تلقین کرے ' اس کے اندر تقویٰ اور خدا ترسی پیدا کرے ' لوگوں کو راہ راست پر لانے کے سلسلے میں ' سب سے پہلے قرابت داروں کا حق ہے - حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسلام سب سے پہلے اپنے اہل خانہ کے سامنے پیش کیا تھا -

صلہ رحمی کے فائدے

جو مسلمان صلہ رحمی کرتے ہیں اور باہم رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے ہیں' انہیں حسب ذیل فائدے حاصل ہوتے ہیں :

۱ - روزی میں وسعت اور عمر میں برکت : رحمتہ للعالمین ؐ نے فرمایا کہ "جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی عمر میں تاخیر کی جائے اسے چاہئے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے عمدہ سلوک کرے ' انسان کو یہ دونوں چیزیں مرغوب ہیں : کشادہ روزی اور لمبی عمر - چنانچہ نبی کریم ؐ نے یہ نسخہ عنایت فرمایا ہے جو چاہے اس سے فائدہ اٹھالے -

۲ - اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ : حضرت ابوہریرہؓ کا ارشاد ہے : رسول اللہ ؐ نے فرمایا : لفظ " رحم " رحمٰن سے لیا گیا ہے اور اللہ کریم نے رحم سے فرمایا ہے کہ "جو شخص تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا "

Marfat.com

گویا اللہ کو خوش کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔

۳۔ جنت میں داخلہ کا ذریعہ: ایک مرتبہ ایک صحابیؓ نے رحمتہ للعالمینؐ سے پوچھا یا رسول اللہؐ! مجھ کو ایسا کام بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے، آپ نے فرمایا "بلا شرکت غیرے اللہ کی عبادت کرنا، اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور صلہ رحمی کرنا"

ہمسایہ کے حقوق

ہمسائے یا پڑوسی سے مراد ایسے دو گھرانے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب رہتے ہوں، خواہ مکان سے مکان ملا ہو یا ایک ہی محلہ میں بالکل آس پاس رہائش پذیر ہوں۔ یوں قریب قریب رہنے کے باعث دونوں ایک دوسرے کے لئے بہت معین و معاون ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ان میں اتفاق و محبت ہو اور خوشگوار تعلقات ہوں لیکن اگر ان کے درمیان نفرت اور اختلاف ہو، کوئی جھگڑا تنازعہ ہو، تعلقات کشیدہ ہوں تو دونوں کے لئے ایک طرح کا عذاب ہے، اور جینا دشوار ہو جاتا ہے

ہمسائے دو طرح کے ہوتے ہیں: اول وہ جن کی رہائش قریب قریب ہو اور دوم وہ، جو رہائش کے اعتبار سے قریب نہ ہوں لیکن کسی اور طرح کا قرب اور رفاقت موجود ہو مثلاً سفر کے دو ساتھی، مدرسہ کے دو ہم جماعت، کاروبار کے دو شراکت دار۔ یا کسی دفتر کے دو رفقاء کار۔

Marfat.com

حقوق ہمسایہ کی ادائیگی کی اہمیت

ہمسایہ کے حقوق ادا کرنا بہت ضروری ہے اور اس کی تاکید میں بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں -

۱ - ایمان کا ثبوت اور مظہر : حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی وہ مومن نہیں ہے ' قسم ہے خدا کی وہ مومن نہیں ہے ' قسم ہے خدا کی وہ مومن نہیں ہے ' پوچھا گیا یا رسولؐ اللہ ! کون شخص مومن نہیں ہے ؟ فرمایا (اس شخص کا خدا پر ایمان کامل نہیں) جس کے ہمسائے ' اس کی برائیوں سے محفوظ نہ ہوں -

۲ - حصول جنت کا ذریعہ : حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے وہ شخص جنت میں نہیں جائیگا جس کے پڑوسی اس کی برائیوں سے محفوظ نہ ہوں اس سے معلوم ہوا کہ جنت ' حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے -

۳ - اچھے اور برے کی پہچان : نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جب تُو اپنے کسی کام کی نسبت ہمسایوں کو یہ کہتے ہوئے سنے کہ تُو نے اچھا کام کیا ہے تو تیرا وہ کام اچھا ہے یعنی وہ نیکی ہے ' اور جب پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنے کہ تو نے برا کام کیا ہے تو تیرا وہ کام بُرا ہے - گویا کسی عمل کی نیکی اور برائی کی کسوٹی ہے : پڑوسی کی گواہی ' یعنی تمہارے بارے میں وہ رائے صحیح ہے جو تمہارا پڑوسی دے -

۴ - کامل مومن کی پہچان : حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے رسولؐ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص کامل مومن نہیں ہے جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہو یعنی اگر ہمسائے کے گھر کا چولھا ٹھنڈا ہو اور غربت و افلاس کے مارے اسے دو وقت کی روٹی نصیب نہ ہو تو خوشحال ہمسائے کا فرض ہے کہ اس کی مدد کرے - گویا ایمان کی تکمیل کے لئے پڑوسی سے ہمدردی لازم ٹھہری -

Marfat.com

۵ - اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کی علامت : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھے یا اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنی گفتگو میں سچ بولے ' اس کے پاس امانت رکھی جائے تو ٹھیک طرح سے واپس ادا کرے اور ہمسایوں کے ساتھ حق ہمسائیگی اچھی طرح ادا کرے ۔ گویا ہمسائیگی کے حقوق ادا کرنے کی اتنی اہمیت ہے کہ انسان اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت حاصل کر لیتا ہے ۔

ہمسایہ کے حقوق

ایک ہمسائے کے دوسرے ہمسائے پر مندرجہ ذیل حقوق عائد ہوتے ہیں :

۱ - مال و آبرو کی حفاظت : ویسے تو ہر مسلمان کی جان ' مال اور آبرو کو نقصان پہنچانا دوسرے مسلمان کے لئے ناجائز ہے لیکن ہمسایوں کے لئے اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے ۔ حدیث مبارک ہے کہ " چوری حرام ہے " اللہ اور اس کے رسولؐ نے اسے حرام کیا ہے لیکن دس گھروں میں چوری کرنے سے بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی اپنے پڑوس کے گھر میں چوری کرے ' لہٰذا اسلام میں پڑوسی کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کی جان ' مال آبرو کا تحفظ کیا جائے ۔

۲ - مالی امداد : اگر پڑوسی کسی وقت تنگدستی کا شکار ہو جائے اور اسے مالی امداد کی ضرورت پڑے تو اہل ثروت ہمسائے پر لازم ہے کہ اس کی مدد کرے کیونکہ وہی سب سے زیادہ اس کے قریب ہے ۔ نبی کریمؐ نے حضرت عائشہؓ کو تعلیم دینے کی غرض سے فرمایا کہ " جبرئیل علیہ السلام نے مجھے پڑوسی کے حقوق کی اتنی تاکید کی ہے کہ میں سمجھا کہیں اسے وراثت کا حق نہ دلا دیں "

۳ - بیماری میں عیادت : اگر پڑوس میں کوئی بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرنی چاہیئے' علاج کرانا چاہیئے اس کا حوصلہ بڑھانا ' شفا کے لئے دعا کرنا اور صحت

Marfat.com

کی امید دلانا واجب ہے - ہمسائے کی علالت کے ایام میں اس کے بال بچوں کی ضروریات کی نگہداشت کرنی چاہئے -

۴ - **نیکی کی تلقین کرنا :** ایک مسلمان ' دوسرے مسلمان کے لئے جو بہترین خیر خواہی کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اسے آخرت کے لئے تیار کرے یعنی اسے یہ تلقین کرے کہ اپنی دنیاوی زندگی کو عین اسلامی اصولوں کے مطابق گزارے تاکہ وہ اُخروی زندگی میں جنت کا مستحق بن جائے - گویا اسے اچھے کام کرنے کو کہنا اور برے کاموں سے روکنا ' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا -

۵ - **حُسنِ سلوک :** ہمسائے کے ساتھ محبت ' رواداری اور نرم خوئی کے ساتھ پیش آنا چاہئے ' رسولؐ اللہ نے فرمایا : خدا کے نزدیک ساتھیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہو -

۶ - **پڑوسی کی تکلیف دہی پر صبر کرنا :** اگر ایک پڑوسی دوسرے کو تکلیف پہنچائے تو اس کے بدلے میں برائی نہیں کرنی چاہئے بلکہ صبر سے کام لینا چاہئے یا گھر چھوڑ کر بہتر پڑوسی تلاش کر لینا چاہئے -

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک وہ شخص مقبول ہے جس کا دل دوسرے کے لئے جذبہ خیر سے معمور ہو ' جو عزیزوں ' رشتہ داروں ' ہمسایوں ' یتیموں ' ناداروں ' محتاجوں ' اپاہجوں اور دیگر لوگوں کا دردمند ہو ' ان کے مصائب بانٹنے کے لئے بے قرار اور ان کی بھلائی کے لئے سرگرم رہتا ہو ' خلوص اور محبت پر مبنی جذبۂ ایثار سے سرشار ہو ' اپنا وقت ' اپنا مال دوسروں کے فائدے کے لئے قربان کرنے پر مستعد ہو :

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے[۲۷]
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

تاہم شرورِ نفس کی بنا پر انسان عموماً اپنی تمام تر توجہ اور کوشش صرف اپنے ذاتی مفاد تک ہی محدود رکھتا ہے اور اپنی ذات سے بالاتر ہو کر دوسروں کے فائدہ

Marfat.com

کے لئے کم ہی سوچتا ہے ' مال و دولت جمع کرنے اور دوسروں پر برتری حاصل کرنے کے جذبے اور سبقت لے جانے کی دوڑ کے باعث ' وہ سیر شکم اور سیر چشم نہیں ہوتا لیکن اگر وہ خود ہی استغناء اور قناعت کا دامن تھام لے ' تو وہ نہ صرف سیر چشم ہو سکتا ہے بلکہ طمانیت قلب کی دولت سے بھی ' مالا مال ہو سکتا ہے اگر ہم خود غرضی اور تنگی نفس جیسے جذبات سے اپنے قلب کو پاک کر لیں ' ایثار پیشگی اختیار کریں اور اسلام کی ان تعلیمات کی روشنی میں حقوق العباد کو بطریق احسن ادا کریں تو سب لوگ عُسرت ' اِفلاس ' بھوک ' جہالت ' بے روز گاری ' محتاجی سے چھٹکارا پالیں گے - خوشحالی ' آسودگی اور فراخی کا سورج طلوع ہو گا ' سکون کی تراوت اور اطمینان کے نور سے چہرے چمک اٹھیں گے :

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

غرض جس امتحان کے لئے انسان کو دنیا میں بھیجا گیا ہے اس میں کامیابی کے زینے طے کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی :

- کسی غلام کو آزاد کرائے '
- فاقہ زدہ یتیم ' یا خاک نشین مسکین کو کھانا کھلائے '
- خلق خدا پر رحم کرے اور دوسروں کو بھی اس کار خیر پر ابھارے ' ۳۸

اللہ کریم مجھے اور آپ کو حقوق العباد بطریق احسن ادا کرنے کی پوری توفیق عطا فرمائے - آمین

Marfat.com

حوالہ جات

۱ ، ۲ ، ۳ ۔ وَ بِا الْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (بنی اسرائیل : ۲۳) ۴ ، ۵ ۔ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل : ۲۴) ۶۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراهیم ۴۱) ۷۔ وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ ... اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَيْكَ (لقمٰن : ۱۴) ۸ ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ (الاحقاف : ۱۶) ۹۔ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ .... فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (البقرة : ۲۱۵) ۱۰۔ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّيَّتِیْ (احقاف : ۱۵) ۱۱۔ فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا (مریم : ۵) ۱۲۔ يَّرِثُنِیْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا (مریم : ۶) ۱۳۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان : ۷۴) ۱۴۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (انعام : ۱۴۰) ۱۵۔ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا (بنی اسرائیل : ۳۱) ۱۶۔ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی .... فِی التُّرَابِ (نحل ۵۸، ۵۹) ۱۷۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم : ۶) ۱۸ ۔ احادیث مبارکہ ۱۹۔

Marfat.com

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ (النساء : ۳۴) ۲۰۔ وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِھِنَّ نِحْلَةً (نساء : ۴) ۲۱۔ وَ لَاتُمْسِکُوْھُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ (البقرۃ : ۲۳۱) ۲۲ ۔ حدیث مبارک (اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنَھُمْ خُلْقًا وَ خِیَارُکُمْ لِنِسَائِھِمْ) ۲۳ ۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ (روم : ۳۸) بنی اسرائیل : ۲۶)۲۴۔ وَ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَ لَاتُشْرِکُوْا .... الْقُرْبٰی (النسآء : ۳۶) ۲۵۔ حدیث مبارک : لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَ لٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَھَا (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص : ۴۱۹) ۲۶۔ وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی (النسآء : ۳۶) ۲۷۔ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (بقرہ : ۸۳) ۲۸۔ وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ ..... حَسِیْبًا (النسآء : ۸۶) ۲۹۔ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ (الضُحٰی : ۹) وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ (ضحٰی : ۱۰) ۳۰۔ فَقُلْ لَّھُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا (بنی اسرائیل : ۲۸) ۳۱۔ وَ لٰکِنَّ الْبِرَّ .... فِی الرِّقَابِ (بقرۃ : ۱۷۷) ۳۲۔ وَ لَاتَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ ..... (بنی اسرائیل : ۳۴) ۳۳۔ وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی (بقرہ : ۱۷۷)۳۴۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ (الروم : ۳۸) ۳۵۔ وَ یَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَاللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ (بقرہ : ۲۷) ۳۶۔ وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ... وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ (النسآء : ۳۶) ۳۷۔ علامہ اقبال: ۳۸۔ وَ مَا اَدْرٰکَ مَا الْعَقَبَةُ ہ فَکُّ رَقَبَةٍ ن اَوْاِطْعٰمٌ .... وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (بلد : ۱۲ تا ۱۷)

باب ۱۱

آخرت کو دنیا پر ترجیح دو

اہل ایمان کو چاہیئے کہ دنیا کے عارضی فائدوں کے بجائے آخرت کے دائمی فائدوں پر نظر رکھیں اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دیں ' اس فانی زندگی کی فانی لذتوں کے بجائے اگلی زندگی کی ابدی اور سرمدی راحتیں حاصل کرنے کی کوشش کریں ۔ کیونکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئیں اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہیں ان کے لئے اگلے جہان میں ملنے والا اجر ہی بہتر ہے ۔

عام مشاہدہ یہ ہے کہ لوگ بشری اور نفسانی تقاضوں کے پیش نظر چاہتے ہیں کہ انہیں دنیا کا مال و متاع ملے ۔ رہائش ' خوراک ' پوشاک ' سواری اور تفریح کے لئے ایک سے ایک بڑھ کر شے میسر آئے ۔ شان وشوکت اور اقتدار و اختیار حاصل ہو ۔ مختلف پہلوؤں میں دوسروں پر برتری نصیب ہو اور بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کریں لیکن اللہ کریم مومنوں کے لئے دنیوی آسائشوں کے مقابلے میں آخرت کی بھلائی چاہتا ہے ' جو بہتر بھی ہے اور غیر فانی بھی ۔ چنانچہ ہمیں چاہیئے کہ زندگی کے تمام امور و معاملات میں دنیا طلبی کے بجائے آخرت طلبی کو شعار بنائیں ۔

در حقیقت انسان کی اصل کامیابی کا دار و مدار اس کی پاکیزگی ' پرہیز گاری اور تقویٰ پر ہے اور تقویٰ کا انحصار اس بات پر ہے کہ انسان ہر کام کرتے وقت سوچ لے کہ اس کا انجام آخرت میں اچھا ہو گا یا برا ' لہٰذا جو شخص اپنی زندگی کی بنیاد تصور آخرت پر رکھتا ہے وہ ٹھوکر نہیں کھاتا اور غلط کام نہیں کرتا تاہم اگر کبھی بشری کمزوریوں کے باعث کوئی گناہ ہو بھی جائے تو اللہ ' غفور و رحیم سے معافی مانگ لیتا ہے لیکن جو شخص آخرت کو پس پشت ڈال کر محض دنیوی لذائذ اور فوائد کے حصول میں لگا رہتا ہے وہ اچھے برے کی تمیز نہیں کرتا اور گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے ۔

Marfat.com

متاع دنیا کی حقیقت

یاد رہے کہ دنیا کے اندر انسان کو جو کچھ ملا ہے وہ یہاں کی چند روزہ زندگی کا سامان ہے، محض زیب و زینت، بس کھیل تماشا، اور یہ سب چیزیں خرچ ہو جانے والی اور ختم ہو جانے والی ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں اصل زندگی، آخرت کی زندگی ہے یعنی "الحیوان" (حقیقی اور بہتر زندگی) اور اصل گھر آخرت کا گھر ہے یعنی "دار القرار"۔ چنانچہ انسان کو چاہیئے کہ دنیوی زندگی اور عارضی ٹھکانے کے بجائے اپنی حقیقی زندگی اور حقیقی گھر کی فکر کرے اور اس کے لئے تیاری میں سرگرم رہے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی بے وقعتی یوں بیان فرماتے ہیں:

☆ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال بس یوں ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی ایک انگلی دریا میں ڈال کر نکال لے اور پھر دیکھے کہ پانی کی کتنی مقدار اس پر لگ کر آئی ہے۔

☆ بندہ کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، حالانکہ اس کے مال میں سے اس کا حقیقی مال صرف تین طرح کا ہے: ایک وہ، جو اس نے کھا کر ختم کر دیا، دوسرا وہ، جو پہن کر پرانا کر دیا اور تیسرا اور حقیقی وہ، جو اس نے اللہ کی راہ میں دے دیا اور اپنی آخرت کے واسطے ذخیرہ کر لیا، اس کے سوا جو کچھ ہے وہ دوسروں کے لئے چھوڑ جائیگا اور خود دنیا سے رخصت ہو جائیگا۔

☆ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے دونوں مونڈھے پکڑ کے ارشاد فرمایا: "دنیا میں ایسے رہ جیسے تو پردیسی ہے یا راہ چلتا مسافر"

Marfat.com

نیز فرمایا: "دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے"

☆ آپ نے فرمایا! "خبردار! دنیا ملعون ہے اور جو چیز دنیا کے اندر ہے ' سوائے ذکر الٰہی اور اس چیز کے ' جسے اللہ پسند کرتا ہے ' اور عالم اور طالب علم "۔

☆ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ " جو شخص دنیا کو اپنا محبوب و مطلوب بنائے گا وہ اپنی آخرت کا ضرور نقصان کرے گا اور جو آخرت کو محبوب بنائے گا وہ اپنی دنیا کا کچھ نقصان تو ضرور اٹھائے گا۔ لہٰذا فنا ہو جانے والی (دنیا) کے مقابلے میں باقی رہنے والی (آخرت) اختیار کرو"۔

گویا کوئی شخص یہ چاہے کہ دنیا کے لذائذ و فوائد بھی حاصل کر لے اور آخرت کی فلاح بھی تو یہ ممکن نہیں:

دین تے دنیا دو ںوِیں بھیناں ' تینوں عقل نہیں سمجھیندا ہُو
دونویں وچہ نکاح ہکّی دے ' شرع نہیں فرمیندا ہُو
جیویں اگ تے پانی ' تھاں ہِکی وچہ ' واسا نہیں کریندا ہُو
دوہیں جہانیں سو یو مُٹھے ' باھُوؒ جنہاں دعویٰ کیتا نیندا ہُو

اگرچہ انسان کو بعض چیزوں کی لذت کی محبت میں رجھایا گیا ہے[۸] مثلاً حسین عورتیں ' جوان اور قوی بیٹے ' مال و دولت کی کثرت ' سونے چاندی کے ڈھیر ' موٹے تازے گھوڑے ' دودھ اور گوشت مہیا کرنے والے مویشی ' غلہ ' سبزیاں اور پھل اگانے والی زمینیں ' لیکن نگاہ بصیرت سے دیکھا جائے تو یہ سب چیزیں دنیا کی چند روزہ زندگی کے عارضی مزے ہیں جب کہ بہتر اور پائدار ٹھکانا وہ جنت ہے جو اللہ پاک ایسے لوگوں کو دیں گے جو اس سے ڈرتے ہوئے گناہوں سے بچیں گے ' آخرت کو ترجیح دیں گے اور تقویٰ اختیار کریں گے ' اور روز قیامت لوگوں پر ثابت ہو جائیگا کہ دنیا کا مزا واقعی بے حقیقت تھا ' انسان خواہ مخواہ اس پر فریفتہ رہا لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ابھی سے خبردار ہو جائیں اور دنیا کی خاطر اپنی آخرت کو

Marfat.com

قربان اور برباد نہ کریں اور اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بے مثال ارشاد مبارک ہر وقت ذہن میں تازہ رکھیں کہ " دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے "۔

دنیا پسندی کا انجام

مذکورہ بیان سے ' یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ بہتر انجام اور کامیابی کے لئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دے کیونکہ جو شخص آخرت کی کھیتی طلب کرے ' اور اس کی خاطر نیک اعمال سر انجام دے ' رب کریم کے ارشادات سامنے رکھے اللہ پاک اس کی کھیتی کو بڑھاتا ہے ' نشو ونما دیتا ہے لیکن ' اس کے برعکس جو شخص دنیا کی کھیتی مانگے اسے وہ مل جاتی ہے لیکن ' پھر آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہوتا سوائے (نعوذ باللہ) دوزخ کے ' جس میں وہ مذموم و مردود ہو کر ڈالا جائے گا" لہٰذا عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان دنیا طلبی سے بچے کیونکہ یہ اسے کئی بکھیڑوں میں ڈال دیتی ہے ' کجروی اور گمراہی میں مبتلا کر دیتی ہے اور اُخروی خسارے کا باعث بنتی ہے ۔ اس کی مثال تو ایسے ہے جیسے بھڑوں کا چھتہ ' جس کے قریب جانے سے ڈنگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے ' اور دنیا کے جلوے تو ایسے ڈھول ہیں جو بس دُور ہی سے اچھے لگتے ہیں :

اِکّے جان دنیا کھکّھر ڈیموواں دی ' حاصل ایس تھیں ڈنگ زنبور دے نے
نیڑے ڈُھک نہ ایہدے ہدایت اللہ ' انیویں ڈھول سہاوندے دُور دے نے

غرض ہر شخص پر لازم ہے کہ زندگی خوب سمجھ کر گزارے ' ایسا نہ ہو کہ یہ عمر (جو در اصل عرصۂ امتحان ہے) دنیوی مصروفیات یا آرام و تفریح یا غفلت کی نذر ہو جائے اور حقیقی فرائض بھُولے رہیں :

Marfat.com

فریدا چار گوائیاں ہنڈ کے چار گوائیاں سم
لیکھا رب منگیا توں آہو کیہڑے کم

یعنی آدھی عمر تو دنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں میں گزار دی اور آدھی غفلت میں، تو جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس عرصہ حیات کا حساب کتاب مانگے گا اور پوچھے گا کہ تم دنیا میں کس مقصد اور کام کے لئے بھیجے گئے تھے تو کیا جواب دو گے؟ چنانچہ دانا وہ ہے جو ہوش کے ناخن لے اور زندگی کی حقیقت پہچانے۔

ث ثابتی ہوش کر سمجھ غافل، آخر ایس جہان نوں چھڈنائیں
پنج روز دا جیونا جگ اُتے گھر بار توں کاس نوں اُڈنائیں
دنیا جان مثال ہے کھیترے دی، جو کجھ بیج جاسیں سوئی وڈنائیں
جنہاں نال پیار ہدایت اللہ، اونہاں دھک کے گھروں چا کڈھنائیں

غرض اسلامی تعلیمات کی اہم بنیاد عقیدۂ آخرت ہے لہٰذا جو شخص اس پر سختی سے کاربند ہو گا وہی کامیاب و کامران ہو گا اور جو اسے فراموش کر دے گا وہ ناکام و نامراد۔

دنیا و آخرت کا مقابلہ

آخرت کے مقابلے میں دنیا کی بے وقعتی، کم قدری اور فنا پذیری کتاب ہدایت، قرآن مجید میں کئی مقامات پر بیان کی گئی ہے مثلاً: "متاع دنیا بڑی قلیل ہے جبکہ آخرت کہیں بہتر ہے۔ لوگ آخرت کے مقابلے میں دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں حالانکہ آخرت دنیا سے کئی گنا فائق اور باقی رہنے والی ہے"[۱۱]۔ آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ دنیا سمیٹنے میں مگن ہیں حالانکہ انجام کار

یہ کام نہیں آئیگی ۔ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی خوبصورت اور پُر تاثیر انداز میں فرمایا کہ : " جب آدمی مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں (اس نے) آخرت کے لئے کیا بھیجا اور لوگ پوچھتے ہیں (کہ اس نے) پیچھے کیا چھوڑا " ؟

اگرچہ آدمی دنیا کی پسندیدہ چیزیں مثلاً مال و دولت ' سیم و زر اور بیٹوں پوتوں کی خواہش کرتا ہے مگر سچ یہ ہے کہ مال اور بیٹے صرف دنیا کی چند روزہ ' فانی زندگی کی زیب و زینت ہیں ' اسے خوشگوار ضرور بناتے ہیں مگر ہمیشہ رہنے والی متاع تو وہ نیکیاں ہیں جن کے عوض انسان کو ثواب آخرت ملے گا کیونکہ اچھی عاقبت کے لئے وہ اپنے مال یا اولاد سے امید نہیں لگا سکتا بلکہ نیکیوں سے اچھے انجام کی توقع کر سکتا ہے : "[14]

یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند[15]
بتان وہم و گماں ' لا الٰہ الا اللہ

لہٰذا عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان صرف فانی چیزوں کے حصول پر ہی مطمئن نہ ہو جائے اور نہ ان کی کمی پر احساس زیاں رکھے بلکہ ان چیزوں کو اکٹھا کرنے کے بجائے ایسے نیک اعمال کا ذخیرہ کرے جو غیر فانی ہیں ' ہمیشہ رہنے والے ہیں اور جن کا صلہ ابدالآباد تک قائم رہے گا :

رہو نی دنیا ' نہ کر جھیڑا ' ساڈا اگے دل گھبرایا ہو
اسیں پردیسی ' ساڈا وطن دوراڈا ' باھو دم دم غم سوایا ہو

ہمیں چاہئے کہ اپنے حقیقی وطن (آخرت) کو یاد رکھیں اور وہاں لوٹ کر جانے کے لئے تیاری کریں ۔

حقیقی فضیلت

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو دوسرے پر کچھ فضیلت

Marfat.com

دے رکھی ہے[۱۶] مثلاً کوئی مالدار ہے کوئی مفلس ، کوئی حسین ہے کوئی قبول صورت ، کوئی صحتمند ہے تو کوئی بیمار ، کوئی صاحب اولاد ہے تو کوئی بے اولاد ، لیکن یہ فضیلتیں بے وقعت ہیں کیونکہ اصل فضیلت تو وہ ہے جو آخرت میں نصیب ہو گی ، حقیقی فوقیت اور برتری وہ ہے جو روزِ حساب ، نتیجۂ امتحان کے لحاظ سے ملے گی۔ لہٰذا انسان کو دنیاوی فضیلتوں پر فخر کرنے یا محرومیوں پر کڑھنے کے بجائے ، آخرت کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرنا چاہئے۔

تاہم یہ امر قابل توجہ ہے کہ اس جہان میں بھی دنیاوی مال و جاہ کے طلبگاروں پر ، آخرت کے طلبگاروں کو فضیلت و برتری حاصل ہے۔ وہ فضیلت ان کے اخلاص ، خشیت ، نیک نیتی ، دیانتداری ، شرافت پسندی ، حق پرستی ، خوش اخلاقی ، پرہیز گاری اور دیگر پاکیزہ عادات و صفات کی شکل میں موجود ہے۔ جبکہ فقط دنیا چاہنے والوں کی زندگی منافقت ، جھوٹ ، رشوت ، بدکاری ، حرام خوری اور دیگر رذائل کا نمونہ ہوتی ہے۔ لہٰذا آخرت چاہنے والوں کے سارے کام یعنی مال کمانا ، خرچ کرنا ، ملنا جلنا ، لین دین ، اور معاملہ کرنا سب تقویٰ اور طہارت پر مبنی ہوتے ہیں ، جبکہ دنیا پرستوں کے سارے کام حرص ، ہوس اور باطل کے لبادوں میں لپٹے ہوتے ہیں[۱۷]۔ چنانچہ آخرت کا خوف رکھنے والوں کو اس دنیا میں بھی برتری حاصل ہے اور مرنے کے بعد تو ان کے درجات اور بھی بلند کر دیئے جائینگے۔

متاع دنیا کا صحیح استعمال: تاہم یہ بات قابل غور ہے کہ انسان کے لئے صرف وہ مال مہلک ہے جو اسے اللہ تعالی سے غافل اور آخرت سے بے پروا کر دے۔ اس کے برعکس اگر توفیق الٰہی سے انسان اپنی دولت کو اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے اور اس سے جنت کمائے تو ایسی دولت اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ترجمہ)

Marfat.com

"جو شخص دنیا کی دولت حلال طریقے سے ' اس مقصد کی خاطر حاصل کرنا چاہے کہ اسے دوسروں سے سوال نہ کرنا پڑے ' اپنے اہل وعیال کے لئے روزی اور سامان آسائش مہیا کر سکے اور اپنے پڑوسیوں سے بھی حسن سلوک کر سکے تو قیامت کے دن وہ اللہ کے حضور یوں حاضر ہو گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہو گا (اس کے برعکس) جو شخص دنیا کی دولت حلال طریقے سے اس مقصد کی خاطر حاصل کرنا چاہے کہ وہ بڑا امیر کبیر بن جائے ' دوسروں پر تفاخر کرے اور لوگوں کے سامنے بڑا نظر آئے تو قیامت کے دن وہ اللہ کے حضور یوں حاضر ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضبناک ہوں گے"

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے وحی کے ذریعہ یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں مال کو جمع کروں یا تجارت کروں بلکہ یہ وحی کی گئی ہے کہ تو اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح کر ' سجدہ کرنے والوں میں سے ہو اور اپنے پرور دگار کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آئے"

جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے محبوب آقا ' رحمتہ للعالمینؐ کے اتباع میں دنیا طلبی اور جاہ پسندی ہرگز مرغوب نہ تھی ' آپؓ نے اپنی ساری دولت اللہ کی راہ میں خرچ کر دی تھی اور آپؓ نے کئی مرتبہ اعلان فرمایا کہ اگر کوئی خلافت کا بوجھ اٹھانے کو تیار ہو جائے تو وہ بڑی خوشی سے الگ ہو جائینگے ' فرمایا کرتے تھے :

"دَارُنَا فَانِیَۃٌ وَ اَمْوَالُنَا عَارِیَۃٌ وَاَنْفَاسُنَا مَعْدُوْدَۃٌ وَکَسْلُنَا مَوْجُوْدَۃٌ"

(باوجودیکہ ہمارا گھر فانی ہے ' ہمارے مال و اسباب ادھار کے ہیں اور سانس چند گنتی کے ہیں ' لیکن ہم پھر بھی غفلت اور کسلمندی کا شکار ہیں)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وسیع اسلامی سلطنت کے سربراہ ہونے کے باوجود کبھی نرم اور ملائم کپڑا نہیں پہنا ' بارہ بارہ پیوند والی قمیض ' پھٹا ہوا عمامہ اور ٹوٹا ہوا جوتا پہنتے تھے ' اور اسی حالت میں قیصر و کسریٰ کے سفیروں سے ملاقات فرماتے تھے۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ فقر و زہد کا بے مثال نمونہ تھے ۔ ہفتوں گھر سے دھواں نہیں اٹھتا تھا ۔ بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے ، موٹا جھوٹا لباس پہنتے اور روکھا پھیکا کھاتے ۔ ایام خلافت میں ایک دفعہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ " میری تلوار کا کون خریدار ہے ؟ خدا کی قسم ، اگر میرے پاس ایک تہ بند کی قیمت ہوتی تو اس کو فروخت نہ کرتا " ۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا : " امیرالمومنین ! میں آپؓ کو تہ بند کی قیمت قرض دیتا ہوں " حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیا کی دلفریبی اور شادابی سے وحشت کر کے ، بہت روتے تھے ۔ غریبوں کو اپنا مقرب بناتے تھے ، لوگوں نے بعض اوقات انہیں ایسی حالت میں دیکھا کہ رات ڈھل چکی ہے ، ستارے ڈوب گئے ہیں اور وہ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے نہایت مضطرب اور رنجیدہ حالت میں رو رہے ہیں اور کہتے جاتے ہیں :

" اے دنیا ! مجھ کو فریب نہ دے ، میں نے تجھ کو تین طلاقیں دے دی ہیں جس سے رجعت نہیں ہو سکتی ، تیری عمر کم اور تیرا مقصد حقیر ہے ، جبکہ میرا زاد راہ کم ہے ، سفر دور دراز کا اور راستہ وحشت خیز "

حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

حُبّ دنیا دی رب تھیں موڑے ، ویلے فکر لچیوے ہُو
ترسہ طلاق دنیا نوں دیئے ، جے باہُو سدّ پچھیوے ہُو

لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ فانی دنیا کے ساتھ دل نہ لگائے بلکہ فکر آخرت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ، اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں آخرت کی فکر پیدا کرے اور اس کے لئے تیاری کی توفیق دے ، آمین ۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ (يوسف : ۵۷) ۲۔ تُرِيۡدُوۡنَ عَرَضَ الدُّنۡيَا وَ اللّٰهُ يُرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ (انفال : ۶۷) وَ مَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ وَّ اَبۡقٰى اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (قصص : ۶۰) ۳۔ وَ مَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ...... اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (قصص : ۶۰) ۴۔ وَ مَا هٰذِهِ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا لَهۡوٌ وَّ لَعِبٌ (عنکبوت : ۶۴) ۵۔ مَا عِنۡدَكُمۡ يَنۡفَدُ وَ مَا عِنۡدَ اللّٰهِ بَاقٍ (نحل : ۹۶) ۶۔ وَ اِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ لَهِىَ الۡحَيَوَانُ (عنکبوت : ۶۴) وَّ اِنَّ الۡاٰخِرَةَ هِىَ دَارُ الۡقَرَارِ (مؤمن : ۳۹) ۷۔ مشکوٰۃ شریف : كتابُ الرِّقَاقِ) ۸۔ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الۡبَنِيۡنَ ..... وَ اللّٰهُ بَصِيۡرٌ بِالۡعِبَادِ (اٰل عمران : ۱۴، ۱۵) ۹۔ حُبُّ الدُّنۡيَا رَأۡسُ كُلِّ خَطِيۡئَةٍ (مشکوٰۃ شریف) ۱۰۔ مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ ...... مِّنۡ نَّصِيۡبٍ (شوریٰ : ۲۰) ۱۱۔ وَ مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعَاجِلَةَ عَجَّلۡنَا لَهٗ .... مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا (بنی اسرائیل : ۱۸) ۱۲۔ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيۡلٌ وَّ الۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى (نساء : ۷۷) ۱۳۔ بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا وَ الۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ وَّ اَبۡقٰى (اعلیٰ : ۱۶، ۱۷) ۱۴۔ اَلۡمَالُ وَ الۡبَنُوۡنَ زِيۡنَةُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَ الۡبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيۡرٌ عِنۡدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيۡرٌ اَمَلًا (کہف : ۴۶) ۱۵۔ علامہ اقبال ۱۶۔ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ فَضَّلۡنَا ..... وَّ اَكۡبَرُ تَفۡضِيۡلًا (بنی اسرائیل : ۲۱) ۱۷۔ تفہیم القران

Marfat.com

باب ۱۲

تقویٰ اختیار کرو

اللہ پاک نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو' اس کی نافرمانی سے ڈرو' جن کاموں سے اس نے روکا ہے ان سے بچو اور پرہیز گاری کی زندگی گزارو۔

تقویٰ کا مفہوم

تقویٰ کے لفظی معنی ہیں: بچنا' پرہیز کرنا' دور رہنا اور کسی خوف سے اپنی حفاظت کرنا۔ اس لئے اس کے معنی ڈرنے کے بھی ہیں۔ یہ لفظ قرآن و حدیث میں ایک اصطلاح کی شکل اختیار کر چکا ہے لہٰذا اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو ایسی چیزوں سے محفوظ اور دُور رکھے جو اُخروی (یعنی موت کے بعد والی) زندگی کے لئے مضر ثابت ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ تقویٰ سے مراد دل کی وہ کیفیت ہے "جو اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ حاضر و ناظر ہونے کا یقین پیدا کر کے اور دل میں خیر و شر کی تمیز کی خلش جگا کر' انسان کے اندر نیکی کی طرف رغبت اور برائی سے نفرت پیدا کر دیتی ہے' اور اس کی بنا پر ہر کام میں اللہ کی اطاعت کی شدید خواہش اور اس کی نافرمانی سے سخت نفرت پیدا ہو جاتی ہے"۔

حقیقت یہ ہے کہ رب کریم نے ہر انسان کے دل میں تقویٰ اور (اس کے برعکس جذبہ) فسق و فجور کا شعور رکھ دیا ہے' یعنی اسے نیکی اور بدی کی پہچان کرا دی ہے اور اسے اختیار دے دیا ہے کہ ان میں سے جو راستہ چاہے منتخب کر لے، چاہے تو تقویٰ اور پرہیز گاری کا راستہ چن کر آخرت میں جنت میں گھر بنا لے اور چاہے تو بدی اور گناہ کا راستہ اختیار کر کے (معاذ اللہ) دوزخ میں ٹھکانا بنا

Marfat.com

لے ' تقویٰ کی حقیقت سمجھنے کے لئے یہ مثال پیش نظر رہے کہ " جس طرح جسمانی صحت وتندرستی کے لئے مضر اشیاء کے استعمال سے پرہیز ضروری ہے اسی طرح اخلاقی اور روحانی صحت کے لئے گناہوں اور غفلتوں سے پرہیز ضروری ہے ' الغرض دل ' زبان اور ہاتھ پاؤں کو ' اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں لانا اصول تقویٰ ہیں " چنانچہ متقی وہ شخص ہو گا جس کے دل میں اللہ کی عظمت و کبریائی ' اس کے جلال و ہیبت اور غیظ و غضب کا خوف سمایا ہوا ہو ' جو گناہوں کے ہولناک نتائج کا پورا احساس رکھتا ہو ' نیکی سے محبت کرتا ہو اور بدی سے نفرت ۔ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے اور اللہ کی نافرمانی سے ایسا ڈرے جیسا کہ اللہ سے ڈرنے کا حق ہے[۵] کیونکہ رب کریم آخرت میں صرف ان لوگوں کو برے انجام سے بچائے گا جو دنیوی زندگی میں تقویٰ اختیار کئے رہیں گے ۔[۶]

انسانی زندگی میں تقویٰ کی اہمیت

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے انسان کی زندگی ایک امتحان ہے جس میں کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے یعنی اپنی زندگی ان اصولوں اور ضابطوں کے مطابق گزارے جو قرآن و حدیث میں بیان کئے گئے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ طاعت الٰہی اور تعلیمات اسلامی کی پابندی صرف اس صورت میں ممکن ہے جب انسان کے اندر تقویٰ موجود ہو کیونکہ تقویٰ ہی اسلامی زندگی کی روح ہے ' پوری عمارت کی بنیاد ہے اور سارے اعمال کا محور ہے ۔ ان باتوں کی وضاحت قرآن حکیم میں یوں موجود ہے :

تقویٰ بہترین لباس ہے : انسان کے لئے بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے[۷] ' یعنی ستر کو اچھی طرح ڈھانپتا ہو ' ایک طرف آدمی کی مالی حیثیت سے گرا ہوا نہ ہو اور

دوسری طرف زینت و آرائش میں مناسب حد سے بڑھا ہوا نہ ہو۔ نیز لباس سے تفاخر، غرور اور نمائش کا اظہار نہ ہوتا ہو اور مخالف جنس اور کسی غیر مسلم قوم کے لباس سے مشابہت بھی نہ رکھتا ہو۔

عبادت الٰہی کی غرض و غایت: انسان اللہ تعالیٰ کی جو بھی عبادت کرتا ہے اس کا مقصد فقط تقویٰ ہے[۸]، مثلاً نماز میں اپنے خالق کے آگے سر جھکانے، ہاتھ باندھنے، رکوع و سجود کرنے، خشوع و خضوع اور عاجزی و فروتنی اختیار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا رعب بیٹھ جائے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری پر کمربستہ ہو جائے۔

مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم بھی اسی لئے دیا گیا ہے کہ ان میں تقویٰ پیدا ہو[۸و] کیونکہ روزے کے دوران میں روزہ دار محض اللہ کی خوشنودی اور رضا جوئی کی خاطر بعض جائز اور حلال چیزوں کا استعمال بھی چھوڑ دیتا ہے، اپنے جسم، نگاہ اور قلب کو خاص طور پر پاکیزہ رکھتا ہے اور عصمت و عفت کا پورا پورا لحاظ کرتا ہے،[۸ب]
علاوہ ازیں اللہ کی راہ میں جو قربانی پیش کی جاتی ہے اس کی روح بھی تقویٰ ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے جانوروں کے گوشت اور خون کا محتاج نہیں ہے، بلکہ وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون خلوص و اخلاص کے ساتھ، فقط رضائے الٰہی کے لئے، اللہ کا حکم مانتا ہے، اسی طرح سفر حج (بلکہ سفر حیات) کے لئے بہترین زاد راہ تقویٰ ہے کیونکہ یہی خوبی صاف اور پاک زندگی کی ضامن ہے۔[ت]

عدل و انصاف تقویٰ سے قریب ہے: عدل و انصاف بھی جو انفرادی و اجتماعی زندگی کے قیام و دوام کی اساس ہے اور حسن معاشرت کی جان، تقویٰ سے قریب ہے[۹] کیونکہ وہی شخص انصاف پر قائم رہ سکتا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو، جسے یہ احساس ہو کہ اگر اس نے بے انصافی کی، کسی کا حق مارا، کسی سے زیادتی کی، تو وہ اللہ کی سزا سے بچ نہیں سکتا، غرض جو آدمی تقویٰ سے عاری ہے وہ دنیا کے عارضی اور بے وقعت فائدوں کے لئے عدل و انصاف کا دامن چھوڑ دیتا ہے۔

Marfat.com

عفو و درگزر کی بنیاد ہے: عالی ظرفی اور فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے دوسروں کے قصور اور ان پر اپنے حقوق معاف کر دینا بھی قرین تقویٰ ہے کیونکہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں معاف کر دے ' لہٰذا اسی اصول کے پیش نظر وہ خود بھی دوسروں کی خطائیں اور غلطیاں معاف کر دیتا ہے اور اس کا تقویٰ اسے یہ احتیاط سکھاتا ہے کہ کسی کے جرم وخطا کا بدلہ چکاتے وقت اس سے کہیں زیادتی نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ معاف کر دینے کو ترجیح دیتا ہے۔

عزت پانے کا ذریعہ ہے: اللہ کے نزدیک عزت پانے کا ذریعہ فقط تقویٰ ہے کیونکہ نسل آدم ہونے کی حیثیت سے تو سب انسان آپس میں برابر ہیں 'گورے کالے ' امیرغریب ' قوی ضعیف میں کوئی تمیز نہیں ہے کیونکہ حسن ' دولت اور طاقت پائدار قدریں نہیں ' البتہ خداترسی ' پاکبازی ' راست روی ' شرافت ' پرہیز گاری ' حق پرستی اور دردمندی ہی اصل دولت ہے جو پائدار اور لافانی ہے چنانچہ اللہ کے ہاں عزت پانے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے۔[۱۲]

دوزخ سے نجات کا ذریعہ: اُخروی زندگی میں دوزخ سے نجات پانے کا ذریعہ صرف تقویٰ[۱۳] ہے کیونکہ صاحب تقویٰ ہی اللہ تعالیٰ کے احکام پر کاربند ہوتا ہے ' اس کی پوری پوری اطاعت کرتا ہے ' نافرمانی سے ڈرتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے۔

مذکورہ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی زندگی تقویٰ (کے محور) کے گرد گھومتی ہے اور اس کی بنیاد ہی تقویٰ ہے ' یعنی عبادت ' معیشت ' معاشرت ' عدالت ' اخلاق ' تکریم اور اُخروی نجات کا دارومدار صرف اور صرف تقویٰ پر ہے کیونکہ اگر تقویٰ موجود نہ ہو تو یہ سارے کام بے کار اور بے معنی ہیں جیسے کسی شے کا پوست تو ہو لیکن مغز غائب ہو ' یا جسم ہو مگر روح نہ ہو۔ تقویٰ کی اس قدر فضیلت و اہمیت کے پیش نظر یہ سمجھنا ضروری ہے کہ تقویٰ انسان میں کیسے پیدا ہوتا ہے:

Marfat.com

تقویٰ پیدا کرنے کے طریقے

ایک صاحب ایمان کو اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنے کے لئے حسب ذیل اقدام کرنے چاہئیں:

خوف خدا: دل میں ہر وقت خدا کا خوف رکھے اور اس بات پر کامل یقین و ایمان ہو کہ اللہ تعالٰی نے ہمیں بے مقصد پیدا نہیں کیا بلکہ یہ زندگی سراسر ایک امتحان ہے جس کے خاتمہ پر ہمیں اللہ کے حضور اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے حاضر ہونا ہے جہاں ہماری ہر نیکی اور ہر بدی کو ترازو میں ڈال دیا جائیگا اور برائیوں کے زیادہ ہونے کی صورت میں (معاذ اللہ) سزا ملیگی - لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ اللہ کی ناراضی سے ڈریں اور اس نے جن کاموں سے منع کر رکھا ہے ان سے رکیں۔[۱۴]

رحمتہ للعالمین ؐ کی اطاعت: رب العالمین کے نمائندہ کی حیثیت سے رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پوری اطاعت کرنی چاہئے کیونکہ رسول اللہ ؐ کی فرمانبرداری ہی اللہ تعالٰی کی فرمانبرداری ہے[۱۵] - اور اطاعت کا مرحلہ اس وقت بہت آسان اور خوشگوار ہو جاتا ہے جب انسان نبی ؐ اخرالزمان سے حد درجہ محبت وعقیدت رکھے اور انہیں ؐ اپنی ہر شے یعنی مال ، جان اور اولاد ، سب سے زیادہ عزیز سمجھے۔

تعلقات باہمی کی اصلاح: تقویٰ پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان آپس کے باہمی تعلقات و روابط درست کر لے اور صلح صفائی سے رہے[۱۶] - اپنے عزیز و اقارب اور مسلمان بھائیوں سے خوشگوار تعلقات رکھے ، اگر کبھی کوئی رنجش پیدا ہو جائے تو اسے جلد از جلد دور کرنے کی کوشش کرے -

نیک کاموں میں تعاون: نیکی اور بھلائی کے کاموں میں دوسرے لوگوں سے

تعاون کرے[17]' ان کا ہاتھ بٹائے تاکہ خیر کی قوتوں کو فروغ ملے اور شر دب جائے۔ اجتماعی بہبود کے کاموں میں شریک ہونے سے نیکو کاری کا راستہ آسان اور ہموار ہوتا جاتا ہے اور تقویٰ اختیار کرنے کے راستے میں رکاوٹیں اور مزاحمتیں کم ہو جاتی ہیں۔

حدود اللہ کا احترام: اللہ کریم نے اسلامی زندگی کے حصار کی جو حدود مقرر فرمائی ہیں (انہیں توڑنا تو کجا) انسان ان کے قریب بھی[18] نہ پھٹکے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان سرحدوں کے قریب جاتے جاتے وہ کسی نہ کسی وقت انہیں توڑ ہی ڈالے یعنی غلط کام کی کشش اتنی غالب آجائے کہ وہ اسے کر ہی بیٹھے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک مویشی کسی ممنوعہ چراگاہ کے کنارے چر رہا ہو تو اس کے بارے میں ہر وقت یہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی وقت ممنوعہ کھیت میں جا داخل ہو گا۔ اسی طرح انسان کے لئے بھی یہ خدشہ موجود ہے کہ اگر وہ کسی برائی کو چھوٹا تصور کرکے' اس کے قریب جائیگا تو ممکن ہے بعد میں کسی نفسانی جذبہ سے مغلوب ہو کر اسے کر ہی ڈالے' لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ایسے کاموں کے قریب ہی نہ جائے جن کے ناجائز ہونے میں شبہ ہو یا جائز و ناجائز کی حدوں پر واقع ہوں۔

ناجائز مفادات سے منہ موڑنا: یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے میں جہاں انسان کا اپنا نفس اور ذاتی مفاد آڑے آتا ہے وہاں انسان کے بیوی بچے بھی کچھ حد تک رکاوٹ بنتے ہیں' اس لئے سب سے پہلے اپنے نفس کو قابو میں رکھنا چاہئے:

سیماب کشتہ کس کا ماء الحیات کیدھر
گر جی کو مار سکئے اے دردؔ کیمیا ہے

انسان کو زیادہ عزیز اس کے اہل خانہ ہی ہوتے ہیں' لہٰذا ان کے مفادات' ان کے مطالبات اور ان کی فرمائشیں بعض اوقات تقویٰ کے تقاضوں سے ٹکراتی

Marfat.com

ہیں اور انسان گھر والوں کو خوش کرنے کے لئے ' تقویٰ کا دامن چھوڑ دیتا ہے ۔ (مثلاً اہل خانہ کے لئے اچھا معیار زندگی ' زیبائشیں ' آرائشیں اور سہولتیں حاصل کرنے کے لئے ناجائز ذرائع اختیار کرنا ' یا ان کے لئے اپنی بساط سے باہر کی آسائشیں مہیا کرنے کے لئے ناجائز طریقوں سے دولت حاصل کرنا) لہٰذا ان حالات میں انسان پر واجب ہے کہ اپنے متعلقین کی بے جا خواہشات کو ترجیح دے کر ' دین کو پس پشت نہ ڈالے بلکہ اولیت خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام کو دے ۔ گویا اگرچہ انسان کو اپنے اعزاء سے بڑی محبت ہوتی ہے لیکن بسا اوقات ایک لحاظ سے وہ اس کے دشمن بھی ہیں ' چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ محتاط اور خبردار رہے[19] ' ان کی ایسی فرمائشوں کو ہرگز پذیرائی نہ دے جو خود اسے ہی راہ راست سے ہٹا دیں (تاہم اگر کبھی اس سلسلہ میں اہل خانہ سے زیادتی ہو جائے تو ان پر برہم ہونے کے بجائے ' ان کے قصور معاف کر دینے چاہئیں کیونکہ اللہ بھی انسان کے گناہ معاف فرماتا ہے[20])

اہل خانہ کو راستبازی کی ہدایت : یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ گھرانہ کے سربراہ کی صرف یہی ذمہ داری نہیں ہے کہ اہل خانہ کی مادی ضرورتوں کی کفالت کرے ' بلکہ اصل ذمہ داری یہ ہے کہ انہیں تقویٰ کی راہ دکھائے ' سیدھے راستہ پر چلائے ' ان کی اخلاقی تعلیم و تربیت اس طرح کرے کہ وہ نیک زندگی گزاریں اور جہنم کی آگ سے بچ جائیں[21] ۔ گویا خلاصہ یہ ہوا کہ انسان اپنی زندگی کی بنیاد بھی تقویٰ پر رکھے اور اپنے گھر والوں کو بھی تقویٰ کی روش پر چلائے کیونکہ دوزخ سے بچنے کا یہی طریقہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ و پرہیز گاری کے راستے پر چلائے ' آمین ۔

Marfat.com

متقیوں کی صفات

جو لوگ تقویٰ کی روش اختیار کرتے ہیں ان میں درج ذیل عمدہ صفات پیدا ہو جاتی ہیں :

وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں : متقی لوگ بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور انہیں ہر وقت (قیامت کی) اس گھڑی کا کھٹکا لگا رہتا ہے جب ان کے اعمال کا حساب کتاب ہو گا[۲۲] ' یہ خوف ہی انسان کو بھٹکنے سے بچاتا ہے اور اسے صراط مستقیم پر چلائے رکھتا ہے ۔

مصیبت پر صبر کرتے ہیں : اللہ پر ان کا یقین اس قدر پختہ ہوتا ہے اور اسے راضی رکھنے کی آرزو اتنی شدید ہوتی ہے کہ وہ راہ حق میں پورے استقلال سے ڈٹے رہتے ہیں اور اگر اس سلسلہ میں انہیں مشکلات پیش آئیں تو حوصلہ نہیں ہارتے ' کسی مصیبت سے گھبرا کر ' یا دنیوی فائدے کے لالچ میں آ کر ' راستبازی سے نہیں ہٹتے بلکہ اطاعت الٰہی کے راستہ میں ہر دکھ اور ہر تکلیف ' برضا و رغبت برداشت کرتے ہیں ۔[۲۲]

سچ بولتے ہیں : متقی لوگ سچ بولتے ہیں اور جھوٹ سے پرہیز کرتے ہیں ۔ سچائی کی خاطر کسی نقصان کی پروا نہیں کرتے ۔[۲۲]

اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں : اللہ کو خوش کرنے کے لئے زکوۃ ادا کرتے ہیں ' اپنا مال رشتہ داروں ' یتیموں ' مسکینوں ' مسافروں ' مانگنے والوں ' غلاموں اور قیدیوں کی امداد کرنے میں خرچ کرتے ہیں[۲۲] خواہ خوشحال ہوں یا بد حال یعنی ہر دور میں ۔[۲۲]

دوسروں کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں : متقی لوگ غصہ کو پی جاتے ہیں[۲۲] ' دوسرں کے قصور اور خطائیں معاف کر دیتے ہیں اور انہیں نیک عملی کی نصیحت کرتے ہیں ۔

اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں : رات کی آخری گھڑیوں میں (جب باقی

Marfat.com

لوگ خواب راحت کے مزے لوٹ رہے ہوتے ہیں) وہ اللہ سے اپنی خطاؤں کی بخشش مانگتے ہیں ' سحر خیزی ' تہجد اور استغفار کو اپنا معمول بناتے ہیں۔[۲۴]

قرآن مجید کو بہترین عطیہ سمجھتے ہیں: جب متقی لوگوں سے پوچھا جاتا ہے کہ قرآن مجید کیسی چیز ہے جو تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے تو ان کا جواب ہوتا ہے کہ یہ بہترین چیز ہے ۔ ہمارے لئے ہر شے سے افضل ہے کیونکہ اسی کے طفیل ہمیں راہ ہدایت ملی ہے اور امتحان زندگی میں کامیاب ہو کر اللہ کے آگے سرخرو ہونے کا طریقہ معلوم ہوا ہے ۔

شیطانی بہکاوے سے فوراً خبردار ہو جاتے ہیں: اگر شیطان کے اثر سے متقی لوگوں کو کبھی کوئی برا خیال چھو بھی جائے تو فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ صحیح راستہ کونسا ہے جس پر انہیں چلنا چاہیئے۔[۲۵]

گویا صاحب تقویٰ وہ ہے جو:

اللہ پر بن دیکھے ایمان لائے' نماز قائم کرے' اللہ کے دئے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں خرچ کرے' نبیؐ آخر الزمان پر نازل کردہ قرآن مجید کو سچ مانے' آپؐ سے قبل نازل کردہ کتب کو برحق سمجھے' آخرت پر یقین رکھے' حساب کتاب سے ڈرے' مصیبت میں صبر کرے' سچ بولے' غصہ کو پی جائے' دوسروں کی خطائیں معاف کرے' عہد پورا کرے' وقتِ سحر اپنی لغزشوں کی معافی مانگے' قرآن مجید کو دنیا کی ہر چیز سے محبوب جانے اور شیطان کے حملے پر فوراً خبردار ہو جائے ۔

تقویٰ کا معیار

اللہ غفور و رحیم نے' تقویٰ اختیار کرنے کا معیار ناقابل رسائی یا محال و مشکل مقرر نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ حسب استطاعت[۲۶] تقویٰ اختیار کرو یعنی: جتنی تم میں ہمت و طاقت اور توفیق و صلاحیت ہو ۔ لہٰذا مسلمان پر واجب ہے کہ جہاں

Marfat.com

تک ہو سکے اللہ سے ڈرتا رہے ' سیدھے راستے پر چلتا رہے' اپنے مالک کا حکم سنے اور اسے تسلیم کر کے سر اطاعت جھکا دے' مخلوق خدا کے لئے اپنا وقت' اپنے وسائل' مال و دولت' قوت و صلاحیت' جسمانی' ذہنی اور علمی توانائیاں خرچ کرے' کیونکہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے سے درحقیقت اپنا ہی فائدہ ہوتا ہے اور انجام کار اس میں اپنا ہی بھلا ہے۔[۲۶]

لیکن چونکہ دوسروں کی نفع رسانی کے لئے انسان کو ذاتی مفادات اور نفسانی خواہشات کو قربان کرنا پڑتا ہے اس لئے جو شخص بھی اپنے نفس کی تنگی سے محفوظ ہو گیا یعنی جس کسی نے خود غرضی کے بجائے ایثار و قربانی کو شعار بنا لیا اور مفاد پرستی اور ذات پسندی کے حصار سے باہر نکل آیا وہی تقویٰ کے مطلوبہ معیار پر پورا اتر سکتا ہے اور بالآخر مراد پا سکتا ہے۔[۲۷]

تاہم تقویٰ کے تین درجے ہیں : ادنیٰ ' اوسط اور اعلیٰ ۔ تقویٰ کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان توحید ' رسالت اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو ۔ اس کے طفیل آدمی دوزخ کے دائمی عذاب سے نجات پا لیگا ۔ تقویٰ کا اوسط درجہ یہ ہے کہ وہ گناہوں سے بچے ' چنانچہ چھوٹے چھوٹے گناہوں پر اصرار نہ کرے اور بڑے بڑے گناہوں سے پوری طرح بچے ۔ اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے باطن کو ہر اس چیز سے محفوظ رکھے جو اسے اللہ کے سوا (یعنی غیر دینی کام میں) مشغول کرے ۔

تقویٰ کے ثمرات و برکات

جو لوگ اپنی زندگی میں تقویٰ کی روش اختیار کریں گے انہیں دنیا میں بھی کامیابی حاصل ہو گی اور آخرت میں بھی نجات ملے گی ۔ ان سے اللہ تعالیٰ مذکورہ ذیل وعدہ فرماتا ہے :

نیکی اور بدی کی تمیز: متقیوں کو اللہ نیکی اور بدی کی تمیز دے دیتا ہے[۲۸]' یعنی

انہیں خیر و شر' حلال و حرام اور جائز و ناجائز میں صاف فرق نظر آنے لگتا ہے۔ چنانچہ وہ حق اختیار کر لیتے ہیں اور باطل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس قسم کی تمیز اللہ کریم کی بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ بالآخر نجات کا دارومدار حق پرستی اور راست بازی پر ہی ہے۔

خطاؤں اور گناہوں کی بخشش: اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کی چھوٹی موٹی خطائیں معاف کر دیتا ہے' ان کی لغزشیں دور ہٹا دیتا ہے اور گناہوں کی مغفرت فرماتا ہے۔[۲۸] ظاہر ہے کہ ہمارا سب سے بڑا مقصود و مطلوب اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت ہی ہے۔

ہدایت یافتگی: متقی لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ راہ ہدایت پر گامزن ہوتے ہیں اس لئے وہ فلاح پاتے ہیں۔[۲۹]

نذرانوں کی قبولیت: اللہ متقیوں کے نذرانے قبول کرتا ہے[۳۰] اس لئے اس کی رحمت انہی کے حصہ میں آتی ہے چنانچہ ان کے لئے کوئی خوف ہوتا ہے نہ غم' وہ دنیوی زندگی بھی سکون قلب سے گزاریں گے اور آخرت میں بھی شاد و مسرور ہوں گے' اس کی وجہ یہ ہے کہ خوف اور غم کی مختلف وجوہات میں سے ایک اہم وجہ ہے: انسان کے گناہ یا اللہ کی رحمت پر عدم اعتماد' لیکن چونکہ متقی لوگ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں اور اللہ کی رحمت و مغفرت پر کامل یقین رکھتے ہیں اس لئے خوف و غم ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔[۳۱]

غیر متوقع ذرائع سے روزی: جو شخص تقویٰ اختیار کرے' اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا[۳۲] ہے اور اسے وہاں سے روزی دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا[۳۳]' چنانچہ انسان کو چاہیئے کہ وہ روزی حاصل کرنے کے لئے ناجائز ذرائع اختیار نہ کرے بلکہ حلال و حرام کا پورا خیال رکھے اور نہایت احتیاط سے رزق کمائے' اللہ تعالیٰ اس میں بڑی فراخی اور برکت عطا فرماتا ہے۔

دنیا و آخرت میں بشارت: متقی لوگوں کے لئے دنیوی زندگی میں بھی خوشخبری

Marfat.com

ہے اور آخرت میں بھی[۲۴]، کیونکہ جو شخص پاکیزہ اور گناہوں سے مبرا زندگی گزارتا ہے اسے کسی بھی خسارہ یا ناکامی کا خدشہ نہیں ہو سکتا، وہ اپنے قول اور فعل میں کھرا، سچا اور راستباز ہوتا ہے، لہٰذا اس کے لئے کسی پشیمانی، خجالت یا حزن و ملال کا موقع نہیں آتا اور آخرت کا گھر تو اس کے لئے بہت ہی بہتر ہے۔[۲۵]

زمین و آسمان سے برکتوں کا در کھل جاتا ہے: متقیوں کے لئے آسمانوں اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں[۲۶] کیونکہ اللہ کو متقی لوگ بڑے پسند ہیں، وہ ان سے محبت کرتا ہے اور ان پر رحمت فرماتا ہے۔[۲۷]

جنت اور رضائے الٰہی کا حصول: جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں وہ اللہ کریم (رحمٰن ورحیم) کے حضور مہمانوں کی طرح پیش کئے جائیں گے[۲۸]، جنت ان کے قریب لے آئی جائیگی[۲۹]، وہ جنت کے وارث ہوں گے[۳۰]، جہاں کوئی بے ہودہ بات نہ سنیں گے اور صبح وشام انہیں رزق ملتا رہے گا، وہاں پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں گی[۳۱]، ان کا دائمی قیام ایسے باغات میں ہو گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی[۳۲] اور وہاں سب کچھ ان کی خواہش کے عین مطابق ہو گا[۳۳]، اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اللہ ان سے راضی ہو جائے گا۔[۳۴]

نجات اُخروی کا دار و مدار تقویٰ پر ہے: قیامت کے روز نجات، اور دوزخ سے چھٹکارے کا دار و مدار تقویٰ پر ہے کیونکہ بہتر انجام صرف متقیوں کے لئے ہے[۳۵] لیکن چونکہ دنیاوی زندگی کفار کے لئے مال و متاع کی کثرت اور عیش و راحت کی فراوانی سے مزین کر کے بڑی خوش کن، مرغوب اور دلپسند بنا دی گئی ہے، اس لئے وہ اس عارضی اور ناپائدار سی خوشحالی پر اتراتے ہوئے اہل ایمان کا تمسخر اڑاتے ہیں لیکن انہیں پتا ہونا چاہیئے کہ آخرت میں کامیابی کے لئے دنیوی رزق کی کثرت کام نہیں آئیگی بلکہ تقویٰ کی بلندی کام دے گی، اس لئے قیامت کے دن متقی لوگ کفار کے مقابلہ میں بلند مقام پر فائز ہوں گے[۳۶] کیونکہ متقی اور نیک لوگوں کو دینے کے لئے اللہ نے اپنے پاس جو کچھ رکھا ہوا ہے وہ دنیا کی ہر چیز

Marfat.com

سے بہتر اور افضل ہے[47]، لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ دنیوی مال ومتاع ، جاہ و حشمت اور قوت و اقتدار پر فریفتہ ہونے کے بجائے تقویٰ کی دولت سمیٹے اور تمام مکروہات سے پرہیز کرے جن سے اللہ نے روک رکھا ہے ، لیکن یہ پرہیز تبھی ہو سکتا ہے جب دل میں خوف خدا موجود ہو کیونکہ اسی خوف کے باعث انسان بُرے کام کی رغبت اور لبھاوے سے ، اپنے نفس کو روک سکتا ہے ۔ غرض نجات اُخروی اور حصول جنت کا دار و مدار پرہیز گاری اور صفائی قلب پر ہے ، دولت پر نہیں ، چنانچہ مومن کا سرمایہ سیم و زر نہیں بلکہ اس کے دل و نگاہ کی عفت و عصمت اور خدا سے محبت ہے :

ضمیر پاک و نگاہ بلند و مستیٔ شوق[48]
نہ مال و دولت قارون نہ فکر افلاطون

اس سارے بیان کا خلاصہ یہ ٹھہرا کہ وہی زندگی بہتر ہے جس کی بنیاد تقویٰ اور رضائے الٰہی پر رکھی گئی ہو[49] لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ سن شعور کو پہنچتے ہی مقصد حیات یعنی " اللہ کی خوشنودی " کو سامنے رکھ لے اور اسے پانے کے لئے حقیقی راہ حیات یعنی " تقویٰ " کو اختیار کر لے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ---- تقویٰ کا حسین پیکر

صبح ازل سے شام ابد تک روئے زمین پر جتنے انسان پیدا ہوئے اور ہوں گے ، امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ خلیق و پرہیز گار ہیں ، اس لئے دونوں جہانوں اور تمام انسانوں میں انؐ کا مقام بلند ترین ہے ۔ آپؐ خیرالبشرؐ ہیں ،سیدؐ کونین ہیں ، اللہ کے محبوبؐ ہیں آپؐ کی حیات مبارک تقویٰ کے لحاظ سے روشن ترین مثال ہے اور اعلیٰ ترین

نمونہ ' آپؐ نے اپنی امت کو تقویٰ اختیار کرنے کی بہت تلقین فرمائی ہے ' آپؐ کی تعلیمات مبارکہ اور ارشادات طیبہؐ کا مرکزی نکتہ تقویٰ ہی ہے ' ہجرت کے بعد مدینہ منورہ پہنچ کر ' بنی سالم بن عوف میں ' آپؐ نے سب سے پہلے جمعہ کا جو خطبہ پڑھا تھا اس میں تقویٰ کے بارے میں ارشاد فرمایا : (ترجمہ)

" مسلمانو ! میں تمہیں اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں ' یاد رکھو ' بہترین وصیت جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کر سکتا ہے یہ ہے کہ اسے آخرت کے لئے تیار کرے اور اللہ سے ڈرنے کی ہدایت کرے ۔ لوگو ! جن باتوں سے اللہ نے تمہیں پرہیز کرنے کو کہا ہے ان سے بچتے رہو ' اس سے بڑھ کر نہ کوئی نصیحت ہے ' نہ ذکر ۔ یاد رکھو ! امور آخرت کے بارے میں اس شخص کے لئے جو اللہ سے ڈر کر کام کر رہا ہو تقویٰ بہترین معاون ثابت ہو گا ۔ مسلمانو ! اپنے موجودہ اور آئندہ ' ظاہر اور پوشیدہ کاموں میں اللہ سے تقویٰ کو پیش نظر رکھو ' کیونکہ :

- تقویٰ والوں کی برائیاں ان سے دور کر دی جاتی ہیں اور اجر بڑھا دیا جاتا ہے '
- جس نے تقویٰ اختیار کیا وہ عظیم کامیابی پر فائز ہو گا ' اور
- یہ تقویٰ ہی ہے جو :

☆ اللہ کی بیزاری ' عذاب اور غصہ کو دور کر دیتا ہے '

☆ چہرہ کو روشن کرتا ہے '

☆ رب کو راضی کرتا ہے ' اور

☆ درجہ کو بلند کرتا ہے ۔

یاد رکھو ! جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان معاملہ درست کر لیتا ہے ' اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملہ کو درست کر دیتا ہے " ۔[۵۰]

مسلمانوں کے خلیفہ اول جناب صدیق اکبرؓ تقویٰ کا ایک روشن مینار تھے ' آپؓ جس وقت کسی کو کسی عہدہ پر مقرر فرماتے تو اسے تقویٰ کی نصیحت فرماتے ۔ ان کے تقویٰ کی شان حضرت حسانؓ بن ثابت نے ایک قصیدے میں یوں بیان کی ہے :

Marfat.com

خَیرُ الْبَرِیَّۃ اَتقَاھَا وَ اَعدَلھَا
بَعدَ النَّبیؐ وَ اَوفَاھَا بِمَا حَمَلَا

(ترجمہ: وہ نبیؐ کریم کے بعد تمام مخلوق میں تقویٰ اور عدل کے لحاظ سے سب سے بہتر تھے اور انہوں نے جو ذمہ داری اٹھائی اسے پورا کیا)

اللہ ' غفور و رحیم سے دعا ہے کہ وہ ہماری خطائیں اور لغزشیں معاف فرمائے اور ہمیں متقی اور پرہیزگار بننے کی توفیق عطا فرمائے ' آمین -

حوالہ جات

۱۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ (اٰل عمران : ۱۰۲) ۲۔ تفسیر حقّانی ۳۔ سیرت النّبیؐ ۔ فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَ تَقْوٰھَا (الشّمس : ۸) ۵ ۔ اٰلِ عمران : ۱۰۲) ٦۔ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا (مریم : ۷۲) ۷۔ وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَیْرٌ (اعراف : ۲٦) ۸ ۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ .... لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ : ۲۱) ۸ ۔ ا ۔ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ ... لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ : ۱۸۳) ۸ ۔ ب ۔ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَ لَا دِمَآؤُھَا وَ لٰكِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ (الحج : ۳۷) ۹۔ فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَ اتَّقُوْنِ یٰاُولِی الْاَلْبَابِ (البقرۃ : ۱۹۷) ۱۰۔ اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (المائدۃ : ۸) ۱۱ ۔ وَ اَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (البقرۃ : ۲۳۷) ۱۲ ۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات : ۱۳) ۱۳۔ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا (مریم : ۷۲) ۱۴۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ (اٰلِ عمران :

۵۰) ۱۵۔ مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (نساء : ۸۰) ۱۶۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ (الانفال : ۱) ۱۷۔ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی (المائدۃ : ۲) ۱۸۔ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا ..... لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ (بقرہ : ۱۸۷) ۱۹۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَ اَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ (التغابن ۱۴) ۲۰۔ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (التغابن : ۱۴) ۲۱۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا (التحریم : ۶) ۲۲۔ وَ ذِکْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ ہ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ وَ ھُمْ مِّنَ السَّاعَۃِ مُشْفِقُوْنَ (الانبیاء : ۴۸ ، ۴۹) ۲۳۔ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ..... الَّذِیْنَ .... اَلصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْمُنْفِقِیْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ (اٰل عمران : ۱۵ تا ۱۷) ۲۴۔ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ (اٰل عمران ۱۳۳ ، ۱۳۴) ۲۵۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَاھُمْ مُّبْصِرُوْنَ (الاعراف : ۲۰۱) ۲۶۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِکُمْ ..... الخ (التغابن : ۱۶)۲۷ ۔ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن : ۱۶) ۲۸۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّ یُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَ یَغْفِرْلَکُمْ (الانفال : ۲۹) ۲۹۔ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ (اَلْبَقره : ٥) ٣٠. اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (اَلْمَائِدَة : ٢٧)

٣١. لا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ (يُونُس : ٦٢) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا

يَتَّقُوْنَ (يُونُس :٦٣) ٣٢. وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (الطَّلَاق : ٢)

٣٣. يَرْزُقه مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ (اَلطَّلَاقِ : ٣) ٣٤. لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ

الدُّنْيَا و فِي الْاٰخِرَةِ (يونُس : ٦٤) ٣٥. وَلَلدَّارُالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ

(اَلانعام : ٣٢) ٣٦ و لو .... واتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَ

الْاَرْضِ (الْاَعراف ٩٦) ٣٧. فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (اٰلِ عِمران : ٧٦) ٣٨.

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (مرْيَم : ٨٥) ٣٩. وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ

لِلْمُتَّقِيْنَ (الشُّعراء ٩٠) ٤٠. تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ

تَقِيًّا (مريم ٦٣) ٤١. لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ .... وَ اَزْوَاجٌ

مُطَهَّرَةٌ . ... الخ (ال عمران : ١٥) ٤٢ ، ٤٣ . جَنّٰتُ عَدْنٍ

يَدْخُلُوْنَهَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الانهٰرُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُوْنَ (النَّحل : ٣١)

٤٤. رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ (اٰلِ عمران : ١٥) ٤٥. وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (الاعراف

: ١٢٨) ٤٦ . وَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (البقره : ٢١٢) ٤٧. لٰكِنِ

الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ ... وَمَاعِنْدَاللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (اٰلِ عمران : ١٩٨) ٤٨.

علامه اقبالؒ ٤٩ . اَ فَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ

خَيْرٌ.... (التَّوْبَة : ١٠٩) ٥٠ . حديث مبارك

Marfat.com

باب ۱۴

اللہ پر توکُّل کرو

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ کار زار حیات میں ' صرف اللہ پر توکل کریں ' یعنی : تقویٰ اور راستبازی اختیار کر کے ' عقل و تدبیر سے کام لیتے ہوئے ' اپنے فرائض انجام دیں اور بہتر نتائج کے لئے رب کریم پر بھروسہ کریں ۔ جدوجہد کی توفیق کے لئے ' اس کی کامیابی کے لئے ' اور اچھے انجام کے لئے فقط اللہ پر تکیہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس پر توکل ایک زبردست طاقت پر توکل ہے جس کے بعد انسان کو غم ہوتا ہے نہ خوف ' کوئی ناکامی ہوتی ہے نہ پشیمانی ۔

توکُل کی ضرورت و اہمیت

انسان اپنی بشری کمزوریوں کے باعث ' زندگی کے معاملات ومسائل خود بحسن و خوبی نپٹانے میں قاصر رہتا ہے اور ہر لحہ محسوس کرتا ہے کہ اسے ایک عظیم ' مقتدر ' ذی رحمت اور شفیق مربی کا سہارا درکار ہے جس پر وہ بھروسہ کر سکے اور امید لگا سکے ' یہ ذات **اللہ** کے سوا کوئی نہیں ہو سکتی چنانچہ اس پر توکل کرنے سے انسان کو یہ فائدے پہنچتے ہیں :

۱ ۔ **ایمان کا تقاضا ہے :** اللہ پر ایمان لانے کا یہ تقاضا ہے کہ سب سہارے چھوڑ کر صرف ذات الٰہی کا سہارا پکڑا جائے اور ہر کام کے لئے اسی پر بھروسہ کیا جائے کیونکہ مومن صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں : زندگی کے سارے معاملات میں ' تکلیف و عُسرت میں اور مسّرت و فراغت میں فقط اسی کا دامن تھامے رکھتے ہیں ' اس کے سوا کسی پر تکیہ نہیں کرتے ۔

۲ ۔ **راہ ہدایت پر قائم رہنے کے لئے :** دنیوی زندگی میں انسان کی سب سے

بڑی اور بنیادی ضرورت یہ ہے کہ اسے سیدھے راستہ کی ہدایت اور اس پر چلنے کی توفیق مل جائے کیونکہ ہدایت یافتہ ہونے کے بعد ہی وہ دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ' اہل ایمان کو سیدھا راستہ دکھا دیا ہے اس لئے ان پر لازم ہے کہ وہ اسی پر توکل کریں ' اور اس راستہ سے ہرگز نہ ہٹیں ۔ اگر کبھی راہ حق پر چلنے سے ' انہیں کسی آزمائش و ابتلا سے گزرنا پڑے تو وہ اللہ پر ہی توکل کریں کہ اسی نے انہیں یہ راہ دکھائی ہے اور وہی اس پر ثابت قدمی اور استقامت بھی بخشے گا ۔

۳ ۔ شیطان سے بچاؤ کے لئے : شیطان اپنی مختلف چالوں سے انسان پر حملہ کرتا ہے ' اسے گمراہی کے جال میں پھانسنے کی کوشش کرتا ہے ' اللہ کی نافرمانی پر اکساتا ہے اور اطاعت نفس کی ترغیب دلاتا ہے ۔ ایسے حالات میں ' انسان کو چاہیئے کہ وہ شیطان کے خلاف ' اللہ کی پناہ طلب کرے کیونکہ اس کے اطاعت شعار بندوں پر ' شیطان کا زور نہیں چل سکتا اور اللہ شیطان کی چالوں کو بے اثر بنانے کے لئے ' بہت کافی ہے ' کارساز ہے ' دشمن سے نپٹنے کا بہترین سہارا ہے ' کیونکہ اللہ پر توکل ایک زبردست طاقت پر توکل ہے ۔

۴ ۔ توکل سے دلیری پیدا ہوتی ہے : اگر مسلمان کو کوئی دشمن دھوکہ دینا چاہے ' زک پہنچانا چاہے تو اسے قطعاً گھبرانا نہیں چاہیئے کیونکہ اس کے فریب کے مقابلہ میں ' اللہ کافی ہے اور وہ اس دشمن سے خوب نبٹ سکتا ہے ۔ ایک مرتبہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم شہر سے باہر کسی درخت کے سائے میں محو خواب ہو گئے اور اپنی تلوار شاخ کے ساتھ لٹکا دی ۔ اس اثنا میں ایک کافر غورث بن الحرث آیا اور تلوار پکڑ کے نبی کریمؐ کو جگا کر بولا : بتایئے اب آپؐ کو میری تلوار سے کون بچائے گا ؟ آپؐ نے پورے اطمینان سے خدا پر توکل کرتے ہوئے فرمایا : " اللہ " وہ کافر یہ سن کر چکرا کے گر پڑا ۔

۵ - توکل سے اطمینان حاصل ہوتا ہے: اگر کبھی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ فوراً کہہ دیتا ہے کہ ہمیں ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچتی سوائے اس کے ' جو اللہ نے ہمارے لئے مقدر کر دی ہے اور چونکہ اللہ ہی ہمارا مولیٰ اور سرپرست ہے ' مصیبت دور کرنے اور راحت دینے والا ہے ' اس لئے ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس کی رضا کے سامنے ' کسی پریشانی یا مصیبت کی پروا نہیں کرتے۔

۶ - توکل سے استغنا پیدا ہوتا ہے: ہادی اعظم نوع انسان کو راہ ہدایت دکھانے کے لئے تشریف لائے اور انہوں نے تبلیغ دین کا فریضہ بطریق احسن انجام دیا ' انہیں بڑی آرزو تھی کہ لوگ ایمان لے آئیں تاکہ گمراہی اور تباہی سے بچ جائیں ' لیکن جو لوگ ایمان قبول نہیں کرتے بلکہ منہ موڑ جاتے ہیں ان کی اس روش پر کڑھنا نہیں چاہیئے بلکہ اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہی معبود مطلق ہے اور وہی ملجا و ماویٰ - آج بھی نبی خاتم کے فدائیوں کو چاہیئے کہ کفار کو راہ راست پر لانے کے لئے حد درجہ کوشش کریں ' لیکن اگر وہ حق قبول نہ کریں تو اہل ایمان پر واجب ہے کہ وہ یہ مسئلہ اللہ پر چھوڑ دیں اور خود اس کی ذات پر توکل کریں کیونکہ اس کے سوا نہ کوئی معبود ہے اور نہ جائے پناہ -

عام رویّہ

عام آدمی ' دنیوی زندگی میں ' بعض غلط اور جھوٹے آسرے قائم کر لیتا ہے اور مصیبت و ابتلا کے وقت ان پر بھروسہ کرتا ہے مثلاً علم ' مال ' اولاد ' دوست ' حامی ' عزیز ' قوت ' حکومت ' اقتدار ' سرداری وغیرہ - وہ سمجھتا ہے کہ اگر کوئی آفت آئی یا مشکل میں پھنس گیا تو ان چیزوں کے سہارے چھٹکارا پا لوں گا ' یا زندگی کے مسائل و معاملات نپٹانے کے سلسلہ میں یہ آسرے کافی ہیں ' گویا وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر ان بتوں پر تکیہ کرتا ہے حالانکہ یہ سوچ غلط اور گمراہ

Marfat.com

کن ہے کیونکہ بھروسہ اور توکل کے لئے اصل سہارا تو اللہ ہے جو انسان کے لئے مختلف سہارے پیدا بھی کرتا ہے اور مٹا بھی سکتا ہے :

بتوں سے تجھ کو امیدیں ، خدا سے نومیدی

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

اللہ پر ایمان نہ لانے والے کئی افراد اپنے جھوٹے سہاروں کے باعث تباہ و برباد ہوئے مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے طوفان کے وقت باپ کی کشتی میں سوار ہونے کے بجائے یہ کہا تھا کہ میں ابھی ایک پہاڑ پر چڑھا جاتا ہوں جو مجھے سیلاب کے پانی سے بچالے گا ، حالاں کہ اگر اس نے ، اس باطل آسرے کے بجائے اللہ پر توکل کیا ہوتا تو یقیناً بچ جاتا کیونکہ اللہ کی رحمت کے سوا ، کوئی چیز اس کے حکم سے بچانے والی نہیں ہو سکتی ۔ اسی طرح مصر کے بادشاہ فرعون نے اللہ کی اطاعت کے بجائے اپنی فوج اور سرداری پر بھروسہ کیا اور کہا کہ ہم اپنے ہی جیسے آدمی یعنی موسیٰ علیہ السلام کی بات کیسے مان لیں حالانکہ اسؑ کی قوم تو ہماری غلام ہے ، اور اپنے عہدے اور منصب پر بھروسہ کر کے پیغمبرِؑ خدا کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور غرق ہوا ۔

قارون کی مثال لیجئے ، اس نے جانا کہ اس کے پاس جو خزانہ ہے وہ اس کی علمی استعداد کی برتری کے نتیجہ میں اسے حاصل ہوا ہے ، چنانچہ اس نے اسی علم اور خزانہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ، فرمان الٰہی کو بھلا دیا ، حالاں کہ جہاں تک اللہ کا تعلق ہے وہ تو بہت بڑی قوت اور جمعیت والے لوگوں کو بھی تباہ و برباد کر سکتا ہے ۔

علیٰ ہذا القیاس نمرود نے اپنی حکومت پر ، ابوجہل نے سرداری پر ، ابولہب نے اپنے مال پر ، عبداللہ بن اُبیّ نے اپنی عیاری پر بھروسہ کر کے ، راہ راست سے منہ موڑ لیا لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی ان کے کام نہ آ سکی ، لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ اللہ اور صرف اللہ پر بھروسہ کرے ۔

اللہ پر توکل کرنے کا صلہ

اللہ تعالیٰ ان اہل ایمان اور صالح لوگوں کو جو کشمکش حیات میں اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، جنت کی بلند و بالا عمارتوں میں رکھے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، چنانچہ ایسا عمدہ انعام پانے کے لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ معاملات زندگی میں ہر کام کرتے وقت، اللہ پر بھروسہ کریں اور اس کے سوا کسی پر تکیہ نہ رکھیں کیونکہ جس نے اللہ پر توکل کیا، اس کے لئے اللہ کافی ہے اور اسے کسی دوسرے سہارے کی ضرورت نہیں، وہ تمام دوسرے آسروں سے بے نیاز اور بے بنیاد سہاروں کی محتاجی سے نجات پا لیتا ہے:

ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

سرور کائناتؐ کا اللہ پر توکل

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حیات طیبہ میں بڑے شدید مصائب ومسائل سے واسطہ پڑا لیکن آپؐ کا قلب مبارک کبھی پریشان، مایوس یا خوفزدہ نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ نور اطمینان سے منور رہا کیونکہ آپؐ کو اپنے رب پر پورا توکل تھا اور اپنے سارے امور و معاملات اللہ کے سپرد کر رکھے تھے، سیرت پاک میں ایسے بیشمار واقعات ملتے ہیں جو آپؐ کے توکل علی اللہ کی روشن مثالیں ہیں۔

مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت فرمانے والی رات، کفار مکہ نے آپؐ کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کے ارادے سے، خانہ مبارک کا محاصرہ کر لیا لیکن آپؐ نے نہایت اطمینان سے، اللہ کے توکل پر اپنے عم زاد حضرت علی مرتضیٰؓ کو اپنے بستر پر لٹا دیا اور انہیںؓ پوری تسلی سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہو، تمہیں کوئی کافر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جب آپؐ نے غار ثور میں جاکر قیام فرمایا اور دشمن سر پر آگئے تو آپؐ کے رفیق سفر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ!

Marfat.com

دشمن بالکل قریب ہیں اور ہمیں دیکھ لیں گے ' آپؐ نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے فرمایا : " قطعاً غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے " [۱۴]

سفر ہجرت کا ایک واقعہ ہے کہ مکہ معظمہ کا ایک شخص سراقہ بن جعشم نے انعام کے لالچ میں آپؐ کا تعاقب کیا تو رفیق سفر ' حضرت ابوبکر صدیقؓ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتے تھے اور کچھ خوفزدہ تھے لیکن سرور عالمؐ نے ایک مرتبہ بھی مڑ کر نہ دیکھا اور نہایت سکون خاطر سے تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہے -

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ پر توکل کرنے کے فضائل یوں بیان فرمائے ہیں : [۱۵]

- میری امت میں سے ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر کرتے ہیں ' نہ بُرا شگون لیتے ہیں بلکہ صرف اپنے رب پر توکل کرتے ہیں -[۱۶]
- جس نے اللہ پر توکل کیا (اور اپنے کاموں کو خدا کے سپرد کر دیا) اللہ اس کے لئے کافی ہے -[۱۷]
- رزق بندے کو اسی طرح ڈھونڈتا ہے جس طرح موت انسان کو ڈھونڈتی ہے -[۱۸]
- اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسا بھروسہ کر لو جیسا کہ بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے - وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس جاتے ہیں -[۱۹]

دال دلیلاں چھوڑ وجودوں ہو ہشیار فقیرا ھُو
بنھ توکل پنچھی اُڈ دے پلّے خرچ نہ زیرا ھُو
روزی روز اُڈ کھان ہمیشہ نہ کر دے نال ذخیرا ھُو
مولا رزق پچاوے باھو جو پتھر وچ کیڑا ھُو

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم دنیا و آخرت کے ہر معاملہ میں' صرف اسی پر توکل کریں اور اپنے سارے کام اسی کے سپرد کر دیں - آمین

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (اَلْاَنفال : ۴۹) ۲۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ ..... عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (اَلْاَنفال : ۲) وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (ابراهيم : ۱۱) ۳۔ وَ مَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا (ابراهيم : ۱۲) ۴۔ اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا (بنى اسرائيل : ۶۵) ۵ ۔ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ (انفال : ۶۲) ۶۔ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (اَلتَّوبه : ۵۱) ۷۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ (اَلتَّوبه : ۱۲۹) ۸ ۔ علامه اقبالؒ ۹۔ قَالَ سَاٰوِىْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِىْ مِنَ الْمَآءِ (هُود : ۴۳) ۱۰۔ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَ قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ (اَلْمُؤْمِنُوْن : ۴۷) ۱۱۔ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِىْ ..... وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا (قصص ۷۸) ۱۲۔ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (العنكبوت : ۵۸ ، ۵۹) ۱۳۔ وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (طلاق : ۳) ۱۴ ۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (توبه : ۴۰) ۱۵۔ مشكوٰة شريف ، بَابُ التَّوَكُّلِ وَ الصَّبْرِ (احاديث مباركه) ۱۶۔ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۱۷۔ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ ۱۸۔ اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهٗ اَجَلُهٗ ۱۹۔ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرُ

باب ۱۴

نیکی کرو

دنیا اور آخرت ' دونوں جگہ انسان کی کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ :

☆ اللہ پر ایمان لائے ' اور

☆ نیک کام کرے ۔

چنانچہ کتاب ہدایت ' قرآن مجید میں کئی بار اس چیز کی تاکید کی گئی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور صالح عمل کرو ' کیونکہ فلاح ونجات انہی لوگوں کے لئے ہے جو اللہ پر ایمان لائیں اور نیک کام کریں ' لہٰذا ضروری ہے کہ نیکی کا مفہوم اچھی طرح سمجھ لیا جائے (ایمان کی تشریح باب ۷ میں ہو چکی ہے)

نیکی کا مفہوم

نیکی سے مراد صرف یہ نہیں کہ اللہ کے احکام کا زبانی اقرار کرنا ' یا ان کے ظاہری آداب کا لحاظ کرنا ' یا نماز پڑھتے وقت کسی خاص سمت منہ کر لینا یا عبادت کرتے ہوئے مشرق یا مغرب کی طرف رخ موڑ لینا ' بلکہ نیکی سے مراد ہے : وہ کام کرنا ' جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند ہوں ۔ مثلاً : اچھی بات کرنا ' نرم لہجہ اختیار کرنا ' سچ بولنا ' حق گوئی اور دلیری سے کام لینا ' فرائض دیانتداری اور مستعدی سے انجام دینا ' رزق حلال طریقہ سے کمانا ' دوسروں کے حقوق ادا کرنا ' وعدہ پورا کرنا ' عہد نبھانا ' شرم و حیا اور عفت وعصمت کا پاس کرنا ۔ غصہ پر قابو پانا ' عدل ' احسان ' اور عفو کی روش اختیار کرنا ' حلم ' تواضع ' انکسار کا مظاہرہ کرنا ' صلہ رحمی اور مروت کا لحاظ کرنا ۔ صدقہ و خیرات دینا ' اپنا مال عزیزوں ' یتیموں ' حاجتمندوں ' معذوروں کو دینا ' جذبۂ ایثار سے سرشار رہنا ' دوسروں کی خدمت کرنا ' ان سے بھلائی کرنا ' ان کا دکھ درد بانٹنا '

Marfat.com

ان کے بگڑے کام سنوارنا ' نفع رسانیٔ عام کے لئے سعی و محنت کرنا ' رفاہی اور فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ' اللہ کی راہ میں بھوک ' پیاس اور جسمانی مشقت جھیلنا ' اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی اور مغفرت مانگنا وغیرہ۔[۴]

غرض نیک آدمی وہ ہے جو نیت ' ارادہ اور قول و فعل میں راہ راست پر قائم ہو اور عموماً اپنی زندگی میں صالح اور معروف رویہ رکھتا ہو ' تاہم یاد رہے کہ صرف وہی عمل صالح متصور ہو گا جس کا مقصد اللہ کو راضی کرنا ہو[۵] ' کیونکہ اگر یہ کام کرنے میں ریا ' خودپسندی ' فخر و غرور ' دنیا طلبی یا کوئی اور مقصد پوشیدہ ہو تو وہ ہرگز نیک کام شمار نہیں ہو گا۔

غرض جو شخص مذکورہ اوصاف کا حامل ہو وہ نیک سیرت اور پاک طینت کہلاتا ہے ' لوگ بھی اس کی عزت کرتے ہیں اور اللہ بھی اس سے خوش ہوتا ہے ' جبکہ وہ شخص جو ان صفات سے عاری ہو اور اس کا عمومی رویہ ان کے برعکس ہو وہ خبیث اور بدکردار کہلاتا ہے ' لوگ بھی اس سے نفرت کرتے ہیں اور اللہ کے ہاں بھی سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

مختصراً نیکی کے کام یہ ہیں :[۶]

☆ دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا '
☆ اللہ کے فرشتوں اور نبیوں[ؑ] کو ماننا '
☆ انسانی ہدایت کے لئے اللہ کی نازل کردہ کتاب ' قرآن مجید پر ایمان لانا اور اپنی زندگی اس کی تعلیمات کی روشنی میں ڈھالنا '
☆ یوم حساب کو سچ ماننا اور اس کے ڈر سے برائی سے بچنا '
☆ نماز قائم کرنا ' زکوٰۃ دینا ' اور عہد پورا کرنا '
☆ عزیزوں ' یتیموں ' مسکینوں ' مسافروں اور سائلوں کی امداد کرنا '
☆ تنگی اور مصیبت کے وقت صبر کرنا ' اور
☆ حق و باطل کی جنگ کے دوران میں استقامت دکھانا۔

Marfat.com

نیکی تک رسائی

جو لوگ مذکورہ نیک کام کریں ' وہ راستباز اور متقی کہلوانے کے حقدار ہیں ' لیکن یاد رہے کہ نیکی تک رسائی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسان (اللہ کی رضا جوئی کے لئے حاجتمندوں کی خاطر) اپنی وہ چیزیں خرچ نہ کر دے جنہیں وہ عزیز رکھتا ہو کیونکہ نیکی کی بنیاد ہے : ایثار ' ہمدردی ' غمگساری ' جاں نثاری ' دوسروں کو نفع پہنچانے کا جذبہ اور خدمت خلق کا ولولہ ۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ دنیا میں کام آئے انساں کے انساں

لہٰذا جب تک انسان خود غرضی اور ذات پسندی کے حصار میں بند رہے گا اور ساری جدوجہد فقط اپنے مفاد کے لئے کرتا رہے گا اس کے دل میں دوسروں کو فیض پہنچانے کا خیال کبھی پیدا نہ ہو گا اور نہ اس سے کوئی نیکی سرزد ہو گی ' لہٰذا نیکی اسی وقت ممکن ہے جب انسان اپنی ذات سے ہٹ کر ' اپنا مفاد پس پشت ڈال کر ' خود غرضی چھوڑ کر ' اللہ کو خوش کرنے کی خاطر ' دوسروں کی فلاح و بہبود کے لئے سرگرم ہو جائے اور اس سلسلہ میں اپنی ہر وہ چیز خرچ کر دے جس کی خلق خدا کو ضرورت ہو خواہ خود اسے وہ کتنی ہی محبوب ہو یعنی : اپنا وقت یا اپنی دولت یا جسمانی و ذہنی صلاحیتیں صَرف کرنی پڑیں تو وہ کسی چیز سے دریغ نہ کرے ' بلکہ بڑی گرمجوشی اور مستعدی کے ساتھ ' سبقت لیجانے کے جذبہ سے ' پیش پیش ہو کر ' اللہ کے راستہ میں اپنی ہر دلپسند شے خرچ کرے جسے اس کا نفس ' اپنے استعمال کے لئے ' رکھنا چاہتا ہو ۔ یہی طریقہ ہے نفسانی خواہشات پر غالب آنے کا اور اپنے آپ کو نفس کی غلامی اور شر سے بچانے کا ' اور حقیقت بھی یہی ہے کہ سچے

Marfat.com

اہل ایمان صرف وہ ہیں جو اپنے مفاد پر دوسروں کے مفاد کو مقدم رکھتے ہیں اور اپنی محبوب شے انہیں دے دیتے ہیں ' خواہ انہیں خود اس کی کتنی احتیاج ہو۔ مصلح اعظم اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور معمولات مطہرہ سے بھی ہمیں یہی سبق ملتا ہے کیونکہ آپؐ اپنی ضروریات پر حاجتمندوں کی ضروریات کو مقدم رکھتے اور بلا تامل اپنی چیزیں اور اپنا وقت دوسروں کو عطا فرما دیتے۔

نیکی کے کام میں تعاون کرو

نیکی کا عمل ' اللہ کے عطا کردہ نظام حیات میں اس قدر اہم ہے کہ نیکی صرف خود کر کے مطمئن نہیں ہو جانا چاہیئے بلکہ نیکی کے وہ کام جو دوسرے لوگ کر رہے ہوں ان سے تعاون کرنا ضروری ہے ' بلکہ اس سے بھی آگے یہ لازم ہے کہ دوسروں کو نیکی کی تلقین کرو ' بدی سے نفرت دلاؤ ' اور برائی سے روکو ' تاکہ جو لوگ گم کردہ راہ ہیں وہ راہ راست پر آجائیں ' اسلام کی آغوش میں پناہ لیں اور اللہ کی اطاعت قبول کرلیں تاکہ نیکی و شرافت کو فروغ ملے اور معاشرہ پاکیزہ اور صالح افراد سے معمور ہو جائے۔

نیکی کا مثالی پیکر

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم مکارم اخلاق اور نیکی کا حسین پیکر ہیں۔ بعثت سے قبل ہی آپؐ کی نیکو کاری کا چرچا تھا ' کفار قریش آپؐ کی راست گوئی اور امانت داری کے باعث آپؐ کو صادقؐ اور امینؐ کے پاک ناموں سے پکارتے تھے ' حضورؐ کی تحریک پر مکہ معظمہ میں ایک انجمن قائم ہوئی جس کے رکن یہ عہد کرتے تھے کہ : ہم غریبوں کی امداد کیا کریں گے ' اور ملک سے بدامنی دور کریں گے۔

پہلی وحی کے وقت جب آپؐ حرا سے گھر تشریف لائے اور ام المومنین حضرت خدیجتہ الکبریٰؓ سے اپنے خوف کا اظہار کیا تو انہوںؓ نے کہا : " آپؐ کے لئے فکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ : آپؐ سچ بولتے ہیں ' قرابت داروں پر

Marfat.com

شفقت فرماتے ہیں ' بیواؤں ' یتیموں ' اور مسکینوں کی دست گیری کرتے ہیں ' مہمان نوازی فرماتے ہیں اور مصیبت زدوں سے ہمدردی کرتے ہیں ' اللہ آپؐ کو کبھی اندوہگین نہ فرمائے گا"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک عملی ان کاموں سے عیاں ہے جو آپؐ نے بحیثیت پیغمبرؐ اسلام سرانجام فرمائے ' مثلاً آپؐ نے:

☆ لوگوں کے سامنے اللہ کی واحدانیت اور عظمت بیان فرمائی ' اس کی شان ربوبیت اور حاکمیت واضح کی '

☆ لوگوں کے عقائد درست کیے ' انہیں حلال و حرام کی تمیز سکھائی ' اخلاق و اعمال کی ظاہری اور باطنی نجاستوں سے بچنے کی تعلیم دی '

☆ بنی آدم کو پاکدامنی اور پاکیزگی کا درس دیا '

☆ بُرے کام کرنے والوں کو برے انجام سے ڈرایا '

☆ اللہ کے احکام کسی صلہ کے بغیر لوگوں تک پہنچائے ' اور

☆ اس جدوجہد میں جن مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا ' ان پر صبر کیا۔"

نیکی کا اجر

اللہ پاک نیکی کا بڑا اجر عطا فرماتا ہے:

نیکی فروغ پاتی ہے: نیکی فروغ پانے والی اور پھلنے پھولنے والی چیز ہے ' اس میں برکت ہے ' بڑھوتری ہے ' کیونکہ یہ ایسا چراغ ہے جس سے کئی چراغ جلتے چلے جاتے ہیں مثلاً نیکی کرنے والے کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی نیکی کی طرف راغب ہوتے ہیں ' جب کوئی شخص کسی تنگدست آدمی کو زکوٰۃ یا صدقات دیتا ہے تو وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر سب سے پہلے کفر کی دہلیز سے دور ہٹ جاتا ہے ' پھر باوقار ذریعۂ روزگار حاصل کر کے اپنی اولاد کو اچھی تعلیم و تربیت دیتا ہے اور اسلامی اقدار کو فروغ دینے میں خود فعال کردار ادا کرنے لگ جاتا ہے ' اس لئے جو شخص بھی نیکی کرتا ہے اسے اللہ دس گنا اجر عطا کرتا ہے ' گویا یہ ایسی محنت ہے

Marfat.com

جو خود بخود کئی گنا پھل لاتی ہے ' چنانچہ اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے دو چند کر دیتا ہے اور اس کا عظیم اجر عطا فرماتا ہے[15]۔

نجات کا ذریعہ : انسان کی نجات اور بخشش کا دارو مدار اس کے نیک اعمال پر ہی ہے ' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ نیک کام کرتے ہوئے مغفرت اور جنت کی طرف لپکو ' دوڑو[16] گویا نیک عملی والا راستہ جنت کی طرف لے جاتا ہے۔

فلاح پانے کا وسیلہ : دین و دنیا دونوں کی فلاح نیکی سے ہی وابستہ ہے ' لہٰذا جو شخص زندگی میں نیک عملی کو اختیار کرے گا وہی مراد کو پہنچے گا ' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ نیکی کرتے رہو[17]۔

نیکو کار اللہ کو پسند ہے : نیک کام کرنے والوں کو اللہ بہت پسند کرتا ہے ' ان سے محبت کرتا ہے[18] ' اس لئے اللہ کا محبوب بندہ بننے کے لئے نیک عملی کو شعار بنانا چاہیئے۔

چنانچہ ہم پر واجب ہے کہ اللہ کے حکم کی تعمیل اور ہادی اعظمؐ کے اتباع میں ہم بھی نیک کام کریں ' نیک کام کرنے والوں کے ساتھ تعاون کریں اور نیکی تک پہنچنے کے لئے لوگوں کے دکھ درد بانٹنے ' انہیں فائدہ پہنچانے ' ان کے کام سنوارنے میں ہمہ تن مصروف رہیں۔ اپنا وقت ' اپنی دولت ' اپنی قوت ' اپنی فراست ان کے لئے وقف کر دیں۔ اپنے اخلاق و اعمال کی اصلاح وتہذیب کے بعد دوسروں کو بھی نیکی کرنے کی دعوت دیں کیونکہ لوگوں کی بہترین خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں آخرت کے لئے تیار کیا جائے ' ان کے اندر نیکو کاری کی روح پھونک دی جائے۔

اللہ کریم ہمیں نیکی کرنے اور اپنے اعمالنامہ کو نیکیوں سے بھرنے کی پوری توفیق دے۔ آمین

آئندہ ابواب میں ہم چند بنیادی نیک اخلاق و اعمال کا ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ !

حوالہ جات

۱۔ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (البقرہ : ٦٢) وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

البَقره : ۸۲) ۲۔ لَیسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ (البَقره : ۱۷۷) ۳۔ وَ الۡكٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ (اٰلِ عِمۡران : ۱۳۴) ۴۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ لَایُصِیۡبُهُمۡ ظَمَاٌ وَّلَانَصَبٌ وَّ لَا مَخۡمَصَةٌ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ... اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ (التَّوبه : ۱۲۰) ۵ ۔ قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ .... وَ اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰهُ .... (الاحقاف : ۱۵) ۶۔ وَ لٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ .... (بقره :۱۷۷) ۷ ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ (بَقره :۱۷۷) ۸-لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (اٰلِ عمران : ۹۲) ۹۔ فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰت (بقره : ۱۴۸) ۱۰۔ وَ یُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ وَ لَوۡكَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٌ (الحشر : ۹) ۱۱۔ وَ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی (المآئده : ۲) ۱۲۔ وَ لۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَر (ال عمران : ۱۰۴) ۱۳۔ قُمۡ فَاَنۡذِرۡ ۝ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرۡ ۝ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرۡ ۝ وَ الرُّجۡزَ فَاهۡجُرۡ ۝ وَ لَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ ۝ وَ لِرَبِّكَ فَاصۡبِرۡ (مدثر : ۲ تا ۷) ۱۴۔ مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا (انعام : ۱۶۰) ۱۵۔ وَ اِنۡ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفۡهَا وَ یُؤۡتِ مِنۡ لَّدُنۡهُ اَجۡرًا عَظِیۡمًا (نسآء : ۴۰) ۱۶۔ وَ سَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ جَنَّةٍ .... (اٰل عمران : ۱۳۳) ۱۷ ۔ وَ افۡعَلُوا الۡخَیۡرَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (الحج : ۷۷) ۱۸۔ و اللّٰهُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (اٰلِ عمران : ۱۳۴)

باب ۱۵

سچ بولو

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ہدایت کی ہے کہ وہ صداقت اور سچائی اختیار کریں اور سچے لوگوں کا ساتھ دیں، یعنی مسلمان پر واجب ہے کہ: زبان سے سچی بات کہے، دل کو حق و صداقت پر جمائے رکھے اور عملی طور پر بھی سچائی پہ قائم رہے۔ جھوٹ، کذب، افتراء سے پرہیز کرے۔ باطل عقیدے، جھوٹے نظریے، غلط قول اور ناحق فعل سے ہمیشہ بچے، کیونکہ سچائی ایک حسین، پسندیدہ، نفع آور اور غیرفانی حقیقت ہے جبکہ جھوٹ بدصورت، مکروہ، مضر اور بے بنیاد چیز ہے اگرچہ بعض اوقات انسان کو سچ بولنا وقتی طور پر بظاہر نقصان دہ معلوم ہوتا ہے اور جھوٹ فائدہ مند، لیکن انجام کار جھوٹ، نقصان پہنچاتا ہے اور سچ فائدہ، اس لئے ایک دانشمند آدمی عارضی فائدوں کے بجائے غیر فانی قدروں اور بہتر انجام پر نظر رکھتا ہے اور سچ کو شعار بناتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حیات انسانی کا امتحان اسی بات میں مضمر ہے کہ جھوٹ اور فریب میں نقد فائدہ اور کشش ڈال دی گئی ہے جبکہ راستبازی میں ذرا کڑواہٹ اور دِقت پیش آتی ہے، نفس کُشی کی ضرورت پڑتی ہے جو عموماً انسان کو گوارا نہیں لیکن نیکی کمانے اور پائدار اجر حاصل کرنے کے لئے یقیناً کچھ قربانی اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ جو شخص صبر و استقامت سے حق گوئی پر قائم رہے وہ آخر کار نفع کا سودا کرتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ انسان کو صدق وسچائی کی خوبی سے متصف ہونا چاہئے اور جھوٹ کے قریب نہ پھٹکنا چاہئے، لیکن عام مشاہدہ یہ ہے کہ بعض لوگ بعض اوقات جھوٹ بولتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر دنیاوی مقاصد حاصل نہیں ہوتے، مگر یاد رکھئے اس سے بڑا کوئی دھوکہ نہیں کیونکہ دین و دنیا کی فلاح صرف اور صرف صداقت کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔

سچ کی فضیلت

سچائی کی فضیلت یہ ہے کہ:

اللہ پاک سچا ہے: انسان کا خالق و حاکم سچا ہے اور صدق و سچائی میں اس کا مقام و مرتبہ بعید بلند ہے۔ اس کی ہر بات سچی ہے، چونکہ خالق کائنات سچ بولتا ہے اس لئے مخلوق میں سے اسے وہی لوگ پسند ہیں جو سچ بولتے ہوں۔ لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ اپنے آقا و مولیٰ کے حکم کی تعمیل میں سچ بولے اور اپنے اندر، اپنے رب کی صفت کا پرتوَ پیدا کرنے کی سعی کرے۔

انبیاء کرام علیہم السلام سچے ہیں: اللہ پاک کے دنیا میں جو انبیاءؑ مبعوث ہوئے وہ سب کے سب سچے تھے اور سچ کی تعلیم دیتے تھے، اس لئے انہیں تسلیم کرنے کا مطلب یہی ہے کہ ان کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور زندگی میں سچائی کو اوڑھنا بچھونا بنایا جائے۔

خاتم النبیینؐ سچے ہیں: سیدالانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں، ہمیشہ سچ بولتے تھے بلکہ مجسمہ صداقت تھے اور انہیںؐ اپنی صداقت شعاری کے باعث اہل مکہ کی طرف سے صادقؐ کا لقب مل چکا تھا، چنانچہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اپنے ہادیؐ و مرشدؐ کے اتباع میں سچ بولے اور صداقت کو ہی جزو ایمان بنائے، جس خوئے مبارک کو محبوبؐ خدا نے اختیار کر رکھا ہو، اور اس کی تلقین بھی فرمائی ہو وہ خو کتنی مبارک اور سعید ہے، کتنی نافع اور مفید ہے۔ اس کا اندازہ ممکن ہی نہیں چنانچہ جو لوگ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرتے ہیں ان پر واجب ہے کہ آقاؐ کی ایک ایک ادا کو حرزِ جاں بنائیں اور حق و صداقت کو اختیار کریں۔

Marfat.com

سچ بولنے والوں کی صفات

سچ بولنے والوں کی اہم صفات یہ ہیں : ۶

☆ وہ اللہ ' اس کے فرشتوں ' آسمانی صحیفوں ' پیغمبروںؑ ' اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ یہ کائنات اور ہماری زندگی سے متعلق بنیادی صداقتیں ہیں ' ان سے بڑھ کر کوئی سچائی نہیں۔

☆ اللہ کی خوشنودی کی خاطر رشتہ داروں ' یتیموں ' محتاجوں ' مسافروں ' سائلوں اور قیدیوں کی (رہائی کے لئے) مالی معاونت کرتے ہیں ۔ گویا سچے لوگ جذبہ ایثار و ہمدردی سے سرشار ' دولت کے بجائے ' ضرورتمند بھائیوں سے محبت کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ دولت کے انبار لگانے کے بجائے اسے ناداروں میں تقسیم کر دینے سے بڑھ کر اور سچائی کیا ہو سکتی ہے ' کیونکہ دولت ایک فانی شے ہے مگر جب اسے اللہ کی رضا جوئی کے لئے خرچ کیا جائے تو یہ غیر فانی بن جاتی ہے اور دائمی ثواب آخرت کی شکل اختیار کر لیتی ہے ۔

☆ نماز پڑھتے ہیں ' زکوٰۃ دیتے ہیں اور عہد پورا کرتے ہیں ' کیونکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی قابل قدر سچائیاں ہیں۔

☆ ابتلا میں ' تنگی میں ' پریشانی کے عالم میں ثابت قدم رہتے ہیں اور گھبرا کر حق کا ساتھ نہیں چھوڑ دیتے کیونکہ پریشانی تو ایک عارضی کیفیت کا نام ہے جبکہ حق پر استقامت ایمان افروز اور سکون بخش صداقت ہے ۔

المختصر سچ بولنے والوں کی بڑی بڑی دو خوبیاں ہیں :

اول : اللہ پر ایمان رکھتے ہیں ' اور

دوم : اس کے رسولوںؑ کو مانتے ہیں ۔ ۷

ان دونوں خوبیوں کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کو اپنا خالق و معبود مانتے اور اس نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے جو ہدایات و تعلیمات بھیجی ہیں انہیں تسلیم کر کے ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں ۔

Marfat.com

سچ بولنے کے فائدے

سچ بولنے کے فوائد حسب ذیل ہیں :

۱۔ سچ بولنے والا شخص ہی متقی ہوتا ہے کیونکہ سچ بولنے کے نتیجہ میں اس کی سب برائیاں دور ہو جاتی ہیں اور محاسن اخلاق پیدا ہوتے ہیں ' اس کی وجہ یہ ہے کہ سچ بولنے والا اپنے بُرے اعمال پر پردہ نہیں ڈال سکتا اس لئے وہ برے اعمال کرتا ہی نہیں ' اس کے برعکس جھوٹ بولنے والا پرہیز گار اور متقی ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ برائی کرتا جائیگا اور جھوٹ بول کر اسے چھپاتا جائیگا۔

۲۔ دنیوی زندگی (کے امتحان) میں جو لوگ سچ بولتے رہیں گے انہیں سچائی کی روش اختیار کئے رکھنے کے عوض آخرت میں بڑی عمدہ جزا ملے گی۔

۳۔ قیامت کے دن سچ بولنے والوں کا سچ کام آئے گا اور جھوٹ بولنے والے سخت پشیمان ہوں گے ۔کیونکہ سچ ہی قابل قدر اور پائدار حقیقت ہے جبکہ جھوٹ بے وقعت اور قابل نفرین خصلت ہے۔

۴۔ جنت کا مستحق وہ شخص ہو گا جو دیگر صفات کے علاوہ سچ بولنے والا ہو ' اس کی مغفرت ہو گی اور اجر عظیم پائیگا۔

۵۔ جو شخص سچ بولنے والا ہو وہ فضیلت میں اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے جسے صدیق کہا جاتا ہے اور یہ نبوت کے بعد انسانیت کا بلند ترین درجۂ کمال ہے۔

۶۔ جھوٹ منافقت کا جزو ہے ' کیونکہ صداقت کا الٹ منافقت ہے : دل میں کچھ ' زباں پہ کچھ ' لہٰذا جھوٹ سے پورے طور پر بچنا چاہیئے مبادا انسان جھوٹ بولتا بولتا منافقت کے زمرہ میں جا داخل ہو۔

عام روش

گزشتہ اوراق میں یہ بات تفصیل سے بیان کی گئی ہے کہ اللہ نے اہل ایمان کو سچ بولنے کی ہدایت فرمائی ہے ' سچ بولنا محاسن اخلاق کی اساس ہے ' اس کے بے شمار فضائل و فوائد ہیں اور دنیا و آخرت میں وہی شخص کامیاب و با مراد ہوتا ہے جو سچائی کو شعار بناتا ہے لیکن اس کے باوجود عام زندگی میں ' روز مرہ معمولات کے دوران ' بعض لوگ نقد اور فوری فائدے حاصل کرنے کے لئے ' بعض اوقات سچ کو چھوڑ کر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں - اپنے عیب چھپانے کے لئے ' غلطی اور جرم پر پردہ ڈالنے کے لئے ' دوسروں کا حق مارنے کے لئے جھوٹ سے کام لیتے ہیں اور یہ کہہ کر دل کو تسلی دے لیتے ہیں کہ ایسا کرنا حکمت عملی ہے ' مصلحت کا تقاضا ہے ' فراست کا مطالبہ ہے ' لیکن حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ کو کوئی بھی نام دیا جائے وہ جھوٹ ہی رہتا ہے اور فریب کے لبادہ میں لپٹی ہوئی حکمت ' مصلحت یا فراست کبھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی کیونکہ جھوٹ کی ہنڈیا چورا ہے میں پھوٹتی ہے اور حاصل کردہ سارے فائدے مٹی میں مل جاتے ہیں اور شرمندگی الگ اٹھانا پڑتی ہے ' جبکہ سانچ کو کبھی آنچ نہیں آتی ' اور سچ بولنے والا عزت بھی پاتا ہے اور دینی و دنیوی فائدے بھی -

چنانچہ انسان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ جن نقد فائدوں کی خاطر انسان جھوٹ جیسے مکروہ فعل کا مرتکب ہوتا ہے وہ بالکل ناپائدار ہوتے ہیں ' مگر چونکہ انسان کے نفس میں حرص اور بخل ڈال دیا گیا ہے[14] ' دوسروں سے جلنے اور حسد کرنے کا جذبہ رکھ دیا گیا ہے[15] ' کبر اور خودنمائی کی تمنا جاگزین کی گئی ہے[16] اور مختلف النوع برائیوں کی جڑ "نفسِ اَمّارہ" خود موجود ہے[17] اس لئے انسان نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر ' حرص اور بخل کی عادت پوری کرنے کے لئے ' بعض اوقات جھوٹ جیسی مکروہ بلت کا سہارا لیتا ہے اور کبھی خود پسندی اور خود ستائی کی تسکین تمنا کے

Marfat.com

لئے جھوٹ بولتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس پر قابو پائے ' فضول و ناپسندیدہ جذبات و خواہشات کی خاطر سچ گوئی جیسی حسین صفت کو قربان نہ کرے اور جھوٹ سے پرہیز کرے ۔

غرض ' انسان کو چاہیئے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے سامنے خواہشاتِ نفس کو پرِکاہ جتنی اہمیت نہ دے ' یہ بات سچ ہے کہ احکامِ اسلام کی تعمیل میں یقیناً نفس پر جبر کرنا پڑتا ہے اور ناحق و ناروا باتوں سے رکنا پڑتا ہے اس لئے انسان کو یہ بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جھوٹ بولنے میں بظاہر جو لذت ' کشش یا فائدہ ' نظر آتا ہے وہ قطعی بے بنیاد ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی شخص ایک مرتبہ جھوٹ بولتا ہے تو اس جھوٹ کو چھپانے کے لئے کئی جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے اور یوں اپنے گرد جھوٹ کا ایک ایسا جال بُن لیتا ہے جس میں سے نکلنا محال ہو جاتا ہے ۔

لہٰذا ایک مسلمان کو چاہیئے کہ وہ جھوٹ ترک کر دے اور سچ کو اپنا شعار اور معمول بنا کر' پاکیزہ اور صاف زندگی بسر کرے :

سچ کہو گے تو تم رہو گے شاد [۱۸]
فکر سے پاک ' رنج سے آزاد
جس کو سچ بولنے کی عادت ہے
وہ بڑا نیک با سعادت ہے
سچ ہے سارے معاملوں کی جان
سچ سے رہتا ہے دل کو اطمینان

اللہ پاک ہماری گذشتہ کوتاہیوں کو معاف فرمائے ' ہمیں سچ بولنے اور صداقت شعاری کو اپنا معمول حیات بنانے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

نیکی اور نیک عملی کی ایک شاخ ہے : امانت و دیانتداری ' چنانچہ اب ہم اس کی فضیلت بیان کرتے ہیں :

Marfat.com

امانت و دیانتداری اختیار کرو

اہل ایمان کا فرض ہے کہ زندگی کے سارے امور و معاملات میں امانت و دیانتداری کی روش اختیار کریں ' اس سے مراد صرف یہ نہیں کہ اپنے پاس لوگوں کی رکھی ہوئی امانتیں واپس لوٹا دی جائیں بلکہ امانتداری کا مفہوم بہت وسیع ہے ' اس میں وہ تمام حقوق و فرائض شامل ہیں جو از روئے اسلام کسی شخص پر واجب ہوں اور وہ سب ذمہ داریاں جو اس کی مختلف حیثیتوں سے اس کے سپرد ہوں - تمام واجبات پوری دیانتداری اور مستعدی سے ادا کرنا ہی امانتوں کے لوٹانے کے مترادف ہے - چنانچہ اگر اس زاویہ سے دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ امانت کے مختلف معانی حسب ذیل ہیں :

امانت کے مختلف معانی

۱ - انسان کے ذمہ سب سے پہلی امانت تو وہ ہے جو اللہ نے خلافت کی شکل میں اس کے حوالہ کی ہے اور اس حیثیت سے انسان نے اطاعت الٰہی کی ذمہ داری قبول کی ہے ' چنانچہ اس امانت کے لوٹانے کا یہ مطلب ہے کہ انسان اللہ کی فرمانبرداری کا پورا حق ادا کرے -

۲ - ایک آدمی کی جو عمرانی ' اخلاقی ' تمدنی اور عائلی ذمہ داریاں ہیں وہ بھی اس کے پاس دوسروں کی امانت ہیں ' لہٰذا اس پر بحیثیت بیٹا ' باپ ' بھائی ' شوہر ' شہری ' حاکم ' اجیر ' آجر ' ملازم ' تاجر ' کلرک ' افسر ' ڈاکٹر ' وکیل وغیرہ جو فرائض واجب ہوتے ہیں انہیں دیانتداری سے ادا کرے -

۳ - اگر اسے کسی کا بھید معلوم ہو ' کسی راز سے آگاہ ہو تو اسے چھپائے ' پردے میں رکھے ' اگر کوئی شخص کسی نجی کام میں مشورہ طلب کرے تو اسے پوشیدہ رکھے -

Marfat.com

۴ ۔ کسی دفتر، دکان، کارخانہ، کھیت یا ادارہ میں ملازم ہو تو وہاں پوری جانفشانی سے کام کرنا اور طے شدہ شرائط کے مطابق فرائض انجام دینا بھی امانت لوٹانے کے مترادف ہے۔

۵ ۔ کاروبار کے سلسلہ میں امانتداری کا تقاضا یہ ہے کہ سودا ناپ اور تول کے لحاظ سے پورا پورا دیا جائے[۱۹] اور دوسروں کی اپنے پاس موجود مالی امانتیں جوں کی توں واپس کی جائیں۔

۶ ۔ جس کے پاس دین کا جتنا علم ہے وہ اس کے پاس ان لوگوں کی امانت ہے جن کے پاس وہ علم نہیں ہے لہٰذا یہ امانت ان کو لوٹانا واجب ہے۔ گویا تبلیغ دین امانت لوٹانے کی ایک شکل ہے۔

امانت و دیانتداری کے فضائل

امانتداری کی فضیلت اور اہمیت ان باتوں سے واضح ہو جاتی ہے:

۱ ۔ سچے مسلمانوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی امانتوں اور وعدوں کا لحاظ کرتے ہیں[۲۰]، اس لئے ہر مسلمان کو اپنے اندر یہ خوبی پیدا کرنی چاہیئے تاکہ وہ حقیقی مسلمان بن جائے۔ گویا جو امانتدار نہیں وہ سچا مسلمان نہیں۔

۲ ۔ جو لوگ اپنی امانتوں کی پاسبانی کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ فلاح پانے کی خوشخبری سناتے ہیں[۲۱]، چنانچہ وہ دنیوی زندگی میں بھی کامیاب و کامران رہیں گے اور آخرت میں بھی۔

۳ ۔ جو لوگ اپنی امانتوں کا لحاظ کرتے ہیں اللہ انہیں جنت میں عزت کی جگہ دے[۲۲] گا، اور چونکہ جنت ایک مسلمان کی منزل مراد ہے اس لئے اسے چاہیئے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو لوٹا دے تاکہ وہ بامراد ہو جائے۔

Marfat.com

نبیؐ رحمت ' پیکر امانت و دیانت

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تمام بنی آدم میں سب سے زیادہ امانتدار اور دیانتدار تھے ' یہی وجہ ہے کہ آپؐ اپنے معاملات اور لین دین میں کمال درجہ امانتدار تھے ' لوگ جو کچھ آپؐ کی حفاظت میں دیتے انہیں عندالطلب جوں کا توں لوٹا دیتے - یہ بات بھی قابل تحسین ہے کہ نبیؐ آخرالزمان نے اپنے وہ سارے فرائض بحسن و خوبی سرانجام دیئے جو بحیثیت پیغمبرؐ اسلام آپؐ کے سپرد کیے گئے تھے یعنی دین کی امانت لوگوں تک اس طرح لوٹائی کہ تاریخ انسانیت کے مبارک ترین عہد کے ' نیک ترین افراد نے ' جبل رحمت کے دامن میں ' خطبہ حجتہ الوداع کے بعد ' یک زبان ہو کر گواہی دی کہ بے شک آپؐ نے ہم تک دین کی امانت پہنچانے کی ذمہ داری کماحقہٗ ادا فرما دی -

لٰہذا ایک مسلمان کے لئے یہ بات باعث شرف ہے کہ وہ رسول امینؐ کے اتباع میں اپنے اندر یہ خوبی پیدا کرے اور اس کے پاس دوسروں کی جو امانتیں ہوں ان کے جو حقوق ہوں انہیں بطریق احسن ادا کرے ' اور جانتے بوجھتے ہوئے کسی طور بھی ان میں غفلت یا تساہل کے ذریعہ خیانت کا مرتکب نہ ہو - ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ بددیانتی خسارہ اور بربادی کا باعث بنتی ہے جبکہ امانتداری نفع اور برکت کا باعث ' اس لئے ہر مسلمان کو اپنے محبوب آقا صادقؐ و امینؐ کے اتباع میں امانتداری کو اختیار کرنا چاہیئے تاکہ اس سے اس کا خالق اور ہادیؐ دونوں خوش ہو جائیں ' اس کے برعکس جو لوگ زندگی میں امانتداری کو شعار نہیں بنائیں گے بلکہ خیانت کے مرتکب ہوں گے وہ سچے مسلمان نہیں بن سکتے اور نہ وہ جنت میں عزت کی جگہ پائینگے ' اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان داری اور دیانتداری کی توفیق عطا فرمائے - آمین

اب ہم نیک عملی اور نیکو کاری کے چند مزید پہلو بیان کرتے ہیں :

Marfat.com

عہد کی پابندی کرو

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے عہد کی پابندی کرو کیونکہ قیامت کے روز لوگوں سے اس کی جواب طلبی ہو گی : ان سے پوچھا جائیگا کہ عہد پورا کیا یا نہیں ۔[۲۳]

عہد کی اقسام

عہد دو طرح کے ہیں :

ایک وہ ، جو انسان نے صبح ازل ہی اللہ تعالیٰ سے باندھا تھا[۲۴] ، جب انسانی روحوں سے اللہ نے استفہامیہ انداز میں یہ اقرار کرا لیا تھا کہ کیا وہ ان کا رب نہیں ہے ؟ تو انہوں نے تسلیم کیا تھا کہ بیشک وہی ان کا رب[۲۵] ہے ، اس اقرار کی رو سے ہر انسان پر واجب ہو گیا کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور اس کے سوا کسی کو اپنا خالق ، حاکم اور معبود نہیں مانے گا ، اور اس عہد کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہو گا کہ اس کی پابندی کس حد تک کی گئی ۔

بات سیدھی ہے کہ جب ایک شخص دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے اور اللہ پر ایمان لاتا ہے تو گویا اللہ سے ایک عہد باندھتا ہے کہ اس کی اطاعت میں وہ اپنا سب کچھ کھپا دے گا : اپنی جان ، اپنی دولت ، اپنی ہر متاع خرچ کرنے میں کوئی دریغ نہ کرے گا اور اس قیمت کے عوض اللہ تعالیٰ مومنوں کو جنت عطا فرمائے گا[۲۶]۔

ظاہر ہے کہ اتنی گرانقدر نعمت حاصل کرنے کے لئے اہل ایمان کو جتنی بڑی قیمت بھی ادا کرنی پڑے ، تھوڑی ہے ، خصوصاً جب حقیقت یہ ہو کہ انسان کے پاس جو کچھ ہے وہ سب اللہ ہی کا عطا کردہ ہے اور وہ اپنی ہی شے واپس لے کر جنت جیسی عظیم نعمت عطا کر دے تو اس کا بڑا احسان ہے لہٰذا ایک مومن جنت

حاصل کرنے کے عوض جان و مال دینے کا جو عہد کرتا ہے اسے پورا نبھانا چاہیئے اور ایک دانشمند شخص کبھی اس عہد کو نہیں توڑتا[۲۷] کیونکہ عہد شکنی کا نتیجہ بالکل واضح ہے۔

دوسرا عہد وہ ہے جو ایک انسان دوسرے فرد یا افراد سے باندھتا ہے اور روز مرہ زندگی میں مختلف حیثیتوں سے معاملات طے کرتے وقت جو وعدہ کرتا ہے اسلامی معاشرہ کا ایک ذمہ دار رکن ہونے کے ناطے اس پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں، جو ذمہ داریاں واجب ہوتی ہیں وہ بھی ایک طرح کے معاہدے ہیں جو اسے کماحقہ بطریق احسن، پوری مستعدی سے نبھانے چاہئیں۔

دو آدمیوں کے درمیان ہونے والے عہد کی شکل اس سودے کی مانند ہے جو ایک دکاندار اور گاہک کے درمیان طے پاتا ہے، اور جب دکاندار شے کی پوری قیمت وصول کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس کے عوض پورا پورا سودا دے، یعنی: اگر پیمانے سے ناپ کر دے تو پورا بھر کر دے اور اگر تول کر دے تو ٹھیک ترازو سے تولے، اور یہی احسن طریقہ ہے کیونکہ انجام کے لحاظ سے یہ بہتر ہے[۲۸]۔ اگرچہ بظاہر ناپ اور تول میں کمی کر دینے سے دکاندار کو کچھ فائدہ نظر آتا ہے، اسی طرح عہد شکنی کرنے والے کو ممکن ہے کچھ فائدہ دکھائی دے لیکن درحقیقت عہد کو نبھانے میں ہی فائدہ ہے۔

ایفائے عہد کی ضرورت وفضیلت

عہد کی پابندی کے فضائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی صفات مقدسہ میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرتا ہے: کبھی اس کے خلاف نہیں کرتا اور نہ کرے گا[۲۹]، کیونکہ اس سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے[۳۰]؟ چنانچہ جس طرح اللہ اپنا وعدہ پورا کرتا ہے، اسی طرح اس کے بندوں کو بھی چاہیئے کہ اپنے اندر اللہ کی اس صفت کا عکس پیدا کریں اور اس کے حکم کی اطاعت میں اللہ اور بندوں کے ساتھ جو بھی

Marfat.com

عہد کریں اس کی پابندی کریں -
۲ - نیک لوگوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہیں[۲۱]، اس لئے نیک لوگوں میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر یہ خوبی پیدا کرے، جو شخص اپنا عہد پورا نہیں کرتا وہ نیکوں میں شمار نہیں ہو سکتا -
۳ - کامل ایمان والے مسلمان وہ ہیں جو (اپنی امانتوں اور) اپنے عہدوں کا پاس کرتے ہیں[۲۲]، یہی لوگ جنت میں جائینگے اور اچھا انجام پائیں گے، چنانچہ انسان کو اپنا ایمان مکمل کرنے اور جنت کا مستحق بننے کے لئے ضروری ہے کہ اپنا عہد پورا کرے -
۴ - وعدہ کی پابندی کرنے والے لوگ متقی کہلوانے کے حق دار ہیں، جنہیں اللہ پسند کرتا ہے -

بدعہدی کا انجام

اگر کوئی شخص اپنے معاہدوں کو پورا نہ کرے تو وہ نہ صرف دنیا میں ذلیل و خوار ہوتا ہے، اور لوگوں کے نزدیک وعدہ خلاف، بے اعتبار، جھوٹا اور مکار سمجھا جاتا ہے بلکہ آخرت میں بھی جب اللہ کے دربار میں اس سے باز پرس ہو گی تو وہ سخت پریشان و پشیمان ہو گا اور سزا کا مستوجب ٹھہرے گا، لیکن وہاں نہ کوئی اس کا پرسان حال ہوگا اور نہ مددگار -

چنانچہ انسان پر واجب ہے کہ دنیا میں عزت پانے اور آخرت میں نجات حاصل کرنے کے لئے اپنے خالق کے حکم کی تعمیل میں اپنے عہد پورے کیا کرے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ، جو اطاعت شعاری کا، اور لوگوں کے ساتھ اخلاقی، عمرانی اور کاروباری لین دین کے ضمن میں جو عہد باندھے ہیں ان سب کی پابندی کرے اللہ کریم ہمیں اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی اطاعت میں جو بھول چوک ہو گئی ہو اسے معاف کرے - آمین

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التّوبہ : ۱۱۹) ۲۔ صَدَقَ اللّٰہُ (اٰلِ عمران : ۹۵) ۳۔ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا (نِسَآء : ۸۷) ۴۔ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (یٰسٓ : ۵۲) ۵۔ وَ صَدَقَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ (اَحزاب : ۲۲) ۶۔ وَ لٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ .... اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا (بقرة : ۱۷۷) ۷۔ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ (حدید : ۱۹) ۸۔ وَ صَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (زُمَر : ۳۳) ۹۔ لِیَجْزِیَ اللّٰہُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِھِمْ (الاَحزاب : ۲۴) ۱۰۔ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ (مائدہ : ۱۱۹) ۱۱۔ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ .. اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (احزاب : ۳۵) ۱۲۔ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ (نِسَآء : ۶۹) ۱۳۔ لِیَجْزِیَ اللّٰہُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِھِمْ وَ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ .... (اَحزاب : ۲۴) ۱۴۔ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ (نِسَآء : ۱۲۸) ۱۵ ۔ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ (البقرة : ۱۰۹) ۱۶۔ لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ (فُرقان : ۲۱) ۱۷۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ (یُوسف : ۵۳) ۱۸۔ مولانا اسمٰعیل میرٹھی ۱۹۔ وَ اَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَاکِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (بنی اسرائیل : ۳۵) وَ اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ

(رحمٰن : ۹) ۲۰۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ .... وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَ مٰنٰتِهِمْ وَ

عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (مؤمنون : ۸) ۲۱۔ اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا

خٰلِدُوْنَ (مؤمنون : ۱۱) ۲۲۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ

تَخُوْنُوْا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (انفال : ۲۷) ۲۳۔ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ

كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل : ۳۴) ۲۴۔ وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا (انعام : ۱۵۲)

۲۵۔ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا (اعراف :

۱۷۲) ۲۶۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

(التوبہ : ۱۱۱) ۲۷۔ اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ (الرعد

: ۲۰) ۲۸۔ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ

اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (بنی اسرائیل : ۳۵) ۲۹۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (اٰل عمران

: ۹) فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ (بقرہ : ۸۰) ۳۰۔ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ

(توبہ : ۱۱۱) ۳۱۔ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا (بقرہ : ۱۷۷) ۳۲۔ وَ

الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (مؤمنون : ۸) ۳۳۔ فَاَتِمُّوْا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ

اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (توبہ : ۴)

Marfat.com

باب ۱۶

عدل کرو

عدل کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ زندگی کے معاملات میں، عدل و انصاف سے کام لیں، یعنی: نہ کسی کا حق ماریں اور نہ کسی سے بے جا جانبداری کریں، بلکہ زندگی بھر اپنے رویہ کی بنیاد میزان عدل پر استوار کریں، افراط و تفریط سے بچ کر، اعتدال کی راہ اختیار کریں اور عدل کو نہ صرف شعار بنائیں بلکہ انصاف کے علمبردار بنیں، یعنی: دنیا سے ظلم و عدوان اور جبر و استبداد مٹا کر، عدل کا جھنڈا گاڑیں، جس مقام پر کوئی گواہی دینی پڑے یا فیصلہ کرنا ہو وہاں اللہ کی رضا جوئی کی خاطر صرف حق کا ساتھ دیں، خواہ یہ گواہی یا فیصلہ، کسی گہرے دوست، کسی قریبی عزیز، یا شفیق والدین کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، انصاف کا دامن ہرگز ہاتھ سے نہ چھٹنا چاہئے اور کسی قسم کی نفسانی خواہش یا محبت، انصاف کرنے سے نہ روکے۔

عدل کی فضیلت و اہمیت

زندگی کے عام معاملات میں، عدل و انصاف اختیار کرنے کی مسلمانوں کو خصوصی ہدایت کی گئی ہے جیسا کہ درج ذیل احکامات سے معلوم ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ عادل ہے: ہمارے خالق کی بے شمار صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ عدل کرنیوالا ہے اس کا قول بھی سچ ہے اور فیصلہ بھی، اللہ کریم وہ بات کہتا ہے جو مبنی بر حقیقت ہے، وہ لوگوں کو صحیح طریقہ اور سیدھے راستے کی ہدایت

Marfat.com

فرماتا ہے۔[۳] عدل کے لئے قرآن مجید میں " قسط " کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے اور اللہ نے فرمایا ہے کہ سارا نظام کائنات عدل و قسط پر قائم ہے۔[۴]

ناپ تول میں عدل : ہمارے عادل و حاکم رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ناپ اور تول میں پورا پورا انصاف کرو[۵]، یعنی جب کسی سے معاوضہ لے کر کوئی خدمت انجام دو، یا قیمت وصول کر کے کوئی شے دو تو پوری پوری دو۔ اس میں ہرگز کمی بیشی یا خیانت نہ کرو۔

یتیموں کے معاملہ میں عدل : یتیموں کے حق میں انصاف کو پیش نظر رکھنا چاہئے[۶] کیونکہ لوگوں کا رویّہ یہ ہو سکتا ہے کہ انہیں کمزور اور مجبور سمجھ کر ان سے ناجائز فائدہ اٹھالیں یا ان پر ظلم کریں، لہٰذا ان کے معاملہ میں خاص طور پر محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔

گواہی میں عدل : بعض اوقات انسان کو اپنے کسی رشتہ دار یا دوست کے مقدمہ میں گواہی دینی پڑے تو وہ حق و انصاف کا دامن چھوڑ دیتا ہے اور اپنے قرابتدار کی خاطر، جانبداری سے کام لیتے ہوئے، حقیقت کے خلاف گواہی دے دیتا ہے۔ لیکن مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ خواہ رشتہ دار کتنا قریبی ہو، گواہی ہر حال میں عدل و انصاف کے مطابق ہی دینی چاہئے۔[۷]

ذاتی معاملہ میں عدل : اہل ایمان کو ہدایت کی گئی ہے کہ ہر صورت میں انصاف کا ساتھ دو خواہ بظاہر اس سے تمہارا اپنا یا ماں باپ کا، یا رشتہ داروں کا نقصان ہوتا نظر آئے۔[۸] اگر رشتہ دار دولتمند ہو تو اس کی امارت کے رعب میں اس کی طرفداری نہ کرو، اور اگر مفلس و نادار ہے تو اس کی بیچارگی کے باعث، جذبہ رحم کے تحت اس کی جانبداری نہ کرو، یا اسے کمزور سمجھ کر، اس کے خلاف گواہی نہ دو۔

اس سلسلے میں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے زعم میں، کسی دوست یا عزیز کی خاطر اس لئے غلط گواہی دیتا ہے کہ اسے فائدہ پہنچ جائے تو وہ

Marfat.com

غلط فہمی میں مبتلا ہے کیونکہ اس کے مفادات کا محافظ اللہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا ' فریق مقدمہ خواہ صاحب ثروت ہو خواہ مفلس ' درحقیقت اس کی ہمہ جہتی فلاح و بہبود ' اور انجام کار خیر و صلاح کا نگران ' خود اللہ تعالٰی ہے ۔ وہ غلط گواہی دینے والے سے زیادہ اس کا بھی خواہ ہے ' اس لئے خلاف حقیقت ' ناروا یا عدل و انصاف سے ہٹ کر ' کسی کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کبھی بار آور نہیں ہو سکتی ' بلکہ در اصل اسے نقصان پہنچانے کے مترادف ہوتی ہے کیونکہ اگر اس کے قبیح فعل کے نتیجہ میں ' فیصلہ اس کے خلاف ہو جائے تو بہتر ہے کہ وہ اس فیصلہ کا سامنا کرے تاکہ :

اول : اسے آئندہ کے لئے تنبیہ ہو جائے اور وہ اپنا کردار درست کر لے '

دوم : سزا پاکر اس کا اپنا باطن اور ضمیر مطمئن ہو جائے '

سوم : اللہ اسے ملنے والی سزا قبول فرما کر اس کی خطا کو مٹا دے ' اور اس کا انجام آخرت بہتر بنا دے ۔

حکومت و سلطنت کی اساس : عدل و انصاف کسی حکومت و ریاست کی بنیاد ہے کیونکہ اس کا استحکام ' عدل کا ہی مرہون ہوتا ہے ۔ اگر عدل غائب ہو تو ظلم فروغ پاتا ہے اور سلطنت کی چولیں ہل جاتی ہیں ' چنانچہ ہر حاکم اور صاحب اختیار پر واجب ہے کہ وہ جب بھی کوئی فیصلہ کرے تو انصاف کے ساتھ کرے ' رشوت لے کر یا سفارش قبول کر کے ' بے انصافی کا مرتکب نہ ہو کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اللہ کے ہاں اس کی باز پرس ہو گی ۔

قیام عدل کی سنہری مثالیں

ایک عام مسلمان کے لئے ' روز مرہ زندگی میں عدل سے کام لینے ' اور ایک حاکم کے لئے میزان عدل قائم رکھنے کے لئے ' ہمارے سامنے اللہ کے محبوب ترین

Marfat.com

بندے ' رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زریں مثال موجود ہے ' آپؐ اپنے ذاتی معاملات میں تو عفو و کرم کا بے نظیر پیکر تھے لیکن دینی اور معاشرتی معاملات میں ہمیشہ عدل روا رکھتے تھے ۔ ایک مرتبہ آپؐ کے عہد مبارک میں ایک عورت نے چوری کی ' جس کا نام فاطمہ تھا ' اس کا تعلق بڑے معزز اور ذی رسوخ گھرانے سے تھا ' لہٰذا لوگوں نے حضرت اسامہؓ کو (جن سے نبی کریمؐ بہت پیار فرماتے تھے) آپؐ کی خدمت اقدس میں سفارش کے لئے بھیجا ' آپؐ نے فرمایا : کیا تم اللہ کی حدود میں سفارش کرتے ہو ؟ سنو! اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی ایسا کرتی تو میں یہی حد جاری کر دیتا ' یہ ہے حضورؐ کا رویّہ مبارک عدل کے سلسلے میں ' جبکہ بعض لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب عدل کی زد اپنوں پر پڑتی ہے تو نہ صرف عدل سے منہ موڑ لیتے ہیں بلکہ ہر وہ کوشش کر گزرتے ہیں جو عادلانہ فیصلہ کو متاثر کرکے ان کے مفادات کو تحفظ دے سکے ۔

خلیفہ اول حضرت صدیق اکبرؓ نے ' خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے وقت ' سب سے پہلے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں اعلان کیا کہ : تم میں سب سے قوی ' میرے لئے ضعیف ہے جب تک کہ اس سے مظلوم کا حق نہ لے دوں ' اور تم میں سب سے ضعیف میرے لئے قوی ہے جب تک مَیں اس مظلوم کا حق نہ لے دوں ' جبکہ دور حاضر میں بعض حاکموں کے لئے ظالم قوی ہے اور مظلوم ضعیف ' کیونکہ ظالم مختلف طریقوں اور ہتھکنڈوں مثلاً رشوت ' سفارش ' رسوخ یا دھمکی کے ذریعہ منصفین کے فیصلوں پر اثرانداز ہوتے ہیں اور مظلوم اپنی کمزوری اور بے بسی کے باعث اپنے حقوق حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں ۔

خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ' سب سے نمایاں پہلو عدل اور نظام عدل کا قیام ہے ۔ چھوٹے بڑے ' امیر غریب ' اپنے پرائے ' سب کے لئے ایک ہی قانون تھا اور کوئی کمزور سے کمزور شخص بھی عدل سے محروم نہ تھا ۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ خود قاضی مدینہ ' حضرت زید بن ثابتؓ کی عدالت

Marfat.com

میں ' مدعا علیہ کی حیثیت سے گئے تو قاضی نے تعظیم کی خاطر جگہ خالی کر دی ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا " اس مقدمہ میں تم نے یہ پہلی ناانصافی کی ہے " یہ کہہ کر آپؓ فریق مقابل کے برابر بیٹھ گئے ۔ آپؓ نے عام اعلان کر رکھا تھا کہ اگر کسی شخص کو کسی حاکم کے خلاف شکایت ہو تو وہ موسم حج میں دربار خلافت میں پیش کرے ۔ چنانچہ ایک شخص نے شکایت کی کہ آپؓ کے فلاں عامل نے ' مجھے بے قصور کوڑے مارے ہیں ' حضرت عمرؓ نے شکایت کنندہ سے فرمایا کہ وہ مجمع عام میں اس عامل کو سو کوڑے مارے ۔

مختصر یہ کہ عدل ' اسلامی زندگی اور مسلم معاشرہ کی روح رواں ہے اور اخلاق حَسَنہ کی پرورش کے لئے لازمی شرط ' لیکن انسان عام طور پر محدود سے مفاد کی خاطر ' ہوا و ہوس سے مغلوب ہو کر ' انصاف کا دامن چھوڑ دیتا ہے اور بے انصافی کا مرتکب ہو جاتا ہے جس سے دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے اور خود اپنا ضمیر اسے ملامت کرتا رہتا ہے ' طرہ اس پر یہ کہ عدل کی راہ سے ہٹ کر اٹھایا جانے والا ہر قدم ' انسان کو منزل سے دور کر دیتا ہے اور ناانصافی پر مبنی ہر فیصلہ انجام کار خود کرنے والے کے لئے مضر ثابت ہوتا ہے اور بے انصافی کے ذریعہ حاصل ہونے والا فائدہ کبھی دیرپا نہیں ہوتا ' لہٰذا بہتر یہی ہے کہ عدل و انصاف کی روش اختیار کر کے انسان ضمیر کی ملامت سے بھی بچ جائے ' دائمی فائدے بھی حاصل کر لے اور اللہ کے ہاں بھی سُرخرو ہو جائے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عدل و انصاف کی روش پر چلنے کی کامل توفیق دے اور اس سلسلہ میں ہماری بھول چوک معاف فرمائے ' آمین ۔

عدل و انصاف کے ساتھ ساتھ ' اللہ عفوؐ کریم نے ' اہل ایمان کو عفو و معافی سے کام لینے کا حکم بھی دیا ہے چنانچہ اب ہم اخلاق حسنہ کے اس پہلو پر گفتگو کرتے ہیں ۔

Marfat.com

عُفو سے کام لو

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ ایک دوسرے کی غلطیوں ، کوتاہیوں اور برائیوں کو معاف کر دیا کرو اور درگزر سے کام لیا کرو ، مسلمانوں کے اندر عفو و درگزر کی صفت کو حد کمال تک پہنچانے کے لئے ایسے مختلف مواقع بتائے گئے ہیں جہاں انہیں غیظ و غضب کے بجائے تحمل اور عفوؔ سے کام لینا چاہیئے :

اہل کتاب حاسدوں سے درگزر : اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو معاف کر دو جو خود بھی اہل ایمان نہیں ہیں اور مسلمانوں کو بھی دولت ایمان سے محروم کرنے کے درپے ہیں ، محض حسد کے باعث[10]۔ ایسے لوگوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو۔

ضدی کافروں سے درگزر : ایسے لوگوں کو بھی معاف کر دو جنہیں ایمان قبول کرنے اور راہ راست پر چلنے کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں اور سیدھے راستہ کی طرف آنے سے انکار کر دیتے ہیں[11]۔

آخرت کے منکرین سے درگزر : ایسے لوگوں کو بھی معاف کر دو جو آخرت پر اور جزا و سزا کے عقیدے پر یقین نہیں رکھتے[12]۔ ان کا معاملہ بھی اللہ کے سپرد کر دو ، وہ خود ان کا بدلہ چکائے گا۔

عزت و آبرو پر حملہ آوروں سے درگزر : اہل ثروت پر واجب ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے قصور بھی معاف کر دیں جنہوں نے کسی اہل ایمان کی عزت و آبرو کو زک پہنچائی ہو کیونکہ اس طرح اللہ کریم معاف کرنے والے کی خطائیں ، معاف کر دیں گے[13]۔

Marfat.com

عفو کی اہمیت وفضیلت

مسلمان کی زندگی میں عفو کی خوبی بڑی اہم ہے ۔ اس نیک خو کی فضیلت حسب ذیل باتوں سے واضح ہوتی ہے :

۱ ۔ وصف الٰہی کا پرتو : اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "عفوٌ" ہے ' یعنی انسان کی خطاؤں اور برائیوں سے درگزر کرنے والا اور انہیں معاف کرنے والا ۔ چنانچہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کے اندر اپنے رب کی اس صفت کا پَرتو نظر آنا چاہیئے اور اس کی فرمانبرداری کے لئے اپنے اندر یہ صفت پیدا کرنی چاہیئے ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وصف ' مسلمانوں کے لئے بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے ' مگر اللہ کی شان عفو وکرم بے کنار و بے پایاں ہے ۔ انسان کے گناہوں کا خواہ کتنا بڑا ڈھیر لگ جائے لیکن وہ جب بھی ' ان پر نادم ہو کر ' اللہ کے حضور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے حقوق ' بندے کی توبہ اور استغفار سے معاف کر دیتا ہے[۱۴] لیکن حقوق العباد میں کوتاہی کو بندے ہی معاف کرتے ہیں ' لہٰذا بندوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ایک دوسرے کی زیادتیاں معاف کر دیا کرو تاکہ تم پر سے گناہوں کا بوجھ اتر جائے ' اگر تم معاف نہیں کرو گے تو ان گناہوں کی سزا سخت بھگتنی پڑے گی ۔

۲ ۔ معاف کرنے والے کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ : دوسروں کی خطائیں اور زیادتیاں معاف کر دینے کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ معاف کرنے والے کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے[۱۵] ' یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی قصور وار کی خطا معاف نہ کرے بلکہ ویسا ہی بدلہ دے دے تو سوائے اس کے ' کہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور آتش انتقام سرد پڑ جائے اس سے زیادہ اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا ' لیکن اگر وہ دوسروں کی خطائیں معاف کر دے ' ان سے درگزر کرے تو خود اس کے اپنے گناہ معاف کر دئے جائیں گے اور اس کے نامہ اعمال کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائیگی ' چنانچہ انسان کو چاہیئے کہ عالی حوصلگی اور فراخ قلبی سے کام لے کر ' ذرا نفس پر قابو پا لے اور خود اپنے ہی

Marfat.com

فائدہ کے لئے دوسروں کی زیادتیوں سے درگزر کرلے۔

۳۔ جزائے خیر کا ذریعہ: جو اہل ایمان دوسروں کی خطاؤں پر غیظ وغضب میں آجانے کے باوجود' اپنے اوپر قابو پا لیتے ہیں اور انہیں معاف کر دیتے ہیں[۱۶] اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیں گے اور ظاہر ہے کہ اللہ کی جانب سے نیک بدلہ کا مل جانا بہت بڑی کامیابی ہے۔

۴۔ تقویٰ و احسان کی علامت: تقویٰ اور احسان کی روش اختیار کرنے والوں کی' دیگر صفات کے علاوہ' ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ غصے پر قابو پاتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں' ایسے لوگ محسن ہیں' اللہ انہیں پسند کرتا ہے[۱۷]' انہیں بخش دیتا ہے اور جنت میں داخل فرماتا ہے۔

۵۔ اللہ سے اجر پانے کا ذریعہ: اگرچہ جس شخص پر بے جا زیادتی کی گئی ہو اسے بدلہ لینے کا حق ہے اور برائی کی جزاء برائی ہے' لیکن اگر وہ معاف کر دے اور زیادتی کرنے والے سے صلح کرلے تو اللہ کے نزدیک یہ رویہ بڑا پسندیدہ ہے اور وہ اس کا بہت بڑا اجر دیتا ہے[۱۸]۔

۶۔ عداوت' گہری دوستی میں بدل جاتی ہے: اگر کوئی شخص اپنے دشمن تک کا قصور معاف کر دے اور اس کی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں' بلکہ بھلائی سے دے تو وہ اپنی عداوت بھول کر' دشمنی ترک کر کے' اس کا پکا دوست بن جائیگا[۱۹]' یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ دشمن کی برائی کے جواب میں' اگر برائی کی جائے تو اس کے بہت نقصانات ہو سکتے' ہیں مثلاً[۲۰]:

☆ دشمن مزید بھڑک اٹھے گا اور دشمنی ختم نہیں ہوگی۔

☆ برائی کا جواب برائی کے ساتھ دینے سے' صاحب تقویٰ کا وقار مجروح ہوتا ہے اور اس کی پاکیزگیٔ نفس پر شاق گزرتا ہے۔

☆ ہو سکتا ہے برائی کا بدلہ برائی سے دینے میں زیادتی ہو جائے اور جذبہ انتقام تجاوز اور ظلم کی شکل اختیار کر جائے۔

Marfat.com

۷ ۔ بھلائی ' برائی سے برتر ہے : بھلائی ہرگز برائی کے برابر نہیں ہے بلکہ اس سے اعلیٰ و افضل ہے[۲۰] ' لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ دو متقابل راستوں اور رویّوں میں سے ایسا رویہ منتخب کرے جو بہتر ہو کیونکہ برتر کام کرنے سے وہ خود بھی دوسروں کے مقابلہ میں برتر ہو جائیگا ۔

۸ ۔ وقار وعزت میں اضافہ : جلیل القدر اور رفیع الشان نبی صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عفو و درگزر سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے[۲۱] ۔

خطا معاف کرنے والے کی خصوصیات

گزشتہ اوراق میں بتایا گیا ہے کہ دوسروں کی خطائیں معاف کرنے والے کو بڑا اجر ملے گا لیکن چونکہ اتنے بڑے اجر والا کام دشوار ہوتا ہے اس لئے یہ صرف ایسے لوگ کر سکتے ہیں جن میں مندرجہ ذیل اوصاف پائے جائیں ۔

عزم وہمت : دوسروں کی زیادتیوں اور خطاؤں پر صبر کرنا اور انہیں معاف کر دینا بڑی ہمت کا کام[۲۲] ہے کیونکہ وہی شخص اپنے غصہ پر قابو پائے گا اور اپنے نفس کے اشتعال کو دبائے گا جو الوالعزم اور صاحب ہمت ہو ' بلند حوصلہ اور فراخ قلب ہو۔

صبر وثبات : دوسروں کی زیادتیوں اور خطاؤں کو معاف کرنے کے لئے صبر اور قوت برداشت کی ضروت ہوتی ہے ' لہٰذا جو شخص صبر کرنے کی خوبی سے متصف ہو وہی عفو و درگزر کو شیوہ بنا سکتا ہے 'کوئی دوسرا نہیں 'چنانچہ صبر کرنے کی خوبی اپنی ذات میں ایک پسندیدہ خو ہے اور اللہ کو بہت پسند ہے ۔

صاحب قسمت : دوسروں کے قصور معاف کرنے کا کام صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو صاحب نصیب[۲۳] ہو ' خوش قسمت ہو ' بلند اقبال ہو 'کیونکہ یہ کام بڑا کٹھن ہے اور جو اس میں راہ یاب ہوا وہی کامران وکامیاب ہوا اور نیک بخت ٹھہرا ۔

Marfat.com

حلیم و بردبار : دوسروں کے قصور معاف کرنے کی صفت اس شخص میں ہو گی جو بنیادی طور پر حلیم و بردبار ہو ' لوگوں کے بارے میں نرم رویہ اختیار کرنے کا عادی ہو ' اللہ کریم خود حلیم و بردبار ہیں ' اس لئے انسان کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے اندر یہ صفت پیدا کرے ' انبیاءؑ کرام بھی اس صفت سے متصف تھے ۔ جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دین حنیف کے داعی ہیں بڑے نرم دل اور بردبار تھے[۲۴] ' رحمتہ للعالمینؐ بھی نرم دل تھے اور لوگوں سے نہایت نرمی ' ملائمت ' لطف وکرم اور رِفق و رحملی کے ساتھ پیش آتے اور دین کی تبلیغ بڑی نرمی اور محبت سے فرماتے[۲۵] ۔ آپؐ نے اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا بلکہ بڑے سے بڑے دشمن اور مجرم کو بھی معاف فرما دیتے تھے ۔

اللہ تعالیٰ کی نوازشات کا ذریعہ : نبی کریمؐ نے فرمایا " جس شخص میں تین خصلتیں ہوں گی اس پر اللہ اپنے سائے کو پھیلا دے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا : یعنی کمزور کے ساتھ نرمی برتنا ' ماں باپ کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا ' اور غلام پر احسان کرنا " آپ نے مزید فرمایا " ہر اس شخص پر آگ حرام ہے جو لوگوں سے قریب ہو ' نرم ہو اور آسان ہو "

رؤف و رحیم نبیؐ کا عفو و حلم

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا بلکہ نہایت فراخ دلی سے معاف فرما دیتے تھے اور عفو و درگزر سے کام لیتے تھے ۔ آپؐ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے حلم وعفو کے بے شمار روشن واقعات کا پتا چلتا ہے مثلاً کفار قریش نے آپؐ کے ساتھ دشمنی اور عناد میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی ، حضورؐ کو اکثر تکلیف و اذیت دیتے رہتے ' لیکن فتح مکہ

Marfat.com

کے بعد جب سرور عالمؐ ان پر غالب آئے تو انہی جانی دشمنوں کو یہ عام بشارت دے دی کہ تم سے کوئی انتقام نہیں لیا جائیگا ' جاؤ تم سب آزاد ہو[۲۶]۔ عفو و درگزر کی ایسی حسین مثال پوری تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ اسی طرح جب آپؐ تبلیغ دین کے لئے طائف تشریف لے گئے تو وہاں کے روساء نے حضورؐ سے بہت برا سلوک کیا اور اتنی تکلیف پہنچائی کہ آپؐ زخموں سے چُور چُور ہو گئے ' حضورؐ نے اسی حالت میں قریب کے ایک باغ میں پناہ لی۔ فرشتہ جبرائیلؑ آئے اور کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ان بدبختوں کو انہی پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دیا جائے یعنی عذاب الہی نازل کر دیا جائے۔ مگر رحمتہ للعالمینؐ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کیونکہ یہ لوگ نادان ہیں۔ اگر آج نہیں تو آئندہ ان کی نسلیں ضرور ایمان لے آئینگی۔ پھر دس برس بعد جب مسلمان اہل طائف سے جنگ کر رہے تھے اور وہ مسلمان مجاہدوں پر پتھر برسا رہے تھے تو رؤف و رحیم نبیؐ عفو و درگزر کا ایک مثالی پیکر بن کر ' اللہ سے ان کے لئے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ ! اہل طائف کو سمجھ عطا فرما اور انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق دے۔

جنگ احد میں لشکر کفار کے ایک فرد وحشی نے سرور عالمؐ کے محبوب ترین چچا سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا ' جب مکہ فتح ہوا تو وہ خوف کے مارے بھاگ کر طائف چلا گیا لیکن جب سنا کہ حضورؐ عفو عام کا اعلان فرما رہے ہیں تو حاضر ہو کر آپؐ کے دامن رحمت میں پناہ لے لی۔ جناب ابوسفیانؓ کی بیوی ہند نے غزوۂ احد میں حضورؐ کے چچا حضرت حمزہؓ کا سینہ چاک کیا تھا لیکن سرور عالمؐ نے اسے بھی فتح مکہ کے دن نہایت کشادہ دلی سے معاف فرما دیا۔ اسلام کے بہت بڑے دشمن ابوجہل کے فرزند جناب عکرمہ بھی حضورؐ کے سخت ترین دشمن تھے ' وہ فتح مکہ کے وقت ڈر کر بھاگ گئے اور یمن چلے گئے جہاں ان کی مسلمان بیوی نے ' پہنچ کر تسلی دی کہ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بہت معاف کرنے والے ہیں ' لہٰذا جناب عکرمہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور

Marfat.com

حضورؐ نے انہیں کھلے دل سے معاف فرما دیا۔ ہبار بن الاسود نے نبی پاکؐ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو سخت تکلیف پہنچائی تھی حتی کہ اس کے نیزے سے لگے ہوئے زخم کے باعث ہی آپؓ رحلت فرماگئیں لیکن اس نے رحمتہ للعالمینؐ کے حلم و عفو کا سہارا لے کر، معافی مانگی اور اسلام قبول کیا۔

مدینہ طیبہ کا رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی حضورؐ سے کئی مرتبہ گستاخی سے پیش آیا لیکن آپؐ نے ہر مرتبہ درگزر فرمایا اور اس سے ہمیشہ حسن اخلاق کا برتاؤ فرماتے رہے۔

اللہ پاک ہمیں بھی دوسروں کی خطائیں اور زیادتیاں معاف کرنے کا حوصلہ عطا کرے تاکہ ہم بھی رؤف و رحیم نبیؐ کے اتباع میں عفوؔ و درگزر کو اپنا شعار بنائیں اور اللہ پاک کی رضا حاصل کرلیں، آمین۔

حوالہ جات

۱. اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ (النّحل : ۹۰) ۲. یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ ..... (مائدہ : ۸) ۳. وَ اللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ (احزاب : ۴) وَ اللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ (مؤمن : ۲۰) ۴. قَآئِمًا بِالْقِسْطِ (ال عمران : ۱۸) ۵. وَ اَوْفُوا الْکَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ (انعام : ۱۵۲) ۶. وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ (نِسَآء : ۱۲۷) ۷. وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی (انعام : ۱۵۲) ۸. یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَ لَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ ... (نِسَآء : ۱۳۵) ۹. وَ اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ (نِسَآء : ۵۸) ۱۰. وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَکُمْ مِّنْ بَعْدِ

Marfat.com

اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ ...... فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا

حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (بقره : ۱۰۹) ۱۱۔ وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَی الْهُدٰی لَا

یَسْمَعُوْا ..... خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ ..... (اعراف : ۱۹۸، ۱۹۹)

۱۲۔ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا

کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (جاثیه : ۱۴) ۱۳۔ وَ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ .... وَ

لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (نور :

۲۲) ۱۴۔ وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ (شوریٰ :

۲۵) ۱۵۔ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ

رَّحِیْمٌ (نور : ۲۲) ۱۶۔ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ (شوریٰ : ۳۷) ۱۷۔ وَ

الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (اٰلِ عمران :

۱۳۴) ۱۸۔ وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ

شوریٰ : ۴۰) ۱۹۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ

وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (حٰمٓ السّجده : ۳۴) ۲۰۔ وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ

(حٰمٓ السّجده : ۳۴) ۲۱۔ حدیث مبارک ۲۲۔ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ

لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (شوریٰ : ۴۳) ۲۳۔ وَ مَا یُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ

مَا یُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ (حٰمٓ السّجده : ۳۵) ۲۴۔ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ

حَلِیْمٌ (توبه : ۱۱۴) ۲۵۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ (اٰلِ عمران : ۱۵۹)
۲۶۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ (یوسف : ۹۲)

Marfat.com

باب ۱۷

احسان کی روش اختیار کرو

احسان کا مفہوم

اللہ پاک نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ احسان کا رویّہ اختیار کرو!۔

احسان کے لغوی معنی ہیں : زیادہ نیکی کرنا ' لوگوں سے اچھا سلوک کرنا ' کام کو عمدگی سے خوبصورت بنانا ۔ قرآن مجید میں ' اس سلسلے میں ایک لفظ " معروف " بھی استعمال ہوتا ہے یعنی ہر وہ کام جس کی خوبی ' عقلی اعتبار اور شرعی لحاظ سے ' تسلیم کی جاتی ہو ' جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ : (ترجمہ) لوگوں کو معروف اور نیک کام کرنے کا حکم دو۲۔ تاہم اسلامی تعلیمات میں احسان کے مختلف مفہوم مندرجہ ذیل ہیں :

۱ ۔ **حق سے زیادہ دینا :** احسان سے یہ مراد ہے کہ دوسروں کو ان کے حق سے زیادہ دینا لیکن خود اپنے حق سے کم پر راضی ہو جانا ۔

۲ ۔ **فیاضانہ رویّہ :** باہمی معاملات میں فیاضی اور فراخ دلی کا رویہ اختیار کرنا اور دوسروں کے ناگوار سلوک اور درشت لہجہ پر ویسا ہی طریقہ اختیار کرنے کے بجائے خوش خلقی اور نرمی سے کام لینا ۔

۳ ۔ **فرائض کی بہ طریق احسن ادائیگی :** احسان کا یہ مطلب بھی ہے کہ انسان اپنی جسمانی ' ذہنی اور قلبی صلاحیتیں بہ حُسن و خوبی استعمال کرے اور ذمہ داریاں بڑی محنت اور لگن سے نبھائے ۔

۴ ۔ **خدا اور رسولؐ سے وفاداری :** آدمی خلوص دل سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفادار رہے اور اپنی ہر متاع تھوڑی ہو یا زیادہ ' ان کے حکم پر نثار کرنے کو تیار ہو ۔

Marfat.com

۵ - خوف خدا : محسنِ اعظم نے فرمایا : " احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو ' اور اگرچہ تم اسے ظاہری طور پر نہیں دیکھتے لیکن اللہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے " گویا اللہ کی بندگی ' یعنی اس کے ہر حکم کی اطاعت ' یوں کی جائے اور اس کی پکڑ سے یوں ڈرا جائے جیسے وہ ہمارے سامنے ہے اور ہماری سب حرکات وسکنات پر اس کی نظر ہے -

غرض احسان کا مطلب یہ ہوا کہ انسان اللہ کو اپنے اوپر ہر دم نگران سمجھے اور دوسروں کو ان کے حق سے زیادہ دے : برابری کے تصور سے ذرا آگے نکل کر فراخ قلبی ' عالی ظرفی ' اور بُردباری کا مظاہرہ کرے - مساوی سلوک سے بلند ہو کر فیاضی ' کشادگی ' اور سخاوت کا طریقہ اختیار کرے -

محسنین کی صفات

احسان کا رویہ اختیار کرنے والے محسنین کی بڑی بڑی تین صفات ہوتی ہیں :

اول : وہ نماز پڑھتے ہیں جس کے باعث حق پرستی ' خداترسی اور اطاعت الٰہی ان کے رگ وپے میں سرایت کر جاتی ہے اور ان کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے -

دوم : زکوٰۃ دیتے ہیں ' جس کے سبب ان کے اندر دوسروں کے لئے مالی قربانی و ایثار کا جذبہ مستحکم ہوتا ہے - اور دولت کی محبت پر اللہ کی محبت سبقت لے جاتی ہے - دنیا طلبی کے بجائے رضائے الٰہی کی طلب کا ولولہ جنم لیتا ہے -

سوم : آخرت پر یقین رکھتے ہیں جس کے باعث ان کے اندر اپنے عملوں کی جوابدہی کا احساس زندہ رہتا ہے ' لہٰذا وہ بُرے کاموں سے بچتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں -

Marfat.com

احسان کے فضائل

احسان کی فضیلت ان باتوں سے واضح ہوتی ہے :

۱۔ اللہ تعالیٰ عظیم ترین محسن ہے : اللہ تعالیٰ نوع انساں اور کل کائنات کا عظیم محسن ہے ' اس نے انسان کو اتنی نعمتیں دے رکھی ہیں ' اس قدر احسان کئے ہیں کہ اگر انسان گننا چاہے تو شمار نہیں کر سکتا ' ذرا غور کریں :

☆ **ہماری جسمانی تربیت** اور نشوونما کے لئے وہ ہمیں رزق عطا کرتا ہے ' اپنی شان ربوبیت سے ہمیں پالتا ہے ' طرح طرح کے میوے ' اناج ' پھل ' دودھ ' گوشت اور ضرورت کی دیگر خوشنما اور لذیذ چیزیں عطا فرماتا ہے ' صحت و تندرستی بخشتا ہے ' اولاد دیتا ہے جو ہماری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے ۔

☆ **ہماری اخلاقی تربیت** کے لئے صراط مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے ' راستبازی کی طرف رہنمائی کرتا ہے ' اس مقصد کے لئے اس نے ہادی عالمؐ کو مبعوث فرمایا اور نصیحت و ہدایت کے لئے قرآن مجید نازل کیا ۔ ہمیں سوچنے سمجھنے کی قوتیں دیں اور جائز و ناجائز میں تمیز کی خاطر دل و دماغ کی صلاحیتیں بخشیں ۔

☆ **ہماری روحانی تربیت** اور بالیدگی کے لئے اپنے ذکر و عبادت ' غور و تدبر اور نیک کاموں کی توفیق بخشتا ہے ' ابتلا و آزمائش اور رنج و غم سے نجات دیتا ہے' حزن و ملال دور ہٹاتا ہے ' دعائیں قبول کرتا ہے اور اپنا قرب عطا فرماتا ہے ۔

گویا انسان کی ساری زندگی ' اللہ کے احسانات سے عبارت ہے ' اس لئے اس پر واجب ہے کہ اپنے محسن ' اپنے مربی کے حکم کی تعمیل میں ' اور اس کی سُنتِ احسان کے اتباع میں ' اس کے بندوں پر احسان کرے ' ان کے ساتھ احسان کا رویہ اختیار کرے ' حتی المقدور دوسرے لوگوں کی جسمانی ' اخلاقی اور روحانی نشوونما اور ضرورتوں کی تکمیل میں مدد دے ' انہیں مال و دولت دے ' انہیں نیکی کی تلقین کرے ' برائی سے روکے ' اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کرے اور برے وقت میں ان کا دکھ درد بانٹے ۔

Marfat.com

۲۔ انبیاءؑ کرام محسنین ہیں : اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام محسنین میں شامل ہیں ' مثلاً حضرت نوح علیہ السلام ' حضرت ابراہیم علیہ السلام ' اسماعیل علیہ السلام ' اسحق علیہ السلام ' یعقوب علیہ السلام ' داؤد علیہ السلام ' سلیمان علیہ السلام ' ایوب علیہ السلام ' یوسف علیہ السلام ' موسیٰ علیہ السلام ' زکریا علیہ السلام ' یحییٰ علیہ السلام ' عیسیٰ علیہ السلام ' اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام۔

اللہ نے انہیں :

☆ ہدایت دی '

☆ دنیا والوں پر فضیلت عطا کی '

☆ اپنی خدمت کے لئے چن لیا ' اور

☆ سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کی۔

ان انبیاءؑ نے مخلوق خدا کو راہ راست کی ہدایت فرمائی ' نیکی کی تلقین کی اور برائی سے روکا اور یوں ان پر احسان کیا ' لہٰذا انسان پر واجب ہے کہ وہ بھی ان انبیاء کرام علیہم السلام اور ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں دوسروں کے ساتھ احسان کا رویہ رکھے۔

احسان کی مختلف صورتیں

احسان کی کئی صورتیں ہیں لیکن ان سب میں مشترک بات یہ ہے کہ دوسرے کے ساتھ ایسا نیک سلوک کرنا اور اس کا بھلا کرنا جس سے اس کا دل خوش ہو جائے اور اسے آسودگی اور راحت ملے ' تاہم چند صورتیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مالی امداد دینا : کسی کی مالی امداد کرنا ' اس کی ضرورتیں پوری کرنا ' روزگار دلانا۔

Marfat.com

۲۔ قرض حسن دینا: ضرورتمندوں کو قرض حسن دینا ' اگر وہ تنگدست ہوں تو واپسی کے لئے مہلت دینا ' اور اگر واپس کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو قرضہ معاف کر دینا۔

۳۔ کمزوروں اور ضعیفوں کی مدد کرنا: کسی بیمار ' ضعیف ' ناتواں ' معذور کو حسب ضرورت مدد پہنچانا۔ کسی بیوہ ' یتیم اور بے سہارا پر شفقت بھرا ہاتھ رکھنا۔

۴۔ کسی کو مصیبت سے نجات دلانا: کسی کو مصیبت سے نجات دلانا ' اس کا دکھ درد بانٹنا ' ابتلا سے نکلنے میں مدد دینا (جیسے اللہ کریم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے نکال کر ان پر احسان فرمایا) [۸]

۵۔ دوسروں کی خطائیں معاف کرنا: دوسروں کی غلطی معاف کر دینا ' ان کی زیادتی سے درگزر کرنا ' اگر کوئی معذرت کرے تو اسے قبول کر لینا۔

۶۔ برائی کے بدلے میں بھلائی کرنا: اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ برائی کرے تو برائی کو اچھے طریقہ سے دفع کرنا ' یعنی برائی کا بدلہ برائی سے دینے کے بجائے بردباری سے کام لیتے ہوئے ' اس شخص سے درگزر کرنا ' (اُس کی ایک صورت یہ ہے کہ جس نے برائی کی ہو اسے سلام کرو ' اور کہو بھائی اگر تُو غلطی پر ہے تو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تیری خطا بخش دے اور اگر تُو سچا ہے ' غلطی میری ہے تو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ میری یہ خطا بخش دے) بلکہ زیادہ مناسب الفاظ میں برائی کا اچھا بدلہ تو یہ ہے کہ اسے معاف کر دو اور اس سے بھی اچھا یہ ہے کہ اس کے ساتھ نیکی کرو۔

۷۔ احسان کی متفرق صورتیں: رحمتہ للعالمینؐ نے احسان کے ضمن میں فرمایا:

☆ اپنے آپ کو اس دستور پر قائم کر لو کہ اگر دوسرے لوگ تمہارے ساتھ احسان کریں تو ان کے ساتھ تو تم احسان کرو گے ہی ' لیکن اگر وہ برائی کریں تب بھی تم ظلم نہ کرو۔

Marfat.com

☆ ظالم رشتہ دار کے ساتھ نیکی کرو ' لیکن اگر یہ نہ کر سکو تو احسان کا تقاضا یہ ہے کہ :

۔ بھوکے کو کھلاؤ اور پیاسے کو پلاؤ '

۔ دوسروں کو نیکی کی تلقین کرو اور برائی سے روکو ۔

اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو :

۔ اپنے آپ کو بھلائی کے سوا اور باتوں سے روکو ۔

غرض احسان کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو جس چیز کی ضرورت ہو حتی المقدور اسے دو : علم ' دولت ' ہدایت ' نصیحت ' محبت ' شفقت ' غمخواری ' خیرخواہی ' درگزر ' معافی ' وغیرہ ۔ کوئی شے دینے میں بخل نہ کرو اور یوں اپنے کردار میں اپنے رب کی ایک عظیم صفت "احسان" کا عکس پیدا کرو ۔

احسان کے خصوصی مستحقین

یوں تو اہل ایمان کو سب لوگوں سے احسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ جانوروں کے ساتھ بھی ' لیکن مندرجہ ذیل لوگ احسان کے خاص طور پر مستحق ہیں : ماں باپ ' رشتہ دار ' یتیم ' محتاج ' قرابتدار ' پڑوسی ' آس پاس بیٹھنے والے ' مسافر ' لونڈی ' غلام ' ماتحت و ملازم وغیرہ ۔ لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ زبان ' ہاتھ اور مال سے احسان کریں : یعنی برابری والے رویہ یا ناپ تول کر بدلہ دینے والے سلوک کے بجائے ' فراخ قلبی کا رویہ اختیار کریں اور انہیں ان کے حق سے زیادہ دیں ۔

Marfat.com

لوگوں کی عام روش

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اہل اسلام کو قرآن وسنت کی رو سے ' دوسروں کے ساتھ احسان کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے لیکن ' اس کے باوجود عملی زندگی میں بعض لوگوں کا رویہ عموماً درشت ' خودغرضانہ ' مفاد پرستانہ ' یا ادلے کا بدلہ والا ہوتا ہے ' یعنی : اول تو کسی کو اس کا پورا پورا حق دینے پر ہی آمادہ نہیں ہوتے ' حق سے زیادہ دینے کا رویہ کہاں اختیار کریں گے ' اگر گرد و نواح پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر کوئی (اِلاّ ماشا اللہ) اپنے حقوق کی کھینچا تانی میں لگا ہوا ہے یعنی حقوق وصول کرنے پر بہت زور ہے لیکن ادائیگی کی طرف سے غافل ہے ۔ مروّت ' روا داری ' بُردباری ' تحمل اور نرم خوئی جیسے عمدہ خصائل سے لوگ خالی ہوتے جاتے ہیں اور ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے کے ساتھ ' جوابی کاروائی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ۔ غرض اپنے حق میں سے دوسرے کو کچھ چھوڑ دینا یا تحمل ' ایثار اور فراخی کا رویہ اختیار کرنا شاذ شاذ ہی نظر آتا ہے ' حالاں کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی زیادتی یا برائی کے جواب میں درگزر کرے تو اسے مندرجہ ذیل فائدے حاصل ہو سکتے ہیں:

احسان کے فوائد و ثمرات

دوسروں پر احسان کرنے والے کو یہ فائدے حاصل ہوتے ہیں :

۱ ۔ اللہ کی رحمت قریب ہوتی ہے : اللہ کی رحمت نیک کردار لوگوں سے قریب ہے ' یعنی ایسے لوگ جو امید اور خوف دونوں حالتوں میں صرف اللہ ہی کو اپنا مرجع و مولیٰ سمجھتے ہیں ' یعنی اگر وہ کسی شے کی تمنا کریں تو اللہ ہی سے مانگتے ہیں اور اگر خطرے کا اندیشہ محسوس کریں تو بچاؤ کے لئے بھی اللہ ہی کی پناہ ڈھونڈتے ہیں کیونکہ دینے والا بھی اللہ ہی ہے اور روکنے والا بھی وہی ' چنانچہ اس

Marfat.com

قسم کے لوگ ' صحیح معنوں میں محسن اور نیکو کار ہیں ' اور اللہ کی رحمت ایسے ہی نیکو کاروں کے قریب ہوتی ہے" ' وہ جو چاہتے ہیں اللہ انہیں عطا کرتا ہے ' اس سے ثابت ہوا کہ مقام احسان پر فائز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ انسان طمع اور خوف دونوں حالتوں میں ' اپنے رب کی طرف یکسو ہو جائے ۔ لہٰذا جو شخص مقام احسان سے دور ہو وہ خدا کی رحمت سے بھی دور ہوتا ہے ۔

۲ ۔ نیک اولاد ملتی ہے : اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو یہ جزا دیتے ہیں کہ انہیں نیک اولاد بخشتے ہیں اور اسے راہِ راست دکھاتے ہیں" : جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے محسن اور نیکو کار کو اللہ نے صلہ اور جزاء کے طور پر ' ان کی اولاد میں سے جناب اسحٰق علیہ السلام ' یعقوب علیہ السلام ' داؤد علیہ السلام ' سلیمان علیہ السلام ' ایوب علیہ السلام ' یوسف علیہ السلام ' موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ' جیسے جلیل القدر انبیاءؑ پیدا کئے اور ان میں سے ہر ایک کو بادشاہت یا کسی نہ کسی قسم کی سیاسی سیادت حاصل ہوئی ۔ انہیں یہ ہدایت اس وجہ سے حاصل ہوئی کہ یہ محسن تھے یعنی اللہ نے انہیںؑ جو صلاحیتیں بخشی تھیں ان کو انہوں نے صحیح طریقہ اور صحیح مقصد کے لئے استعمال کیا ۔

۳ ۔ مزید انعامات ملتے ہیں : نیک رویہ رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ مزید انعامات دیتے ہیں" ' ان کی بہبود اور خوشحالی میں اضافہ ہوتا ہے : صحت ' رزق ' عمر ' اولاد اور نیکو کاری میں برکت آتی ہے کیونکہ اگر حاکم کی اطاعت دل و جان سے کی جائے تو وہ خوش ہو کر ' انعامات کی بارش کر دیتا ہے ۔

۴ ۔ درجے بلند ہوتے ہیں : جو لوگ زندگی میں نیک رویہ اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے خلوص و صبر کو آزمانے کے لئے ' انہیں ابتلا میں ڈالتے ہیں لیکن یہ آزمائشیں اس لئے نہیں ہوتیں کہ انہیں خواہ مخواہ تکلیفوں میں ڈالیں یا رنج و غم میں مبتلا کریں بلکہ یہ ان کے درجات بلند کرنے کے لئے ہوتی ہیں اور بالآخر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو آزمائشوں سے بخیریت نکال بھی لیتے ہیں ' بالکل ایسے ہی جیسے

Marfat.com

جناب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا لیکن اللہ نے انہیں صحیح و سلامت نکال لیا ' یا بیٹے کو قربان کرنے کا حکم دیا گیا جسے انہوں نے بہ صدق دل تسلیم کر لیا لیکن قربان کئے جانے سے پہلے ہی جناب اسمٰعیل علیہ السلام کو بچا لیا گیا۔[۱۴] ان سب آزمائشوں سے نکلنے کے بعد ' جناب ابراہیم علیہ السلام کے درجات بلند تر ہوتے گئے اور وہ خلیل اللہ کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ غرض احسان کرنے والوں کو ' اللہ تعالیٰ فلاح و کامیابی عطا فرمائے گا[۱۵] ' اور ان کے لئے یہ بشارت ہے کہ ان کو خوف ہو گا نہ رنج ' بلکہ انہیں کامل اطمینان نصیب ہو گا۔[۱۶]

۵۔ محسنین کا ذکر خیر ہوتا ہے: جو لوگ زندگی میں احسان کی روش اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی فریاد سنتا ہے۔ دشمنوں کی مخالفت ' اذیت اور کرب سے نجات دیتا ہے۔ ان کی نسل کو فروغ دیتا ہے اور دنیا میں ان کا ذکر خیر ہوتا ہے بالکل اسی طرح جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے مایوس ہو کر ' اور ان کی دشمنی سے تنگ آکر ' اللہ سے فریاد کی اور اللہ کریم نے انہیں اور اس کے اہل خانہ کو کرب عظیم سے بچا لیا اور بعد کی نسلوں میں اس کا ذکر خیر چھوڑا۔[۱۷] غرض نیک کام کرنے والوں اور محسنوں کو اللہ تعالیٰ یہ جزا دیتا ہے کیونکہ اس نے یہ صلہ کسی ذات کے ساتھ وابستہ نہیں کیا بلکہ صفت احسان کے ساتھ مشروط کیا ہے۔

۶۔ آخرت میں ہر تمنا پوری ہو گی: جو لوگ توحید و رسالت پر ایمان لے آئے ہیں اور نیکو کار ہیں ایسے محسنوں کو اللہ آخرت کے عذاب سے بچائے گا اور مرنے کے بعد انہیں اللہ کے ہاں سے وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ تمنا کریں گے[۱۸] ' گویا وہ عذاب برزخ ' قیامت کے دن کی ہولناکیوں ' حساب کی سختیوں ' اور اپنی کوتاہیوں اور خطاؤں کے مواخذہ سے بچ جائیں گے کیونکہ مرنے کے بعد انسان یہی کچھ چاہے گا۔

۷۔ کفار کے مقابلہ میں اللہ کی حمایت: جو لوگ دشمنوں کی زیادتیوں پر

صبر کرتے ہیں ' اللہ سے اپنے تعلق کو زیادہ سے زیادہ بڑھاتے ہیں اور اس کے لئے ذکر اور نماز کو ذریعہ بناتے ہیں وہ متقی اور محسن ہیں ' انہیں اللہ تعالیٰ کی معیت اور سرپرستی حاصل ہے ' لہٰذا انہیں دشمنوں کے ظلم کے باعث ہراساں اور پریشان نہیں ہونا چاہئے بلکہ انہیں اللہ کی نصرت ملے گی جس کی برکت سے وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے ۔ یہاں محسنین سے مراد ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت و اطاعت ' اس طرح کرتے ہیں گویا اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں چنانچہ ایسی صورت میں ان لوگوں کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی معیت اور رفاقت نصیب ہوتی ہے ۔

۸ ۔ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے : اللہ تعالیٰ نے مکافات عمل کا قانون بنا رکھا ہے یعنی برائی کا بدلہ سزا سے دیا جائیگا اور نیکی کا جزا سے ۔ یہ قانون اس دنیا میں بھی کار فرما ہے اور اس کا پورا پورا اظہار آخرت میں ہو گا ۔ لہٰذا یہ بات بالکل واضح ہے کہ جو لوگ اللہ کی خوشنودی کے لئے ' زندگی بھر بُرے کاموں سے دور رہے ' لذائذ اور ناجائز فوائد سے بچتے رہے ' اپنے نفس کو حرام اور ناحق خواہش سے روکتے رہے ' اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو کماحقہ انجام دیتے رہے اور اس سلسلے میں انہیں جو جو مشکلات اور مزاحمتیں پیش آئیں ان کو اللہ کی خاطر بہ رضا و رغبت برداشت کرتے رہے ' انہیں اللہ تعالیٰ صلے میں اچھا بدلہ ہی دیں گے ' کیونکہ ان کی یہ ساری نیکیاں اور قربانیاں ضائع نہیں ہو سکتیں ۔ گویا جو لوگ نیکو کار اور محسن ہیں ان کے اس احسان کا بدلہ ' اللہ تعالیٰ احسان کی شکل میں ہی عطا کریں گے ۔

محسن ؐ انسانیت نے اہل ایمان کو احسان کی روش اختیار کرنے کی بہت ترغیب فرمائی ' آپؐ کا ارشاد مبارک ہے کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے (یعنی در اصل اللہ تعالیٰ ہی ساری مخلوق کی روزی اور تربیت کا کفیل ہے) اس لئے اللہ کو اپنی ساری مخلوق میں زیادہ محبت ان بندوں سے ہے جو اس کی عیال

Marfat.com

کے ساتھ احسان کریں"۔ آپؐ نے مزید فرمایا: (ترجمہ) "اپنے دلوں کو اس بات پر پکا کرو کہ اگر لوگ تم پر احسان کریں تب بھی تم احسان کرو اور اگر لوگ برا سلوک کریں تب بھی تم ان پر احسان کرو"

محسن اعظم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کی تربیت ایسے انداز سے کی کہ احسان کرنا ان کی فطرت کا حصہ بن گیا۔ ہر کوئی اپنا مفاد چھوڑ کر دوسرے کے مفاد کو مقدم رکھتا اور اسے پورا کرنے کی کوشش کرتا، چنانچہ اللہ پاک نے قرآن مجید میں ایسے ہی لوگوں کی صفت بیان فرمائی ہے کہ خواہ ان کو خود تنگی ہو پھر بھی وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں[۲۲]۔ چنانچہ انصار مدینہ نے مہاجرین مکہ کے ساتھ احسان کا ایسا حق ادا کیا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی جبکہ عہد حاضر میں یہ عام مشاہدہ ہے کہ بعض لوگ تنگ دلی اور کم ظرفی کا شکار ہیں اور دوسروں کے ساتھ احسان کا رویہ اختیار کرنے میں پست حوصلگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ خود غرضی، نفس پرستی اور ذات پسندی میں گرفتار ہیں۔ دوسروں کی خاطر اپنا مفاد قربان کرنے یا پس پشت ڈالنے کے لئے ہرگز آمادہ نہیں، حالانکہ دوسروں پر احسان کرنے سے نہ صرف وہ خود لوگوں کے محبوب اور ہر دلعزیز بن سکتے ہیں بلکہ اللہ کریم کے بھی مقبول بندے بن جاتے ہیں، اللہ پاک ہمیں احسان کی روش اختیار کرنے کی توفیق دے، آمین۔

اب ہم چند مزید نیک اخلاق و اعمال کا ذکر کرتے ہیں:

۔ پاکبازی و پاکدامنی اپناؤ

ایمان و تقویٰ اور نیکی و پرہیزگاری کے لئے لازم ہے کہ مسلمان پاکبازی و پاکدامنی کی روش اختیار کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں[۲۳]، اپنی جنسی خواہشات کی تسکین، صرف اسلامی شریعت کی رو سے، جائز طریقوں سے پوری

Marfat.com

کریں کیونکہ اس کے سوا اگر کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا جائیگا تو گویا اللہ کی مقرر کردہ حدود کو پھاندنے والی بات[۲۴] ہو گی ' چنانچہ مسلمان کو چاہئے کہ زنا تو دور کی بات ہے اس کے قریب بھی نہ جائے کیونکہ یہ بہت بڑی برائی اور انتہائی قبیح روش ہے ۔[۲۵]

مسلم خاندان اور اسلامی معاشرہ کی صحت وسلامتی کے لئے اسلام نے نکاح کا طریقہ قائم کیا ہے جو مسلمان کو حیا دار اور پاکدامن بنائے رکھنے کے لئے سنگ بنیاد کا کام دیتا ہے ۔ پاکبازی ' پاکدامنی ' شرم و حیا اور شرافت بڑی حسین قدریں اور نیکیاں ہیں جو دنیا و آخرت میں کامیابی و سرخروئی کے لئے انتہائی ضروری ہیں ' اپنے اندر یہ صفات پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان :

☆ اپنی نگاہیں بچائے رکھیں تاکہ کسی نامحرم پر نظر نہ پڑے اور اگر پڑ جائے تو فورا ہٹا (بچا) لی جائے ' [۲۶]

☆ مرد وعورت کی مخلوط محفلیں نہ سجائیں اور ایسی محفلوں میں جانے سے پرہیز کریں '

☆ ان تمام کاموں سے بچیں جو پاکبازی اختیار کرنے میں رکاوٹ بنتے ہوں یا نفس کو بے حیائی پر اکساتے ہوں مثلاً بے پردگی ' مخلوط محافل میں شرکت ' ناچ گانے کی مجلسیں وغیرہ ۔

اسی طرح مسلمان عورتوں کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ[۲۷] وہ :

☆ اپنی نگاہیں بچائے رکھیں '

☆ ستر کی حفاظت کریں '

☆ غیر محرموں کو اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں '

☆ اپنی چادریں اپنے سینوں پر ڈال رکھیں '

☆ ایسے زیورات نہ پہنیں جن کی جھنکار سے مرد ان کی طرف متوجہ ہوں '

☆ مرد و عورت کی مخلوط محفلیں نہ ہوں '

Marfat.com

☆ کوئی کسی کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں داخل نہ ہو۔[۲۸]

اسی سلسلے میں اہل ایمان کو حیا کی خاص تعلیم دی گئی ہے ' نبی پاک صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ " حیا ایمان کی ایک شاخ ہے " گویا پاکدامنی کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا ' نیز آپؐ نے فرمایا : (ترجمہ) " ہر دین کا ایک خاص خُلق ہوتا ہے اور اسلام کا خاص خلق حیا ہے "۔

لیکن یہ بات افسوسناک ہے کہ دور حاضر میں ' جدیدیت اور روشن خیالی کی آڑ میں اور جمہوریت اور آزادی کے گمراہ کن تصور کے بہانے میں بے پردگی عام ہو گئی ہے جس سے بے حیائی ' بے شرمی ' فیشن پرستی ' مخلوط محفلوں ' رقص و سرود کی مجلسوں ' تھیٹر ڈراموں ' غیر معقول تفریحی پروگراموں اور ناچ گانے کی تقریبوں کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے جس کے نتیجے میں ناگوار واقعات و نتائج کی تعداد بڑھ گئی ہے ۔ اس سے دین بھی برباد ہوتا ہے اور دنیا میں بھی ذلت و رسوائی ہوتی ہے ۔ اسلام کے دیئے ہوئے ستر و حجاب اور پاکبازی و پاکدامنی کے سنہری تصور کی برکات سے معاشرہ محروم ہو گیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طرح سے پاکباز اور پاکدامن بننے کی توفیق دے ' آمین ۔

رحمدلی کو شعار بناؤ

نیکی کی ایک شکل رحمدلی ہے یعنی دوسروں کے ساتھ نرمی ' محبت اور شفقت سے پیش آنا ' ان کے کام سنوارنا ؛ ان کا دکھ درد بانٹنا ۔ چنانچہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے اندر رحمدلی کی صفت پیدا کرے ' ہمارے خالق کا ایک حسین و جمیل نام ہے " رحمان " یعنی نہایت مہربان ' اور دوسرا نام ہے " رحیم " یعنی بڑا اور مستقل رحم کرنے والا : رحم سے بھرا ہوا ۔ اللہ کریم سب رحم کرنے والوں سے زیادہ اور بہترین رحم کرنے والا ہے[۳۰] ' اس کی رحمت کائنات کی ہر شے پر چھائی ہوئی ہے[۳۱] '

Marfat.com

اور ہر چیز کا وجود اسی رحمت کا مرہون منت ہے۔ پھر اس کا بھیجا ہوا رسول صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم بھی رحمۃ للعالمین ہے: سارے جہانوں کے لئے رحمت و شفقت[۲۱]، جو بالخصوص اہل ایمان کے لئے رؤف و رحیم ہیں[۲۲] اور مہر و رافت کا حسین پیکر، اور آپؐ کو ماننے والے، آپؐ کا اتباع کرنے والے، آپؐ کے امتی اور پیرو کار بھی خود آپس میں بہت رحمدل ہیں[۲۳]، چنانچہ اللہ کریم کی اس عظیم صفت رحمانیت و رحیمیت کا پرتو اس کے ماننے والوں میں ہونا چاہئے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے امتی اور متبع ہونے کے ناطے، اہل ایمان کو بھی ایک دوسرے کے لئے رحمدلی کے جذبات پیدا کرنے چاہئیں اور بہت نرمی، درگزر، محبت اور پیار سے پیش آنا چاہئے۔ انسان دوسروں کے ساتھ نیک برتاؤ تبھی کر سکتا ہے جب اس کا دل شقاوت اور سختی سے پاک ہو، تنگدلی اور سنگدلی سے مبرا ہو۔ مومن وہی ہے جو بلند حوصلہ، فراخ دل اور عالی ظرف ہو۔ جس طرح رحیم وکریم اللہ پاک نے اپنے بندوں پر رحمت فرمانے کو اپنے اوپر واجب اور لازم قرار دے رکھا ہے اسی طرح ہمیں چاہیئے کہ اللہ کی مخلوق پر، جو کہ اس کا کنبہ ہے رحم کریں۔ معذور، بیمار، یتیم، بیوہ، محروم، مظلوم، مسافر، تنگدست، نادار، غریب، بے روزگار، بوڑھے، بے سہارا اور لاوارث کی ہر ممکن خدمت کریں، اس کی مشکل حل کریں، اسے جس قسم کی مدد درکار ہو بہم پہنچائیں: جسمانی خدمت، مالی اعانت، علاج و صحت اور علم و ہدایت مہیا کریں۔ ہمارے رؤف و رحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

☆ رحم کرنے والوں پر، رحم کرنے والا اللہ رحم کرے گا،

☆ زمین والوں پر تم رحم کرو، تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا،

☆ جو شخص انسانوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرے گا،[۲۴]

☆ "اللہ پاک نے رحمت کے سو حصے کئے جن سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لئے اور صرف ایک حصہ زمین پر اتارا اور اس حصے کی بنا پر لوگ ایک دوسرے پر

Marfat.com

رحم کرتے ہیں"۔

غرض جو شخص چاہتا ہے کہ اس پر رحیم و کریم اللہ رحم کرے ' اس کے کام سنوارے ' اسے عافیت دے ' دنیا و آخرت میں اسے نوازے ' اس شخص کو چاہئے کہ وہ بھی اپنے خدا کی خلقت پر رحم کرے ' اس کے کام آئے ' کیونکہ اگر اس کے دل میں دوسروں کے لئے نرمی اور محبت نہیں تو وہ اللہ تعالٰی سے نرمی اور رحم کی امید کیسے رکھ سکتا ہے ؟

عام مشاہدہ یہ ہے کہ بعض لوگوں میں مفاد پرستی اور خود غرضی کا جذبہ غالب ہے ' نفسا نفسی کا عالم ہے ' اپنے فائدے اور نفع کے لئے دوسروں کے حقوق پامال کر دیتے ہیں ' لہٰذا ایسے لوگوں کے دلوں میں رحمدلی اور ایثار و محبت کے پاکیزہ جذبات کمزور پڑ جاتے ہیں ' چنانچہ انہیں چاہیئے کہ اپنے باطن کو صاف اور پاکیزہ بنانے کی کوشش کریں۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرتا پا رحمت ہیں ' اللہ تعالٰی نے آپؐ کو سب جہانوں کے لئے رحمت[۲۵] بنا کر بھیجا : آپؐ کی رحمت ' دوست دشمن ' کافر مسلم ' بچے بوڑھے ' عورت مرد ' امیر غریب سب کے لئے عام تھی ۔ محبت اور رحمدلی پیدا کرنے کے لئے آپؐ نے فرمایا : " تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ لوگوں کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے[۲۶] " کسی نے آپؐ سے ایک موقع پر بد دعا کرنے کو کہا ' تو آپؐ نے غضبناک ہو کر فرمایا :" میں دنیا میں لعنت کے لئے نہیں آیا ' رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں "

رحیم و کریم اللہ ' اپنے رؤف و رحیم نبیؐ کے صدقے ' ہمارے دلوں میں دوسرے لوگوں کے لئے اعلیٰ درجہ کا جذبہ رحم پیدا فرما دے ' آمین ۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (بقره : ۱۹۵۔) ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا (مائده : ۹۳) ۲۔ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ (اعراف : ۱۹۹) ۳۔ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ (توبه : ۹۱)۴۔ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (لقمٰن : ۳،۴) ۵۔ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراهيم : ۳۴) ۶۔ وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (قصص : ۷۷) ۷۔ وَ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ .... صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (انعام :۸۴ تا ۸۷) ۸ ۔ قَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ (يوسف : ۱۰۰) ۹۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ (مؤمنون : ۹۶) ۱۰۔ حديث مبارك ۱۱۔ وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (اعراف : ۵۶) ۱۲۔ وَ وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا ..... وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (انعام :۸۴) ۱۳۔ وَ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ (بقره : ۵۸) ۱۴۔ وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (الصّٰفّٰت :۱۰۴ ، ۱۰۵) ۱۵۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (لقمان : ۵) ۱۶۔ وَ بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ (احقاف : ۱۲) ۱۷۔ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (صٰفّٰت : ۸۰) ۱۸۔ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ (زمر :۳۴) ۱۹۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (نحل : ۱۲۸) ۲۰۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ

Marfat.com

اِلَّا الْاِحْسَانُ (رحمٰن : ٦٠) ٢١۔ اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللهِ (معارف الحديث) ٢٢۔ وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (حشر : ٩) ٢٣۔ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ (احزاب : ٣٥) ٢٤۔ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ (مؤمنون : ٧) ٢٥۔ وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل : ٣٢) ٢٦۔ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (نور : ٣٠) ٢٧۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ .... تُفْلِحُوْنَ (نور : ٣١) ٢٨۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا ...... (احزاب : ٥٣) ٢٩۔ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (یوسف : ٦٤) اَنْتَ خَيْرُالرّٰحِمِيْنَ (مؤمنون : ١٠٩) ٣٠۔ وَرَحْمَتِىْ وَ سِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (اعراف : ١٥٦) ٣١۔ وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّارَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیآء : ١٠٧) ٣٢۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (توبه : ١٢٨) ٣٣۔ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (فتح : ٢٩) ٣٤۔ مَنْ لَّايَرْحَمُ النَّاسَ لَايَرْحَمُ اللهُ (حديث مبارك) ٣٥۔ وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء : ١٠٧) ٣٦۔ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (حديث مبارك)

Marfat.com

باب ۱۸

خدمت خلق کرو

خدمت خلق کا مفہوم

تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے ' اس لئے اس کا ارشاد گرامی ہے کہ انسانوں میں سے ' اسے وہ شخص زیادہ پسند ہے جو اس کی مخلوق کی ' اس کے بندوں کی ' خدمت کرے ' ان کو فائدہ پہنچائے ' ان کے ساتھ بھلائی کرے ۔ گویا خدمت خلق سے مراد ہے : اپنی جسمانی ' مالی ' علمی ' ذہنی ' روحانی اور دیگر صلاحیتیں دوسروں کی فیض رسانی کے لئے استعمال کرنا اور یہ کام صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے انجام دینا ' کسی معاوضہ ' طمع ' خوف ' نام ونمود ' دکھاوے یا دنیا طلبی کے لئے نہیں ' بلکہ اپنی نیت کی پاکیزگی کے ساتھ ' محض خالق کی رضا جوئی کی خاطر ' دوسروں کے دکھ بانٹنا ' ان سے ہمدردی کرنا ' ان کے مسائل حل کرنا ' مشکلات و مصائب دور کرنا ' ضرورتوں اور حاجتوں کو پورا کرنا ' ان کے کام سنوارنا ' ان کا ہاتھ بٹانا ' اپنا وقت اور مال خرچ کر کے ' توانائی اور رُسوخ استعمال کر کے ' دوسروں کے کام آنا :

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

خدمت خلق کی شکلیں

خدمت خلق کی مختلف صورتیں مندرجہ ذیل ہیں :

Marfat.com

۱۔ مالی امداد: معاشرہ کے سبھی لوگوں کی مالی حیثیت یکساں نہیں ہوتی ' بلکہ بعض مالدار ہوتے ہیں اور بعض غریب ' لہٰذا خدمت خلق کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ناداروں ' محتاجوں ' مسکینوں ' معذوروں ' مجبوروں ' اپاہجوں اور کم وسیلہ لوگوں کی مالی امداد کرنا تاکہ وہ بھی اپنی ضروریات زندگی ' اطمینان بخش طریقہ سے پوری کر سکیں ' یہ امداد خواہ زکوٰۃ و صدقات کی شکل میں ہو یا ان مدّات کے سوا دیگر خیرات و عطیات کی صورت میں ۔ اسلامی تعلیمات میں اس قسم کی مالی خدمت کی بڑی تاکید کی گئی ہے ' اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ :

(ا) ۔ نیکی کی اصل شکل یہ ہے کہ انسان اللہ کی محبت میں اپنا دلپسند مال ' رشتے داروں ' یتیموں ' مسکینوں ' مسافروں ' مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں اور غلاموں کی رہائی کے لئے خرچ کرے ۔ [۲]

(ب) ۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لئے یہ بشارت ہے کہ وہ جو مال بھی خرچ کریں اپنے والدین پر ' رشتے داروں ' یتیموں ' مسکینوں اور مسافروں کی بہبود پر ' اور جو بھلائی بھی وہ کریں ' اللہ اس سے باخبر ہے اور اس کا صلہ عنائت فرمائے گا ۔ [۳]

(ج) ۔ در حقیقت متقی لوگ وہ ہیں جن کے اموال میں سائل اور محروم کا حق ہے اور وہ یہ حق بخوشی ادا کرتے ہیں ۔ [۴]

یہ بات قابل توجہ ہے کہ بہت سے لوگ غربت کے باعث اپنی بنیادی ضرورتیں بھی پوری نہیں کر سکتے ' بچوں کو تعلیم نہیں دلوا سکتے ' بیماری میں علاج نہیں کروا سکتے ' بیٹیوں کی شادی نہیں کرسکتے ' حتیٰ کہ سر چھپانے کو گھر نہیں بنا سکتے : یوں ان کی زندگی بڑی کٹھن ہو جاتی ہے چنانچہ ان کے حالات میں آسودگی پیدا کرنے کی خاطر ضروری ہے کہ ان کی مدد کی جائے ' بلکہ بعض اوقات تو غربت و تنگدستی ' انسان کو کفر کی دہلیز تک لے جاتی ہے ' ایسے میں فوری ضرورت ہے کہ انہیں کفر کے گڑھے میں گرنے سے بچایا جائے اور ان کی مالی امداد کی جائے ' اور

Marfat.com

جس طرح حقیقی رازق اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح اس کی اس صفت عالیہ کا پرتوَ انسان کے اندر بھی نظر آنا چاہیئے کیونکہ سچے مومن کی یہی شان ہے۵ ' اللہ کی مخلوق کی مالی خدمت کرنے والے کو بہت فائدے پہنچتے ہیں مثلاً :

☆ وہ خوف و حزن سے محفوظ رہتا ہے ' ۶

☆ اس کے مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے ' ۷

☆ اسے آخرت میں دوزخ سے نجات ملتی ہے ' ۸

☆ اس کی برائیاں محو ہو جاتی ہیں ' ۹

☆ اس کے لئے نیکی کا راستہ آسان ہو جاتا ہے ' ۱۰

☆ اسے اللہ پاک کا قرُب نصیب ہوتا ہے ۔ ۱۱

غور کریں کہ ان فوائد کے علاوہ ہمیں اور کیا درکار ہے ؟ اللہ تعالیٰ ہمیں لوگوں کی بھرپور مالی مدد کرنے کی توفیق دے ۔ آمین

۲ ۔ جسمانی امداد : خدمت خلق کی ایک شکل یہ ہے کہ کمزوروں ' اپاہجوں ' ضعیفوں ' بوڑھوں اور بیماروں کی خدمت کی جائے مثلاً ان کے چھوٹے موٹے کام کر دیئے جائیں ' ایک جگہ سے دوسری جگہ بحفاظت پہنچا دیا جائے ' اور ان کے ہاتھ ' ان کے پاؤں ' ان کی آنکھ ' ان کے کان بن کر ان کی خدمت کی جائے ' عہد نبویؐ اور عہد صحابہؓ میں ایسی خدمت کی عام مثالیں ملتی ہیں ۔ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام کسی کمزور شخص کے گھر کا کام کاج کر دیتے ' کسی کی بکریاں دوہ آتے ' سامان کا بوجھ اٹھا لیتے ' کسی کے گھر آٹا دال چھوڑ آتے اور سودا سُلف خرید دیتے ' لہٰذا سرور عالمؐ کے اتباع میں ہمیں چاہیئے کہ معاشرے کے معذور ' مفلس ' ناچار ' ضعیف ' اپاہج اور بے یار و مددگار لوگوں کو دیکھ کر اللہ کریم کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں جسمانی صحت ' مالی وسائل اور دیگر نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی یہ صلاحیتیں اور مالی وسائل معذور اور ضرورتمند لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے صَرف کریں ۔

Marfat.com

۳۔ اخلاقی اور تعلیمی خدمت : ناخواندہ لوگوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا بہت بڑی خدمت خلق ہے کیونکہ حیوان اور انسان کے درمیان فرق علم وشعور ہی کا ہے۔ لہٰذا اگر کسی اَن پڑھ کو علم کی دولت سے مالا مال کر دیا جائے تو وہ ہدایت یافتہ ' راست باز اور ذمہ دار انسان بن جاتا ہے۔ چنانچہ لوگوں کے اخلاق سنوارنا ' انہیں بُرے کاموں سے روکنا ' اچھے کاموں کی ترغیب دلانا ' خوش اخلاق بنانا ' ان کی عادتیں درست کرنا ' خصائل پاکیزہ کر دینا ' عبادت گزار اور پرہیز گار بنانا ' بہت بڑی اخلاقی خدمت ہے کیونکہ اس طرح وہ شخص اللہ کے انعامات کا مستحق بن جاتا ہے۔ ایک مرتبہ ہادی اعظمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کی خیر خواہی کرو اور بہترین خیر خواہی یہ ہے کہ اسے آخرت کے لئے تیار کرو یعنی اسے قیامت کے دن 'گناہوں کے باعث ہونے والی ندامت اور سزا کا مستوجب بن جانے سے بچاؤ۔

۴۔ پڑوسیوں کی خدمت : دو ہمسائے ایک دوسرے کے بہت قریب آباد ہوتے ہیں اور ان کے باہمی تعلقات کی نوعیت ان کے حالات پر بہت اثر انداز ہوتی ہے ' اگر تعلقات ناگوار ہوں تو دونوں کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر خوشگوار ہوں تو دونوں کے لئے باعث راحت۔ اس لئے خدمت خلق کے سلسلے میں پڑوسی کی خدمت کرنے اور اس کے ساتھ تعلقات کو خوشگوار بنانے کی بہت اہمیت ہے۔ اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ :" نیک سلوک کرو پڑوسی رشتہ دار سے ' اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے" ۔[۱۲] رحمۃ للعالمینؐ نے تین مرتبہ فرمایا : " خدا کی قسم وہ شخص مومن نہ ہو گا " جب پوچھا گیا کہ " کون یا رسولؐ اللہ " تو فرمایا " وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں " آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ " وہ مومن نہیں جو خود سیر ہو اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے " اگر ہر شخص اپنے پڑوسی کی خیر و صلاح کا خیال رکھے تو چونکہ ہر آدمی کسی نہ کسی

Marfat.com

کا پڑوسی ہے لہٰذا پوری بستی کی فلاح و بہبود میں اضافہ ہو گا اور لوگوں کے باہمی تعلقات نہایت محبت آمیز، پُرامن اور سکون بخش ہوں گے۔

۵۔ یتیموں کی خدمت: معاشرہ میں ایک طبقہ ایسے بچوں کا بھی ہوتا ہے جن کے والد یا والدین انہیں چھوٹی عمر میں ہی چھوڑ کر وفات پا جاتے ہیں، یہ یتیم بچے بے سہارا، بے وسیلہ اور کمزور ہوتے ہیں اور سرپرستی کے ضرورتمند، گویا ان کی خدمت بڑا درجہ رکھتی ہے، انہیں اپنی تولیت میں لینا، پڑھانا لکھانا، تربیت کرنا، کوئی ہنر، فن یا کاروبار سکھانا تاکہ روزی کما سکیں اور ان کی شادی کر دینا بلاشبہ بہت بڑی نیکی ہے۔ قرآن مجید میں یتیموں کی نگہداشت کی بڑی تاکید کی گئی ہے مثلاً:

☆ یتیم پر سختی نہ کرو۔ [۱۳]

☆ نیک لوگ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ "ہم تمہیں صرف اللہ کی خوشنودی کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ"۔ [۱۴]

☆ وہ دشوار گزار گھاٹی جس سے گزر کر انسان امتحان زندگی میں کامیاب ہوتا ہے اس کا ایک مرحلہ یہ بھی ہے کہ، فاقے کے دن کسی قریبی یتیم یا خاک نشیں مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔ [۱۵]

غرض، اسلام دنیا میں سب سے پہلا مذہب ہے جس نے یتیموں جیسے لاوارث اور محتاج بچوں کی سرپرستی کی تعلیم دی ہے۔

۶۔ بیواؤں کی خدمت: جن بیویوں کے شوہر فوت ہو جائیں وہ ناچار، ناتواں اور بے سہارا خواتین "بیوہ" کہلاتی ہیں، انہیں مالی امداد، اخلاقی تائید، سرپرستی اور سہارے کی بڑی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا ان کی خدمت سے بھی اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں، چنانچہ لوگوں کو چاہئے کہ ان کی ہر طرح سے خدمت اور سرپرستی کریں، انہیں مالی امداد دیں، ان کے اموال وجائداد کی حفاظت کریں، ان

Marfat.com

کا نکاح ثانی کر دیں تاکہ وہ دوبارہ با سہارا ہو جائیں اور بیوہ عورتوں کا طبقہ بھی معاشرہ کا با عزت ' خود اعتماد اور فعال طبقہ بن جائے ۔ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے خود عہد شباب میں ' اپنا پہلا نکاح ایک ادھیڑ عمر بیوہ خاتون سے کیا اور انؓ کے ساتھ پچیس برس تک اس طرح کامل رفاقت سے گزارے کہ اس عرصہ میں کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا ' پھر ان کی وفات کے بعد دیگر خواتین سے شادی کی جن میں سے آٹھ بیوہ تھیں ' آپؐ نے فرمایا " بیوہ اور مسکین (کی فلاح و بہبود اور خدمت) کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ خدا کی راہ میں دوڑنے والا " غرض بیوگان کی امداد و سرپرستی خدمت خلق کی ایک اہم شکل ہے ۔

۷ ۔ **بیماروں کی خدمت :** خدمت خلق کی ایک شکل ہے ' بیماروں کی خدمت ' یعنی ان کی عیادت کو جانا ' تیمار داری کرنا ' غمخواری کرنا ' علاج معالجہ میں مدد دینا ' انہیں تسلی دینا ' حوصلہ بڑھانا ' ان کی شفا کے لئے اللہ سے دعا کرنا ۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اللہ ' غفور و رحیم نے مریضوں کو اپنے حقوق میں رعایت اور سہولت دے رکھی ہے اور بعض فرائض معاف کر دیئے ہیں اس لئے اللہ کے بندوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے بیمار بھائیوں کی خدمت بڑھ چڑھ کر کریں ' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں ' جن میں ایک یہ ہے کہ جب وہ بیمار پڑے تو اس کی عیادت کرے ' نیز فرمایا کہ جب کوئی صبح کو کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو شام تک فرشتے خود اس کی مغفرت کے لئے دعا مانگتے ہیں اور جب وہ شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک فرشتے اس کی مغفرت کے لئے بار گاہ الٰہی میں دعا کرتے رہتے ہیں ۔

۸ ۔ **عام مسلمانوں کی خدمت :** تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ' اس لئے ان کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیئے جیسا کہ بھائیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے یعنی ان کی خدمت بھی ' خدمت خلق کا ایک اہم حصہ ہے ' اس لئے لازم

Marfat.com

ہے کہ سب سے پہلے تو مسلمان بھائیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے ' ان کی بخشش اور مغفرت مانگی جائے[18] اور خود ان سے مؤدب ہو کر نرمی سے بات کی جائے[19] ' اور ان کے ساتھ رحم و شفقت کا سلوک کیا جائے۔[20] رحمۃ للعالمینؐ کے ارشاد گرامی کے مطابق ' تمام مسلمان آپس میں ایسے ہیں جیسے ایک جسم کے مختلف اعضاء کہ جب کسی ایک عضو میں تکلیف ہو تو سارا بدن بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے' اسی طرح جب ایک مسلمان دکھی ہو تو سارے (مسلمان) بھائیوں کو دکھ محسوس کرنا چاہئے اور اس وقت تک چین نہ لیں جب تک اس کی تکلیف دور نہ ہو جائے۔ گویا ایک مسلمان کا دکھ سب کا دکھ ہے اور ایک کی راحت سب کی راحت۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کی جان ' آبرو اور مال کی حفاظت کرے ' بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے اور فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ چلے۔ غرض کامل مومن وہ ہے جو اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

۹۔ رفاہ عامہ کے کام: خدمت خلق کا ایک طریقہ یہ ہے کہ عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے مختلف ادارے ' تنظیمیں ' تعمیرات ' منصوبے ' اوقاف اور پروجیکٹ قائم کئے جائیں مثلاً ہسپتال ' مدرسے ' دینی جامعات ' مسافروں کے لئے سرائیں ' دستکاری گھر ' سایہ دار اور پھلدار باغات ' سبیلیں ' یتیم خانے ' لنگر خانے ' طہارت خانے ' رشد و ہدایت کے لئے درسگاہیں ' تصنیفی و تالیفی ادارے' روزگار مہیا کرنے والے دفاتر ' فنی[21] ' سائنسی و تحقیقی تربیت گاہیں وغیرہ۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کاموں کی ترقی و فروغ کے لئے اپنا مال ' اپنی جسمانی و ذہنی توانائیاں اور صلاحیتیں کھپا دیں۔

غرض امت مسلمہ کے مختلف افراد اور طبقوں کی شخصی سطح پر خدمت اور اجتماعی طور پر فلاح و بہبود کے لئے سعی و کوشش اللہ کے نزدیک بڑی مقبول و مشکور ہے کیونکہ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اس لئے اس کی خیر و صلاح کی طرف

Marfat.com

اٹھنے والا ہر قدم اور خرچ ہونے والا ہر روپیہ بڑا بابرکت اور باعث ثواب و صلہ ہے بلکہ اگر گہری نگاہ سے دیکھا جائے تو دوسروں کی خدمت سے ' معاشرہ میں اقتصادی ' اخلاقی ' سماجی اور قانونی اقدار کو فروغ و استحکام حاصل ہوتا ہے جس سے خود خدمت کرنے والا بھی بہرہ ور ہوتا ہے اور جو دوسروں کی خدمت کرتا ہے لوگ اس کی خدمت کرنے لگتے ہیں :

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

خدمت خلق کے فوائد و نتائج

خدمت خلق کے انفرادی اور جماعتی دونوں سطح پر کثیر فائدے حاصل ہوتے ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں :

۱۔ شیطان اور نفس کے غلبہ کا خاتمہ : خدمت خلق کے جذبے اور عمل کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ انسان پر سے نفس اور شیطان کا غلبہ کمزور ہوتے ہوتے آخر کار ختم ہو جاتا ہے ۔ انسان کو نیکی کرنے سے روکنے والے عناصر درحقیقت اس کے مکروہ نفسانی جذبات ہیں مثلاً مفاد پرستی ' خود غرضی ' ذات پسندی ' بدخواہی ' ہوس زر ' تکبر ' جھوٹی انا ' کینہ پروری ' بخل ' طمع ' حرص ' بغض ' حسد اور منتقمانہ رجحان وغیرہ ۔ یہ سارے جذبات ومیلانات ' شیطانی ' طاغوتی اور نفسانی نوعیت کے ہیں ۔ ان کے زیر اثر آدمی نیکی کی جانب قدم نہیں بڑھاتا ۔ ان بُری خصلتوں کے بنے ہوئے حصار سے باہر نہیں نکلتا ' اس لئے اس کے اندر ' خدمت خلق کا جذبہ اور ولولہ پیدا نہیں ہوتا ' لیکن جو شخص اپنے نفس کے پہلوئے شر کو دباتا ہے اور اپنے اندر کی خیر کی قوتوں کو ابھارتا ہے ' انہیں مضبوط اور مستحکم بناتا ہے ' وہ مذکورہ نفسانی جذبات کے غلبہ کا خول اتار پھینکتا ہے اور شیطانی ترغیبات کا ڈٹ کر مقابلہ کر کے ' ان سے پاک صاف ہو جاتا ہے ۔

۲۔ قلب و روح کی صفائی : جو شخص خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو ' اس کے اندر صالح اور پاکیزہ جذبات و رجحانات نشوونما پاتے ہیں مثلاً ایثار ' اِخلاص '

Marfat.com

قربانی ، بے غرضی ، خیر خواہی ، ہمدردی ، مروت ، انکسار ، تواضع ، نرم خوئی اور خندہ جبینی وغیرہ ایسی مُطَہّر و منزہ صفات سے انسان کا ضمیر روشن ، نفس پاک ، دل صاف اور روح منور ہوتی ہے اور یوں وہ اللہ کا بندہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور " قلب سلیم " لے کر حاضر ہوتا ہے ، اور امتحان زندگی میں کامیاب ہو کر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مستحق ٹھہرتا ہے ۔ [۲۱]

۳ - معاشرتی و معاشی خوشحالی : مفلسوں ، بھکاریوں ، بے فکروں ، تُھڑپو نجیوں اور معذوروں کا طبقہ اپنی غربت ، کم ہمتی ، بے کاری ، مجبوری ، تساہل یا کاہلی کے باعث معاشرہ پر محض بوجھ بنا رہتا ہے ، لیکن اگر خدمت خلق کے اداروں کے ذریعہ ان لوگوں کی مالی ، جسمانی ، تعلیمی اور فنی امداد و تربیت کا منصوبہ بنایا جائے تو یہ سارے لوگ معاشرہ کے فعال ، سرگرم ، مفید اور بار آور رکن بن سکتے ہیں جس کے باعث معاشرہ میں استحکام پیدا ہوتا ہے ، خوشحالی اور ترقی بڑھتی ہے ، غربت ، جہالت ، ناخواندگی ، بیماری ، نفرت باہم اور تصادم و کشمکش کی فضا ختم ہوتی ہے اور ملک سیاسی ، اقتصادی ، معاشرتی اور اخلاقی اعتبار سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہو جاتا ہے ۔

اللہ کریم ہمارے دلوں سے خود غرضی ، نفس پرستی اور بغض و حسد جیسے مکروہ جذبات ختم کر کے ، ان کی جگہ خدمت خلق ، فیض رسانی اور ایثار و ہمدردی کے پاکیزہ جذبات پیدا فرما دے اور ہمیں توفیق دے کہ رؤف و رحیم اور شفیق و حلیم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں دوسرے لوگوں اور محتاجوں کی خوب خوب خدمت کریں ، اور ان کی تکلیف و راحت میں پوری طرح شریک ہوں ، آمین ۔

حوالہ جات

۱۔ اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عَیَالِہٖ (حدیث مبارک) ۲۔ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی ...... (بقرہ : ۱۷۷) ۳۔

Marfat.com

مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ .... (بقره : ۲۱۵) ۴۔ وَ فِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ (ذاریات : ۱۹) ۵ ۔ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (انفال : ۳ ، ۴) ۶ ۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ ...... وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (بقره : ۲۷۴) ۷۔ فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً (بقره : ۲۴۵) ۸ ۔ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ ...... (بقره : ۲۵۴) ۹ ۔ وَ یُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ (بقره : ۲۷۱) ۱۰۔ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی (لیل : ۷) ۱۱۔ قُرُبٰتٍ عِنْدَاللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ..... (توبه : ۹۹) ۱۲۔ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ (نساء : ۳۶) ۱۳۔ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَاتَقْهَرْ (ضحٰی : ۹) ۱۴۔ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ٥ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا (دهر : ۸ ، ۹) ۱۵۔ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ٥ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ٥ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ (بلد : ۱۴، ۱۵، ۱۶) ۱۶۔ اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ وَ الْمِسْكِیْنِ كَالسَّاعِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ... الخ ۱۷ ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (حُجرات : ۱۰) ۱۸۔ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا .... (حشر : ۱۰) ۱۹۔ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ .... (مائده : ۵۴) ۲۰۔ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (فتح : ۲۹) ۲۱۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ٥ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (شعراء : ۸۸ ، ۸۹)

باب ۱۹

اللہ کی راہ میں خرچ کرو

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ اس نے جو رزق انہیں بخشا ہے ' جو مال عطا کیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں نیک کاموں پر خرچ کریں[۱]۔ ایک مسلمان کی زندگی میں " اِنفاق فی سبیل اللہ " کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ قرآن مجید سے ہدایت پانے والے پرہیز گاروں کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے غریبوں ' مسکینوں اور محتاجوں کی امداد کرتے ہیں[۲] ' یعنی مسلمان ایسے لوگ نہیں جو فقط اپنی ضرورتیں ہی سامنے رکھیں اور ساری کمائی خود ہی صَرف کر ڈالیں بلکہ ان کے دل میں اپنے کمزور ' محتاج اور معذور بھائیوں کی ضرورتوں کا بھی احساس ہے ' ان کی تنگدستی اور غربت کو دور کرنے کی تڑپ ہے ' اس لئے وہ ان کی مدد کے لئے بڑی فراخ دلی اور فیاضی سے مال خرچ کرتے ہیں اور مخلوق خدا کے جو مالی اور معاشی حقوق ان پر عائد ہوتے ہیں انہیں ادا کرنے میں مستعدی دکھاتے ہیں کیونکہ ایک سچے اور حقیقی مومن کی یہی شان ہے۔[۳]

کتنا خرچ کیا جائے

ایک مسلمان اللہ کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرے وہ انجام کار اس کے لئے مفید اور بہتر ہے کیونکہ اس کی نیکی اور ایثار سے اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے اور اسے پورا پورا صلہ دے گا ' تاہم اس سلسلہ میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ ایک مسلمان پہلے اپنی جائز ضرورتیں پوری کر لے اور پھر جو بچ جائے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دے۔[۴]

Marfat.com

کہاں خرچ کیا جائے

مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ کی رضا کی خاطر' اس کے حکم کی تعمیل میں والدین کی خدمت کے لئے ' رشتہ داروں ' ہمسایوں ' یتیموں ' مسکینوں ' مسافروں' سائلوں اور حاجتمندوں کی مدد کے لئے ' نیز غلاموں اور مسلمان قیدیوں کی رہائی کی خاطر روپیہ خرچ کرے ' خصوصاً ایسے تنگدست لوگوں کی مدد کرے جو اللہ کے کاموں اور فروغ دین کی مصروفیات میں ایسے گھر گئے ہیں کہ اپنی ذاتی کسب معاش کے لئے جدوجہد نہیں کر سکتے اور ان کی خود داری دیکھ کر ناواقف آدمی سمجھتا ہے کہ یہ خوشحال اور کھاتے پیتے لوگ ہیں حالانکہ ان کے چہروں سے ان کی اندرونی حالت اور تنگدستی کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے ' مگر دراصل وہ ان کی طرح نہیں ہوتے جو لوگوں کا دامن کھینچ کھینچ کر اصرار کریں یا ان کے پیچھے پڑ کر مدد کے لئے ہاتھ پھیلائیں ' لہٰذا ایسے خود دار لوگوں کے لئے مسلمان جتنا مال بھی خرچ کریں وہ اللہ سے پوشیدہ نہیں رہتا اور اس کا صلہ انہیں ضرور مل کر رہتا ہے ۔

کیسے خرچ کیا جائے

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے آداب حسب ذیل ہیں :

۱۔ محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے : مسلمان پر واجب ہے کہ وہ جتنا صدقہ وخیرات کرے وہ صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے کرے ' کسی کو دکھانے کے لئے نہیں ۔

۲۔ احسان نہ جتائیں : اللہ کی راہ میں روپیہ خرچ کرتے وقت ' لینے والے پر احسان نہ جتانا چاہئے اور نہ اسے احساس کمتری کی اذیت پہنچانی چاہئے کیونکہ احسان جتانے اور اذیت دینے سے ' صدقہ کرنے والا ' اپنا صدقہ اس شخص کی طرح خاک میں ملا دیتا ہے جو اپنا مال صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور شہرت

Marfat.com

پانے یا دُنیوی فائدے حاصل کرنے کا خواہش مند ہوتا ہے[۸] - ایسا شخص نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے نہ آخرت پر، کیونکہ اگر وہ اللہ اور آخرت کو مانتا ہو تو اسے اللہ کی خوشنودی کے مقابلہ میں نام ونمود، دنیوی فائدے اور حاجتمند کی احسان مندی سب ہیچ نظر آئے۔

۳۔ دوسروں کو ترغیب دیں: اگر صدقہ دینے سے، لینے والے پر احسان جتانا یا اسے اذیت دینا مقصود نہ ہو تو بے شک اللہ کی راہ میں کھلے بندوں خرچ کرو یا چھپا کر، اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اعلانیہ خرچ کرنے سے دوسروں کو بھی اس کی ترغیب ملتی ہے اور یوں نیکی بڑھتی ہے، پھلتی پھولتی ہے، اور چراغ سے چراغ جلتا چلا جاتا ہے۔

۴۔ توشۂ آخرت کے لئے: مسلمان کو چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں بیش از بیش مال خرچ کر کے، نیکیوں کا ذخیرہ کر لے پیشتر اس کے کہ (قیامت کا) وہ دن آجائے جس میں نہ (نیکیوں کی) خرید و فروخت ہو گی، نہ دوستی کام آئیگی اور نہ کسی کی سفارش چلے گی[۹] لہٰذا جو صدقات و خیرات زندگی کے دوران کئے جائیں گے وہی قبول ہوں گے، اس لئے مسلمان پر واجب ہے کہ موت سے پہلے پہلے، اللہ کے راستہ میں دولت خرچ کر کے، اپنے لئے توشہ آخرت تیار کر لے۔ اگر اس نے دولت بچا بچا کر جمع کر بھی لی تو مرنے کے بعد وہ دنیا ہی میں رہ جائیگی جس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں گے مگر خود اسے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا، اور اس وقت پشیمانی کی حالت میں یہ کہے گا کہ میرے رب! اگر تو مجھے تھوڑی مہلت اور دے دیتا تو میں صدقہ وخیرات کر کے نیکوں میں شامل ہو جاتا:[۱۰]

ہتھیں ونڈ دے زندگی وچ آپے، جے کر تدھ نے نفع کماونائیں
تینوں کفن دے باجھ ہدایت اللہ ہور کجھ وی ہتھ نہ آونائیں

۵ ـ کھلے دل سے خرچ کریں : مسلمان کو چاہیئے کہ اللہ کے راستے میں رات دن روپیہ خرچ کرے ' یعنی فراخ قلبی اور کشادہ دستی سے[۱۱] :

☆ ایک تو اس لئے کہ ' اسے احساس رہے کہ اس کے (بظاہر اپنے کمائے ہوئے) مال پر فقط اسی کا حق نہیں ہے بلکہ دوسرے مسلمان بھائی بھی اس میں شریک ہیں ۔

☆ دوسرے اس لئے کہ ' مال کی محبت پر اللہ کی محبت غالب رہے اور انسان اپنے مرکز سے بچھڑنے نہ پائے ' منزل کو بھول نہ جائے ۔

☆ تیسرے اس لئے کہ ' موت کی گھڑی کا کوئی پتا نہیں ' اس لئے بہتر ہے کہ انسان زندگی کے ہر لمحہ کو غنیمت جان کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے اور نیکی کرتا کرتا ہی اس سے جا ملے ۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فائدے

ایک مسلمان اللہ کی راہ میں جو مال خرچ کرتا ہے اس کے نتیجہ میں اسے بہت برکتیں اور فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں ' مثلاً :

۱ ـ جرم کا کفّارہ : اِنفاق فی سبیل اللہ کا پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان سے کوئی واجب القصاص جرم ہو جائے تو اس قصاص کا صدقہ کر دینے سے وہ کَفارہ ہو جاتا ہے اور اس پر سے گناہ کا بوجھ اتر جاتا ہے[۱۲] ۔

۲ ـ برائیوں کو دور کرنے کا ذریعہ : اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے ' مسلمان کی بہت سی برائیاں ختم ہو جاتی ہیں ' اس لئے اِنفاق فی سبیل اللہ ' تقصیروں ' خطاؤں اور گناہوں کو دور ہٹانے کا ایک ذریعہ ہے[۱۳] ۔

۳ ـ مال و دولت میں اضافہ کا ذریعہ : ایک مسلمان اللہ کی راہ میں جو رقم

Marfat.com

بھی خرچ کرتا ہے ' اسے اللہ کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرتا ہے ' گویا وہ مال پھلتا اور پھولتا ہے ' بڑھتا اور نشوونما پاتا ہے ' دنیا میں بھی زیادہ ہو کر ملتا ہے اور آخرت میں بھی انسان کے درجات بلند کرنے کا باعث بنتا ہے[۱۴] ' کیونکہ اللہ کی راہ میں خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سات سو دانے ہوں ' یوں اللہ تعالیٰ اس چیز کو افزونی اور برکت عطا کرتا ہے کیونکہ وہ بڑا فراخ دست[۱۵] ہے ' یا یوں سمجھ لیجئے کہ جو لوگ اپنے مال صرف اللہ کو خوش کرنے کے لئے ' پوری دلجمعی سے خرچ کرتے ہیں ان کے اس خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی بلند جگہ پر ایک باغ ہو ' جس پر اگر زور کی بارش ہو جائے تو وہ باغ دگنا پھل لائے لیکن اگر زور کی نہ بھی ہو تو ہلکی سی پھوار ہی اس کے لئے کافی رہے[۱۶] ۔ ہمارے آقا و مرشد رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا ' بڑھتا ہے ۔

۴ ۔ خوف و حزن سے نجات کا ذریعہ : اللہ کی راہ میں روپیہ خرچ کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس کا ثواب اللہ کے پاس محفوظ ہے جس کے باعث خرچ کرنے والے کو نہ دنیا میں کسی خسارہ ' مصیبت اور بلا کا ڈر ہو گا اور نہ آخرت میں کسی حزن و رنج کا اندیشہ[۱۷] ۔ سید الانبیاءؑ نے فرمایا : " صدقات دینے میں جلدی کرو کیونکہ صدقہ دینے سے بلا بڑھنے نہیں پاتی " ۔

۵ ۔ نیکی کا راستہ آسان ہو جاتا ہے : جو شخص اللہ کی راہ میں خرچ کرے ' دوسروں کو مالی امداد دے (اور تقویٰ اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ ' اچھی بات کو تسلیم کر لیتا ہو) اس پر اللہ اچھائی کا راستہ آسان کر دیتا ہے[۱۸] ' اس کے اندر نیکی کرنے کا جذبہ اور ولولہ اتنا محکم بنا دیتا ہے کہ اسے نیک کام کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی ' گویا وہ نیکی کی راہ پر دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے ۔

۶ ۔ نیکی تک پہنچنے کا ذریعہ : انسان اس وقت تک نیکی نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ کے راستہ میں وہ چیز خرچ نہ کرے جو اسے عزیز اور دلپسند[۱۹] ہو ' گویا نیکی

Marfat.com

کے دروازہ کی چابی انفاق فی سبیل اللہ ہے کیونکہ اس طرح انسان کے اندر مال سے محبت کے بجائے اللہ سے محبت پیدا ہوتی ہے جس کی خاطر، جس کے حکم پر، وہ اپنی محبوب شے قربان کرنے، اور خود اس سے محروم ہونے کو تیار ہوتا ہے۔

۷۔ **پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ:** زکوٰۃ کی ادائیگی سے مسلمان پاک ہو جاتے ہیں، گناہوں کی آلائشیں دور ہو جاتی ہیں، تزکیہ نفس ہوتا ہے، محاسن اُخلاق اور عمدہ فضائل پیدا ہوتے ہیں، باطن کی طہارت ہو جاتی ہے، ان کے درجے بلند ہوتے ہیں اور ان کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں جس سے مسلمانوں کو سکون قلب نصیب ہوتا ہے[۲۰]۔

۸۔ **دوزخ کی آگ سے بچنے کا ذریعہ:** جو شخص صرف اس مقصد کے لئے دوسروں کو اپنا مال دیتا ہے تاکہ اللہ اس سے راضی ہو جائے اور اس کا مال پاک ہو جائے، یعنی کسی کے احسان کا بدلہ چکانے کے لئے نہیں بلکہ فقط اللہ کی خوشنودی کے لئے، تو اللہ اس کو دوزخ کی آگ سے بچالے گا اور دوزخ کی آگ سے بچ جانا یقیناً بہت بڑی کامیابی ہے[۲۱]۔

۹۔ **مغفرت اور جنت کے حصول کا ذریعہ:** ایسے متقی لوگ، جو اللہ کی راہ میں دولت خرچ کرتے ہیں اور اتنے سخی ہیں کہ وہ خوشحال ہوں یا پریشان، ہر حال میں صدقہ وخیرات کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے گا اور وہ دوڑتے ہوئے جنت کی طرف جائیں گے[۲۲]۔ گویا خوشحالی اور تنگی دونوں حالتوں میں، اللہ کی خوشنودی کی خاطر، ضرورتمندوں پر مال خرچ کرنا، جنت کی طرف دوڑنے کے مترادف ہے۔

۱۰۔ **کئی گنا ثواب پانے کا ذریعہ:** دولت سے محبت کرنے والے اپنا سرمایہ سُودی کاروبار میں لگا کر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی رقم بڑھتی جاتی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ رقم اللہ کے ہاں ہرگز نہیں بڑھتی۔ البتہ جو رقم وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے بطور زکوٰۃ دیتے ہیں وہ کئی گنا بڑھتی ہے[۲۳] اور اس کا بے حد ثواب ملتا ہے، نبی

Marfat.com

کریمؐ نے فرمایا : " صدقہ کا ثواب دوگنا ہے اور دگنے سے بھی زیادہ اور اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ " ۔

۱۱ ۔ آخرت میں نجات کا ذریعہ : قیامت کے دن نجات حاصل کرنے کے لئے نیکیوں کی نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی ' نہ دوستی فائدہ پہنچائے گی ' نہ سفارش چلے گی ' نہ فدیہ قبول ہو گا اور نہ معافی ملے گی ' ہاں اگر نجات کے لئے کوئی شے فائدہ دے گی تو ایمان اور نیک اعمال کے علاوہ ' صرف وہ صدقہ و خیرات ' جو زندگی میں کیا ہو گا ' اس لئے ایک مسلمان دنیا میں قیام کے دوران جتنی رقم بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر سکے اس کے لئے نجات کا باعث بنے گی ۔[۲۴]

۱۲ ۔ اللہ کے تقرب کا ذریعہ : اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مسلمان کو اللہ کا قرُب حاصل ہوتا ہے اور اس کی رحمت نازل ہوتی ہے[۲۵] ' اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا اپنا ذاتی مفاد ' مخلوق خدا کی خاطر قربان کر دیتا ہے یہی غمگساری اللہ کو پسند ہے ' اس لئے وہ ایسے لوگوں کو اپنا قرب عنائت کرتا ہے اور یوں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اپنے اس نیک عمل کو اللہ کے ہاں تقرب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے رحمت کی دعائیں لینے کا ذریعہ بناتے ہیں ۔

۱۳ ۔ بھلائی حاصل کرنے کا ذریعہ : ایک مسلمان اللہ کی راہ میں جو مال بھی خرچ کرتا ہے اس میں درحقیقت اس کا اپنا ہی بھلا[۲۶] ہے کیونکہ اس عمل سے اس کے جرموں کا کفارہ ہو جاتا ہے ' برائیاں محو ہو جاتی ہیں ' نیکی تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے ' مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے ' خوف و حزن جاتا رہتا ہے ' آخرت میں نجات ملتی ہے اور اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے ۔

رسول اللہؐ کی نظر میں خیرات کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بڑے

Marfat.com

فضائل بیان فرمائے ہیں ' ارشاد گرامی ہے : [۱۲۷]

☆ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے ۔

☆ اللہ کی راہ میں خرچ کر اور شمار نہ کر ورنہ اللہ بھی تیرے لئے شمار کرے گا اور (اپنی حاجت سے زیادہ) مال کو نہ روک ورنہ اللہ بھی تجھ سے مال کو روکے گا (لہٰذا اللہ کی راہ میں) جتنا تجھ سے دیا جا سکے دے ۔

☆ سخی اللہ کی رحمت سے قریب ہے ' جنت سے قریب ہے ' لوگوں سے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے ' سخاوت جنت میں ایک درخت ہے لہٰذا جو شخص سخی ہو گا وہ اس درخت کی ٹہنی پکڑ لے گا اور وہ ٹہنی اسے اس وقت تک نہ چھوڑے گی جب تک اسے جنت میں داخل نہ کرا لے گی ۔

☆ قیامت کے دن مومن کا سایہ اس کا صدقہ ہو گا ۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے تھے ' آپؐ کے پاس جو کچھ ہوتا وہ ضرورتمندوں میں تقسیم فرما دیتے اور خود فقر و فاقہ سے گزر بسر کرتے ' آپؐ نے کبھی کسی سوالی کو جواب میں " لا " (نہیں) نہیں فرمایا بلکہ آپؐ کا ارشاد مبارک تھا کہ جو مسلمان قرض چھوڑ مرے گا اسے میں ادا کروں گا اور جو ورثہ چھوڑے گا وہ اس کے وارثوں کے لئے ہو گا [۱۲۸] ' آپؐ کی سخاوت کا یہ عالم ہے کہ جنگ حنین میں چھ ہزار قیدی ' چوبیس ہزار اونٹ ' چالیس ہزار بکریاں ' چار من چاندی بطور غنیمت حاصل ہوئی لیکن آپؐ نے ان میں سے کوئی چیز بھی نہ لی ' سب کی سب دوسروں میں تقسیم فرما دیں ۔

صحابہ کرامؓ نے اجود الناسؐ (لوگوں میں سب سے زیادہ سخیؐ) کے اتباع میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بے نظیر مثالیں چھوڑی ہیں : حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس اسلام قبول کرنے کے وقت چالیس ہزار درہم نقد موجود تھے ' انہوں نے

Marfat.com

یہ تمام دولت راہ خدا میں خرچ کردی اور زندگی بھر پیغمبرؐ اسلام اور دین اسلام کی خدمت کے لئے مال خرچ کرتے رہے۔ محسنؐ اعظم نے اس فیاضی کا ذکر یوں فرمایا "ابوبکرؓ کے مال سے زیادہ کوئی مال میرے لئے مفید نہیں ہوا" اور "جان و مال کے لحاظ سے مجھ پر ابوبکرؓ سے زیادہ کسی کا احسان نہیں"۔ جناب صدیق اکبرؓ اس ذکر سے پُرنم ہو جاتے اور عرض کرتے: یا رسولؐ اللہ! جان و مال سب حضورؐ کے لئے ہے۔ صدقات و خیرات کے سلسلہ میں جناب صدیق اکبرؓ ہمیشہ سب سے آگے ہوتے، ایک مرتبہ رسول اللہؐ نے صحابہ کرامؓ کو صدقہ نکالنے کا حکم فرمایا تو جناب صدیق اکبرؓ اپنا سارا سرمایہ اٹھا لائے، پوچھا گیا کہ گھر کیا چھوڑ آئے تو عرض کی: گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسولؐ ہی کافی ہے:

صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

جناب صدیق اکبرؓ نے اپنے مال سے متعدد غلاموں اور لونڈیوں کو، جو اسلام لے آئے تھے، خرید کر آزاد کیا اور وفات کے وقت بھی آپؓ نے اپنے مال سے فقراء و مساکین کے لئے خمس (پانچویں حصہ) کی وصیت فرمادی۔

حضرت عمرؓ نے غزوہ تبوک کی تیاری کے لئے اپنے مال و اسباب کا نصف پیش کر دیا تھا، جناب عثمان غنیؓ بڑے سخی تھے، انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے اپنا مال کھلے دل سے خرچ کیا، مدینہ طیبہ میں میٹھے پانی کا کنواں بیئر رومہ بیس ہزار درہم میں ایک یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا، مسجد نبویؐ کی توسیع پر کثیر رقم خرچ کی اور ہر جمعہ کو ایک غلام (خرید کر) آزاد کیا کرتے تھے۔

حضرت علیؓ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے لیکن آپ کے دروازہ سے کوئی سوالی خالی نہ لوٹتا تھا، جو کچھ ہوتا اسے عنائت فرما دیتے۔ ایک مرتبہ رات بھر مزدوری کر کے کچھ جَو لائے تو انہیں پکوا کر ابھی رکھا ہی تھا کہ ایک مسکین نے صدا لگائی، آپ نے تیسرا حصہ اسے خیرات کر دیا، پھر ایک یتیم نے سوال کیا،

Marfat.com

ایک حصہ اسے دے دیا ' پھر ایک قیدی نے دست سوال دراز کیا تو باقی سارا اسے دے دیا اور خود خالی پیٹ ہی رہے ' یہ خیرات اللہ کو اس قدر پسند آئی کہ یہ آیت نازل ہوئی : (ترجمہ) " یہ لوگ اللہ کی رضا کے لئے مسکینوں ' یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں " ۔ [۲۹]

خرچ نہ کرنے کے اسباب

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے اتنے زیادہ فوائد و فضائل اور قرآن و حدیث کے واضح احکامات کے باوجود ' بعض لوگ اس طرف رجوع نہیں کرتے اور نیک کاموں پر خرچ کرنے کے بجائے ' مال کو سنبھال سنبھال کر جمع کرتے رہتے ہیں ' ان کے اس رویہ کی عموماً تین وجوہات ہو سکتی ہیں :

اول : انسان یہ سمجھتا ہے کہ ساری دولت اس نے خود کمائی ہے اس لئے وہ اپنا مال دوسروں کو کیوں دے '

دوم : اسے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر وہ صدقہ ' خیرات ' زکوٰۃ ادا کرے گا تو اس کا مال کم ہو جائے گا '

سوم : انسان کو بخل کی عادت ہو جس کے باعث وہ مال سے محبت کرتا ہو اور رقم بچا بچا کر رکھتا ہو ۔ ان تینوں باتوں کا شافی جواب اللہ تعالیٰ نے یوں دیا ہے کہ :

اول : دولت انسان کی ہرگز ملکیت نہیں ہے ' بلکہ ہر شے کا مالک خود اللہ تعالیٰ ہے ' جو کچھ آسمانوں اور زمین کے مابین ہے ' سب اسی کا ہے [۳۰] اور وہی انسان کو رزق عطا کرتا ہے [۳۱] اور رزق حاصل کرنے کی توفیق دیتا ہے ' لہٰذا کوئی شخص اس گمان میں نہ رہے کہ دولت اس نے خود کمائی ہے اور صرف اسی کا اس پر حق ہے بلکہ اسے کان کھول کر سمجھ لینا چاہیئے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ سب اسے اللہ نے دیا ہے اور وہی اس کا مالک ہے ' لہٰذا وہ جس طرح حکم دے اسی طرح

Marfat.com

دولت خرچ کی جانی چاہئے۔

دوم: انسان کا یہ اندیشہ کہ صدقہ کرنے سے اس کا مال گھٹ جائیگا قطعی بے بنیاد ہے کیونکہ یہ گھٹنے کے بجائے بڑھتا ہے اور کئی گنا پھلتا پھولتا ہے[۲۲]۔ زکواۃ وصدقات کی ادائیگی سے مال کے گھٹ جانے کا تصور در اصل شیطان کی پیداوار ہے، وہ مسلمان کو راہ خدا میں خرچ کرنے سے روکتا ہے، اسے ڈراتا ہے کہ اگر دوسروں کے لئے روپیہ خرچ کرتے جاؤ گے تو خود مفلس اور محتاج ہو جاؤ گے[۲۳]۔ چنانچہ مسلمان پر واجب ہے کہ شیطان کی بات ہرگز نہ مانے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت میں فراخ دلی سے راہ خیر میں خرچ کرے۔

سوم: جہاں تک بخل کا تعلق ہے اس کی تلقین بھی شیطان ہی کرتا ہے، اور یہ عادت بڑی گھٹیا اور گھناؤنی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ انسان کو ہدایت کرتا ہے کہ راہ خیر میں مال خرچ کر کے، اس کی مغفرت اور اس کا فضل حاصل کرو[۲۳]، لیکن چوں کہ انسان بعض اوقات شیطان کے فریب میں آ جاتا ہے اس لئے اپنا مال جمع کرتا ہے، اسے گن گن کر رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا، یا یہ مال اسے حیات جاوداں بخش دے گا[۲۴]، حالانکہ یہ ساری باتیں بے بنیاد ہیں۔ نہ انسان کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہتا ہے اور نہ مال اسے غیرفانی زندگی دے سکتا ہے کیونکہ انسان کو تو ایک دن ضرور مرنا ہے جبکہ اس کا مال پیچھے دنیا میں رہ جائیگا ہاں، اگر وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو یہ نیکی موت کے بعد اس کے ساتھ جائیگی اور اسے جنت میں زندہ جاوید کر دے گی۔

راہ خیر میں خرچ نہ کرنے کا انجام

جیسا کہ پیچھے بیان کیا گیا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بے شمار فائدوں کے باوجود، بعض لوگ شیطان کی باتوں میں آکر بخل سے کام لیتے ہیں، روپیہ

Marfat.com

سنبھال سنبھال کر رکھتے ہیں ' جمع کرتے جاتے ہیں ' اسے گن گن کر دیکھتے رہتے ہیں کہ کتنا ہوگیا اور اسے مزید بڑھانے کی دُھن میں لگے رہتے ہیں ' حالاں کہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مال و دولت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے ' زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کا اول و آخر وہی مالک اور وارث ہے تو پھر کیوں نہ[۳۵] اس کے حکم کے تحت ' اس کی ہدایات کے مطابق ' راہ خیر میں روپیہ خرچ کیا جائے ؟ بہر حال جو لوگ بے بنیاد اندیشوں کے پیش نظر ' نیک کاموں میں اپنا مال خرچ نہیں کرتے اور انفاق فی سبیل اللہ سے منہ موڑ لیتے ہیں ان کا انجام بہت برا ہو گا - کیونکہ ایک دن ایسا آئیگا جب وہی سونا اور چاندی جو وہ جمع کرتے رہے ہیں ' اس پر جہنم کی آگ دہکائی جائیگی جس سے ان لوگوں کی پیشانیوں ' پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا کہ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا ' لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزا چکھو[۳۶] (معاذ اللہ ! خدائے غفور و رحیم ہمیں راہ راست پر چلائے اور جہنم سے بچائے ' آمین) بہر حال یہ طے شدہ بات ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن ان کے گلے میں اس دولت کا طوق ڈالا جائیگا -[۳۷]

اس وعید کے پیش نظر ' ہر مسلمان کو چاہئے کہ جس قدر ہو سکے اپنا زر و مال اللہ کی راہ میں نیک کاموں پر خرچ کرتا رہے تاکہ اس کی برائیاں محو ہوتی رہیں ' نیکیاں جمع ہوتی چلی جائیں ' اسے اللہ کا قرب حاصل ہو اور آخرت میں نجات کا وسیلہ بن جائے - اسے چاہئے کہ پیشتر اس کے کہ موت آ دبوچے ' وہ خرچ کرتا رہے مبادا جب مرنے کی گھڑی قریب آ پہنچے تو حسرت بھرے انداز سے یہ کہے کہ میرے رب ! تو نے مجھے تھوڑی مہلت اور نہ دی کہ میں صدقہ وخیرات کر لیتا اور نیکوں میں شامل ہو جاتا -[۳۸]

اللہ پاک ہمیں رضائے الٰہی کے لئے ' اپنا مال کھلے دل سے خرچ کرنے کی توفیق دے - آمین -

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ (بقرہ : ۲۵۴) ۲۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ (انفال : ۳) ۳۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (انفال : ۴) ۴۔ وَ یَسْئَلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (بقرہ : ۲۱۹) ۵۔ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى ...... وَ فِی الرِّقَابِ (بقرہ ۱۷۷) ۶۔ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ .... یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَاءَ ...... (بقرہ : ۲۷۳)

۷۔ وَ مَا تُنْفِقُوْا ....اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ (بقرہ : ۲۷۲) ۸۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى .... (بقرہ : ۲۶۴) ۹۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً (بقرہ : ۲۷۴) ۱۰۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ .... وَّ لَا شَفَاعَةٌ (بقرہ : ۲۵۴)

۱۰۔ ا۔ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَا اَخَّرْتَنِیْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (منافقون : ۱۰) ۱۱۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ (بقرہ : ۲۷۴) ۱۲ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ (مائدہ : ۴۵) ۱۳۔ وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَ یُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ (بقرہ : ۲۷۱)

۱۴۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً (بقرہ : ۲۴۵) ۱۵۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ .... وَ اللّٰهُ

Marfat.com

يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ (البقره : ۲۶۱) ۱۱ ۔ وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ
ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ .... وَابِلٌ فَطَلٌّ (بقره : ۲۶۵) ۱۷۔ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ
اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (بقره :۲۷۴) ۱۸ ۔ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۝ وَ
صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى (ليل : ۷) ۱۹۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى
تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (اٰلِ عمران : ۹۲) ۲۰ ۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً
تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (توبه : ۱۰۳)
۲۱ ۔ وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰى ...... اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى (ليل : ۲۰)
۲۲۔ وَ سَارِعُوْآ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ...... اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّاۗءِ
وَالضَّرَّاۗءِ (اٰلِ عمران ۱۳۳، ۱۳۴) ۲۳ ۔ وَ مَا اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا ... فَلَا يَرْبُوْا
عِنْدَاللّٰهِ وَ مَا اٰتَيْتُمْ مِنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰۗئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (روم
: ۳۹) ۲۴۔ يٰۗاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ ...... (بقره :۲۵۴)
۲۵ ۔ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ (التوبه : ۹۹) ۲۶ ۔ وَ مَا
تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ...... (بقره ۲۷۲) ۲۷ احاديث مباركه
۲۸۔ روايت حضرت جابرؓ بن عبدالله صحابئِ رسولؐ ۲۹ ۔ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ
عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا (دهر : ۸) ۳۰ ۔ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا
فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (حديد : ۱۰) ۳۱ ۔ نَحْنُ

Marfat.com

نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ (اَنعام : ۱۵۱) ۳۲۔ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ (بقره :
۲۶۱) مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗ اَجْرٌ كَرِيْمٌ
(حديد : ۱۱) ۳۳ - اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَ اللّٰهُ يَعِدُكُمْ
مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا (بقره : ۲۶۸) ۳۴ - الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ
اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ (هُمَزه : ۳،۲) ۳۵۔ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ
مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الحديد : ۱۰) ۳۶ - وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ
الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ .... فَذُوْقُوْا مَا
كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (توبه : ۳۴ ، ۳۵) ۳۷ - سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ (اٰل عمران : ۱۸۰) ۳۸ - فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (مُنافِقُون:۱۰)

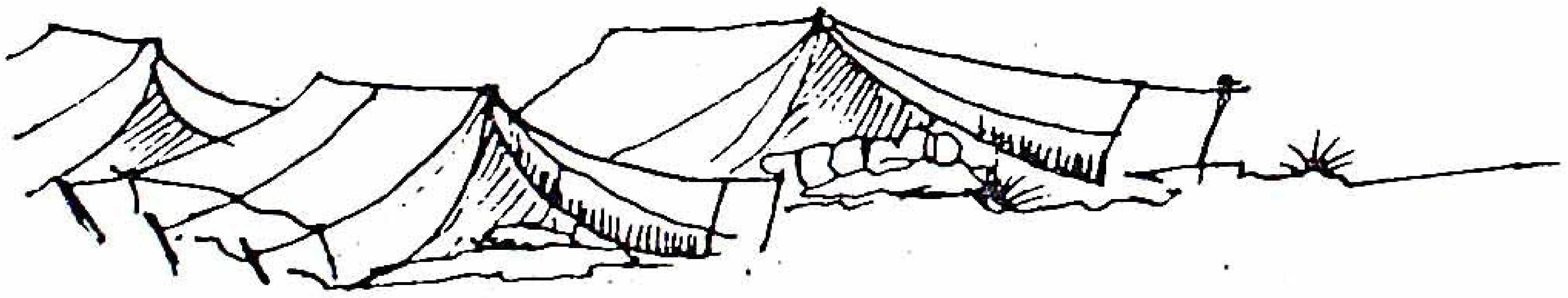

Marfat.com

باب ۲۰

صبر سے کام لو

اللہ پاک نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ زندگی میں مصائب و مشکلات کے وقت صبر سے کام لو۔ لغت کی رو سے صبر کے معنی ہیں: روکنا ' سہارنا ' برداشت کرنا ' یعنی کسی مصیبت اور ناگواری کے وقت اپنے نفس کو بے قرار اور پریشان ہونے سے روکنا اور دل کو حق و صداقت اور دیانت و شرافت پر قائم رکھنا۔ بالفاظ دیگر صبر سے مراد ہے حق پرستی کی خاطر ' دل کی مضبوطی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا۔

انسان کو عموماً دو قسم کی مشکلات سے واسطہ پڑتا ہے: اول ' اندرونی مشکلات اور دوم ' بیرونی مشکلات: اندرونی مشکلات کا تعلق نفس کی ناجائز خواہشات و ترغیبات سے پیدا ہونے والی الجھنوں سے ہے اور بیرونی مشکلات کا تعلق معاشرتی اور اقتصادی حالات و مسائل کی ناگواری اور نامساعدت کے باعث پیدا ہونے والی الجھنوں سے ہے۔ ان دونوں قسم کی مشکلات میں " انسان کا وہ ذہنی رویّہ صبر کہلاتا ہے جو وہ پختہ عزم کے ساتھ ان مصائب کو جھیلنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اختیار کرتا ہے" یعنی: حق پرستی اور راستبازی پر قائم رہنے کی خاطر ' ایک آدمی کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے انہیں اس خیال سے برداشت کرے کہ اللہ تعالیٰ کو راست روی پسند ہے اس لئے وہ اسے چھوڑ کر بے صبرا نہیں بنے گا اور ہر صورت میں کج روی سے بچے گا۔ سچا مسلمان حرص و ہوا اور ہوس و ریا کا غلام بن کر دُنیوی فائدے سمیٹنے اور نفسانی لذتیں حاصل کرنے کے بجائے اپنے نفس پر قابو پاتا ہے ' خواہشات کو لگام دیتا ہے ' ناجائز تحریصات (temptations) کے دباؤ اور ناحق مفادات کی ترغیبات کا مقابلہ کرتا ہے ' تحمل

Marfat.com

سے کام لیتا ہے، غصہ کو پی جاتا ہے، انتقامی جذبات کو دباتا ہے، کشمکش حیات میں اچھے یا بُرے حالات کے دوران میں قلب و ذہن کو متوازن رکھتا ہے: نہ خوشحالی کے دور میں آپے سے باہر ہوتا ہے نہ تنگدستی میں حوصلہ ہارتا ہے بلکہ راہ حق میں وہ پوری استقامت دکھاتا ہے اور اسے یہ کامل شعور ہوتا ہے کہ ہم اور ہماری خوشی غمی سب اللہ ہی کے لئے ہے اور آخر کار اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے[۲] لہٰذا اس کے سایہ رحمت تلے رہتے ہوئے ہمیں کوئی تشویش نہیں۔

صبر کے مفہوم کے مختلف پہلو

قرآن مجید میں صبر کا اصل مفہوم حق پر ثابت قدمی اور استقامت ہی ہے، تاہم مختلف مواقع پر یہ لفظ تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ استعمال ہوا ہے جس کی ہم یہاں وضاحت کرتے ہیں:

۱۔ **پریشان و مضطرب نہ ہونا:** صبر کا ایک مفہوم یہ ہے کہ انسان مصائب و مشکلات پر پریشان نہ ہو بلکہ انہیں اللہ کی مشیّت اور حکمت و مصلحت سمجھ کر بہ رضا و رغبت برداشت کرے اور یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ یہ مصائب ضرور ختم کر دے گا، جیسے حضرت ایوب علیہ السلام نے جسمانی اور مالی مصیبتوں کو، اللہ کا حکم سمجھ کر برداشت کیا اور ہرگز بے قرار نہ ہوئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے باپ کی چھری کے نیچے اپنی گردن رکھتے ہوئے (اور اسے اللہ کا حکم سمجھ کر) پریشان ہوئے بغیر، نہایت صبر و سکون کے ساتھ کہا کہ اللہ نے چاہا تو میں صابروں میں سے ہوں گا، اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے یہ خبر سن کر کہ انؑ کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا، بڑے تحمل سے یہ فرمایا کہ اس حالت میں مناسب روش بہتر صبر ہی کی ہے[۳]۔

۲۔ **ثبات و استقلال کا مظاہرہ کرنا:** صبر کا ایک مفہوم یہ ہے کہ راہ حق میں

Marfat.com

دشمن جو تکالیف پہنچائیں ان کی پروا نہ کرنا، اور نہ حوصلہ ہارنا، بلکہ ثابت قدمی، استقلال اور پامردی کے ساتھ، مصائب کا مقابلہ کرنا، جیسے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ لوگوں کو نیک عملی کی تلقین کر اور برائی سے روک اور اس روش کے جواب میں جب وہ تمہیں تکلیف پہنچائیں تو اس پر صبر کر، جو کہ واقعی ہمت کے کاموں میں سے ایک کام ہے اور حوصلہ ہارنے کے بجائے، ثبات اور استقلال سے اپنا کام کرتا جا۔[۵]

۳۔ مناسب وقت کا انتظار کرنا: صبر کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ انسان حق پرستی پر ڈٹا رہے اور اللہ کی جانب سے فتح و نصرت کا انتظار کرے۔ چنانچہ جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کی مہم شروع فرمائی تو آپ کو سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، جس کے باعث، کامیابی کی منزل دور نظر آئی تو اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات میں انتظار اور خوش امیدی کی تلقین کی اور فرمایا: "اے نبیؐ! اپنے رب کا فیصلہ آنے تک صبر کرو، تم ہماری نگاہ میں ہو"[۶] یہ بھی فرمایا: "اے نبیؐ! صبر کرو، انجام کار متقیوں ہی کے حق میں ہے"[۷] اور یہ بھی فرمایا "اے نبیؐ! صبر کرو، یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے"[۸]

۴۔ مخالفین کو معاف کرنا: صبر کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ اپنے مخالفوں، دشمنوں اور بدخواہوں کے قصور معاف کر دینا۔ یہ کام بھی عالی ظرفی اور وسیع القلبی کا ہے ورنہ عموماً آدمی کے اندر دشمنوں کے خلاف نفرت و انتقام کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کرے تو یہ بڑی اولوالعزمی کے کاموں میں سے ہے"[۹]

۵۔ جنگ میں ثابت قدم رہنا: صبر کی ایک شکل یہ ہے کہ حق و باطل کی جنگ کے دوران میں مسلمان اپنی قلتِ تعداد اور دشمن کی کثرت کے باعث خوف نہ کھائیں بلکہ میدان میں ڈٹے رہیں اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں، اس صبر کے صلہ میں اللہ تعالیٰ فتح و نصرت عطا فرماتا ہے جیسے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ

" اگر تم میں سے بیس آدمی صابر (یعنی ثابت قدم) ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر سو آدمی ایسے ہوں تو منکرین حق میں سے ہزار آدمیوں پر بھاری رہیں گے" گویا ثابت قدم اور صابر ایک مجاہد دس کافروں پر غالب آ جاتا ہے۔

صبر کی ضرورت و اہمیت

ایک مسلمان کی زندگی میں صبر کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیونکہ اسے ہر مرحلہ پر اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ مرحلے اور مقامات حسب ذیل ہیں:

۱۔ ایمان اور عمل صالح کے لئے صبر: دین و دنیا کی فلاح کے لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے، لیکن یہ دونوں خوبیاں صرف ان لوگوں میں ہوتی ہیں جو صبر کرنے والے ہوں، گویا صبر کے بغیر نہ پختہ ایمان حاصل ہو سکتا ہے اور نہ اچھے عمل انجام دئے جا سکتے ہیں کیوں کہ ان دونوں کاموں کے راستے میں انسان کو اپنے نفس کی طرف سے بھی اور دشمنان ایمان و اخلاق کی طرف سے بھی، بڑی مزاحمتیں اور رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔

۲۔ آزمائش کے دوران میں صبر: اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی مندرجہ ذیل نوعیت کی آزمائش کرتا رہتا ہے: خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کا نقصان اور آمدنی کا خسارہ، اور دیکھتا ہے کہ کیا ایسے حالات میں اہل ایمان صبر سے کام لیتے ہیں؟ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں؟ حق پر قائم رہتے ہیں؟ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے موقعوں پر صبر کریں، راست روی پر قائم رہیں اور مصیبت پڑنے پر یہی کہیں کہ ہم تو دنیا میں بھی اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور مرنے کے بعد بھی اسی کے پاس جانا ہے، گویا ہر دو جہاں میں ہم اسی کی ملکیت ہیں اس لئے وہی ہماری مصیبت دور کرے گا، آزمائش میں ہماری مدد کرے گا، ہم کسی طور بھی حق پرستی نہیں چھوڑیں گے کیونکہ جب دنیوی زندگی کے بعد پلٹ کر اس کی بارگاہ

Marfat.com

میں حاضر ہوں گے تو اسے کیا منہ دکھائیں گے؟ چنانچہ اللہ کی رضا کی خاطر' صبر کرنے والا صاحب ایمان' زندگی کے تمام نقصانات کو ہیچ سمجھتا ہے اور صبر کے ذریعہ آزمائش کا دَور پورا کرتا ہے۔

۳۔ ضبط نفس کے لئے صبر: انسان پر واجب ہے کہ اگر اللہ کسی مہربانی کے بعد اس پر سے مہربانی اتار لے تو مایوس اور ناشکرا ہونے کے بجائے' صبر کرے اور جب مصیبت کے بعد' اسے دوبارہ نعمت مل جائے تو اس پر فخر کرنے یا اِترانے کے بجائے' اپنے آپ کو قابو میں رکھے' گویا خوشی اور غمی دونوں صورتوں میں' نفس پر ضبط کرنے کی ضرورت ہے لیکن یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جو صبر کرنے والا ہو۔[۱۳]

۴۔ عبادت اور فرض کی ادائیگی کے لئے صبر: انسان کو عبادات اور دیگر مذہبی و اخلاقی فرائض کی ادائیگی عموماً اپنے نفس پر گراں گزرتی ہے مثلاً نماز پڑھنا' روزہ رکھنا یا زکوٰۃ دینا۔ انسان تساہل پسند اور تن آسان واقع ہوا ہے اور اسے مال سے شدید محبت ہے' اس لئے زکوٰۃ و صدقات دیتے ہوئے نفس کی تنگی پر قابو پانا پڑتا ہے' لیکن چونکہ ان کی ادائیگی ہر حال میں لازم ہے اس لئے صبر کی ضرورت پڑتی ہے' گویا نیک کام اگرچہ بارِ خاطر ہوتے ہیں مگر انہیں عمر بھر خوشی خوشی ادا کرنا اور بُری باتیں جن میں بظاہر آرام و آسائش اور کشش ہوتی ہے ان سے بچتے رہنا' انہیں لوگوں کا کام ہے جو صبر کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں۔[۱۴]

۵۔ برائی کو بھلائی سے دفع کرنے میں صبر: اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کا دشمن' اس کا پکا دوست بن جائے تو اس پر لازم ہے کہ اپنے دشمن کے ساتھ بھلائی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر ایک آدمی اپنے دشمن کا بھلا کرے تو وہی دشمن اس کا خیر خواہ اور ہمدرد بن جائے گا' لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ دشمن سے بھلائی کرنے کا رویہ اور حوصلہ صرف وہی شخص اختیار کر سکتا ہے جو صبر کرنے والا ہو' اور یہ بھی سچ ہے کہ جو شخص صبر کا طریقہ اختیار کرتا ہے وہ بڑا ہی نصیبوں والا ہوتا ہے۔[۱۵]

Marfat.com

۶ ۔ تنگدستی ' بیماری اور لڑائی میں صبر: بعض اوقات انسان کو ایسے ناگوار حالات سے واسطہ پڑتا ہے جنہیں بدلنے پر وہ قادر نہیں ہوتا مثلاً غربت اور بیماری ' اس کی لاکھ کوشش کے باوجود یہ حالات اس کا محاصرہ کئے رکھتے ہیں ' ایسے میں اس شخص کا صبر کرنا اللہ کو بہت پسند ہے کیونکہ اس کے نزدیک صبر کرنے والے ' درحقیقت وہ لوگ ہیں جو ان تین حالات میں صبر کریں: غربت کے دور میں ' بیماری کے ایام میں اور جنگ کے حالات میں[۱۶]۔ انسان کو چاہیئے کہ ایسے حالات میں اللہ سے دعا کرے ' اس کی مشیت پر راضی رہے اور اچھے حالات کی امید رکھے جیسے رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوںؓ نے ' شعب ابی طالب میں محصوری کے تین سال کاٹے ۔ جنگ بدر اور جنگ اُحد میں صبر کا اظہار فرمایا ۔

۷ ۔ دوسروں کے ظلم پر صبر: اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ دوسروں کے ظلم پر (بدلہ لینے کی طاقت ہوتے ہوئے) صبر کیا جائے اور انہیں معاف کر دیا جائے[۱۷]۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ اللہ کی خوشنودی کے لئے اپنے اندر صبر جیسی عمدہ صفت پیدا کرے ' لیکن یہ وصف اس شخص میں پیدا ہو سکتا ہے جو بڑی ہمت اور مصمم ارادے والا ہو ۔ جیسے رحمتہ للعالمینؐ نے مکہ کے کفار و مشرکین کے ظلم وستم اور سفر طائف کے دوران میں بے نظیر صبر کا مظاہرہ فرمایا ' اور نہ انتقام لیا نہ بد دعا دی ۔

۸ ۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں صبر: مسلمان پر واجب ہے کہ دوسروں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے[۱۸] روکے ' یعنی لوگوں سے کہے کہ وہ نیک کام کریں اور برے کاموں سے بچیں ' لیکن اس فریضہ کی ادائیگی میں ' اسے طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے (کیونکہ نفس امارہ لوگوں کو بُرے کاموں کی ترغیب دیتا رہتا ہے اور بظاہر ان کے دنیوی مفادات بھی ' برے کاموں کے ساتھ

Marfat.com

وابستہ ہوتے ہیں ، اس لئے وہ برائی سے روکنے والے کی مخالفت پر اتر آتے ہیں)
چنانچہ ایسے حالات میں مُبلّغ کو صبر کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ دل برداشتہ ہو کر ،
تبلیغ دین کے فریضہ سے منہ نہ موڑ لے ، بلکہ عزم صمیم اور استقلال سے کام کرتا
رہے ۔ نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے یہ فریضہ بڑی
پامردی اور صبر و استقامت سے انجام دیا ہے ۔

۹ ۔ اقامت دین کی جدوجہد میں صبر: اقامت دین کی جدوجہد میں کامیابی کا انحصار صبر پر ہے : یعنی دین اسلام کی تبلیغ و ترویج اور قیام و نفاذ کے سلسلے میں مسلمانوں کو جو کوشش کرنی پڑتی ہے اس کی کامیابی کے لئے صبر و استقامت کی ضرورت ہے ۔ چنانچہ جو لوگ اسلامی نظام حیات کو فروغ دینے کی کوشش میں اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں وہ زندہ جاوید ہو جاتے ہیں ، لہٰذا بہت بڑی خوش خبری ہے ان صبر کرنے والوں ، ثابت قدم مجاہدوں کو ، جنہیں جب آزمائش سے سابقہ پڑتا ہے تو کہتے ہیں " ہم ہیں ہی اللہ کے ، اور اسی کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں"[۱] " مسلمان کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ رُوئے زمین پر اللہ کا دین غالب کرنے میں اپنا کردار ادا کرے ۔[۲] خواہ یہ عزم کافروں اور مشرکوں کو کتنا برا لگے ، لہٰذا اس فریضہ کی انجام دہی کے وقت کافر اپنی تمام قوتیں مسلمانوں کے خلاف جمع کر لیتے ہیں ، کیونکہ کفر "ملت واحد "[۳] ہے اور وہ پورے زور سے اہل ایمان پر ٹوٹ پڑتے ہیں لیکن بالآخر اہل ایمان ہی غالب آتے ہیں[۴] ۔ لہٰذا مسلمان کو اقامت دین کی جدوجہد میں صبر کی ضرورت ہے ۔

۱۰ ۔ صبر اعانتِ الٰہی کا ذریعہ : جو لوگ اللہ کی بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق زندگی گزارتے ہیں ، اس کی راہ میں جدوجہد کرتے ہیں ، دوسروں تک اس کا پیغام پہنچاتے ہیں ، اگر انہیں اس کام میں مشکلات پیش آئیں تو وہ راہ حق نہیں چھوڑتے بلکہ انہیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ان مشکلات کے مقابلہ میں ، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے طالب ہوں تو صبر کریں[۲] (اور نماز پڑھیں) کیونکہ جو لوگ راہ حق

میں صبر سے کام لیتے ہیں اللہ ان کی مدد کرتا ہے اور ان کے مصائب ختم ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا مختلف حالات میں صبر کی ضرورت کے پیش نظر' اب یہ سمجھ لینا آسان ہے کہ صبر کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔ " اس سے مراد ہے: نفس کو بے قراری ' مایوسی اور دل شکستگی سے بچا کر ' صرف اللہ پر تکیہ کرتے ہوئے ' اس کی خوشنودی اور رضامندی کے لئے ' حالات کا مقابلہ کرنا ' ناگواریوں کو برداشت کرنا اور راہ حق پر ڈٹے رہنا " یعنی ہر طرح کے اچھے یا برے حالات میں ' حق وصدقت پر استقلال و استقامت سے جمے رہنا۔ افلاس ' بے روزگاری ' بیماری ' آفت ' مصیبت ' آزمائش ' مخالفت ' جنگ ' مظلومیت ' تبلیغ دین اور ادائیگی فرض ' غرض ہر نوع کے حالات کا مقابلہ ' آدمی عزم و ہمت سے کرے ' دل کو مایوسی سے ' زبان کو شکوہ سے ' اور گردن کو باطل کے آگے جھکنے سے بچائے۔

مذکورہ بیان سے ' خلاصہ کے طور پر مترشح ہوتا ہے کہ صبر کی دو قسمیں ہیں:

اول ' مصیبتوں اور آزمائشوں کے دوران میں حق پر ثابت قدم رہنا ' اور

دوم ' جن باتوں سے اللہ نے منع فرمایا ہے ان سے رک جانا۔

صبر کے ثمرات و فوائد

جو لوگ زندگی میں ' آزمائش اور مصائب کے وقت اور حق و باطل کی کشمکش کے دوران میں ' صبر سے کام لیتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ بڑے انعامات عطا فرماتا ہے مثلاً:

خطاؤں کی معافی: اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے لئے غفور و رحیم ہے ' اس لئے وہ ان کی خطائیں معاف کر دیتا ہے "گناہ بخش دیتا ہے ' اور ان پر رحم فرماتا ہے" ' اب جس شخص کو اللہ کی طرف سے ' مغفرت اور رحمت کے انعامات مل جائیں اسے اور کیا چاہیے۔

اجر ضائع نہیں ہوتا: اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا، انہیں اپنی نیک عملی کا بھرپور صلہ ملتا ہے۔[۲۵]

نصرت الٰہی کا وعدہ: اگر مسلمان کسی مصیبت یا جنگ یا آفت کے وقت، صبر کریں اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کریں تو جس وقت دشمن ان کے اوپر چڑھ آئیں گے اسی آن اللہ تعالیٰ صاحب نشان فرشتوں سے مدد فرمائیگا۔[۲۶]

بابرکت زمین کی وراثت: اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو، ایسی زمین کا وارث بناتا ہے جسے برکتوں سے مالا مال کر دیا گیا ہو[۲۷]، پھر وہ دنیا میں خوشحال ہوتے ہیں اور آخرت میں سُرخرو۔

سیدھے راستہ کی ہدایت: صبر کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ سلامتی بھیجتے ہیں[۲۸]، رحمت نازل کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر چلاتے ہیں۔

آخرت میں بے حساب اجر: جو لوگ بلاؤں اور مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں ان کو آخرت میں بے حساب اجر و ثواب دیا جائیگا۔[۲۹]

گویا مسلمان کو زندگی میں دو طرح کے حالات سے واسطہ پڑتا ہے: ایک یہ کہ حق پرستی کی راہ میں جب مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو اس پر واجب ہے کہ صبر سے کام لے اور اللہ کی مدد طلب کرے، دوسرے، اپنے نفس کو ان لذتوں اور فائدوں سے روکے جو اللہ کے منع کردہ کاموں سے حاصل ہوتے ہیں اور چونکہ نفس کو مرغوباتِ دنیا سے روکنا ایک طرح کا جہاد ہے اس لئے یہاں بھی صبر کی ضرورت ہے۔

صبر کرنے والوں کی صفات

صبر کرنے والے اہل ایمان کی نمایاں صفات یہ ہوتی ہیں:

Marfat.com

☆ مصائب و مشکلات پر دل شکستہ نہیں ہوتے،

☆ باطل کے آگے سر نہیں جھکاتے، [۳۰]

☆ حق و باطل کی جنگ میں سختیاں برداشت کرتے ہیں[۳۱]، اور

☆ اللہ سے دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! ہمارے گناہ معاف فرما، ہمارے کام میں تیری حدود سے جو تجاوز ہو گیا ہو اس سے صرف نظر فرما، ہمیں ثابت قدمی عطا کر، اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ [۳۲]

رحمۃ للعالمینؐ ——— پیکر صبر و استقامت

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے فرائض نبوت کی ادائیگی کے سلسلہ میں بے حد مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا، جن پر آپؐ نے صبر جمیل کا مظاہرہ فرمایا اور حد درجہ استقلال و ثابت قدمی سے تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیا، بڑی سے بڑی آزمائش میں صبر و تحمل کا دامن، کمال مضبوطی سے پکڑے رکھا اور اپنے خالق و آقا کی خوشنودی و رضاجوئی کو، حیات طیبہ کا مقصدِ وحید سمجھا۔

جب مُبلّغ اعظمؐ نے، دین اسلام کی دعوت کا آغاز فرمایا تو قریش نے آپ کی زبردست مخالفت کی اور آپ کو طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں۔ آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے، گھر کے دروازہ پر غلاظت پھینکی جاتی، آپؐ کو نعوذ باللہ کاہن، ساحر، شاعر، دیوانہ کہا جاتا، آپؐ نے ان ساری باتوں پر صبر کیا۔ ایک مرتبہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عتبہ بن ابی معیط نے اپنی چادر کو بل دے کر گول کیا اور پھر آپؐ کی گردن مبارک میں ڈال کر، پیچ در پیچ دینے شروع کئے حتیٰ کہ گہرا نشان پڑ گیا اور آپؐ کا دم گھٹنے لگا۔ اس اثنا میں، جناب صدیق اکبرؓ نے آ کر عتبہ کو پرے ہٹایا۔

مکہ کے پچیس سرداروں پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی جس نے اپنے ذمہ یہ

Marfat.com

مکروہ کام لیا کہ حضورؐ اکرم کو ہر طرح سے تنگ کیا جائے ' انؐ کا تمسخر اڑایا جائے اور انؐ کے ماننے والوں کو شدید اذیتیں دی جائیں - نبی کریمؐ نے ان تمام حالات میں صبر سے کام لیا - نبوتؐ کے ساتویں سال کفار مکہ نے ' آپؐ اور آپؐ کے خاندان کا مقاطعہ کر دیا جس کے باعث آپؐ مجبور ہو کر ' گھر بار چھوڑ کر ' ایک گھاٹی ' شِعب ابی طالب ' میں محصور ہو گئے اور قریش نے آپؐ تک اشیائے خورد و نوش کی رسائی بھی روک دی ' ان بے حد نا مساعد حالات میں آپؐ تین برس تک وہاں رہے لیکن آپؐ نہ دل شکستہ ہوئے ' نہ باطل کے آگے جھکے اور نہ کمزوری دکھائی ' بلکہ حق و باطل کی اس جنگ میں ' بے مثال صبر کا مظاہرہ فرمایا -

بعثت کے دسویں سال ' آپؐ تبلیغ دین کے لئے مکہ معظمہ سے پچاس میل دور واقع بستی ' طائف تشریف لے گئے ' جہاں کے سرداروں نے آپؐ کی دعوت قبول کرنے کے بجائے ' نہائت بدسلوکی کا مظاہرہ کیا اور اپنے غلاموں اور بدطینت جوان لڑکوں کو ' شرارت پر اکسایا اور انہوں نے رحمۃ للعالمینؐ پر اتنے پتھر پھینکے کہ آپؐ کے بدن مبارک کا خون بہہ بہہ کر ' جوتے میں جم گیا اور پاؤں مبارک کو باہر نکالنا مشکل ہو گیا - اسی مقام پر ایک دن وعظ کے دوران میں ' آپؐ کو اتنی چوٹیں لگائی گئیں کہ آپؐ بے ہوش ہوکر گر پڑے ' اور حضرت زیدؓ انہیں کمر پر اٹھا کر بستی سے باہر لے آئے - اس سفر میں اتنی تکلیفیں اور اذیتیں سہنے کے باوجود ایک شخص بھی مسلمان نہ ہوا لیکن اس تمام صدمے پر آپؐ نے عفو و درگزر اور کمال صبر کا مظاہرہ فرمایا - اللہ کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کر کے ' رحم طلب کیا اور عرض کی : اے پروردگار! مجھے صرف تیری رضا مندی درکار ہے ' اگر تُو مجھ سے خوش ہے تو مجھے کسی مصیبت کی پروا نہیں ' اور اہل طائف کی حد درجہ بدسلوکی کے باوجود ان کے لئے بد دعا کے بجائے دعا مانگی کہ اے اللہ یہ مجھے پہچانتے نہیں ؛ اس لئے انہیں معاف فرما دے اور راہ ہدایت دکھا دے : [۲۲]

Marfat.com

دعا مانگی ، الٰہی قوم کو چشم بصیرت دے
الٰہی رحم کر ان پر ، انہیں نور ہدایت دے
جہالت ہی نے رکھا ہے ، صداقت کے خلاف ان کو
بیچارے بے خبر، انجان ہیں ، کر دے معاف ان کو
الٰہی فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

حق و باطل کی ایک خوفناک جنگ ، غزوہ اُحد میں آپؐ کی پیشانی مبارک پر زخم آیا ، بازو اطہر پر چوٹ لگی اور چار دندان مبارک شہید ہو گئے ۔ آپؐ نے اس سانحہ پر صبر فرمایا ، غیظ وغضب میں آنے کے بجائے دشمنوں کو معاف کر دیا اور ان کی ہدایت کے لئے دعا کی : اے اللہ ! میری قوم کو ہدایت دے دے کیونکہ یہ حقیقت سے بے خبر ہیں ۔

صبر کا بے مثال ثبوت ان نفوسِ قدُسیہ نے بھی دیا جنہوں نے داعیٔ حق کی بعثت کے ابتدائی دور میں ، دعوت اسلام پر لبیک کہی اور کُفّار قریش کے انتہائی ظلم و تشدد کا نشانہ بنے ، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چہرہ مبارک پر عتبہ بن ربیعہ نے اتنی ضربیں لگائیں کہ سارا منہ سوج گیا حتیٰ کہ ان کے اہل خاندان کو یہ شبہ ہونے لگا کہ آپؓ ان چوٹوں کے باعث جانبر نہ ہو سکیں گے ۔ حضرت عثمانؓ کا چچا انہیں کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر لٹا دیتا اور نیچے سے دُھونی دیتا ۔ اسی طرح کا سلوک حضرت زبیرؓ بن العوام کے ساتھ ان کا چچا کرتا تھا ۔ اللہ کے ان محبوب بندوں نے ساری اذیتیں نہائت خندہ پیشانی سے برداشت کیں اور صبر وتحمل کا بے مثال ثبوت دیا ۔

سب سے زیادہ ظلم ان غلاموں اور لونڈیوں پر کیا گیا جن کا جسم و جان ہی کفار کے قبضے میں تھا ۔ حضرت بلالؓ کو ، دوپہر کے وقت سخت گرمی میں ، مکہ معظمہ کی تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر ، ان کے سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا اور اسلام ترک کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ، لیکن ، آپؓ نہایت صبر و استقلال سے توحید کا

نعرہ بلند فرماتے رہے ۔ اکثر انؓ کے گلے میں رسی باندھ کر، لڑکوں کے حوالہ کر دیا جاتا جو انہیں گھسیٹتے پھرتے:

وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لئے[۳۵]
کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کے لئے
جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

اسلام قبول کرنے کی "پاداش" میں جناب حضرت عمارؓ کے والد، حضرت یاسرؓ کو اتنی اذیت دی گئی کہ وہ سختیاں سہتے سہتے انتقال کر گئے، انؓ کی والدہ حضرت سمیہؓ کو قتل کر دیا گیا، انؓ کے بھائی حضرت عبداللہؓ کو تیر مارا گیا اور خود حضرت عمارؓ کو شدید تکلیف کا نشانہ بنایا جاتا ۔ ایک مرتبہ ان فدایان اسلام پر ظلم ڈھایا جا رہا تھا تو مبشر اعظم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریب سے گزرے اور فرمایا "آل یاسر! صبر کرو، تمہارے لئے جنت کا وعدہ ہے"

حضرت خبابؓ کو بارہا دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹا دیا جاتا اور انؓ کے سینہ پر ایک شخص کھڑا ہو جاتا ۔ بعض صحابہؓ کو، قریش مکہ لوہے کی زرہ پہنا کر، جلتے ہوئے پتھروں پر گرا دیتے ۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ جو مدینہ سے حضورؐ کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے تھے، وہ قریش کے ہاتھ آ گئے، انہوں نے انؓ کی سواری کے اونٹ کا تنگ کھول کر انؓ کی مشکیں باندھ دیں اور انہیں بہت مارتے اور سر کے بال کھینچتے ۔ حضرت ابو سلمہؓ جب ہجرت کے لئے روانہ ہونے لگے تو مکہ والوں نے انؓ کی بیوی اور شیر خوار بچہ اپنے پاس روک لیا ۔ ان تمام صحابہ کرامؓ نے ان مشکلات و مصائب پر کمال صبر کیا ۔

کفار مکہ نے ایک صحابی حضرت خبیبؓ بن عدی کو، دھوکہ سے اپنے پاس بطور معلم اسلام بلوایا اور انہیں قید کر لیا ۔ پہلے چند روز بھوکا پیاسا رکھا پھر صلیب کے نیچے لے جا کر، کھڑا کر دیا اور کہا، اگر اسلام چھوڑ دو تو تمہاری جان بچ سکتی

Marfat.com

ہے ' انہوں نے جواب دیا : اگر اسلام ہی باقی نہ رہا تو جان باقی رکھ کر کیا کروں گا چنانچہ کفار نے انہیں صلیب پر لٹکا دیا اور اپنے نوجوانوں سے کہا کہ نیزہ کی انی سے ' انؓ کے جسم کے ایک ایک حصہ پر چرکے لگائیں ' ان میں سے ایک سنگدل نے آپؓ کے جگر کو چھیدا اور پوچھا کہ اب تو تم پسند کرتے ہو گے کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پھنس جائیں اور تم چھوٹ جاؤ ' جواب میں فدائی رسولؐ اور اللہ کے صابر و شاکر بندے نے فرمایا : خدا گواہ ہے کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جانے کے لئے محسنؐ انسانیت کے پاؤں مبارک میں کانٹا بھی لگے ۔

صاحبِ خُلقِ عظیمؐ کی ذات مبارک ' مسلمانوں کے لئے حسین ترین نمونہ ہے ' آپ کے اعلیٰ خصائل کی پیروی باعث نجات ہے ' لہٰذا مسلمان پر واجب ہے کہ جب کبھی آزمائش کا دور آئے ' عُسرت اور مصیبت کا سامنا ہو ' تو اس پر صبر کرے اور اپنے خالق و مالک سے مدد مانگے ' کیونکہ یہی روش اللہ کو پسند ہے ۔ بے صبرا ہو کر ' حق سے منہ نہیں موڑنا چاہیئے ' بلکہ ثابت قدمی کے ساتھ ' صبر و سکون سے ' ابتلا کا زمانہ کاٹنا چاہیئے کیونکہ انجام کار ' اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو شیریں ثمرات سے نوازتا ہے ' رب کریم ہمیں مصائب و مشکلات میں صبر کی توفیق دے ' آمین ۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ فَاصْبِرْ .... (روم : ۶۰) ۲۔ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (اٰلِ عمران : ۱۸۶) ۳۔ اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (بقرہ : ۱۵۶) ۴۔ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ (یُوسف : ۱۸) ۵۔ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمٰن : ۱۷) ۶۔ وَ اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا (طُور : ۴۸) ۷۔ فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ (هُود : ۴۹) ۸۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (روم : ۶۰) ۹۔ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (شُوریٰ : ۴۳) ۱۰۔ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ ... یَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا (انفال : ۶۵) ۱۱۔ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَ لَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ (قصص : ۸۰) ۱۲۔ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ ... رٰجِعُوْنَ (بقرہ ۱۵۵ ، ۱۵۶) ۱۳۔ وَ لَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً .... اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (هُود : ۹ تا ۱۱) ۱۴۔ فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ (مَریَم : ۶۵) ۱۵۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ .... اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ (حٰمٓ السَّجْده : ۳۴، ۳۵) ۱۶۔ وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ .... (بقرہ : ۱۷۷) ۱۷۔ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ

Marfat.com

ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (شوریٰ : ۴۳) ۱۸ ۔ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ .... (لقمٰن : ۱۷) ۱۹ ۔ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (بقرہ : ۱۵۵، ۱۵۶) ۲۰ ۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (توبہ : ۳۳) ۲۱۔ اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ (حدیث مبارک) ۲۲۔ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اٰلِ عمران : ۱۳۹) ۲۳۔ وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ (بقرہ : ۴۵) ۲۴۔ وَ صَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (نحل : ۱۱۰) ۲۵۔ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (یوسف : ۹۰) ۲۶ ۔ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ .... مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ (اٰل عمران : ۱۲۵) ۲۷۔ وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ ..... الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا (اعراف : ۱۳۷) ۲۸۔ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (رعد : ۲۴) ۲۹۔ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (زُمر : ۱۰) ۳۰۔ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ (اٰلِ عمران : ۱۴۶) ۳۱۔ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ .... (بقرہ : ۱۷۷) ۳۲ ۔ وَ مَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا .... وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (اٰل عمران : ۱۴۷) ۳۳۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِىْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (حدیث مبارک)

۳۴۔ حفیظ جالندھری ۔ ۳۵ ۔ علامہ اقبالؒ (حضرت بلالؓ کی مدح میں)

Marfat.com

باب ۲۱

اللہ کا شکر ادا کرتے رہو

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ہدایت فرمائی ہے کہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں اور "کفران نعمت" یعنی ناشکری نہ کریں' رب کریم ہمارا خالق و مالک ہے' رحمن و رحیم ہے' عَفوّ و کریم ہے' وہاب و رزّاق ہے۔ ہم نے جو کچھ اس سے مانگا اس نے عطا فرمایا' اور اتنا کچھ دیا کہ اگر ہم اس کی عطا کردہ نعمتوں کو گننا چاہیں تو گن نہیں سکتے' لہٰذا عقل مندی کا تقاضا یہی ہے کہ انسان اللہ کا شکر گزار بندہ بنے' کیونکہ حکمت و دانش مل جانے پر' انسان راہ ہدایت پا لیتا ہے جو سب سے بڑی نعمت ہے' اس لئے کہ جسے ہدایت مل گئی وہ نجات پا گیا اور امتحان زندگی میں کامیاب ہو گیا۔

شکر کا مفہوم: شکر سے مراد انسان کا درج ذیل رویّہ ہے:

۱۔ انسان پورے یقین سے مانے کہ اس کو جو نعمتیں ملی ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں: جسم و جان' صحت و عافیت' مال و اولاد' عزیز و اقارب' عزت و وقار' علم و عقل اور ایمان و ہدایت وغیرہ۔

۲۔ ان نعمتوں کے ملنے پر وہ دل سے رب کریم کا احسان مانے اور ممنونیت کے احساس سے' ہمیشہ اس کے آگے جھکا رہے۔

۳۔ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو' صرف اللہ کی رضا کے لئے' اور اس کے حکم کے مطابق ہی استعمال کرے' یعنی احسان مندی کا عملی ثبوت دے' کیونکہ ان نعمتوں کو اللہ کے بجائے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کا مطلب ہے ناشکری یعنی احسان فراموشی۔

Marfat.com

شکر ادا کرنے کے طریقے

خدا کا شکر ادا کرنے کے حسب ذیل طریقے ہیں:

۱۔ زبان سے اقرار: سب سے پہلے انسان اپنی زبان سے یہ اقرار کرے کہ اللہ نے اس پر بڑا احسان فرمایا جو اسے انسان بنا کر اشرف المخلوقات میں شامل کیا اور اسے دیکھنے، سننے، سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں دیں جو اللہ کی توفیق سے راہ ہدایت معلوم کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں[5]۔ زبان سے شکر گزاری کا فرض ادا کرنے کو "حمد" کہا جاتا ہے کیونکہ حمد میں اللہ پاک کی ان تمام صفات کا ذکر ہوتا ہے جو انسان کو عطا ہونے والی نعمتوں کا سرچشمہ اور مظہر ہیں جیسے: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے[6] یا اسی کے لئے ہیں سب تعریفیں، آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی[7]۔

۲۔ دل میں احساس ممنونیت: انسان دل میں اللہ تعالیٰ کی احسان مندی کا احساس رکھے اور اس کے باعث اللہ کے آگے پیکر تسلیم بنا رہے، کسی دوسرے سے احسان یا صلہ کی توقع نہ رکھے، بس ہر وقت اس کے دل میں اللہ کی شکر گزاری کے جذبات موجزن رہیں۔

۳۔ نعمتوں کا اللہ کی خوشنودی کے لئے استعمال: شکر ادا کرنے کا تیسرا اور عملی طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمل سے احسان مندی کا ثبوت دے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے جو نعمتیں اور صلاحیتیں عطا کی ہیں وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے استعمال کرے، اس کی رضا کے تحت ان سے فائدہ اٹھائے، اپنے اعضاء سے وہ کام لے جس کا اس نے حکم دیا ہے اور وہ نہ لے جس سے منع کیا ہے، مثلاً آنکھ سے کسی نامحرم کو نہ دیکھے، کوئی ناجائز کام ہوتے ہوئے نہ دیکھے، بلکہ حتی الامکان اس کام کو روکے۔ کان سے کوئی بُری بات نہ سنے۔ بلکہ اچھی باتیں سنے، زبان سے کوئی فحش، لغو یا برا کلمہ نہ نکالے، بلکہ سیدھی اور سچی بات کہے[8]، ہاتھ

اور پاؤں نیک کام کے لئے حرکت میں لائے اور بُرے کاموں سے بچائے ' جنسی جذبات اور اعضاء کو اللہ کی حدود کے اندر رہ کر تصرف میں لائے - دل میں کوئی برا خیال نہ آئے بلکہ یہ نیکی اور اخلاص کے جذبہ سے معمور رہے اور دوسروں کے لئے ایثار و غمگساری کا عزم رکھے ' اللہ کی نصیحتوں اور نشانیوں پر غور کرنے میں لگا رہے ' خدائی نعمتوں کے عملی شکر کی ایک صورت یہ ہے کہ انہیں ایسے لوگوں کے فائدے کے لئے خرچ کرے جو ان نعمتوں سے محروم ہیں -

۴ - اللہ اور اس کے رسولؐ کی دعوت پر لبیک کہنا : شکر خداوندی کی ایک شکل یہ ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایمان کو کسی کام کے لئے پکاریں تو اس پر لبیک کہیں کیونکہ اللہ اور اس کے رسولؐ ایسی چیز کی طرف بلاتے ہیں جو باعث خیر اور زندگی بخش ہوتی ہے[۱] : یعنی " راہ حق میں جدوجہد " اور ایسے حالات میں ' اپنی کم مائگی ' بیچارگی اور وسائل کی قلت کا ہرگز خوف یا عذر نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ وسائل کی قلت یا کثرت سے خوب واقف ہے ' وہ خطرات کے مقابلہ میں جائے پناہ مہیا کرتا ہے ' غیبی نصرت سے اہل ایمان کے ہاتھ مضبوط کر دیتا ہے ' غرض اللہ کے کام میں صرف اخلاص نیت درکار ہے - چنانچہ شکر گزاری کا تقاضا یہ ہے کہ نہ صرف زبان و دل سے اعتراف کیا جائے بلکہ عملی طور پر بھی اللہ کے احکام کی اطاعت اور رسولؐ کی پیروی کی جائے

۵ - قناعت کرنا : شکر گزاری میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ عطا فرمائے انسان اس پر مطمئن رہے اور شکر ادا کرے[۲] دوسروں کے حالات دیکھ کر دل میں حسد اور عناد کو جگہ نہ دے ' مزید حاصل کرنے کے لئے نہ طمع کرے نہ غلط طریقے اختیار کرے ' بلکہ ہر شے اللہ ہی سے مانگے -

۶ - ایمان لانا : اللہ پر ایمان لانا گویا اللہ کی شکر گزاری کا عمل ہے[۳] یعنی شکر اور ایمان کا آپس میں گہرا تعلق ہے کیونکہ اللہ کی نعمتوں کا شکر اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب اللہ پر ایمان لا کر اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانی سے پرہیز کیا جائے -

Marfat.com

شکر خداوندی کے فائدے

خدا کا شکر ادا کرنے سے بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ شکر گزاری میں اپنا ہی فائدہ ہے: درحقیقت اللہ تعالیٰ ہماری شکر گزاری کا محتاج نہیں ہے، کیونکہ وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے[۱۳]، اس لئے جو شخص اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اس میں اسی کا فائدہ ہے[۱۴]۔ وہ اپنے محسن اور منعم کی احسان مندی کا حق ادا کر کے (ناشکرا اور احسان فراموش نہیں بنتا بلکہ) اپنے آپ کو اس نعمت سے متمتع ہونے کا مستحق بنا لیتا ہے۔

۲۔ اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے: اگر انسان خدائی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے تو اللہ کی ناراضی سے بچا رہتا ہے، یعنی اگر آدمی اپنی خدا داد صلاحیتوں، قوتوں اور وسیلوں کو اسی کے حکم کے مطابق استعمال کرتا رہے تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ وہ اسے خواہ مخواہ سزا دے، کیونکہ وہ تو شکر کرنے والوں کی قدر کرتا ہے[۱۵]۔

۳۔ شکر گزار بندے ہی نصیحت پکڑتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے زمانہ رفتہ میں بعض قوموں کو ان کے اعمال کے لحاظ سے، جزا یا سزا دی ہے اور یہ سب واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں جو بڑے سبق آموز ہیں۔ ان سے ہمیں ہدایت و راہ نمائی حاصل ہوتی ہے، قوموں کے عروج و زوال کے اسباب کا پتا چلتا ہے، لیکن یہ عبرت اور رہنمائی فقط ان لوگوں کے حصہ میں آتی ہے جو اللہ کی آزمائشوں سے گزرتے ہوئے صبر سے کام لیں اور شکر ادا کریں[۱۶]۔

۴۔ اللہ تعالیٰ مزید نعمتیں عطا فرماتا ہے: جب کوئی بندہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قدر خوش ہوتا ہے کہ وہ اپنے انعامات میں اضافہ کرتا ہے اور پہلے سے زیادہ نعمتیں عطا فرماتا ہے[۱۷]۔

۵۔ شکر بہترین اخلاقی وصف ہے: انسانی اخلاق میں شکر ایک بہترین وصف ہے کیونکہ یہ کفر کی ضد ہے اور چونکہ اسلام کی نگاہ میں کفر بدترین عیب ہے اس

Marfat.com

لئے مقابلہ کی صفت یعنی "شکر گزاری" بہترین خوبی ہے، گویا اللہ کی راہ ہدایت پر چلنا شکر گزاری ہے اور اس ہدایت سے منہ موڑ لینا کفر ہے۔[۱۸]

ناشکر گزاری کی روش

مذکورہ بیان سے واضح ہوتا ہے کہ انسان پر اللہ کا شکر واجب ہے نیز شکر گزاری کے بہت سے فائدے ہیں لیکن اس کے باوجود انسان اپنی کم عقلی اور نفس پرستی کے باعث اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا اور انجام کار گھاٹے میں رہتا ہے حالانکہ اللہ پاک نے انسان کو وہ سب کچھ دیا جو اس نے مانگا، یعنی اس کی زندگی کی بقا اور ارتقاء کے لئے جن جن وسائل کی ضرورت تھی سب فراہم کر دیئے، حتیٰ کہ اگر آدمی اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا لیکن سچی بات یہ ہے کہ عام انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔[۱۹]

ناشکری کی صورتیں

ناشکری کی عموماً دو صورتیں ہیں:

۱۔ شرک کرنا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ناشکری ہے، یعنی جو صفات و کمالات اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں وہ کسی اور ہستی یا قوت کے ساتھ مخصوص سمجھنا شرک ہے مثلاً: یہ اعتقاد رکھنا کہ رزق، اولاد، دولت، عزت، قوت، صحت یا دیگر چیزیں اللہ کے سوا (نعوذ باللہ) کسی اور ذریعے سے حاصل ہوتی ہیں، یا جتنا احترام و محبت اللہ کے لئے مخصوص ہے اتنا کسی اور کا بھی حق ہے، یا اللہ کے سوا کسی اور سے امید رکھنا، دل میں کسی اور کا خوف رکھنا یا اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا یا اس کے سوا کسی اور پر تکیہ کرنا یہ سب کا سب شرک ہے۔

Marfat.com

ظاہر ہے کہ ان عقائد و نظریات کا حامل آدمی، اللہ کا شکر گزار بندہ نہیں بن سکتا۔

۲۔ کفر کرنا: کفر بھی اللہ کی ناشکری ہے، یعنی بجائے اس کے، کہ انسان اپنے خدا کو پہچانے، اسے اپنا خالق و معبود تسلیم کرے، اس پر ایمان لا کر مطیع فرمان بنے اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کی رضا کے مطابق استعمال کرے، وہ صاف اللہ سے ہی (نعوذ باللہ) منکر ہو جائے، اور ایمان کے بجائے کفر کا مرتکب ہو، قرآن پاک میں ایمان کے مقابلہ میں (کفر کے بجائے) ناشکری کا لفظ کئی بار استعمال ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناشکری، کفر کے مترادف ہے، یعنی جو شخص اللہ کا شکر نہیں کرتا وہ گویا کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور اللہ کو یہ ہرگز پسند نہیں کہ لوگ کفر کریں بلکہ وہ چاہتا ہے کہ لوگ شکر کریں[۱]، اس کی دی ہوئی نعمتیں اسی کی ہدایات کے مطابق استعمال کریں۔ تاہم اگر لوگ ناشکری کریں، کفران نعمت سے باز نہ آئیں تو اللہ انسانوں سے بے نیاز ہے، وہ کسی کی شکر گزاری کا محتاج نہیں، اس لئے ناشکری کرنے والا اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

ناشکری کا سبب

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ اللہ کو وہ شخص پسند ہے جو اس کا شکر ادا کرے اپنی تمام قوتیں اور صلاحیتیں، اس کی خوشنودی کے لئے، اور اسی کے احکام کے مطابق کام میں لائے، نیز شکر گزاری کی روش سے، خود انسان کا اپنا ہی فائدہ ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ انسان ناشکری کی راہ اختیار کرے، اللہ کی نعمتوں کی بے قدری کرے اور انہیں اس کی رضا کے خلاف استعمال کرے؟

دراصل انسان کو شکر گزاری اور احسان مندی کے رستہ سے شیطان بہکاتا ہے کیونکہ اس نے اللہ کو یہ چیلنج کر رکھا ہے کہ وہ انسان کی گھات میں لگا رہے[۲] گا، اسے آگے اور پیچھے سے، دائیں اور بائیں سے، یعنی ہر طرف سے گھیرے گا، حتیٰ

کہ لوگ اطاعت الٰہی سے منہ موڑ لیں گے، راہ ہدایت سے رو گردانی کریں گے، اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا غلط استعمال کریں گے اور یوں ناشکری کے مرتکب ہوں گے۔

لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ شیطان کے حملوں سے خبردار رہے، اس کے بہکاوے سے چوکنا رہے، نفس پر قابو پائے، عقل و حکمت سے کام لے کر اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو صحیح راستہ پر صرف کرے اور اللہ کی مزید نعمتوں کا حق دار بن جائے۔

سید الانبیاءؐ کا جذبہ شکر

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے بڑھ کر، اللہ کے شکر گزار بندے ہیں، آپؐ نے بنی آدم کی ہدایت کے لئے پورا پورا حق رسالت ادا فرمایا، فلاح انسانی کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں خرچ کیں اور اس سلسلے میں پیش آمدہ مصائب و مشکلات، صبر و تحمل سے برداشت کیں کیونکہ آپؐ کی حیات مبارکہ صرف اللہ پاک کی رضا جوئی کے لئے وقف تھی۔ روایات میں آتا ہے کہ آپؐ راتوں کو اتنی دیر تک نماز میں قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ یہ مشقت و ریاضت دیکھ کر بعض صحابہؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ! خداوند کریم نے آپؐ کی مغفرت تو فرما دی ہے پھر آپؐ یہ ساری زحمت کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں" [۲۳]

حضور سرور عالمؐ کا یہ بھی معمول رہا کہ جب کبھی آپؐ کے پاس کوئی خوشی کی خبر آتی تو اپنے رب کا شکر ادا کرنے کے لئے فوراً سجدہ ریز ہو جاتے، اللہ کریم ہمیں بھی شکر ادا کرنے کی پوری توفیق دے۔ آمین۔

حوالہ جات

۱۔ وَ اشْكُرُوا لِلّٰهِ (بقرہ : ۱۷۲) ۲۔ وَ اشْكُرُوا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ (بقرہ : ۱۵۲) ۳۔ وَ اٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

Marfat.com

(ابراهیم :۳۴) ۴۔ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ (لُقْمٰن : ۱۲)

۵۔ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (نحل : ۷۸) ٦۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (فاتحه : ۱) ۷۔ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

(روم : ۱۸) ۸۔ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (احزاب : ۳۳) ۹۔ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ

الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ (اعراف : ۵۸) ۱۰۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ

لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ... لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (انفال : ۲۴ تا ۲٦) ۱۱۔ فَخُذْ مَا

اٰتَیْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ (اعراف : ۱۴۴) ۱۲۔ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (نساء:

۱۴۷) ۱۳۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ (اخلاص : ۲) ۱۴۔ وَ مَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ

لِنَفْسِهٖ (لقمٰن : ۱۲) ۱۵۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ (نساء

:۱۴۷) ۱٦۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ (ابراهیم : ۵) ۱۷۔ لَئِنْ

شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ (ابراهیم : ۷) ۱۸۔ اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا

كَفُوْرًا (دهر : ۳) ۱۹۔ .... اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (ابراهیم : ۰)

۲۰۔ وَ جَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ (زخرف : ۱۵)

۲۱۔ وَ لَا یَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَ اِنْ تَشْكُرُوْا یَرْضَهُ لَكُمْ (زمر : ۷) ۲۲۔ ثُمَّ

لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَیْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَ لَا

تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِیْنَ (اعراف : ۱۷) ۲۳۔ حدیث مبارک (ا فلا اَكُوْنَ عَبْدًا

شَكُوْرًا) ۲۴۔ حدیث مبارک (خَرَّ سَاجِداً شَاكِراً)

Marfat.com

باب ۲۲

اللہ کا ذکر کثرت سے کرو

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اس کا ذکر کثرت سے کرتے رہو ' ذکر کے لفظی معنی ہیں : یاد کرنا ' ہوشیار رہنا اور نصیحت حاصل کرنا ' لیکن اسلامی اصطلاح کے طور پر اس کے کئی مفہوم ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں :

۱ ۔ قرآن مجید : اصطلاح کے طور پر " ذکر " کا لفظ ' اللہ تعالیٰ کے کلام پاک ' قرآن مجید کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جو نوع انسانی کے لئے دلپذیر وعظ و نصیحت ہے[۱] ۔ اس بابرکت کتاب کو رب کریم نے نازل فرمایا ہے اور وہی اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے[۲] ۔ اس نے یہ کتاب اپنے آخری نبیؐ ' رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے تاکہ حضورؐ لوگوں کے سامنے اس کی توضیح و تشریح فرمائیں اور لوگ اس میں غور و فکر کر کے راہ نجات اختیار کریں اور فلاح پائیں[۴] ۔

۲ ۔ یاد دہانی : قرآن مجید میں " ذکر " کا لفظ یاد دہانی کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے یعنی : غفلت سے جگانا اور ہوشیار کرنا ' چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : قرآن مجید نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نبیؐ پاک اس کے ذریعہ (منکرین کو بُرے انجام سے) ڈرائیں اور ایمان والوں کو نصیحت[۵] فرمائیں ' قرآن مجید ایسی نصیحت اور تلقین ہے جو انسان کو برے انجام اور خسارے سے بچاتی ہے اور فوز و فلاح کی جانب لے جاتی ہے ' رب کریم نے کلام پاک کو یاد دہانی کے لئے ایک آسان ذریعہ بنا دیا ہے چنانچہ لوگوں کو چاہیئے کہ اس سے نصیحت حاصل کریں[۶] ۔

۳ ۔ یاد الٰہی : ذکر کے معنی " اللہ کی یاد " بھی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ : اے نبیؐ ! اپنے رب کو صبح و شام یاد کیا کرو ' دل ہی دل میں ' زاری اور خوف کے ساتھ ' اور زبان سے بھی ہلکی آواز کے ساتھ ' اور تم ان لوگوں میں

Marfat.com

سے نہ ہو جاؤ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ یاد سے مراد ایک طرف نماز کا قیام بھی ہے اور دوسری طرف یہ بھی کہ اللہ پاک کو زبان سے یاد کیا جائے ' یا دل اور خیال میں یاد رکھا جائے۔

۴۔ **خطبہ اور نماز :** " ذکر " کا لفظ قرآن مجید میں "خطبہ" کے لئے بھی استعمال ہوا ہے کیونکہ جمعہ کے دن اذان کے بعد ' پہلے جمعہ کا خطبہ پڑھا جاتا ہے اور پھر جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے ' اس لئے قرآن مجید میں جہاں فرمایا گیا ہے کہ جمعہ کے دن اذان سنتے ہی اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو تو یہاں مراد خطبہ جمعہ ہی ہے۔

کثرت ذکر کی تاکید

ہمارے خالق و حاکم نے اپنے مقدس کلام ' قرآن مجید ' میں کثرت سے ذکر کرنے کی تاکید فرمائی ہے ' جیسے :

☆ تم مجھے یاد رکھو ' میں تمہیں یاد رکھوں گا ' [۹]

☆ اپنے رب کو بہت یاد کرنا اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہنا ' [۱۰]

☆ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے رہو ' [۱۱]

☆ اپنے رب کو نہایت گریہ زاری سے چپکے چپکے پکارو ' [۱۲]

☆ مری یاد میں ہرگز تقصیر[۱۳] نہ کرو اور ہوشمند لوگ وہ ہیں جو اٹھتے ' بیٹھتے اور لیٹتے ' ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں [۱۴]

اللہ کے ذکر کی اتنی اہمیت ہے کہ انسان کو تجارت و کاروبار کی مصروفیت اور مال و اولاد کی مشغولیت کے باوجود ' اللہ کے ذکر سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے[۱۵] کیونکہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جنہیں دنیوی مصروفیت ' اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے[۱۶] ' قدر و

منزلت اور اجر و ثواب میں کوئی بات اس سے بڑھ کر نہیں ' لہٰذا ہمیں اپنا وقت ' محنت ' توجہ اور ذوق ' ذکر الٰہی کی طرف منعطف کر دینا چاہئے ' اللہ پاک ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے ' آمین :

بُھلّن سب جہان دے کم مینوں ' اک بخش توُں اپنی یاد اللہ
ہووے خاتمہ خیر ہدایت اللہ ' کریں ایسہ قبول فریاد اللہ

کثرت ذکر کی تاکید فرماتے ہوئے رحمتہ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے[17] :

☆ اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں مجنوں کہنے لگیں[18]۔

☆ سب اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ کا ذکر ہے ۔

☆ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل ' اللہ کے عذاب سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے[19]۔

☆ اللہ کا ذکر ایمان کی علامت ' نفاق سے برأت ' شیطان سے حفاظت اور جہنم کی آگ سے بچاؤ ہے ۔

☆ جو لوگ اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئیں ۔

غرض کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے کی تلقین اس لئے کی گئی ہے کہ اہل ایمان کی فلاح و بہبود کا دارومدار اسی بات پر ہے ' اللہ کے ذکر سے یہ مراد ٹھہری کہ انسان اللہ کو دل میں ہمیشہ یاد رکھے ' الحاح اور تضرع سے دعا مانگتا رہے ' گڑگڑاتا رہے اور زبان سے بھی اس کا اسم پاک ہلکی آواز سے لیتا رہے ۔ زندگی کے ہر معاملہ میں ' قدم اٹھاتے وقت ' اللہ کو یاد کرے ' اس کے احکام سامنے رکھے ' ان پر عمل پیرا ہو ' اسی کو اپنا خالق ' معبود اور پناہ گاہ سمجھے ' نعمت پانے اور ہدایت ملنے پر ' اس کا شکر کرے ' مصیبت آنے پر صبر کرے ' مشکل کے وقت اسی سے

Marfat.com

مدد چاہے، گناہ سرزد ہو جانے پر اسی سے معافی مانگے، نیکی کرنے کی توفیق چاہے اور شیطان کے حملے کے وقت اسی کی پناہ طلب کرے۔ جب مسلمان کی یہ کیفیت ہو تو اللہ کی ذات پاک انسان کو اپنے سایہ رحمت میں لئے رہتی ہے۔

ذکر کی قسمیں

ذکر کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ **ذکر قلبی:** اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو، باطنی لطائف اور ادراکی قوتوں کو، اللہ کی طرف متوجہ کرے اور جب آیات الٰہی میں فکر و تدبر، پاکیزگیٔ نفس، صفائی قلب اور مراقبہ کے باعث عرفانِ الٰہی اور قرب خداوندی کی روحانی کیفیت حاصل ہو جائے تو انسان پر مقدس انوار کا فیضان ہونے لگتا ہے پھر اس کی زبان اللہ کی زبان، اس کی آنکھ اللہ کی آنکھ اور اس کے کان اللہ کے کان ہوجاتے ہیں (حالاں کہ ذات الٰہی ان چیزوں سے پاک ہے) اور انسان اپنی قلبی اور روحانی پاکیزگی کے باعث اللہ کی برکتوں سے فیضیاب ہوتا ہے۔ ذکر قلبی کی ایک شکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کثیر النوع مخلوقات اور وسیع و بسیط کائنات کے اُسرار میں غور و فکر کرے تاکہ یہاں کے ہر ذرہ میں اسے اللہ کی تجلیات نظر آئیں۔

۲۔ **ذکر لسانی:** ذکر لسانی سے مراد ہے زبان سے اللہ تعالیٰ کی تہلیل و تسبیح اور تحمید و تکبیر کرنا، اس کی عظمت و بزرگی کا ذکر کرنا اور اس کی نازل کردہ کتاب پاک (قرآن مجید) کی تلاوت کرنا۔ ذکر لسانی کے لئے مختلف کلمات اور اوراد و وظائف ہیں جن کا ذکر آئندہ آئیگا۔ انشاء اللہ!

۳۔ **ذکر جوارح:** اس سے مراد ہے انسانی جسم کے اعضا مثلاً آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں کا ذکر۔ ان کے ذکر کی شکل یہ ہے کہ تمام اعضائے انسانی کو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں استعمال کرنا ' اور مَنہیات یعنی بُرے کاموں سے روکنا ' مثلاً آدمی اپنی آنکھ سے کسی نا محرم کو نہ دیکھے نہ کوئی برا کام ہوتے دیکھے ۔ کان سے لغو اور بے حیائی کی باتیں نہ سنے ۔ زبان سے فحش کلمہ نہ نکالے ' اسے چغلیٔ غیبت اور بدگوئی سے پاک رکھے ۔ ہاتھ کسی کو ستانے یا کسی کا حق مارنے میں استعمال نہ کرے ۔ پاؤں ناجائز مقصد کے لئے نہ اٹھائے ۔ دل میں شرک ' کفر' نفاق ' حسد ' بغض یا دیگر مکروہ خیالات نہ لائے وغیرہ ۔

اللہ کا ذکر کس طرح کیا جائے

اب ہم بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کس طریقہ سے کرنا چاہئے ' قرآن مجید میں مندرجہ ذیل طریقوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے :

دل ہی دل میں تضرُّع کے ساتھ :اللہ کا ذکر دل ہی دل میں 'گڑگڑا کر ' زاری سے کرنا چاہئیے کیونکہ پوری توجہ ' انہماک اور خلوص کے ساتھ ذکر' چپکے چپکے ' دل ہی دل میں ہو سکتا ہے اور چونکہ اللہ کریم انسان کے دل کی باتوں اور اس میں گزرنے والے خیالات و جذبات سے خوب واقف ہے ' اس لئے بہتر یہی ہے کہ انسان قلب کی گہرائیوں سے ' رو رو کر ' اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے ہوئے ' اللہ کو یاد کرے ' اسے پکارے ' اس سے دعا مانگے' راہ ہدایت طلب کرے اور اس پر استقامت کی توفیق مانگے ۔ چوں کہ اللہ ہی ہماری پناہ گاہ ہے اس لئے انسان کو چاہئیے کہ ہر حال میں اسی کی طرف رجوع کرے ' اور اپنی بے بسی ' اضطراب اور احتیاج کا حال ' اسی کو سنائے اور سب طرف سے ہٹ کر اسی کا ہو رہے ۔

خوف کے ساتھ : اللہ کا ذکر خوف سے کرنا چاہئیے ۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ اللہ کا ذکر وہی شخص کرتا ہے اور اس کی نصیحت وہی قبول کرتا ہے جو اللہ کی نافرمانی اور بڑے کام کے بُرے انجام سے ڈرتا ہو ' اس کے برعکس جو اللہ کی حکم

Marfat.com

عدولی کے نتائج سے ناواقف ہو یا ان نتائج پر یقین نہ رکھتا ہو یا بُرے انجام سے بے خوف اور نڈر ہو گیا ہو وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا ' اس کی ہدایات پر عمل نہیں کرتا اور امتحان زندگی میں ناکام ہو جاتا ہے لہٰذا مسلمان پر واجب ہے کہ دل میں خوف خدا رکھے 'گناہوں سے بچے اور ذکر الٰہی کو زندگی کا معمول بنالے ۔

صبح و شام ذکر کریں : اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہئے اور صبح و شام اس کی تسبیح میں مصروف رہنا چاہئے[۲۳] ' اس سے مراد دونوں وقت اللہ کا ذکر کرنا بھی ہے اور ان اوقات میں ادا کی جانے والی نماز بھی ہے ' صبح و شام کا لفظ " ہمیشہ " کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے یعنی سدا خدا کی یاد میں مشغول رہو ۔

اسماء حسنیٰ سے پکاریں : اللہ کے ذکر کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اللہ کو اس کے مختلف نام لے کر پکارا جائے[۲۴] کیونکہ انسان خدا کی مختلف صفات کے حوالے سے اس کا محتاج ہے اور یہ حاجات پوری کرنے کے لئے اس سے وہ مخصوص نام لے لے کر دعا مانگنی چاہئے مثلاً : رزق کی فراخی کے لئے یا رزّاق ' بخشش کے لئے یا غفّار وغیرہ ۔

قیام نماز : نماز کا قیام بھی اللہ کے ذکر کے لئے ہوتا ہے[۲۵] لہٰذا ذکر کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ نماز ادا کی جائے ' فرض نماز کے علاوہ ' نفل نمازوں کے لئے قیام ' رکوع ' سجود کیا جائے کیوں کہ نماز مومن کی معراج ہے[۲۶] اور اللہ تعالیٰ سے محو گفتگو ہونے کا وسیلہ ۔

ذکر الٰہی سے غفلت نہ کریں

اللہ کے ذکر سے غفلت نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ خسارے کا باعث ہے[۲۷] ۔ انسان عام طور پر دُنیوی کاروبار اور مصروفیات میں منہمک رہتا ہے ۔ روزگار حاصل کرنے ' مال و دولت کمانے ' گھر مکان بنانے ' اولاد کی ذمہ داریاں نبھانے ' روزمرہ

زندگی کے مسائل نمٹانے، سامان راحت سمیٹنے، عیش و عشرت کے مزے لوٹنے، نفسانی لذتوں اور لہو و لعب سے لطف اندوز ہونے میں لگا رہتا ہے اور ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے، حالاں کہ یہ غفلت اس کے لئے مہلک ہے، تباہ کن ہے اس لئے ضروری ہے کہ انسان جائز مشاغل کے باوجود اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو بلکہ اپنے رب کا مبارک نام ذکر کرتا رہے اور اللہ کے سوا تمام آسروں اور طاقتوں کو چھوڑ کر، اسی کے سایہ عاطفت میں پناہ[۲۸] لے کیونکہ وہی بہترین کارساز اور وکیل ہے۔

ذکر الٰہی کے فضائل و فوائد

ذکر الٰہی کی بے شمار فضیلتیں اور برکتیں ہیں اور اس کے ان گنت فوائد و ثمرات ہیں، ان میں سے چند ایک یہاں بیان کئے جاتے ہیں:

اطمینان قلب کا ذریعہ: اللہ کا ذکر ایسی نعمت ہے جس سے دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے[۲۹]، کیونکہ اللہ کائنات کی سب سے بڑی ہستی ہے، وہ انسان کا خالق ہے، معبود و مربی ہے، ملجا و ماویٰ ہے، اسباب پیدا کرنے والا، مشکلات حل کرنے والا، بیچارگی میں وسائل مہیا کرنے والا، مصیبتوں کو دفع کرنے والا، مایوسی میں امید دلانے والا، رنج و غم کو خوشی و فرحت میں بدلنے والا، گمراہی کی تاریکی سے ہدایت کی روشنی میں لانے والا، شکستہ دلوں کی آہ سننے والا، دعائیں قبول کرنے والا، خطاؤں پر پردہ ڈالنے والا، گناہوں کو معاف کرنے والا اور برائیوں کو نیکیوں میں بدل دینے والا ہے۔ اس لئے جب انسان کا دل بے چین ہوتا ہے تو ایسی صفات والی ہستی کو یاد کرنے سے، اپنی شاہ رگ کے قریب سمجھنے سے، مہربان و شفیق جاننے سے، خود بخود قرار آ جاتا ہے، دل پر سکینہ اترتی ہے، جگر کو ٹھنڈک پہنچتی ہے اور روح کو حیات نو ملتی ہے:

فکر ہے دنیائے فانی کی ' خلافِ شانِ دل [30]
کیجئے ذکر خدا سے حاصل ' اطمینان دل

اللہ کا ذکر ملکوتی عمل ہے : اللہ کا ذکر اور تسبیح ملکوتی کام ہے اور قرب الٰہی کا ذریعہ ' کیونکہ فرشتے جنہیں خدا کا قرب حاصل ہے وہ اس کی بندگی کے مقابلہ میں غرور نہیں کرتے ' بلکہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں ' اس کے آگے جھکے رہتے ہیں[31] لہٰذا جب کوئی شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے تو گویا اللہ کے مقرب بندوں والا کام کرتا ہے۔

اللہ کے انعامات کا سبب ہے : اللہ کریم فرماتے ہیں کہ تم مجھے یاد رکھو ' میں تمہیں یاد رکھوں[32] گا ' بندے پر یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اس کا خالق ' اس کا آقا اسے یاد رکھے ' اس پر رحمت کی نظر کرے ' اس کی جانب توجہ فرمائے ' اور اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا کرے۔ ' اللہ کو یاد رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان ان تمام ذمہ داریوں اور فرائض کو یاد رکھے اور بجا لائے جو اللہ تعالٰی نے اس کے سپرد کئے ہیں ' ان فرائض کی بجا آوری کے عوض اس کا وعدہ ہے کہ وہ انسان کو دنیوی اور اُخروی دونوں زندگیوں میں کامیابی ' نصرت ' فلاح اور سُرخروئی عطا کرے گا ۔

سب سے بڑی نیکی ہے : اللہ کا ذکر تمام چیزوں ' تمام نیکیوں سے بڑھ کر ہے[33] کیونکہ زندگی کا مقصد ہی رضائے الٰہی کا حصول ہے ' اللہ تعالٰی کی اطاعت و عبادت ہے ' لہٰذا جو شخص اپنے خالق و حاکم کو ہر وقت یاد کرتا ہے اور یاد رکھتا ہے ' وہ یقیناً سب سے اہم فرض انجام دے رہا ہے جس کا صلہ بھی سب سے بڑا ہے ۔[34]

سوز و گداز کا باعث : اہل ایمان کے سامنے جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کی بڑائی ' عظمت ' ہیبت اور جلال کے تصور سے ان کے دل لرز جاتے ہیں ' کانپ اٹھتے ہیں[35] ' گویا ان کے اندر مزید فروتنی ' عاجزی ' انکساری پیدا ہوتی ہے ' دلوں میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہے اور وہ آخرت میں سُرخروئی حاصل کرنے کے لئے اپنے اخلاق و کردار کو مزید پاکیزہ بناتے ہیں ۔

Marfat.com

مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ : جو اہل ایمان مرد اور اہل ایمان عورتیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں منعم حقیقی نے ان کے لئے گناہوں کی بخشش ' مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے[۳۵] اور جس اجر کو غفور و رحیم اجر عظیم کہے اس کی حد اور قدر و منزلت کا ہم اندازہ ہی نہیں لگا سکتے ' چنانچہ جس قدر ممکن ہو ہمیں ذکر الٰہی میں زیادہ سے زیادہ مصروف رہنا چاہیے ۔

فلاح پانے کا ذریعہ : دنیوی زندگی اور اخروی زندگی میں فلاح پانے ' کامیاب ہونے اور بلند مرتبہ حاصل کرنے کا طریقہ بھی یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جائے[۳۶] ' دنیوی زندگی کی نعمتیں مثلاً ' ایمان ' ہدایت ' رزق ' اولاد ' صحت اور نیک عملی کا دارومدار اسی بات پر ہے کہ اللہ کو ہر وقت دل و نگاہ میں رکھا جائے اور اخروی زندگی کی نعمتیں مثلاً بخشش ' مغفرت ' جنت ' رضائے الٰہی کا دارومدار بھی اسی بات پر ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جائے ۔

اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والی مبارک ہستی رحمۃ للعالمینؐ نے ذکر الٰہی کے محاسن یوں بیان فرمائے ہیں :[۳۷]

عذاب الٰہی سے نجات : " بندہ جو عمل کرتا ہے اس میں ذکر الٰہی سے بہتر اور عذاب خداوندی سے نجات دینے والا اور کوئی عمل نہیں " ۔[۳۸]

ذکر الٰہی زندگی بخش ہے : " جو شخص ذکر الٰہی کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے " ۔[۳۹]

ذکر نفع بخش ہے : " انسان کا ہر کلام اس پر وبال ہے (یعنی نفع مند نہیں ہے) مگر وہ کلام جس میں کسی کو نیکی کی تلقین کی گئی ہو ' یا برائی سے منع کیا گیا ہو ' یا اللہ کا ذکر کیا گیا ہو " ۔

بہترین مال : " بہترین مال ' خدا کا ذکر کرنے والی زبان ہے اور خدا کا شکر کرنے والا دل ہے "۔[۴۰]

Marfat.com

جہاد سے افضل ہے: " اگر اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والا اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں میں چلائے یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے ' پھر بھی اس کے مقابلہ میں ذکر الٰہی کرنے والے کا درجہ افضل ہے "۔ [۴۱]

دل کی صفائی کا ذریعہ ہے: " ہر چیز کی صفائی ہے اور دل کی صفائی ذکر الٰہی ہے "۔

برائے تزکیۂ نفسِ بندگانِ خدا [۴۲]
ہے مثلِ آبِ بقا لا الہ الا اللہ

اور

ہور دوا نہ دل دی کاری ' کلمہ دل دی کاری ہُو
کلمہ دُور زنگار کریندا ' کلمے مَیل اتاری ہُو
کلمہ ہیرے لال جواہر ' کلمہ ہٹ پساری ہُو
ایتھے اوتھے دوئیں جہانیں ' کلمہ دولت ساری ہُو

بھروسہ کے قابل سہارا: ایک صحابیؓ نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے کہ میں اس پر بھروسہ کر لوں ' آپؐ نے فرمایا: "تیری زبان ہمیشہ ذکر الٰہی سے تر رہے"۔ [۴۳]

اللہ کی معیت کا سبب: نبی کریمؐ کا ارشاد ہے: " اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور اس کے دونوں ہونٹ میرے ذکر سے حرکت کرتے ہیں" [۴۴]

ذکر الٰہی سے غفلت کے نتائج

گذشتہ صفحات میں ذکر الٰہی کے فضائل و فوائد بیان گئے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود بعض لوگ ذکر الٰہی سے غفلت برتتے ہیں اور آخر کار نقصان اٹھاتے ہیں۔ اللہ کے ذکر سے غفلت برتنے کے یہ نتائج برآمد ہوتے ہیں:

۱۔ **خسارہ ہوتا ہے:** اللہ کے ذکر سے غفلت انسان کو بہت بڑے خسارے میں

Marfat.com

مبتلا کر دیتی ہے ۔ عام مشاہدہ ہے کہ انسان مال و دولت کی محبت میں ' یا ہوا و حرص کا غلام بن کر ' یا نفسانی خواہشات کی پیروی کے باعث ' یا دُنیوی مشاغل میں منہمک ہو کر ' یا عقل و سمجھ میں کمی کے باعث ' اللہ کے ذکر سے غافل ہو کر ' اس کی نافرمانی کی جانب مائل ہو جاتا ہے اور یوں گھاٹے میں پڑ جاتا ہے[۶۵] ۔ حالاں کہ اس کے برعکس جو شخص اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا بلکہ ذہن میں رکھتا ہے کہ اللہ اس کا معبود اور حاکم ہے ' اس کے تمام اعمال کا حساب کتاب لینے والا ہے ' وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا ' یا اگر کبھی بھُول چُوک سے کوئی خطا کر بھی بیٹھے تو فوراً اللہ سے معافی مانگ لیتا ہے ۔ لہٰذا ایسے لوگ خسارہ سے بچے رہتے ہیں ' گویا اللہ کا ذکر ہی انسان کو غفلت میں پڑنے سے ' گمراہ ہونے سے ' اور خسارہ اٹھانے سے بچاتا ہے ۔

۲ ۔ عذاب کا باعث ہے : جو شخص اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑتا ہے ' اس کی دی ہوئی نصیحت قبول نہیں کرتا یا اس کی بندگی سے منکر ہو جاتا ہے تو اللہ اسے سخت عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے[۶۶] ۔

۳ ۔ غفلت شیطانی ورغلاہٹ ہے : انسان کو اللہ کے ذکر اور نماز سے شیطان روکتا ہے[۶۷] ' اس لئے جو آدمی اس مفید ترین کام سے غفلت برتتا ہے اور منہ موڑ لیتا ہے گویا وہ شیطان کے بہکاوے میں آ جاتا ہے ' اس سے مغلوب ہو جاتا ہے اور جو شخص جتنا شیطان کے زیر اثر ہوتا جاتا ہے وہ اپنے رحمان و رحیم سے اتنا ہی دور ہوتا جاتا ہے ' لہٰذا اللہ کے ذکر سے غفلت نہیں کرنی چاہئے مبادا شیطان غالب آجائے ۔

۴ ۔ دوزخ کا سامنا ہو گا : جن لوگوں کی آنکھوں پر اللہ کی یاد سے پردہ پڑا ہوا ہے ' جب قیامت کے روز وہ پردہ اٹھے گا تو دوزخ ان کے سامنے[۶۸] ہو گی ' گویا جو شخص ذکر الٰہی سے غافل اور بے نیاز رہتا ہے ' خدا کو ہرگز یاد نہیں کرتا اور دنیا کے عارضی فائدوں کے حصول اور لہو و لعب میں مشغول رہتا ہے اس کی یہ غفلت اسے (نعوذ باللہ) جہنم تک پہنچا کر دم لے گی ۔

Marfat.com

ذکر کے کلمات

اللہ کے ذکر کی فضیلت اور اہمیت بیان کرنے کے بعد یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ وہ کونسے کلمات ہیں جو زبان و دل سے ادا کئے جائیں تو ذکر الٰہی کا حق ادا ہو سکے، اس سلسلے میں مندرجہ ذیل کلمات کے بہت فضائل بیان کئے جاتے ہیں۔

کلمہ طیبہ: ذکر الٰہیؔ کے لئے افضل الذکر یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ہے کیونکہ یہ "کلمۂ توحید" ہے، اس سے خالق کائنات کی سب سے بڑی صفت واحدانیت کا اقرار ہوتا ہے۔ اس کلمہ کی جڑ تو مومن کے قول میں ہے مگر اس کی شاخیں آسمان میں ہیں[۴۹]، کیونکہ اس کے باعث مومن کے اعمال آسمان تک جاتے ہیں۔ یہ "قولِ ثابت" ہے جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے[۵۰]۔ یہ کلمہ "دعوۃُ الحق" ہے کیونکہ سچا پکارنا اللہ ہی کے لئے خاص ہے[۵۱]۔ یہ "قولِ سَدید" ہے یعنی سچی اور سیدھی بات[۵۲]۔ یہ "کلمۂ تقویٰ" ہے جس کا اللہ تعالیٰ مومنوں کو پابند رکھتا ہے کیونکہ وہی اس کے زیادہ حقدار اور اس کے اہل ہیں[۵۳]، یہ "العُروَۃِ الوُثقیٰ" ہے کیونکہ جو شخص کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا ہے وہ ایسا مضبوط سہارا تھام لیتا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے[۵۴]، غرض کلمہ طیبہ تمام اذکار میں افضل ہے۔ رحمۃ للعالمینؐ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ سعادتمند اور نفع اٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہو گا جو خلوص دل کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہے۔ یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہے وہ جنت میں داخل ہو گا۔ یہ کلمہ کثرت سے پڑھنے سے ایمان کی تجدید ہوتی ہے۔

غرض ایک مسلمان کے لئے کلمہ طیبہ کی اس قدر اہمیت ہے کہ اس کی زندگی کا آغاز بھی اسی کلمہ سے ہوتا ہے اور اختتام بھی، عمر بھر اس کے تمام کاموں کی

Marfat.com

بنیاد یہی کلمہ ہوتا ہے ' اسی سے وہ پاکیزگی حاصل کرتا ہے ' اسی سے اس کے اخلاق و اعمال سنورتے اور بار آور ہوتے ہیں ' یہی کلمہ شریف اسے قبر میں کام دے گا اور اسی کے سہارے وہ جنت میں داخل ہو گا اور اپنے رب کی رضا حاصل کرے گا:

کلمے نال میں نھاتی دھوتی ' کلمے نال ویاہی ہُو
کلمہ میرا پڑھے جنازہ ' کلمے گور سہائی ہُو
کلمے نال بہشتیں جانا ' کلمہ کرے صفائی ہُو
مُڑن محال تنھاں نوں جنھاں صاحب آپ بلائی ہُو

تسبیح ' تحمید اور تکبیر: ذکر الٰہی کے لئے ' اللہ تعالیٰ کی تسبیح ' تحمید اور تکبیر کے کلمات کا ورد کیا جا سکتا ہے اور اس ضمن میں تیسرا کلمۂ تمجید وظیفہ کے طور پر اختیار کیا جا سکتا ہے یعنی :" سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر " ان کلمات کو تسبیحاتِ فاطمہؓ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی جناب فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بھی یہ کلمات تعلیم فرمائے تھے۔

سبحان اللہ سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کمی اور عیب سے پاک ہے ' وہ ہر لحاظ سے مکمل ہے ۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی ہم تیری حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح اور تیری تقدیس کرتے ہیں[۵۵] ' انسان کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرے ' اور اہل ایمان بھی یہ عمل کرتے ہیں اور کہتے ہیں " پروردگار ! یہ سب کچھ تُو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے ' تُو پاک ہے " اس سے کہ عبث کام کرے[۵۶] ۔ جنّتی لوگ بھی یہ کلمہ ادا کریں گے کہ " پاک ہے تو اے خدا[۵۷] " رحمۃ للعالمینؐ اور خاتم النبیینؐ سے بھی فرمایا گیا کہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو[۵۸] ' اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے نبی پاکؐ اور اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کی تسبیح بیان کریں ۔

Marfat.com

مسلمانوں کو اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے ' کلام پاک میں کئی ایسی آیات مبارکہ ہیں جن میں اس کی تلقین کی گئی ہے مثلاً: قرآن مجید اور سورہ فاتحہ کا آغاز ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ: (ترجمہ) "ساری تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے"[۵۹] سورہ جاثیہ میں فرمایا کہ: (ترجمہ) "سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو زمین اور آسمانوں کا مالک اور تمام اہل جہاں کا پروردگار ہے"[۶۰] ایک اور مقام پر ہے کہ: "سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ مبارک کتاب[۶۱] نازل فرمائی" سورہ قصص میں ہے کہ: "اسی کے لئے حمد ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ' اسی کی فرمانروائی ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹ کر جانے والے ہو"[۶۲] - سورہ فاطر میں ہے: "حمد اور شکر ہے ' اس خدا کا ' جس نے ہم سے غم اور حزن دور کر دیا[۶۳] ' یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا اور قدر فرمانے والا ہے" ایک اور جگہ فرمایا: "جنت میں لوگوں کی ہر بات کا خاتمہ اس بات پر ہو گا کہ ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے"[۶۴]

اللہ تعالیٰ کی تکبیر یعنی بڑائی اور عظمت بیان کرنے کی بھی بڑی فضیلت ہے اور قرآن پاک میں کئی مقامات پر اس کا حکم دیا گیا ہے جیسے سورہ بقرہ میں ہے: "جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز فرمایا ہے اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو"[۶۵]

درود شریف: ذکر کے لئے درود شریف کو بھی ورد زباں اور حرز جاں بنانا چاہیئے کیونکہ قرآن مجید میں اہل ایمان کو یوں حکم دیا گیا ہے کہ: اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں ' اے لوگو جو ایمان لائے ہو ' تم بھی انؐ پر درود و سلام بھیجو[۶۶] گویا یہ ایک ایسا کام ہے جو اللہ تعالیٰ بھی کرتا ہے ' اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں اور اہل ایمان کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی کریں - اس کام کی عظمت اور شان اس چیز سے خوب ظاہر ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ خاتم النبیینؐ پر ' دائمی طور پر

Marfat.com

اپنی رحمت کی بارش فرماتا ہے ' اور فرشتے آپؐ کے حق میں اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ نبی کریمؐ کو زیادہ سے زیادہ بلند مرتبے عطا فرمائے اور اہل ایمان پر بھی فرض ہے کہ وہ محسنؐ انسانیت کے حق میں اللہ سے دعا کریں کہ وہ آپؐ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے - درود وصلوٰۃ کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے رحمۃ للعالمینؐ نے ارشاد فرمایا : " جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ صلوٰۃ بھیجیں گے ' اس کی دس خطائیں معاف کریں گے اور اس کے دس درجے بلند کریں[67] گے " - آپؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ : " قیامت کے روز ' لوگوں میں سے سب سے زیادہ مجھ سے قریب ' وہ شخص ہو گا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود[68] بھیجے " - آپؐ نے فرمایا " مجھ پہ درود بھیجنا قیامت کے دن پُل صراط کے اندھیرے میں نور ہے " اور یہ بھی فرمایا کہ : " جو شخص درود کی کثرت کرے گا وہ عرش کے سایہ میں ہو گا " -

تلاوت قرآن پاک : اللہ کریم کے مبارک ذکر کے لئے اس کے پاک کلامؐ قرآن مجیدؐ کی تلاوت کرنی چاہئے' قرآن پاک انسان کے لئے ہدایت و رحمت ہے[69]' بصیرت کی ایسی روشنیاں مہیا کرتا ہے[70] جن کی معرفت ہمیں حیات انسانی ' کائنات اور خدا سے متعلق اصل حقائق معلوم ہوتے ہیں ' اپنے فرائض کا پتا چلتا ہے اور جہالت کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں - قرآن مجید خزینۂ حکمت ہے[71] ' عقل و دانائی کا مخزن ہے ' زندگی کے مسائل و معاملات کو عمدہ طریقہ سے سلجھانے اور فرائض و واجبات کو بطریق احسن انجام دینے کا سلیقہ سکھاتا ہے ' یہ کتاب نصیحتوں سے بھرپور ہے ' اللہ کی جانب سے ایک دلپذیر وعظ ہے[72] ' انسان کی قلبی اور روحانی امراض کے لئے شفائے کامل ہے[73] ' یہ بڑی برکت والی کتاب ہے[74] ' دنیا کی ہر شے سے اعلیٰ و افضل ہے اور ان تمام چیزوں سے برتر ' جو لوگ یہاں سمیٹنے میں لگے ہوئے ہیں[75] - چنانچہ جو لوگ قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کریں گے ان پر اللہ کی رحمت ہو گی -

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم نے قرآن مجید کے بہت فضائل بیان فرمائے ہیں ' آپؐ کا ارشاد گرامی ہے :

" تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن پاک سیکھے اور سکھائے "[۷۶]۔

" قیامت کے دن صاحب قرآن (یعنی کثرت سے قرآن پڑھنے والے یا حافظ قرآن) سے کہا جائیگا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا "[۷۷]۔ " جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے ' اس کے لئے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے "[۷۸]۔ آپؐ کا ارشاد مبارک ہے " دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی سے زنگ لگتا ہے " پوچھا گیا کہ حضورؐ ! ان کی صفائی کی کیا صورت ہے ؟ آپؐ نے فرمایا کہ " موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا "[۷۹]۔ نیز فرمایا : " قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنے والا نہ ہو گا ' نہ کوئی نبیؐ ' نہ فرشتہ وغیرہ "۔ آپؐ نے فرمایا : " سورہ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے "۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سلسلہ میں استغفار کے کلمات کا بھی ورد کیا جا سکتا ہے۔ قرآن و حدیث میں استغفار یعنی اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی اور بخشش طلب کرنے کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے ' اس پر آئندہ باب میں مفصل بات ہوگی ۔ انشاء اللہ ۔

سرور کائناتؐ ' اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے فرماتے تھے ' رات کی ساعتوں میں نفل نمازوں میں طویل قرأت فرماتے حتیٰ کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے ' رات کا اکثر حصہ قیام ' رکوع اور سجود میں گزرتا تو اللہ پاک نے محبت سے فرمایا کہ " رات کو نوافل کے لئے کھڑے ہو لیکن تھوڑا "۔ آپؐ کے اتباع میں آپؐ کے صحابہ کرامؓ بھی شب کی تنہائیوں میں لذت ذکر سے محظوظ ہوتے ' چنانچہ ہمیں بھی چاہیئے کہ ختم المرسلینؐ کی اس مبارک سُنّت کی پیروی میں ' اللہ پاک کا کثرت سے ذکر کریں ' رب کریم ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (انفال : ۴۵) ۲۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ (يوسف : ۱۰۴) ۳۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر : ۹) ۴۔ وَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (نحل : ۴۴) ۵۔ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (اعراف : ۲) ۶۔ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (قمر : ۱۷) ۷۔ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً ..... وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (اعراف : ۲۰۵) ۸۔ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ (جمعہ : ۹) ۹۔ فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ (بقرہ : ۱۵۲) ۱۰۔ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ (ال عمران : ۴۱) ۱۱۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ (نساء : ۱۰۳) ۱۲۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (اعراف : ۵۵) ۱۳۔ وَ لَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ (طٰهٰ : ۴۲) ۱۴۔ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ (اٰل عمران : ۱۹۱) ۱۵۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (منافقون : ۹) ۱۶۔ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (عنكبوت : ۴۵) ۱۷۔ احادیث مبارکہ ۱۸۔ اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ ۱۹۔ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلًا اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (مشكوٰة شريف : حديث مبارك ۲۱۹۶) ۲۰۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ..... وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (انفال : ۴۵) ۲۱۔ مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۲۱۵۹
(فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِی یَسْمَعُ بِہٖ ......) ۲۲۔ وَ اذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ
خِیْفَۃً (اعراف : ۲۰۵) ۲۳۔ وَ اذْکُرْ رَّبَّکَ کَثِیْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْکَارِ
(اٰلِ عمران : ۴۱) ۲۴۔ وَ لِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا (اعراف : ۱۸۰)
۲۵۔ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ : ۱۴) ۲۶ ۔ حدیث مبارک (اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ
الْمُؤْمِنِیْنَ) ۲۷ ۔ لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَ لَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (مُنافقون :
۹) ۲۸۔ وَ اذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا (مُزَمِّل : ۸) ۲۹۔ اَلَا بِذِکْرِ
اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (رَعد : ۲۸) ۳۰ ۔ اکبر الہ آبادیؒ ۳۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ
رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَ یُسَبِّحُوْنَہٗ وَ لَہٗ یَسْجُدُوْنَ (اعراف : ۲۰۶)
۳۲۔ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (بقرہ : ۱۵۲) ۳۳۔ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (عنکبوت :
۴۵) ۳۴۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُھُمْ (انفال : ۲)
۳۵۔ وَ الذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا
اِحزاب : ۳۵) ۳۶۔ وَ اذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (جُمعہ : ۱۰) ۳۷۔
احادیث مبارکہ ۳۸۔ (مشکوٰۃ شریف (حدیث مبارک ۲۱۴۶) ۳۹۔ حدیث
مبارک ۲۱۵۶ (مَثَلُ الَّذِی یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَ الَّذِی لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَ الْمَیِّتِ)
۴۰ ۔ مشکوٰۃ شریف : حدیثِ پاک ۲۱۷۰ (اَفْضَلُہٗ لِسَانٌ ذَاکِرٌ وَّ قَلْبٌ شَاکِرٌ)
۴۱ ۔ مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۲۱۴۳ (فَاِنَّ الذَّاکِرَ لِلّٰہِ اَفْضَلُ مِنْہُ

Marfat.com

دُرَجَۃ) ۴۲۔ اکبر الہ آبادی ۔ ۴۳۔ مشکوٰۃ شریف : حدیث پاک ۲۱۶۲

(لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ)۴۴۔ مشکوٰۃ شریف : حدیث پاک ۲۱۷۷

(اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَ تَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ) ۴۵۔ یٰاَیُّھَا

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَ لَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ

فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ (مُنافِقون : ۹) ۴۶۔وَ مَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّہٖ

یَسْلُکْہُ عَذَابًا صَعَدًا (جِنّ : ۱۷) ۴۷۔ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ عَنِ الصَّلٰوۃِ

(مائدہ : ۹۱) ۴۸۔وَ عَرَضْنَا جَھَنَّمَ یَوْمَئِذٍ لِّلْکٰفِرِیْنَ عَرْضًا ۔ الَّذِیْنَ کَانَتْ

اَعْیُنُھُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِکْرِیْ (کہف : ۱۰۰ ، ۱۰۱) ۴۹۔اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ

فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ (ابراھیم : ۲۴) ۵۰۔ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ

الثَّابِتِ (ابراھیم : ۲۷) ۵۱۔ لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ (رَعد : ۱۴) ۵۲ ۔ قُوْلُوْا

قَوْلًا سَدِیْدًا (احزاب : ۷۰) ۵۳۔ وَ اَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی (فَتح : ۲۶)

۵۴۔ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی (بقرہ : ۲۵۶) ۵۵۔ وَ

نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ (بقرہ : ۳۰) ۵۶۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا

بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ (ال عمران : ۱۹۱) ۵۷۔ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ (یُونس : ۱۰) ۵۸۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ (حِجر : ۹۸) ۵۹۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (فَاتِحہ : ۱)

۶۰ ۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (جاثیہ : ۳۶)

۶۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ (کہف : ۱) ۶۲ ۔ لَہُ الْحَمْدُ

فِی الْاُوْلٰی وَ الْاٰخِرَۃِ (قصص : ٧٠) ٦٣۔ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ

عَنَّا الْحَزَنَ (فاطر : ٣٤) ٦٤ ۔ وَ اٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(یونس : ١٠) ٦٥ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (بقرہ :

١٨٥) ٦٦۔ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ .... وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(احزاب : ٥٦) ٦٧۔ مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ٨٦١) ٦٨۔ حدیث

مبارک ٨٦٢ (اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً) ٦٩ ۔

ھٰذَا ھُدًی (جاثیہ : ١١) ٧٠۔ ھٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ (جاثیہ : ٢٠) ٧١۔

الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ (یٰسٓ : ٢) ٧٢۔ وَ الْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ (مریم : ٩٧) ٧٣۔

مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ (یونس : ٥٧) ٧٤ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ

اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ (صٓ : ٢٩) ٧٥۔ ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (یونس : ٥٨) ٧٦۔

مشکوٰۃ شریف : فضائل القران (حدیث مبارک ٢٠٠٧) خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ

الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَہٗ ٧٧۔ حدیث مبارک ٢٠٣١) ٧٨ (حدیث مبارک ٢٠٣٤) مَنْ

قَرَأَ حَرْفًا .... اَمْثَالِھَا ٧٩ (حدیث مبارک ٢٠٦٤) وَ مَا جِلَاءُھَا ؟

قَالَ کَثْرَۃُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَ تِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ

Marfat.com

مُنکَرات سے بچو

انسان کا ضابطہ حیات دو قسم کے اعمال پر مشتمل ہے: ایک " معروف " یعنی ایسے اعمال جن کے سر انجام دینے کا اللہ تعالٰی نے حکم دیا ہے اور دوسرے ' "منکرات " یعنی ایسے کام جن سے اس نے منع فرمایا ہے ۔ گذشتہ صفحات میں ہم نے قرآن وسُنت کی بڑی بڑی تعلیمات اور ایسے اچھے اخلاق و اعمال کا ذکر کیا ہے جو معروف میں شامل ہیں ' اب ہم چند ایسے بُرے خصائل و رذائل کا ذکر کریں گے جن سے ہمارے مالک و حاکم نے روکا ہے ۔

Marfat.com

باب ۲۳

اللہ کی نافرمانی نہ کرو

قرآن پاک کی تعلیمات کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور نبیؐ آخرالزماں کی پیروی کر کے امتحان زندگی میں کامیابی حاصل کر لے تاکہ وہ اس زندگی میں بھی امن و سکوں پائے اور مرنے کے بعد دوسری زندگی میں بھی ہمیشہ ہمیش کے لئے ابدی راحت والی جگہ جنت میں پہنچ جائے۔ اس کے برعکس اگر وہ نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر اطاعت الٰہی کی روش چھوڑ دے اور نافرمانی کی راہ اختیار کر لے تو سمجھئے کہ وہ راہ راست سے بھٹک گیا جس کے باعث وہ امتحان زندگی میں ناکام ہو کر (معاذ اللہ) آخرت میں سخت سزا بھگتے گا۔ چنانچہ انسان پر واجب ہے کہ خسارے اور پشیمانی سے بچنے کے لئے، اپنے خالق، مالک اور حاکم کا مطیع فرمان بن کر رہے، اس نے جو ضابطہ حیات بنایا ہے عین اس کے مطابق زندگی گزارے، اس کے احکام دل و جان سے تسلیم کرے، اپنے آپ کو کلیتہً اس کے حوالے کر دے اور ہمیشہ اسے راضی رکھنے میں کوشاں رہے تاکہ اپنی عبدیت اور غلامی کا پورا پورا حق ادا کر سکے:

وہ کام کرو جس سے خدا ہووے رضا مند
ہشیار کہ ہونا ہے تمہیں خاک کا پیوند

لیکن بعض اوقات، انسان غفلت، خواہش نفسانی یا اغوائے شیطانی کے باعث اصل راہ سے بھٹک جاتا ہے اور ایسے فعل کر بیٹھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ذیل میں آتے ہیں اور یوں وہ گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انسان کی اپنے رب سے دُوری، ناکامی، بد نصیبی، رسوائی، خسارے، اور عذاب آخرت کا اصل سبب اس کے گناہ ہی ہیں اور ہر گناہ اللہ کی نافرمانی کی شکل ہے، لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ حد درجہ محتاط اور ہوشیار رہیں اور اپنے آپ کو غفلت، نفس یا شیطان کے حوالے نہ کریں۔

Marfat.com

گناہ نہ کرو

امتحان زندگی میں انسان کی ناکامی کا اصل سبب اس کے گناہ ہیں ' لہٰذا خالق کائنات نے اسے ہدایت فرمائی ہے کہ ہر قسم کے گناہوں سے بچو ' کھلے ہوں یا چھپے ' بڑے ہوں یا چھوٹے اور نہ ہی گناہ کے کام میں کسی دوسرے سے تعاون کرو۔ عرف عام میں ہر وہ فعل گناہ ہے جس سے اللہ نے منع کر رکھا ہے۔ ظاہرا یا کھلا گناہ وہ ہے جو ہاتھ پاؤں سے ہو اور چھپا گناہ وہ ہے جو دل سے ہو جیسے شرک ' کفر ' نفاق ' حسد ' بغض ' کبر ' وغیرہ۔

گناہ کی تحریک در اصل انسان کے ازلی دشمن شیطان کی جانب سے ہوتی ہے۔ چوں کہ اللہ پاک نے انسان کو جائز اور ناجائز کی تمیز دے کر ' اسے یہ آزادی اور اختیار دے رکھا ہے کہ وہ جونسی راہ چاہے منتخب کر لے ' اس لئے شیطان ' انسان کو ناجائز فعل سے حاصل ہونے والے فوری اور نقد فائدوں کی ترغیب دیتا ہے ' بہکاتا اور پھسلاتا ہے اور رب کریم کی عائد کردہ پابندیوں اور ضابطوں سے اسے آزاد ہونے کی ' رغبت دلاتا ہے۔ بُرا ہو ہوائے نفس کا ' جس کا پُرفریب جال بچھا کر اور غلط کام کو سجا پھبا کر شیطان دعوت گناہ دیتا ہے اور انسان اس کے بھلاوے میں آ کر ' اس کی جانب لپک کر گناہ کر بیٹھتا ہے ' مگر جو شخص اللہ کی رحمت سے ' اس کی دی ہوئی ہدایت پر ' عزم صمیم سے کاربند رہ کر ' نفس کی باگیں قابو میں رکھتا ہے اور ہر کام کا فیصلہ کرتے وقت ' ذرا توقف سے کام لے کر صبر ' تحمل ' حزم و احتیاط اور قرآنی تعلیمات کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھتا ہے وہ نفس اور شیطان کے دام فریب میں نہیں پھنستا۔ لہٰذا انسان پر واجب ہے کہ عقل و حکمت سے کام لے کر ' اللہ پاک سے توفیق مانگتے ہوئے گناہوں سے بچتا

رہے اور اپنے ضمیر، قلب اور نور باطن سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرتا رہے:

فریدا جے توں عقل لطیف ہیں کالے لکھ نہ لیکھ
آپنڑے گریوان میں سر نیواں کر کے دیکھ

گناہ کی اقسام

گناہ عموماً دو قسم کے ہیں: گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ۔

گناہ کبیرہ: اس سے مراد ہر وہ فعل ہے:

ا ۔ جسے کتاب و سنت کی کسی صریح نص (یعنی واضح حکم) نے حرام و ناجائز قرار دیا ہو، یا

ب ۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ اور نبیؐ پاک نے دنیا میں کوئی سزا مقرر فرمائی ہو، یا

ج ۔ اس پر آخرت میں عذاب کی وعید سنائی ہو، یا

د ۔ اس کا ارتکاب کرنے والے پر لعنت کی ہو۔

مثلاً: کفر، شرک، نفاق، قتل ناحق، زنا، عمل قوم لوطؑ، میدان "قتال فی سبیل اللہ" سے فرار، شراب نوشی، قمار بازی، سود خوری، چوری، جھوٹی گواہی، یتیم کا مال کھانا، ماں باپ کی نافرمانی، پاک باز عورتوں پر تہمت طرازی، جادو و سحر، خوف خدا سے بے نیازی، اللہ پاک کی رحمت سے مایوسی، خودکشی اور صغیرہ گناہ پر اصرار وغیرہ[5]۔

یہ کام اتنے گندے اور مکروہ ہیں کہ یہ شیطانی عمل ہی ہو سکتے ہیں مثلاً شراب نوشی صریحاً ایک شیطانی فعل ہے، شرابی اپنے حواس گنوا بیٹھتا ہے، اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے، نماز و عبادت ادا نہیں کر سکتا، فساد اور خوں ریزی کا مرتکب ہوتا ہے اور سُود خور روز قیامت یوں اٹھیں گے جیسے انہیں شیطان نے لپٹ کر بد حواس کر دیا ہو، اور ان کی سزا سوائے جہنم کے کچھ نہیں (معاذ اللہ)

ہمارے خالق و مالک نے ارشاد فرمایا ہے کہ صریح گناہوں کے علاوہ فحش کاموں سے بھی رکو یعنی ایسے کام جن کی برائی واضح اور معلوم ہے مثلاً بخل، برہنگی، عریانی، ناچ گانا، گالیاں بکنا، بدکلامی کرنا، بدکاریوں پر ابھارنے والا لٹریچر تیار کرنا یا مطالعہ میں رکھنا، راہزنی، ڈاکہ زنی، دہشت گردی، فتنہ پروری اور شرانگیزی وغیرہ۔ علاوہ ازیں انسان پر واجب ہے کہ تمام منکرات سے بچے اور ہر کام کی حد کو پھلانگنے اور تجاوز کرنے سے بھی رکے۔[۸]

مذکورہ بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ گناہ کبیرہ کے ذیل میں یہ گناہ آتے ہیں:

☆ ایسے اعمال جن سے کسی کی حق تلفی ہوتی ہو خواہ خالق ہو یا مخلوق۔ خالق کی حق تلفی یہ ہے کہ رب کریم کو خالق کُل، مالک کائنات اور مختار مطلق نہ مانا جائے بلکہ اس کے اختیارات اور حقوق میں کسی دوسرے کو شریک کیا جائے۔ مخلوق کی حق تلفی یہ ہے کہ والدین، اعزاء، اقرباء، ہمسایوں، دیگر لوگوں اور باقی خلق خدا کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی کرنا۔

☆انسان کا ایسا رویہ جس کی بنیاد اللہ سے بے خوفی، نڈرپن اور بے پروائی ہو اور ایسا فعل جو اللہ کی نافرمانی کے ارادے سے عمداً اور قصداً کرنا یا دانستہ ایسے اعمال نہ کرنا جنہیں کرنے کا اللہ پاک نے حکم دے رکھا ہے۔

☆ ایسے رشتوں اور تعلقات کو توڑنا جن کے قائم رکھنے یا اصلاح کرنے پر معاشرے کی صحت و سلامتی کا دار و مدار ہو اور امن و سکون کا انحصار ہو۔

گناہ صغیرہ: کبیرہ گناہوں کے علاوہ تمام وہ اعمال و افعال جن کی قباحت معاشرے کی سلامتی کے لئے خطرہ کا باعث نہ بنتی ہو گویا جن کے نتائج نمایاں نہ ہوں چھوٹے گناہ تصور ہوتے ہیں، گویا کبائر کے علاوہ جتنے افعال بھی شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہوں وہ سب صغائر کی ذیل میں آتے ہیں۔ غرض انسان پر واجب ہے کہ وہ ہر قسم کے گناہ سے بچے، چھپا ہو یا ظاہر، چھوٹا ہو یا بڑا کیونکہ اس کی نجات و فلاح کا دارومدار اسی بات پر ہے۔ جبکہ گناہ کی سزا بہت سخت ہے، اور روز

قیامت اللہ کی مقرر کردہ حدود و قیود کو توڑنے والا شدید پریشان ہو گا ' اس وقت کافر و نافرمان اس قدر پشیمان ہوں گے کہ وہ خواہش کریں گے کہ کاش وہ مٹی سے مل کر مٹی ہو جائیں تاکہ سزا سے بچ سکیں ۔

گذشتہ اوراق میں ہم نے مختلف قسم کے گناہوں کا ذکر کیا ہے تاہم ان میں سے چند گناہوں کا ذکر کچھ تفصیل کے ساتھ آئندہ اوراق میں آئیگا ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے سب کے سب گناہ معاف کرے ' آمین ۔

گناہوں کی معافی

انسان کی پاکدامنی اور قلب و ذہن کی پاکیزگی کی بنیاد تو اسی بات پر ہے کہ انسان چھوٹے اور بڑے ہر قسم کے گناہ سے بچ کر رہے ۔ اپنی نیت ' خیالات ' جذبات ' عزائم ' عقائد ' اخلاق اور اعمال سب کو پاکیزہ رکھنے کی کوشش کرے ' تاہم اگر کبھی گناہ سرزد ہو جائے تو اس سے توبہ کرے ' اس پر نادم ہو ' اسے ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینے کا عزم کرے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے ۔ ہمارے اوپر خدائے غفور و رحیم ' عفوّ وکریم اور توّاب و حلیم کا بے بہا کرم ہے کہ اس نے توبہ و استغفار کا دروازہ کھلا رکھا ہے ' گنہگار بندے کو توبہ کی مہلت اور توفیق دیتا ہے اور اسے قبول و منظور فرماتا ہے ۔ وہ اپنے بندے کے بہت قریب ہے ' اس پر رحم کرنے والا ' اس کی پکار اور دعا سننے اور قبول کرنے والا ' اور اسے معاف کرنے والا ہے ' اسے گنہگار بندے کی توبہ بہت محبوب ہے ' اس کی مغفرت بڑی وسیع اور بے پایاں ہے " اگر لوگ بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہیں تو وہ ان کی چھوٹی چھوٹی برائیاں معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ بڑا فراخ دل اور وسیع مغفرت والا ہے ۔ "

نوع انساں پر اللہ کریم کا انتہائی فضل ہے کہ وہ ہمیں اپنی طرف اس لئے بلاتا ہے کہ ہمارے گناہ بخش دے[۲] وہ اپنی وسعت رحمت سے مغفرت کا وعدہ فرماتا ہے[۳]، اس کا جس قدر شکر کیا جائے کم ہے کیونکہ وہ لوگوں کے ظلم اور گناہوں کے باوجود معافی مانگنے پر انہیں معاف کر دیتا ہے[۴]۔ اس نے از راہ کرم، اپنے حبیبؐ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہمیں بتایا ہے کہ وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے[۵] اور معافی مانگنے پر ہمارے تمام کے تمام گناہ بخش دیتا[۶] ہے کیونکہ وہ گناہ معاف کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے[۷]۔ اس نے تو از راہ عنایت، اپنے اوپر رحمت فرمانے کو لازم قرار دے رکھا ہے[۸] اس لئے انسان کو کسی صورت میں بھی اللہ کی رحمت اور مغفرت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے[۹] کیونکہ اس کی رحمت سے صرف گمراہ لوگ ہی نا امید ہوتے ہیں[۱۰]۔ چنانچہ ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے[۱۱]، اعمال درست کر لے، اور نیک کام سر انجام دے، توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے، گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا، بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے[۱۲]، اور توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے[۱۳]۔

ہمارے آقا و رہبر، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم معصوم عن الخطا ہیں اور آپؐ پاکیزہ اخلاق کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز ہیں: ایمان و ایقان، نیکی و پاکیزگی، راستی و سلامتی، شرم و حیا، صدق و صفا، جُود و سخا، ایثار و ہمدردی، خیر خواہی و خیر طلبی، سادگی و تواضع، عزم و استقلال، دیانت و امانت، زُہد و قناعت، محبت و شفقت، لطف و رحمت، اور عفو و حلم جیسے پاکیزہ خصائل کا حسین و جمیل پیکر ہیں لہٰذا حضورؐ کے امتیوں کو بھی چاہیے کہ اپنے اندر ایسے ہی اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے دُور رہیں، اللہ پاک ہمیں سب گناہوں سے بچنے کی توفیق دے، آمین۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہر انسان خطا کار ہے (یعنی ہر شخص گناہ کرتا ہے) مگر ان میں بہترین لوگ وہ ہیں جو توبہ کر لیتے ہیں[۱۴]" اس

Marfat.com

لئے سرور عالمؐ کے ارشاد مبارک کے مطابق ' ہر گنہگار کو توبہ و استغفار کرنی چا
آپؐ نے فرمایا " لوگو ! اللہ کے حضور توبہ کرو ' میں اللہ کی طرف دن میں
مرتبہ توبہ کرتا ہوں[۲۵] " نیز فرمایا : " جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور پھر تو
کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے[۲۶] " رب کریم کی وسعت رحمت
بارے میں رحمتہ للعالمینؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ :

" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اے ابن آدم ! تُو جب تک مجھ سے دعا مانگتا رہے گا او
مجھ سے بخشش کی امید لگائے رکھے گا ' میں تجھے بخشوں گا خواہ تو نے کتنا ہی بُرا ک
کیا ہو اور مجھے اس کی پروا نہیں (یعنی تیرا بخشنا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں
ہے) اے ابن آدم ! اگر تیرے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں پھر تُو مجھ سے معا
مانگے اور بخشش چاہے تو میں تجھے بخش دوں گا ' اے ابن آدم ! اگر تُو مجھ سے
اس حال میں ملے کہ تیرے گناہوں سے زمین بھری ہوئی ہو البتہ تُو کسی کو میرے
ساتھ شریک نہ کرتا ہو تو میں تیرے پاس زمین بھری ہوئی بخشش لے کر آؤں گا[۲۷] "
سبحان اللہ ! بھولنے والوں اور خطاکاروں کے لئے کیسی بشارت ہے !

حضور سیدالمرسلینؐ نے فرمایا : " جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازم قرار دے
لے ' اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے ہر رنج
وغم سے نجات دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق بہم پہنچاتا ہے جہاں سے اسے گمان
بھی نہیں ہوتا " ۔[۲۸]

غفور و رحیم اللہ کریم ہمیں توبہ و استغفار کی پوری توفیق دے اور ہمارے
سب کے سب گناہ بخش دے ' آمین ۔ توبہ و استغفار کے موضوع پر انشاء اللہ '
آئندہ باب میں تفصیل سے بات ہو گی ۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا (جن : ٢٣
وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (احزاب : ٣٦) ٢ ۔ مير
نيس ٣۔ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ
بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ (انعام : ١٢٠) قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ
مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ .... مَا لَا تَعْلَمُوْنَ
اعراف : ٣٣) ٤۔ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ (مائده : ٢) ٥۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ
الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (مائده : ٩٠) ٦۔ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا
لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (بقره : ٢٧٥)
۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا .... اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ (ال
عمران : ١٣٠ ، ١٣١) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ
مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (بقره : ٢١٩) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا ..... فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ
(بقره : ٢٧٨ ، ٢٧٩) ٨ ۔ اِنَّ اللّٰهَ ..... يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ
الْبَغْيِ (نحل : ٩٠) ٩۔ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى
بِهِمُ الْاَرْضُ (نساء : ٤٢) ١٠۔ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

..... (بقرہ : ۱۸۶) ۱۱۔ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ ...... اَلْمَغْفِرَةِ
(نجم : ۳۲) ۱۲۔ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ (ابرٰهیم : ۱۰) ۱۳۔ وَ
اللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا (بقرہ : ۲۶۸) ۱۴۔ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ
لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ (رعد : ٦) ۱۵۔ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ
حجر : ۴۹) ۱۶۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (زمر
: ۵۳) ۱۷۔ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ (مؤمن : ۳) ۱۸۔ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ
الرَّحْمَةَ (انعام : ۱۲) ۱۹۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (زمر : ۵۳) ۲۰۔ وَ
مَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (حجر : ۵٦) ۲۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (تحریم : ۸) ۲۲۔ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ
حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (فرقان : ۷۰) ۲۳۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ
(بقرہ : ۲۲۲) ۲۴۔ مشکوٰۃ شریف ، مطبوعہ ناشران قران ، لاہور
حدیث مبارک ۲۲۳۲ (كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّ خَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ) ۲۵
حدیث مبارک ۲۲۱۷) ۲۶۔ حدیث مبارک ۲۲۲۲ (اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ
تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ) ۲۷۔ حدیث مبارک ۲۲۲۸ (يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ
وَ رَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ وَ لَا اُبَالِيْ ....) ۲۸۔ حدیث
مبارک ۲۲۳۰ (مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ .... الخ

Marfat.com

باب ۲۴

اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو

اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے ' اس کی ذات و صفات میں ' حکومت و سلطنت میں ' بندگی و عبادت میں اور اقتدار و اختیار میں کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ' بلکہ سب طرف سے ہٹ کر ' یکسوئی کے ساتھ ' اس احد کو اپنا خالق ' مربی اور معبود مانو ' اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو ۔

شرک کا مفہوم

شرک سے مراد ہے : اللہ کی ذات ' صفات ' حقوق یا اختیارات میں کسی چیز کو کسی بھی رنگ میں شریک کرنا یا حصہ دار بنانا یا سمجھنا :

☆ خواہ وہ شے انسان کا اپنا نفس ہو جو غرور و تکبر کے باعث ' جھوٹے وقار کے سبب ' یا باطل انا کی وجہ سے ' اُسے اللہ کے آگے سر جھکانے ' اس کے احکام ماننے ' یا ان پر عمل پیرا ہونے سے ' انکاری بنا دے '

☆ یا کوئی ایسا شخص ہو جو انسان کو گمراہی کی طرف لے جائے اور ہدایت الٰہی پر چلنے سے روکے '

☆ یا کوئی جنّ ' روح یا ایسی مخلوق ہو جو انسان کو اللہ کریم کا باغی بنا دے اور اس کی بندگی اور اطاعت سے ہٹا دے '

☆ یا پھر دولت ' اولاد ' رنگ ' نسل ' وطن یا رشتہ داری کا بُت ہو جس پر تکیہ کر کے ' بعض لوگ اللہ کو بھول جاتے ہیں اور راہ راست سے بھٹک جاتے ہیں ۔

فکری اور نظری طور پر تو شرک یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو ان صفات کا حامل سمجھے جو اللہ کے لئے خاص ہیں ' اور عملی شرک یہ ہے کہ انسان اللہ کے بجائے شیطان کی پیروی کرنے لگے ۔

Marfat.com

توحید الٰہی کے دلائل

اللہ تعالیٰ کی احدیت اور واحدانیت کے سلسلے میں انسان کے سامنے بے شمار حقائق اور نشانیاں موجود ہیں جن میں چند ذیل میں مذکور ہیں:

۱۔ اللہ کی اپنی گواہی: اللہ تعالیٰ خود اپنی توحید پر گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی کی گواہی معتبر نہیں ہو سکتی، جس نے کل کائنات کو بنایا، اگلے پچھلے تمام انسانوں کو پیدا کیا، ان کے لئے زمین کا فرش بچھایا اور آسمان کو چھت کی شکل دی۔ وہ اوپر سے مینہ برسا کر، ہر طرح کی پیداوار نکال کر، انسان کو رزق بہم پہنچاتا ہے جس پر حیات انسانی کے قیام و بقا کا دارومدار ہے، ان تمام کاموں میں خالق کائنات کا کوئی شریک نہیں، حصہ دار یا مددگار نہیں، بلکہ وہ اکیلا ہی ساری کائنات کا خالق، مالک اور حاکم ہے۔

۲۔ ملائکہ اور اہل علم کی گواہی: اللہ کی واحدانیت پر اس کی پاکیزہ مخلوق یعنی فرشتے اور ان کے علاوہ تمام اہل علم بھی عدل و انصاف کے ساتھ یہ گواہی دیتے ہیں کہ بلاشبہ اس زبردست اور حکمت والے رب کے سوا کوئی معبود نہیں، اور ہماری زندگی و موت اور دنیا و آخرت کے بارے میں تمام اختیارات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں، ان میں کسی کو ذرا بھی دخل حاصل نہیں۔[۶]

۳۔ اَنفُس میں نشانیاں: اللہ کی واحدانیت اور کامل و مُطلق قدرت کا اقرار تو انسان کی گھٹی میں موجود ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب انسان پر اللہ کی جانب سے کوئی مصیبت یا عذاب آ جاتا ہے، یا زندگی کا آخری لمحہ آ پہنچتا ہے تو اس وقت وہ مدد کے لئے اللہ کے سوا کسی کو نہیں پکارتا، اور بیچارگی اور بے بسی کے ایسے موقعوں پر وہ اپنے تمام سہارے، جھوٹے آسرے اور اللہ کے مقابل ٹھہرائے

Marfat.com

ہوئے سب شریکوں کو بھول جاتا ہے اور اللہ ہی کی پناہ طلب کرتا ہے ' اسی کی رحمت کو آواز دیتا ہے ۔ چنانچہ اگر اللہ چاہے تو اس پر سے وہ مصیبت ' وہ عذاب ٹال دیتا ہے ' لہٰذا انسان کو سوچنا چاہیئے کہ بحرو بر اور خشک و تر کی تاریکیوں میں اسے خطرات سے کون بچاتا ہے ؟ مصیبت کی ان گھڑیوں میں ' انسان تضرع کے ساتھ ' گڑگڑا کر ' چپکے چپکے ' کس کو پکارتا ہے ؟ ہر شخص جانتا ہے کہ ایسے مصائب و مشکلات اور ہر طرح کے کرب و اضطراب سے اللہ اور صرف اللہ ہی نجات دیتا ہے ۔

۴ ۔ **آفاق میں نشانیاں :** اللہ پاک جو معبود واحد ہے اور رحمان و رحیم ہے ' اسے پہچاننے کے لئے اہل دانش کے سامنے کائنات میں بے شمار نشانیاں موجود ہیں : ذرا غور کریں کہ آسمان و زمین کس نے بنائے ؟ رات اور دن کس کے حکم سے آگے پیچھے چلے آتے ہیں ؟ جہاز اور کشتیاں ' جو انسانی ضرورت کی چیزیں اٹھائے ہوئے ہیں ' کس کے حکم سے سمندروں اور دریاؤں میں چلتی پھرتی ہیں ؟ کون ہے جو آسمان سے پانی برسا کر مردہ زمین کو زندگی بخشتا ہے ؟ بے آب و گیاہ خطے کو لہلہاتے کھیتوں اور شاداب نخلستانوں میں بدل دیتا ہے ؟ زمین میں طرح طرح کے مویشی ' جانور ' پرندے پھیلاتا ہے ؟ یہیں بس نہیں ' اللہ کی قدرت و واحدانیت کی نشانیاں ہواؤں کی گردش میں ' اور ان بادلوں میں موجود ہیں جو آسمانوں اور زمین کے تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں ' بلکہ یہ تو ایک طرف ' خالقِ کل کے وجود مبارک کی شان کائنات کے ہر ذرہ میں جھلکتی نظر آتی ہے ۔

۵ ۔ **کرب سے نجات دہندہ :** یہ عام مشاہدہ کی بات ہے کہ جب لوگ کشتی یا جہاز میں سوار ہو کر ' پُر سکون حالات میں بڑی فرحت اور خوشی سے سفر کر رہے ہوتے ہیں لیکن اس کے بعد جب کبھی مخالف ہوا کا زور ہو جائے ' ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگنے لگیں اور وہ سمجھنے لگیں کہ طوفان میں گھر گئے تو اس وقت لوگ اپنے جھوٹے سہاروں کو بھول کر ' اپنے دین کو صرف اللہ کے لئے

Marfat.com

خالص کر کے، دعائیں مانگنے لگتے ہیں[۱۳]، گویا جب انسان کے حالات بڑے ساز گار ہوں، زندگی کی کشتی بڑے آرام اور مزے، راحت و عافیت سے چلتی جا رہی ہو تو وہ بعض اوقات اپنے خالق و حاکم کو بھول جاتا ہے، لیکن جونہی کسی مصیبت میں گھر جاتا ہے، اذیت اور کرب میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے مال، اولاد، دوست، عزیز کوئی بچانے والا نظر نہیں آتا تو بے ساختہ اللہ کو مدد کے لئے پکارتا ہے اور جھوٹے آسروں کو چھوڑ کر، فقط اسی کی جانب رجوع کرتا ہے۔

۶۔ **صلاحیتوں کی سلبی اور بحالی کا اختیار:** جو لوگ اللہ کی واحدانیت کے قائل نہیں بلکہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں، کبھی انہوں نے یہ سوچا ہے کہ اگر اللہ تعالٰی ان کی دیکھنے اور سننے کی صلاحیتیں چھین لے، ان کے دلوں پر مُہر لگا دے تو اللہ کے سوا کون ہے جو انہیں یہ قوتیں واپس دلا سکتا ہے[۱۴]؟ بلاشبہ یہ کام صرف اللہ ہی کر سکتا ہے، گویا انسان اپنی ذہنی، قلبی اور روحانی صلاحیتوں کے قیام و بقا کے لئے اللہ پاک کا محتاج ہے۔

۷۔ **راہ راست کی ہدایت:** انسان کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ اسے اپنی زندگی کا حقیقی مقصد معلوم ہو جائے اور اسے پانے کے لئے راہ راست کی ہدایت مل جائے تاکہ وہ دنیا و آخرت کی فلاح پا سکے، یہ ضرورت صرف اللہ ہی پوری کرتا ہے کیونکہ اس کے سوا کوئی ہستی صراط مستقیم کی طرف، صحیح رہنمائی نہیں کر سکتی اس لئے کہ اللہ کے سوا سب کا علم محدود و قاصر ہے، چنانچہ جو ذات پاک حق و صداقت کا راستہ دکھاتی ہو، اس کی پیروی مفید اور واجب ہے یا اس کی جسے خود ہی راہ راست معلوم نہ ہو؟ ۱۵

۸۔ **کئی خداؤں کے بجائے ایک خدا بہتر ہے:** یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ کیا انسان کے لئے بہت سے متفرق رب مناسب اور بہتر ہیں جن کے احکامات اور حکمتیں آپس میں ٹکراتی ہوں یا وہ ایک اللہ جو تمام کائنات اور اس کی موجودات پر غالب[۱۶] ہے؟ جس کے سوا کسی کو حکم دینے کا کوئی اختیار نہیں، اور

Marfat.com

جس کی ہر بات میں خوبصورت ہم آہنگی ، ساز گاری ، عدل اور توازن پایا جاتا ہو ، چنانچہ انسان کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ معبود واحد ' اللہ ' کے سوا کسی کو اپنا رب نہ مانے، بلکہ صرف اسی کو اپنا مربی اور پناہ گاہ سمجھے۔

۹۔ اللہ قریب و مجیب ہے : یہ بات حد درجہ باعث مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان سے ہرگز دُور نہیں ، بندے اور خالق کے درمیان کوئی بُعد ، کوئی فاصلہ ، کوئی رکاوٹ نہیں ، بلکہ اللہ تو انسان کے قریب[۷] ہے ، بہت ہی قریب ، شاہ رگ سے بھی نزدیک۔ اس کے دل میں ہے اور ہر وقت ، ہر حال میں اس کے پاس ہے ، بندہ جب چاہے اسے یاد کر سکتا ہے ، مدد کے لئے پکار سکتا ہے ، مشکل اور مصیبت کے وقت بلا سکتا ہے اور اللہ ، اس کی پکار ، اس کی فریاد ، اس کی دعا سنتا ہے اور قبول کرتا ہے ، اللہ کے سوا کوئی دوسری ہستی انسان کے اتنا زیادہ قریب ہے نہ اس کی ضرورتوں کے لئے کافی ہے۔

مذکورہ دلائل سے ثابت ہوا کہ ساری کائنات کو ، اس اللہ نے پیدا کیا جو ایک ہے ، اَحد ہے ، نہ وہ کسی کی اولاد ہے ، نہ اس کی کوئی اولاد[۸] ہے ، اس نے انسان کو بنایا ، اس کے لئے رزق بہم پہنچایا ، زندگی ، موت ، راحت ، مصیبت ، دنیا و آخرت تمام امور کے بارے میں کلی اختیارات اللہ کے پاس ہیں۔ وہی مردہ زمینوں کو زندہ کرتا ہے ، رات سے دن نکالتا ہے ، عذاب اور کرب سے نجات دیتا ہے ، راہ ہدایت دکھاتا ہے ، بندے کے قریب ہے ، اس کی دعائیں سنتا اور ان کا جواب دیتا ہے۔ اس کا کلام بے نظیر ہے ، کوئی ذات اس جیسا کلام تیار نہیں کر سکتی ، اس لئے انسان پر نہ صرف واجب ہے بلکہ مفید بھی ہے اور حق بھی کہ وہ اسی ایک اللہ کو مانے ، اسے خالق کائنات ، مختار مطلق ، آقا و مولا ، معبود و مسجود اور مجیب دعوات تسلیم کرے ، اور نہایت عجز و نیاز سے اپنا سر اس کے آگے جھکا دے ، پیشانی زمین پر رکھ دے اور اپنا سب کچھ اس کے حوالے کر دے۔

Marfat.com

شرک کی قباحتیں

توحید خداوندی سے متعلق ' اتنے خقائق واضح ہو جانے کے باوجود ' جو لوگ شرک کرتے اور باطل پر اڑتے ہیں وہ بلا شبہ سخت خسارے میں پڑگئے ہیں ' کیونکہ جو شخص کسی کو اللہ پاک کے ساتھ شریک کرے گا وہ گویا آسمان جیسے بلند مقام و مرتبہ سے نیچے زمین کی پستی[۱۹] میں گر گیا ' بالفاظ دیگر فطرت انسانی سے ہٹ گیا اور اس قدر گمراہ ہو گیا کہ اس کے ازلی دشمن شیاطین ' اس پر شکاری پرندوں کی طرح جھپٹتے ہیں اور پھر نفسانی خواہشات اور گھناؤنے جذبات ' اسے غلط راستوں پر لئے لئے پھرتے ہیں اور بالاخر اسے ذلت و گمراہی کے گہرے کھڈ میں جا گراتے ہیں ' جہاں وہ بالکل ہی تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ انسان کو یہ حقیقت اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ :

☆ شرک سراسر جہالت و نادانی ہے[۲۰] جبکہ توحید الٰہی پر انسانی فطرت اور عقل و دانش گواہ ہے۔

☆ شرک جھوٹ اور افترا[۲۱] ہے کیونکہ واحدانیت خداوندی ایک صریح صداقت و حقیقت ہے۔

☆ شرک ظلم عظیم اور گناہ کبیرہ[۲۲] ہے کیونکہ توحید کا اقرار و یقین سب سے بڑی نیکی بلکہ نیکیوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔

☆ شرک مکر و فریب[۲۳] ہے جبکہ اللہ کی واحدانیت کھلی حقیقت اور سچائی ہے۔

☆ شرک اپنے خالق کی ناشکری[۲۴] ہے کیونکہ ہمارا رازق ' مربی ' کفیل اور ملجا خدائے واحد ہے۔

☆ شرک کرنے والے رب کے غضب میں گرفتار ہو کر رہیں گے اور دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہوں گے۔[۲۵]

☆ مشرکوں کے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں[۲۶] گے

Marfat.com

جبکہ مُوَحِدوں کے اعمال کئی گنا اجر پائیں گے ۔

☆ اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا جبکہ اس کے سوا باقی گناہ ' جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے کیونکہ شرک کرنے والا بڑا جھوٹ تصنیف کرتا ہے جو سخت گناہ کی بات ہے [۲۷]

ان حالات میں انسان پر واجب ہے کہ ہر صورت میں شرک سے بچے ' خدائے لاشریک کو اپنا خالق ' مربی اور معبود مانے ۔

شرک میں مبتلا ہونے کے اسباب

شرک کے اس قدر نقصانات اور بُرے نتائج کے باوجود ' بعض لوگ شرک کے مرتکب ہوتے ہیں ' اس کے کئی اسباب ہیں جن میں درج ذیل دو اہم ہیں :

☆ انسان (نعوذ باللہ) یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ براہ راست اس کی بات نہیں سنتا لہٰذا کسی پتھر کے صنم یا کسی اور وسیلہ سے اس تک بات پہنچائی جائے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ انسان کے بہت قریب [۲۸] ہے ' اس سے محبت کرتا ہے ' اس کے سب حالات کی خبر رکھتا ہے ' اس کی دعا سنتا ہے ' اسے قبول کرتا ہے ' پکار کا جواب دیتا [۲۹] ہے اور اسے مصیبت ' کرب اور اذیت سے نجات دیتا ہے ' انسان جب چاہے اپنے خالق کو براہ راست پکار سکتا ہے ' دل کی زباں سے یا ہلکی ندا سے ۔ اس مقصد کے لئے اسے کسی وسیلے ' کسی واسطے کی ضرورت نہیں ۔

☆ شرک میں مبتلا ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ انسان اللہ پاک کے وجود اور واحدیّت کی نشانیوں پر غور نہیں کرتا ' اگر وہ تدبر کرے ' توجہ سے کام لے تو اسے اپنی ذات کے اندر اور باہر بے شمار ایسی نشانیاں نظر آئیں گی جو قدم قدم پر شرک کی نفی کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی واحدیّت کا ثبوت مہیا کرتی ہیں ۔

غرض انسان کو چاہئے کہ شرک سے باز آجائے کیونکہ اللہ کے سوا کوئی معبود

Marfat.com

نہیں ' اس نے کسی معبود کی سند نازل نہیں کی۔[۲۱] مسلمان پر واجب ہے کہ وہ خالص توحید کے راستہ پر ' مضبوطی اور ثابت قدمی سے جما رہے ' زندگی کے کسی پہلو اور کسی شعبے میں بھی مشرکین کے ساتھ نہ رہے[۲۱] ' بلکہ اس کا عقیدہ صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں تو اللہ کی بندگی کرتا ہوں ' جس کے قبضہ قدرت میں ' سب انسانوں کی زندگی اور موت ہے۔ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں یکسو ہو کر اپنے آپ کو دین توحید پر قائم رکھوں اور ہرگز شرک نہ کروں۔ اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکاروں جو مجھے فائدہ دے سکتی ہے نہ نقصان[۲۲] ' کیونکہ انسان کے تمام امور و معاملات اس واحد علیم و قدیر اللہ پاک کے ہاتھ میں ہیں جو اس کا خالق ' مالک اور حاکم ہے۔

لیکن مذکورہ صداقتوں اور حقیقتوں کے باوجود ' بعض لوگ توحید کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ ' عملاً اللہ پاک کے احکامات اور ہدایات کو چھوڑ کر ' اپنے نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آجاتے ہیں[۲۳] ' باطل کی پیروی کرنے لگتے ہیں اور خسارے میں پڑ جاتے ہیں ' چنانچہ انسان کو چاہیے کہ نظریاتی اور عملی دونوں پہلوؤں سے شرک کی نفی کرے ' ہرگز شیطان کو اپنے اندر راہ نہ دے ' ہر حال میں توحید خداوندی پر قائم رہے اور اپنی ساری زندگی احکام الٰہی کے تابع کر دے۔[۲۴]

توحید پرستی کی ایک درخشاں مثال

اللہ پاک کے ایک جلیل القدر نبیؑ اور تاریخ عالم کے بہت بڑے مُوَحِّد ' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید پرستی اور اطاعت الٰہی کی ایک درخشاں مثال قائم کی ہے۔ آپ نے ' اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور مشرک ' اور خود کو اپنی رعایا کا (نعوذ باللہ) خدا کہلوانے والے عراق کے بادشاہ نمرود کے سامنے ' انتہائی دلیری اور بے باکی سے شرک کے خلاف دلائل دیئے اور فرمایا کہ کل کائنات کا خالق و مالک

اور شاہوں کا شاہ اللہ تعالیٰ ہے جس کے قبضہ قدرت میں زندگی اور موت ہے اور جو سورج کو مشرق سے لاتا اور مغرب میں لیجاتا ہے' یہ سن کر نمرود مبہوت اور لا جواب[۲۵] ہو گیا لیکن اپنی انا اور بادشاہی کا اقتدار واختیار برقرار رکھنے کے لئے جناب ابراہیم علیہ السلام سے انتقام لینے پر تُل گیا[۲۶] اور اس نے انہیںؑ بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا' لیکن جناب ابراہیمؑ جو کمال درجے کے موحد اور حنیف[۲۷] تھے اور اپنے خالق کی قدرت کاملہ پر پورا توکل رکھتے تھے' انہیںؑ کوئی خوف و غم نہ ہوا چنانچہ وہ بے خطر آتش نمرود میں کود پڑے[۲۸] ' انؑ کے لئے کسی قسم کی پریشانی کی کوئی گنجائش نہ تھی کیونکہ خالق کائنات' جس نے آگ کو جلانے کی تاثیر بخشی ہے' اسی نے آگ کو حکم دیا کہ میرے خلیل علیہ السلام کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو[۲۹] جا' چنانچہ جناب خلیلؑ اللہ' دہکتی آگ سے سالم و محفوظ نکل آئے' جبکہ اللہ کا باغی اور مشرک نمرود تباہ و برباد ہوا۔[۳۰]

آج خدائے جلیل کے اسی بلند مرتبہ خلیل' جناب ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ' بیت اللہ شریف کا حج وعمرہ کرنے' انؑ کے تابع فرمان اور صابر و شاکر فرزند' ذبیح اللہؑ علیہ السلام کی سُنت پوری کرنے' انؑ کی وفا شعار زوجہ جناب ہاجرہ علیہا السلام کے قدوم مبارک پر سعی کرنے کے لئے' دنیا بھر کے اہل ایمان بڑے ذوق وشوق سے' جوق در جوق' بّری' بحری اور ہوائی سواریوں پر پہنچ کر حاضری دیتے ہیں' اسی موحد ابراہیم علیہ السلام کو اللہ پاک نے لوگوں کا امام[۳۱] بنایا اور باغی نمرود کو برباد کیا۔

چنانچہ ہر صاحب ایمان کو خلیلؑ اللہ' امام الناس کی مانند اپنے خالق اللہ کریم پر پورا یقین اور اس کی نصرت پر کامل توکل رکھنا چاہیئے' زندگی کے ہر معاملہ میں' صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے اور اس کے سوا کسی کا سہارا یا آسرا تلاش نہ کرنا چاہیئے:

یہ مال و دولتِ دنیا' یہ رشتہ و پیوند"
بتانِ وہم و گماں لا الہ الا اللہ

Marfat.com

توحید پرستی کے ثمرات

"یاد رکھنا چاہیئے کہ بہترین قسم کی نیکی بلکہ نیکیوں کی جڑ " توحید " ہی ہے کیونکہ رب العالمین کے سامنے ' عجز و انکسار ' اسی حقیقت پر مبنی ہے اور یہی سعادت کے حصول کا عظیم ترین خُلق ہے ۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کو نیکیوں کی تمام اقسام میں بمنزلہ "دل" قرار دیا ہے کیونکہ جب وہ درست ہو جائے تو سارا بدن درست ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن ہی بگڑ جاتا ہے ۔ آپؐ نے توحید کی اہمیت یوں بیان فرمائی کہ جو شخص فوت ہو جائے اس حالت میں 'کہ وہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرتا ہو' وہ جنت میں داخل ہو گیا اور نبی کریمؐ نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں بیان فرمایا ہے کہ " جو شخص مجھے روئے زمین کے برابر گناہ لے کر ملے اور میرے (یعنی اللہ) کے ساتھ کچھ شرک نہ کرتا ہو تو میں اس کو اسی قدر بخشش کے ساتھ ملوں گا " [۴۳]

توحید پر قائم رہنے اور شرک سے بچتے رہنے کی فضیلت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی ہے :

☆ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا : " جس شخص نے (سچے دل سے) لا الہ الا اللہ کہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا (یعنی زندگی کے آخری لمحے تک اس عقیدے میں تبدیلی نہ ہوئی) تو وہ جنت میں داخل ہو گا " [۴۴]

نوید خلد ہے اس کے لئے' بقول رسولؐ [۴۵]
زباں سے جس نے کہا لا الہ الا اللہ

خدا معاف کرے گا تمام اس کے گناہ
پڑھے جو صبح و مسا لا الہ الا اللہ

☆ حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ " جو شخص مرے اور وہ اس امر کا یقین رکھتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ جنت میں داخل ہو گا " [۴۶]

Marfat.com

☆ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا : " دو باتیں ہیں جو جنت اور دوزخ واجب کرتی ہیں " ۔ ایک شخص نے پوچھا ' کونسی چیزیں (جنت اور دوزخ) واجب کرتی ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا " جو شخص شرک کی حالت میں مرے وہ دوزخ میں داخل ہو گا اور جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھتا ہو وہ جنت میں داخل ہو گا " [٤٧]

☆ حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسولؐ اللہ نے مجھ سے یہ فرمایا کہ " اس امر کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جنت کی کنجیاں ہیں " [٤٨]

☆ حضرت عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ " جو شخص (زبان اور دل سے) اس امر کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے " [٤٩]

مذکورہ بیان سے واضح ہوتا ہے کہ شرک بہت بڑا گناہ ہے اور توحید پرستی سب سے بڑی نیکی ' بلکہ نیکیوں کی اساس ہے ' اس لئے انسان کو چاہیے کہ دنیا و آخرت میں فلاح پانے کے لئے ' زبان و دل سے ' پورے خلوص واخلاص کے ساتھ اللہ احد کو اپنا خالق ' مالک اور معبود سمجھے اور رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سید المرسلینؐ اور خاتم النبیینؐ مانے اور زندگی بھر انؐ کا مطیع فرمان رہے ' اللہ پاک ہمیں اس کی توفیق دے ' آمین ۔

حوالہ جات

١۔ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا (نساء : ٣٦) ٢۔ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ (حج : ٣١) ٣۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (الِ عمران : ١٨) ٤۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ..... فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ

Marfat.com

تَعْلَمُوْنَ (بقرہ : ۲۱، ۲۲) ۵۔ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آلِ عمران : ۱۸) ۶۔ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ (آل عمران : ۱۵۴) ۷۔ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (انعام : ۴۰) ۸۔ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ (انعام : ۴۱) ۹۔ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ..... الشّٰكِرِيْنَ (انعام : ۶۳) ۱۰۔ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ (انعام : ۶۴) ۱۱۔ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (بقرہ : ۱۶۳) ۱۲۔ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ..... يَّعْقِلُوْنَ (بقرہ : ۱۶۴) ۱۳۔ هُوَالَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ... دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (یونس : ۲۲) ۱۴۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ .... يَاْتِيْكُمْ بِهٖ (انعام : ۴۶) ۱۵۔ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ..... اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى (یونس ۳۵) ۱۶۔ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (یوسف : ۳۹) ۱۷۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (بقرہ : ۱۸۶) ۱۸۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ (اخلاص : ۱ تا ۳) ۱۹۔ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ ...... فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (الحج : ۳۱) ۲۰۔ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ

اعراف : ۱۳۸) ۲۱ ۔ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُوْنَ (هُود : ۵۰) ۲۲۔ إِنَّ الشِّرْكَ
لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لُقمان : ۱۳) ۲۳ ۔ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ (رَعد : ۳۳)
۲۴ ۔ وَ لٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ (يُوسف : ۳۸) ۲۵۔ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ
مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (اعراف : ۱۵۲) ۲۶ ۔ أُولٰئِكَ حَبِطَتْ
أَعْمَالُهُمْ وَ فِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ (التّوبه : ۱۷) ۲۷ ۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ
يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا
عَظِيْمًا (نِساء : ۴۸) ۲۸ ۔ وَ إِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ (بقره :
۱۸۶) ۲۹ ۔ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (بقره : ۱۸۶) ۳۰ ۔ مَا نَزَّلَ
اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ (اعراف : ۷۱) ۳۱ ۔ وَ أَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا وَ
لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (يُونس : ۱۰۵) ۳۲ ۔ وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ (يُونس : ۱۰۶) ۳۳ ۔ أَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗ أَوْلِيَاءَ مِنْ
دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا (الكهف : ۵۰) ۳۴ ۔ إِنَّمَا إِلٰهُكُمْ
إِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ
رَبِّهٖ أَحَدًا (كهف : ۱۱۰) ۳۵ ۔ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ...... فَإِنَّ اللّٰهَ
يَأْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ (بقره :
۲۵۸) ۳۶ ۔ قَالُوا اقْتُلُوْهُ أَوْ حَرِّقُوْهُ (عنكبوت : ۲۴) ۳۷ ۔ إِنِّيْ وَجَّهْتُ
وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّ مَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(انعام : ۷۹) ۳۸۔ وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی (نجم : ۳۷) ۳۹ ۔ فَاَنْجٰهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ (عنکبوت : ۲۴) قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ (انبیاء : ۶۹) ۴۰ ۔ فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ (صٰٓفّٰت : ۹۸) ۴۱ ۔ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (بقرہ : ۱۲۴) ۴۲۔ علامہ اقبالؒ ۴۳۔ حُجَّةُ اللّٰهِ الْبَالِغَه (شاہ ولیؒ اللہ) ۴۴ ۔ مشکوٰۃ شریف : حدیث مُبارک ۲۳ (مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ) ۴۵ - ضیاالقادری ۴۶۔ مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۳۲ (مَنْ مَّاتَ وَ هُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ) ۴۷۔ مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۳۳) ۴۸۔ حدیث مبارک ۳۵ : مَفَاتِیْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۴۹۔ مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۳۱ (مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ النَّارَ)

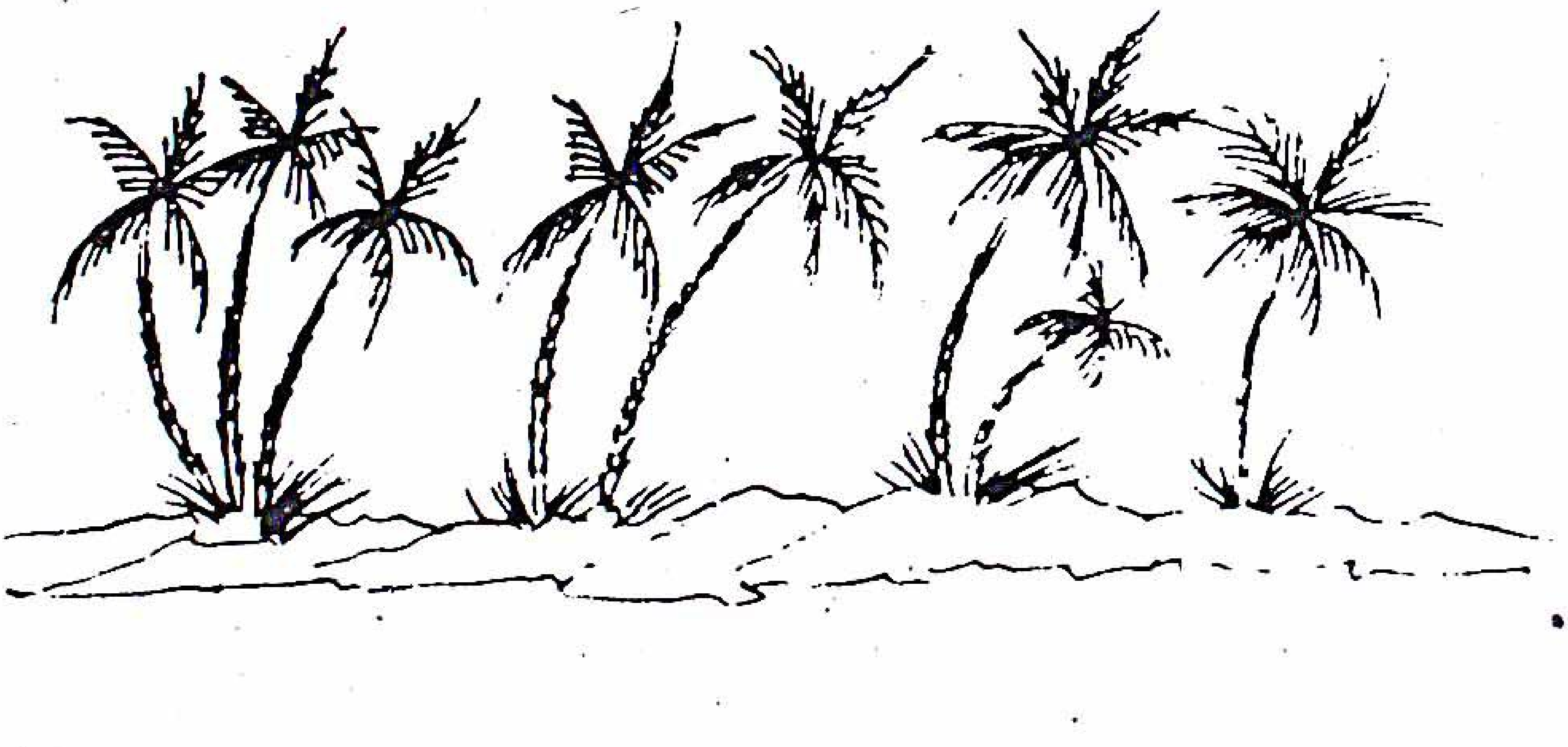

Marfat.com

باب ۲۵

تکبر نہ کرو

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ غرور و تکبر نہ کرو اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو حتیٰ کہ اپنی نیکی پاکی اور پرہیزگاری بھی نہ جتاؤ اور نہ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھو کیونکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون زیادہ پرہیزگار ہے اور کون کم ' اس لئے کہ دلوں کے بھید اسی کو معلوم ہیں ۔ چنانچہ ہم پر واجب ہے کہ غرور و نخوت اور رعب و رعونت نہ رکھیں بلکہ اس کے بجائے ' عجز ' تواضع اور انکسار کی روش اختیار کریں ' نرمی اور ملائمت سے بات کریں ' دوسروں کی عزت نفس کا پورا خیال رکھیں اور ان کے حقوق اور اپنی ذمہ داریاں کما حقہ ادا کریں ۔

تکبّر کا مفہوم

تکبر سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو بندگی کے مقام اور اپنی اصل حیثیت سے بالاتر سمجھنے لگے ' خدا کے احکام اور اپنے فرائض کی پروا نہ کرے اور ایسا طرز عمل اختیار کرے جیسے وہ اپنے خالق و حاکم کے ماتحت نہیں ہے بلکہ اپنی مرضی کا مالک ہے ' حالانکہ اللہ کی زمین میں کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کا بندہ بنے بغیر رہے اور خواہ مخواہ بڑا بنتا پھرے ۔ گویا تکبر ایک خود فریبی ہے جس سے انسان اپنی صلاحیتوں اور دنیوی رابطوں پر اتنا اعتماد کر لے کہ ان کے بل بُوتے پر اکڑتا پھرے اور خوف خدا کو بھول کر دوسروں پر ظلم کرتا رہے ۔

بعض لوگ اپنی شان و شوکت ' مال و دولت ' اقتدار و قوت ' عظمت و حشمت اور سامان حیات کی کثرت کے نشے میں بہک کر ' اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے بہتر اور (نعوذ باللہ) رب کی بندگی کے مقام سے بالاتر سمجھنے لگتے ہیں

Marfat.com

اور سر اطاعت جھکانے سے منکر ہو جاتے ہیں ۔ یہی روش تکبر کا باعث بنتی ہے ۔ گویا انسان کا جھوٹا وقار اور باطل پندار اسے حق و صداقت کے آگے سر جھکانے سے روکتا ہے ۔ اور وہ اطاعت حق کو اپنی حیثیت سے کمتر سمجھنے لگتا ہے بالکل ایسے ہی جیسے عراق کے بادشاہ نمرود ' مصر کے حکمران فرعون اور عرب کے سردار ابوجہل ' ابولہب ' ولید بن مغیرہ اور قریش کے دیگر سرداروں نے اپنی بڑائی کے زعم میں حق و صداقت کو پہچاننے سے انکار کر دیا تھا ۔ وہ باطل پر ڈٹے رہے ' نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیغام کی مخالفت کرتے رہے ۔ اپنی دنیوی برتری ' فوقیت ' سرداری اور حکومت کو بچانے کی خاطر صداقت سے منہ پھیرے رکھا اور بالاخر تباہ و برباد ہوئے ۔

ابلیس نے بھی اللہ کی مخلوق ہونے کے باوجود اپنی بڑائی اور برتری کا جو تصور قائم کر لیا تھا ' اس کے باعث اسے اللہ کے حکم پر عمل ' (یعنی حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا فعل) اپنے لئے باعث توہین نظر آیا ۔ اس لئے چھوٹے اور بڑے ہونے کے بارے میں اس کا اپنا قائم کردہ جھوٹا معیار ہی اطاعت الٰہی میں رکاوٹ بنا ۔ اس کا یہی رویہ تکبر کہلاتا ہے ۔ اگرچہ فرشتے نور سے ' جن نار سے اور جناب آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہوئے تھے ' لیکن اللہ کے حکم کے آگے فرشتوں نے اپنے تخلیقی مادے کی برتری کا بالکل خیال نہ کیا بلکہ فوراً تعمیل ارشاد میں سر جھکا دیا اور حضرت آدمؑ کو سجدہ کر دیا ' جس کے نتیجہ میں وہ مقرب بارگاہ ہوئے ۔ ان کے برعکس ابلیس نے (جو کہ جنّ تھا) آدم علیہ السلام پر اپنی برتری کے زعم میں اللہ کی اطاعت سے انکار کر دیا اور خالق کائنات کا باغی ہوگیا جس کے باعث وہ راندۂ بارگاہ ہوا ۔ تو ثابت ہوا کہ اللہ کی اطاعت کے سامنے کسی امتیاز ' برتری اور فوقیت کا ہرگز لحاظ نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ تکبر انسان کو اپنے خالق کی فرمانبرداری اور حق پرستی سے ' بغاوت کرنے کا باعث بنتا ہے اور سر تسلیم جھکانے سے روکتا ہے ۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ ہر وقت ہشیار رہے کہ کیا حق و

صداقت کے ماننے میں نفس کے کسی گوشہ میں، تکبر و غرور کا کوئی عُنصُر تو موجود نہیں، مبادا وہ اپنی باطل انا کے مغالطے میں اپنی آخرت خراب کر بیٹھے اور جھوٹی عزت بچاتے بچاتے اپنی اصل حیثیت بھی گنوا لے۔ جھوٹی انا والا یہ چاہتا ہے کہ اس کی پگڑی پر عاجزی کی "مَیل" نہ لگ جائے حالانکہ غافل انسان یہ نہیں جانتا کہ مرنے کے بعد تو سر بھی مٹی سے مل جائے گا۔

فریدا مَیں بھلاوا پگ دامَت مَیلی ہو جائے
گیہلا روح نہ جان دا سر بھی مٹی کھائے

بعض لوگ اپنی دولت، قوت، منصب اور مرتبے کے غرور میں آکر دوسرے کو حقیر سمجھتے ہیں، ان کی عزت نفس کو مجروح کرتے ہیں، ان کی حق تلفی اور استحصال کرتے ہیں، ظلم پر اُتر آتے ہیں اور بعض اوقات تو انہیں جانوروں سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ یہ بات اللہ کو سخت ناپسند اور برے انجام کا باعث ہے لہٰذا انسان کو تکبر چھوڑ کر عجز و انکسار کی روش اختیار کرنی چاہئے۔

تکبر کے اسباب

تکبر کا رویہ عام طور پر ان اسباب کی بنا پر پیدا ہوتا ہے:

۱۔ انسان اپنی حیثیت کا غلط اندازہ لگاتا ہے اور اپنے مقابلہ میں دوسروں کو کمتر سمجھتا ہے حالانکہ حقیقت اس سے مختلف، بلکہ بعض اوقات برعکس ہوتی ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ بظاہر کمتر شخص بہ باطن زیادہ نیک، پاکباز اور پرہیزگار ہو، اور ان خوبیوں کے باعث اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہو۔ اس لئے کسی کو بھی حقیر نہ سمجھنا چاہئے۔

۲۔ انسان اپنے غرورِ نفس کے باعث، رب کریم پر ایمان لانے اور صداقت و حقیقت کو تسلیم کرنے سے رک جاتا ہے، راستبازی سے منہ موڑ لیتا ہے اور

Marfat.com

گمراہی میں بھٹکتا رہتا ہے۔ چنانچہ انسان کو چاہئے کہ تکبر چھوڑ کر حقیقت پہچانے اور سچ سے کبھی منہ نہ موڑے۔

۳۔ بعض لوگ اپنے غلط عقائد پر اصرار کرتے ہیں اور اپنے محدود مفادات مزعومہ کو مقدم رکھنے کے باعث اللہ کے پیغمبرؐ کی بات تسلیم نہیں کرتے اور بالآخر نقصان اٹھاتے ہیں۔ لہٰذا دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ سُنت نبویؐ کے سامنے کسی مفاد کو عزیز نہ رکھا جائے۔

غرض انسان اگر اپنے اندر بڑائی کا ایک جھوٹا زَعم اور وقار و عزت کا غلط دعویٰ قائم کر لے تو وہ اس سے بڑا نہیں بن جاتا کیونکہ انسان کی اصل عظمت تو نیکی اور پرہیزگاری اختیار کرنے میں ہے' عجز و انکسار میں ہے۔ اترانے' گھمنڈ کرنے اور اکڑ کر چلنے میں نہیں کیونکہ ان حرکتوں سے تو انسان چھچھورا بنتا ہے۔ شیخی خورا کہلاتا ہے' لہٰذا اسے چاہئے کہ تکبر میں آکر' زمین پر اکڑ کر نہ چلے کیونکہ اس طرح وہ پہاڑوں جتنا اونچا نہیں ہوسکتا جو بظاہر بہت بلند ہیں اور گردن اکڑائے تن کر کھڑے ہیں' حالانکہ انسان کے لئے پہاڑوں جتنا اونچا بلکہ ان سے بھی بلند تر ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے آگے سر جھکا دے' غرور باطل کے خول سے نکل کر اپنے خالق کا مطیع فرمان ہوجائے۔ پھر ایسی صورت میں پہاڑ تو کیا' ہر چیز اس کے تابع ہو جائے گی۔ عام مشاہدہ ہے کہ متکبر لوگوں کی چال میں ایسی اکڑفوں ہوتی ہے جیسے وہ زمین کو پھاڑ دیں گے حالانکہ وہ ایسا نہیں کرسکتے' البتہ اگر وہ اللہ کے آگے جھک جائیں تو یہی زمین ان کے لئے سونا اگلنے لگے۔

انسان اپنے جھوٹے وقار اور باطل پندار کو بچانے کے لئے بعض اوقات ایسے کام کرنے سے انکار کر دیتا ہے جن سے اس کی انا مجروح ہوتی ہو حالانکہ ان کا کرنا حکم الٰہی ہوتا ہے مثلاً خادموں اور غلاموں کے ساتھ نرم سلوک' بوڑھے اور سادہ لوح والدین کا ادب و احترام' مالی اعتبار سے کمزور عزیز و اقارب سے محبت اور حسن مروت' یتیموں' بیواؤں اور سائلوں کو حقیر سمجھنے اور جھڑکنے سے رکنا' کسی

Marfat.com

کی حق بات کو تسلیم کر لینا خواہ وہ کیسا ہی فروتر، مفلس اور مفلوک الحال آدمی کرے۔ قریش کے سرداروں اور طائف کے وڈیروں نے رحمۃ للعالمینؐ کی دعوت ایمان کے جواب میں یہی کہا تھا کہ رسولؐ اللہ کو ماننے والے وہ لوگ ہیں جو ہم میں سے بے یار و مددگار، غلام اور نادار ہیں چنانچہ اسی غرور و تکبر کے باعث وہ اللہ کے رسولؐ کی بات ماننے سے انکاری ہو گئے۔ گویا تکبر کی روش ہی انسان کو راہ راست اختیار کرنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ لہٰذا اسے چاہئے کہ تکبر چھوڑ کر عجز و انکسار اپنائے تاکہ وہ صداقت کو پہچان سکے:

چھوڑ تکبر، پکڑ حلیمی، راہ پکڑ یو شیریں دا
کہے حسینؔ فقیر نماناں دفتر پاڑو پیری دا

تکبر کے بُرے نتائج

تکبر کے نتائج بہت بُرے ہیں، مثلاً:

☆ جو لوگ تکبر میں آ کر اللہ کی آیات کو جھٹلائیں گے، ان سے منہ موڑ لیں گے اور سرکشی کی راہ اختیار کریں گے وہ اہل دوزخ ہوں گے۔[۹]

☆ تکبر کرنے والے شیطان سے کہا گیا تھا کہ تُو جنت سے نکل جا کیونکہ تو اپنے فعل سے ان لوگوں میں شامل ہو گیا ہے جو خود اپنی ذلت چاہتے ہیں۔[۱۰]

☆ جو لوگ اللہ کی آیات کے مقابلے میں تکبر کا مظاہرہ کرتے ہیں، اللہ کی اطاعت کے بجائے اپنے جھوٹے پندار کو سامنے رکھتے ہیں، ان کے لئے آسمان کے دروازے ہرگز نہیں کھولے جائیں گے اور ان کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے میں سے اونٹ کا گزرنا۔[۱۱]

☆ اللہ پاک ان لوگوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا جو غرورِ نفس میں مبتلا ہوں[۱۲]، اور متکبروں کا آخری ٹھکانہ بہت بُرا ہے۔[۱۳]

☆ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔"[۴]

رب کریم ہمیں تکبر سے بچائے اور ہماری کوتاہیاں معاف فرمائے ۔ آمین

ان بُرے نتائج سے بچنے کے لئے انسان کو چاہئے کہ اپنی جھوٹی انا' تکبر اور "میں" کو بھلا دے ۔ نفس کو مارے' غرور و نخوت چھوڑ دے' عجز و انکسار اختیار کرکے اپنے رب کو راضی کر لے اور پھر جو چاہے اس سے مانگ لے اور پا لے:

فریدا "مَیں" نُوں مار کے مُنج کرنّی کر کے کُٹ
بھرے خزانے رب دے' جو بھاوے سو لُٹ

رب ذوالجلال کو عاجزی اختیار کرنے والا شخص بہت پسند ہے چنانچہ جو کوئی عجز و انکسار سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے:

آدمؑ کیہا مَیں آپ تے ظلم کیتا' رب اوس دا معاف قصور کیتا
کیتی عاجزی جنہیں ہدایت اللہ' رب اوس دا عجز منظور کیتا

تکبر کے بجائے تواضع اختیار کرو

مذکورہ بیان سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو غرور نفس میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے' لوگوں کے سامنے اپنی بڑائی اور برتری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے' اس کے بجائے بہترین روش یہ ہے کہ وہ انکسار کا رویہ اختیار کرے ۔ خالق کائنات کی عظمت و ہیبت کو سامنے رکھ کر اپنی بڑائی کا زعم مٹا دے' اس جبار و قہار کے غیظ و غضب کے پیش نظر اپنی "پھوں پھاں" اور رعب و رعونت چھوڑ دے ۔ تکبر کے منبع یعنی نفس کے تزکیہ اور تہذیب کے ذریعہ تکبر کا بیج ہی ختم کر دے اور

Marfat.com

لوگوں سے اتنی عاجزی اور نرمی سے پیش آئے کہ وہ اس سے راضی رہیں ۔ ایسی صورت میں اس کا خالق بھی اس سے راضی ہو جائے گا ۔ گویا حیات جاوداں حاصل کرنے کے لئے کبر و غرور نہیں ، بلکہ نفس کشی اور انکساری درکار ہے :

چھوڑ تر کھائی ، پکڑ حلیمی ، بھے صاحب تھیں ڈر وو [۱۵]
کہے حسینؒ ، حیاتی لوڑیں تاں مرن تھیں اگے مروو

امامؐ الانبیاء کا معیار تواضع

اللہ تعالیٰ حلیم وکریم نے سرورؐ کائنات اور فخرِؐ موجودات سے کہا کہ آپ اہل ایمان کے لئے اپنے بازو جھکا دیں[۱۶] یعنی ان کے ساتھ نرمی ، ملائمت اور محبت سے پیش آئیں ، اس طرح لوگ آپؐ کے زیادہ قریب آئیں گے کیونکہ سخت لہجہ اختیار کرنے والے سے لوگ دُور ہٹ جاتے ہیں اور تواضع و انکسار کی روش ہی اللہ کے مقبول بندوں کی صفت ہے[۱۷] ۔ اسی طرح اللہ کے ایک حکیم و دانا بندے ، اور شفیق باپ جناب لقمان نے بھی ، اپنے بیٹے کو یہی نصیحت فرمائی کہ " بیٹا ! لوگوں سے بے رخی اختیار نہ کر ، اور زمین میں اِترا کر نہ چل کیونکہ اللہ پاک کسی اترانے والے ، شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا ، اپنی رفتار میں میانہ روی پیدا کر اور اپنی آواز کو پست رکھ " [۱۸]

سرورؐ کائنات ، خیر الانامؐ ، سیدؐ کونین ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کو ، کبر و غرور سے بچنے اور عجز و انکساری کی روش اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور ہدایت کی ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ اتنی نرمی اور تواضع سے پیش آئیں کہ کوئی کسی پر ممتاز نہ رہے ، کوئی کسی دوسرے پر فخر نہ کرے ، آپؐ نے خود تواضع اور انکسار کی روشن ترین مثال پیش کی کہ : کبھی کسی کو حقیر نہ سمجھتے تھے ، غلاموں ، غریبوں اور محتاجوں کے ساتھ چلنے میں کبھی عار

محسوس نہیں فرماتے تھے اور ان سے اس وقت تک جدا نہ ہوتے جب تک ان کی احتیاج پوری نہ فرما دیتے۔ غریب اور بے سہارا لوگ بیمار پڑتے تو ان کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ خودؐ بہ نفسِ نفیس ان کا کام کرتے، آپؐ اپنے خادم کے ساتھ کھانا کھاتے، گھر کے کام کاج میں ازواجؓ مطہرات کا ہاتھ بٹاتے، اپنے کپڑے پھٹ جاتے تو خودؐ سی لیتے، جوتا ٹوٹ جاتا تو خودؐ ہی گانٹھ لیتے۔ بکری کا دودھ دوہ لیتے، اپنے اونٹ چرا لیتے۔ بازار سے سودا سُلف خودؐ اٹھا کر لے آتے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھل مِل کر بیٹھتے اور کبھی ممتاز جگہ پر تشریف نہ رکھتے حتیٰ کہ کوئی ناواقف آتا تو پہچان نہ سکتا۔ غرض آپؐ نے تواضع کا خوبصورت نمونہ پیش فرمایا۔

اسی طرح حضورؐ کے صحابہؓ کرام بھی کبر سے پاک تھے اور عجز و انکسار کے پیکر۔ حضرت ابوبکرؓ نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھے، اپنے محلہ والوں کی بکریاں دوہ دیتے، بیماروں کی تیمارداری فرماتے، ضعیف و ناتواں لوگوں کی خدمت بہ نفس نفیس انجام دینے میں پیش پیش رہتے۔ اپنے دَورِ خلافت میں مدینہ کے قریب ایک بوڑھی اور نابینا عورت کی جھونپڑی میں جا کر علی الصبح اس کے ضروری کام کر آتے۔ اگر لوگ آپؓ کی خلیفۃ الرسولؐ کی حیثیت سے تعظیم کرتے تو آپؓ کو تکلیف ہوتی اور اللہ سے دعا کرتے: اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور لوگوں کی بیجا تعریف کا مجھ سے مواخذہ نہ کیجئو۔ جب کبھی مدینہ شریف سے کوئی فوجی مہم روانہ ہوتی تو آپؓ ضعف اور بڑھاپے کے باوجود دُور تک پا پیادہ ساتھ جاتے۔ اور اگر کوئی فوجی سالار تعظیماً گھوڑے سے اترنا چاہتا تو اسے روک کر فرماتے: اگر میں تھوڑی دور تک اللہ کی راہ میں اپنا پاؤں غبار آلود کر لوں تو کیا مضائقہ ہے؟ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوتے ہیں اللہ کریم ان پر جہنم کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی تواضع اور انکسار کا یہ عالم تھا کہ کاندھے پر مشک رکھ کر بیوہ

عورتوں کے گھروں میں پانی بھر دیتے، جنگ میں مصروف مجاہدین کی بیویوں کا بازار سے سوادِ سُلف خرید کر لا دیتے اور اس حالت میں جب تھک جاتے تو مسجد کے کسی گوشہ میں فرشِ خاک پر لیٹ جاتے تھے۔ ایک دن صدقہ کے اونٹوں کے بدن پر تیل مل رہے تھے، ایک شخص نے کہا! امیرؓ المومنین، یہ کام کسی غلام سے لیا ہوتا، بولے: مجھ سے بڑھ کر مسلمانوں کا غلام کون ہو سکتا ہے، جو اہل اسلام کا والی ہے وہ ان کا غلام بھی ہے۔ آپؓ بسا اوقات غلاموں کو بلا کر ساتھ کھانا کھلاتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کی دعوت سے محض اس وجہ سے ناراض ہو کر اٹھ گئے کہ میزبان نے دسترخوان پر اپنے غلام کو ساتھ نہیں بٹھایا تھا۔ خلیفہ کی حیثیت سے فاروق اعظمؓ کے جاہ و جلال کا سکہ تمام ممالک پر بیٹھا ہوا تھا لیکن تواضع، انکسار اور سادگی کا یہ حال تھا کہ قیصرو کسریٰ کے سفیر آتے تھے تو انہیں یہ پتا نہیں چلتا تھا کہ خلیفہ کون ہے اور عامی کون۔ آپؓ نے سادگی اور تواضع کا خود عملی نمونہ پیش کرکے مسلمانوں کو مساوات کا ایسا درس دیا تھا کہ آقا و غلام کے سارے امتیازات ختم ہوگئے تھے۔ آپ کو بارہا سفر کا اتفاق ہوا لیکن کبھی خیمہ ساتھ نہ لیا۔ بس درخت چھت کا کام دیتا اور زمین بستر کا۔ جب ملک شام کا سفر فرمایا تو مسلمانوں نے اس خیال سے کہ امیرؓ المومنین کا معمولی لباس اور بے سروسامانی دیکھ کر شام کے عیسائی دل میں کیا کہیں گے، آپؓ کی خدمت میں سواری کے لئے ترکی گھوڑا اور پہننے کے لئے قیمتی لباس پیش کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ نے ہمیں جو عزت دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور ہمارے لئے یہی کافی ہے۔

حضرت عثمانؓ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی درشت کلامی کرتا تو آپؓ نرمی سے جواب دیتے۔ ایک مرتبہ جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی۔ عثمانؓ! توبہ کر اور اپنی بے اعتدالیوں سے باز آ۔ حضرت عثمانؓ نے اسی وقت قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھایا اور کہا: "اے اللہ میں پہلا توبہ کرنے والا ہوں جس نے تیری بارگاہ میں رجوع کیا"۔

حضرت علیؓ ایام خلافت میں بھی حد درجہ سادہ زندگی بسر کرتے تھے ' عموماً چھوٹی آستین اور اونچے دامن کا کرتہ پہنتے اور معمولی کپڑے کی تہمند باندھتے ' بازار میں گشت کرتے پھرتے ' اگر کوئی تعظیماً پیچھے ہو لیتا تو منع فرماتے ۔

ان تابناک واقعات سے سبق ملتا ہے کہ کسی مسلمان کو اپنے سے کمتر نہ سمجھنا چاہئے ' ہو سکتا ہے ایک شخص جو بظاہر تم سے کمتر ہو ' مقام و مرتبہ میں ' مال و اولاد میں ' حسن وصحت میں ؛ علم وفضل میں فروتر ہو لیکن وہ تقویٰ میں تم سے بڑھ کر ہو ۔ اخلاق و اعمال میں فائق ہو ' اللہ کو زیادہ پسند ہو ' عجز و انکسار اور سادگی و تواضع میں تم سے آگے ہو ۔ اس لئے اگر تم ایسے شخص کو حقیر سمجھو گے تو تم اللہ کے قائم کردہ " معیار اکرام " سے منحرف ہونے کے مرتکب ہوگے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ تقویٰ اور عجز و انکسار میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں اور ہر مسلمان کو اپنے دل میں ٹوہ لگانی چاہئے کہ کسی گوشے میں کبر ' غرور جھوٹے وقار اور زعم باطل نے تو جگہ نہیں بنائی ہوئی جو اسے سجدہ اطاعت ' قبول صداقت ' اقرار حقیقت اور اتباع شریعت سے روکتا ہے ۔ اکڑ فوں کی عادت ' بڑائی کی تمنا ' خود نمائی کی ہوس اسے صراط مستقیم سے ہٹا تو نہیں رہی کیونکہ کبر سراسر جھوٹ ہے جبکہ اطاعت الٰہی ایک کھری ' سچی اور دائمی نفع بخش صداقت ہے ۔ اللہ تعالٰی ہمیں تکبر چھوڑ کر عجز و انکسار کی روش اختیار کرنے کی توفیق دے ' آمین ۔

حوالہ جات

۱۔ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا (بنی اسرائیل : ۳۷) ۲۔ فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی (نجم : ۳۲) ۳۔ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ (اعراف : ۱۴۶) ۴۔ فَمَا یَکُوْنُ لَکَ اَنْ

Marfat.com

تَتَکَبَّرَ فِیْھَا فَاخْرُجْ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ (اَعراف : ۱۳) ۵۔ فَاسْتَکْبَرُوْا وَکَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ (یُونس : ۷۵) ٦۔ وَ اسْتَکْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (احقاف : ۱۰) ۷۔ فَاِنِ اسْتَکْبَرُوْا (حٰمٓ السّجدہ : ۳۸) ۸۔ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا (بنی اسرئیل : ۳۷) ۹۔ وَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَکْبَرُوْا عَنْھَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (اَعراف : ۳٦) ۱۰۔ فَمَا یَکُوْنُ لَکَ اَنْ تَتَکَبَّرَ فِیْھَا ...... (اَعراف : ۱۳) ۱۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَکْبَرُوْا عَنْھَا لَا تُفَتَّحُ لَھُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِی سَمِّ الْخِیَاطِ (اعراف : ۴۰) ۱۲۔ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ (نحل : ۲۳) ۱۳ ۔ فَلَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ (نحل : ۲۹) ۱۴۔ مشکوٰۃ شریف : بَابُ الْغَضَبِ وَالْکِبْرِ ۱۵ ۔ ترکھای بمعنی تکبّر ۱٦ ۔ وَ اخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ (حِجر : ۸۸) ۱۷ ۔ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا (فُرقان : ٦۳) ۱۸۔ وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ...... وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ ... وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ (لقمان : ۱۸، ۱۹) ۱۹۔ خلفاء راشدین (شاہ معین الدین ندوی)

Marfat.com

باب ۲۶

بے ایمانی اور بددیانتی نہ کرو

اسلام پاکبازی ' پرہیزگاری اور راستبازی کی تعلیم دیتا ہے ۔ ایمانداری اور دیانتداری اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہے اور ہدایت دیتا ہے کہ کسی کام میں بھی بے ایمانی اور بددیانتی نہ کی جائے ۔ اس لئے اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے حوالے کر دو اور جس کسی کو امین بنایا جائے اس پر واجب ہے کہ وہ امانت اس کے مالک کو لوٹا دے ' کیونکہ سچے اہل ایمان وہی ہیں جو ایک تو ' امانتیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیتے ہیں اور دوسرے ' اپنے معاہدے اور وعدے پورے کرتے ہیں ۔ چنانچہ انسان کو چاہئے کہ زندگی میں دیانتداری کی روش اختیار کرے اور کسی طور بھی امانت میں خیانت نہ کرے ۔

خیانت نہ کرو

ہمارے خالق و مالک نے حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت نہ کرو یعنی ان کے ارشادات و تعلیمات کی اطاعت میں ہرگز غفلت اور کوتاہی نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں ' جان بوجھ کر بد دیانتی کرو ۔ خیانت کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں :

☆ رب رحیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل پورے خلوص و اخلاص سے نہ کرنا اور ان کی اطاعت کا جو عہد باندھا ہے اسے کما حقہٗ ' پورا نہ کرنا ۔

☆ اپنے دنیوی ' دینی ' منصبی ' معاشرتی اور اخلاقی فرائض و واجبات دیانتداری سے انجام نہ دینا ۔

☆ دوسروں کے واجب الادا حقوق ایمانداری سے ادا نہ کرنا ۔

Marfat.com

☆ امانت کے طور پر کسی کی لی ہوئی چیز واپس نہ کرنا یا اپنی اصل شکل و مالیت میں نہ لوٹانا۔

☆ جس معاملہ میں وفا شعاری درکار ہو مثلاً دین ' وطن ' ملت یا معاہدہ ' وہاں دغا کرنا۔

☆ کسی کا کوئی راز (جو بطور امانت پردے میں رکھا گیا ہو) افشا کر دینا۔

☆ کسی کے اعتماد اور بھروسہ کو ٹھیس پہنچانا۔

☆ شے خریدتے اور بیچتے وقت ناپ تول میں کمی بیشی کرنا۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا خالق و مالک ' علیم و خبیر' ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر ہے۔ ہمارے ظاہر و باطن سے خوب واقف ہے۔ داخلی جذبات و خیالات اور خارجی اخلاق و اعمال سے اچھی طرح آگاہ ہے۔ وہ نہ صرف انسان کے ظاہری جوارح مثلاً ہاتھ ' پاؤں ' کان اور آنکھ وغیرہ سے سرزد ہونے والی خطا و خیانت سے باخبر ہے بلکہ اذہان و قلوب کے اندر جو نظریات و نیّات مخفی ہیں ان سے بھی پوری طرح واقف ہے ' لہٰذا انسان پر واجب ہے کہ ہر کام کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھے کہ اللہ پاک اسے دیکھ رہا ہے اور اس کی ظاہری اور چھپی ہر قسم کی خیانت ' اس کی نظر میں ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ کامل دیانتداری کو زندگی کا شِعار بنائیں۔ صرف زبان سے احکام الٰہی کا اقرار کر لینا کافی نہیں جب تک ان پر عمل نہ کیا جائے۔ لہٰذا اسلامی تعلیمات و ہدایات کو یقین قلب سے تسلیم کرنا اور ان کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا ضروری ہے:

زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل ہ۔و
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

کسی کا مال ناحق نہ کھاؤ

مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بے ایمانی کر کے کسی کو دھوکہ نہ دیں اور

Marfat.com

ایک دوسرے کا مال ناجائز اور ناحق طریقے سے[۶] نہ کھائیں یعنی کسی فریب، چالاکی، خیانت، غبن، چوری اور ڈاکہ سے یا بد دیانتی، جھوٹ، غصب، رشوت، ناجائز نفع اندوزی اور استحصال کرکے، یا رشوت، سود، سٹہ بازی، قماربازی اور معاملات کے ان تمام طریقوں سے، جو شریعت نے حرام قرار دیئے ہیں۔ گویا ان تمام طریقوں سے جو عدل، حق، معروف اور سچائی کے خلاف ہیں، کسی کا مال نہیں کھانا چاہئے۔

انسان کی خصلت ہے کہ وہ مال و دولت سے محبت کرتا ہے، حد اعتدال سے بڑھ کر اس کی رغبت رکھتا ہے، اسے سمیٹتا ہے، جمع کرتا ہے، گن گن کر دیکھتا ہے کہ کتنا ہوگیا اور اس وہم میں مبتلا ہے کہ اس کا مال، اسے ہر مصیبت سے بچا لے گا، دین و دنیا کے سارے کام سنوار دے گا، اور ہمیشہ اس کے پاس رہے گا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مال و دولت تو کیا، دنیا کی ہر چیز فانی اور آنی جانی ہے، ختم ہونے والی ہے[۱۱]۔ ہرگز بھروسے کے لائق نہیں، لہٰذا اسے جائز و ناجائز طریقے سے جمع کرکے، اور اس کی محبت میں مست اور غرق ہو کر، اللہ کے احکامات کو فراموش کر دینا بڑی بے وقوفی اور سراسر جہالت ہے کیونکہ اللہ پاک کی نافرمانی کی صورت میں، مال کبھی انسان کے کام نہیں آسکتا۔ ہاں! اگر انسان اسے جمع کرنے کے بجائے ضرورت سے زائد رقم کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دے[۱۲]، حاجتمندوں کی حاجات پوری کر دے، کسی فاقہ مست، بھوکے ننگے، نادار و عاجز، یتیم، مسکین اور فقیر خاک نشین کو دے دے[۱۳] تو یہی روپیہ "مجسم نیکی" بن کر زندہ جاوید رہ سکتا ہے اور اللہ کے پاس جمع ہو کر آخرت کے لئے توشہ بن سکتا ہے اور کئی گنا اجر کے ساتھ دائمی طور پر انسان کے کام آ سکتا ہے۔

بعض لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مال و دولت اور سیم و زر اکٹھا کرلیں، اس دوڑ میں دوسروں سے آگے نکل جائیں اور ان پر برتری حاصل کرلیں اور یہ خواہش ان پر اس قدر غالب رہتی ہے کہ ان کی توجہ زیادہ اہم

Marfat.com

اور مفید تر مقاصد سے ہٹا کر ، انہیں اپنی طرف مشغول رکھتی ہے ، جس کے باعث وہ اطاعت الٰہی ، بندگیٔ رب ، پاکبازی ، حُسن اخلاق ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے غافل ہو جاتے ہیں[۱۴] ، خالق کا حکم اور آخرت کا خوف سب بھول جاتے ہیں - پُر تعیش زندگی ، راحت و فرحت ، ٹھاٹھ باٹھ ، اقتدار و حکومت حاصل کرنے کے لئے جائز و ناجائز کی تمیز ترک کر دیتے ہیں اور حق و صداقت کا دامن چھوڑ دیتے ہیں - غرض "ہَل مِنَ مزید" اور زیادہ سے زیادہ مال و دولت اکٹھا کرنے کی دُھن مرتے دم تک ان پر سوار رہتی ہے[۱۵] جس کے باعث ان کی عاقبت خراب ہو جاتی ہے ، حالانکہ مرتے وقت پتا چلتا ہے کہ درحقیقت اس سارے مال میں سے ان کے کام صرف وہ حصہ آیا جو انہوں نے کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا کیونکہ باقی سارے کا سارا مال تو وہ اپنے وارثوں کے لئے چھوڑ کر جانے والے ہیں[۱۶] ، اس لئے انسان کو عقل سے کام لے کر سوچنا چاہیے کہ ناجائز طریقے سے حاصل شدہ مال جمع کر کے وارثوں کے لئے چھوڑ جانے اور اپنی عاقبت خراب کر لینے سے ، یہ بہتر ہے کہ جائز طریقے سے آمدنی حاصل کی جائے خواہ وہ قلیل ہو لیکن اللہ راضی رہے -

یہ عام مشاہدہ ہے کہ انسان بعض گناہ روزی کمانے کے سلسلے میں ہی کرتا ہے اور جھوٹ ، بے ایمانی ، خیانت ، ملاوٹ ، دھوکہ ، فریب ، غبن ، غصب ، رشوت ، ذخیرہ اندوزی ، چوربازاری وغیرہ جیسی برائیوں کا مرتکب ہوتا ہے حالانکہ خلّاقِ کائنات اور رزّاق مخلوقات نے وعدہ کر رکھا ہے کہ ہر ذی روح کو روزی پہنچانا اس کے ذمہ ہے اور کوئی شخص اپنا مقرر کردہ رزق حاصل کئے بغیر نہیں مرے گا - چنانچہ ربی کفالت کی اس ضمانت کے ہوتے ہوئے ، کسی شخص کو بھی ، اللہ کی صفت ربوبیت سے بدگمان یا "بے صبرا" ہو کر ، حصول رزق کے لئے ناحق اور باطل طریقہ استعمال نہیں کرنا چاہئے اور اپنے جائز حصے کے علاوہ دوسروں کے حقوق اور مال و دولت پر ناجائز قبضہ نہیں کرنا چاہیے :

Marfat.com

ساڈھے رتن ہتھ ملک[17] تساڈا ' کیوں جوہ پرائی ملناں
کہے حسین فقیر سائیں دا ' انت خاک وچ رلناں

لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ حصول مال میں ' ہرگز ناحق اور ناروا طریقہ یا حربہ استعمال نہ کرے ' بلکہ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے صرف جائز کوشش کرے ' اور اس کے علاوہ آخرت کی باز پرس کا تصور اپنے اندر زندہ رکھتے ہوئے قناعت ' سادگی ' پاکیزگی ' فیاضی ' سخاوت اور انفاق فی سبیل اللہ کو اپنا شعار بنائے ۔ مال جمع کرنے کے بجائے قرآن پاک کی ہدایت کے مطابق نیکیاں جمع کرے اور اپنا وقت ' توجہ ' توانائی کا زیادہ حصہ نیک اعمال کی انجام دہی میں صرف کرے کیونکہ قرآن حکیم کی یہ نعمت دنیا کے ہر اس مال سے بہتر ہے جو لوگ یہاں جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں ۔[18]

ناپ اور تول میں کمی نہ کرو

خیانت اور بد دیانتی کی ایک شکل یہ ہے کہ دوسروں کو شے فروخت کرتے وقت ' صحیح اور درست پیمانے کے مطابق شے دینے کے بجائے ' دھوکہ اور فریب سے ناپ اور تول میں کمی کر دی جائے ۔ سرچشمۂ ہدایت ' قرآن مجید میں ' کئی مقامات پر ' اس روش کی ممانعت کی گئی ہے اور انسان کو تاکید کی گئی ہے کہ شے لیتے اور دیتے وقت ' ناپ تول کو بالکل ٹھیک رکھو اور اس میں ڈنڈی نہ مارو ۔[19]

بعض تاجر ' فروخت کار یا دکاندار اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں کہ شے کی قیمت تو مروجہ معیار کے مطابق لے کر یا برائے نام کچھ کم کر کے خریداروں کو اپنی جانب مائل کر لیتے ہیں مگر شے دیتے وقت ' ناپ یا تول میں چوری چھپے کمی کر دیتے ہیں ' جس سے گاہکوں کی حق تلفی ہوتی ہے ۔ کوئی راستباز اور انصاف پسند شخص ایسی حرکت نہیں کر سکتا بلکہ صرف وہ لوگ ایسی قبیح روش اپناتے ہیں جن کا ضمیر خوابیدہ اور دل خوف خدا سے خالی ہو ۔ وہ اتنی بات نہیں سمجھتے کہ اس ناجائز

Marfat.com

طریقے اور دھوکہ دہی سے ' حاصل شدہ مال ' بالآخر ان کے دُنیوی اور اُخروی گھاٹے کا باعث بنے گا جس کی تلافی ممکن نہ ہوگی ' لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ ہوش کے ناخن لے اور تباہی سے بچنے کے لئے ناپ اور تول میں پورا انصاف کرے ۔

تاہم اگر کبھی بھول چوک سے ' یا نا دانستہ طور پر ' اس طرح کی کمی بیشی ہو جائے تو اللہ پاک درگزر فرماتے ہیں اور اس سے باز پرس نہ ہوگی بشرطیکہ وہ اپنی استطاعت کی حد تک راستبازی پر قائم رہے ۔ [۲۰]

یہ بات قابل توجہ ہے کہ اللہ پاک نے کائنات کا نظام ٹھیک عدل و قسط پر قائم فرمایا ہے اس لئے اس زمین پر اس کے خلیفہ اور اشرف المخلوقات ' انسان ' کو چاہیئے کہ اپنے خالق کی اطاعت و فرمانبرداری میں ' ترازو اور ناپ کا آلہ ہاتھ میں لیتے وقت ' پورے عدل سے کام لے تاکہ کائناتی نظام عدل کے ساتھ کامل ہم آہنگی برقرار رہے ۔ اس پر واجب ہے کہ وزن اور پیمانے کو پورا کرے اور لوگوں کو شے دیتے وقت ہرگز گھاٹا نہ [۲۱] دے کیونکہ اس کی یہ حرکت ' نظام عدل کے بنیادی اصول کے خلاف بغاوت کی حیثیت رکھتی ہے ۔

یاد رہے کہ ناپ تول میں کمی کرکے ' دوسروں کی حق تلفی کرنے کے بہت بُرے نتائج برآمد ہوتے ہیں مثلاً :

۱ ۔ ناپ اور تول میں کمی کرنے اور دوسروں کو گھاٹا دینے والا شخص ایسا ہے جو معاشرتی زندگی کے ایک صالح اور مستحکم نظام کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو برباد کرکے فساد مچاتا [۲۲] ہے ' ظاہر ہے کہ ایسا کام کرنے والا شخص اللہ کو ناپسند ہے ۔

۲ ۔ ناپ اور تول میں دوسروں کو خسارہ دینے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہو گئے [۲۳] ہوں کیونکہ اگر ان کے دلوں میں ' اپنے خالق و مالک کا ذرا بھی خوف ہو تو ہرگز ایسی حرکت نہ کریں چنانچہ اس بے خوفی کے باعث وہ نافرمانی کے مرتکب ہوتے ہیں اور انجام کے لحاظ سے گھاٹے میں رہتے ہیں ۔

۳ ۔ ناپ اور تول میں چوری چھپے کمی کرنے والے ' یعنی ترازو میں ڈنڈی مارنے والے بالآخر تباہ و برباد ہوں[۲۴] گے کیونکہ انہیں قیامت کے روز اس بدعملی کا حساب کتاب دینا ہوگا اور سزا پانی ہوگی ۔

۴ ۔ جو لوگ عدل و انصاف کے ساتھ پورا ناپ اور تول نہیں دیتے بلکہ لوگوں کو کم دے کر ان کی حق تلفی کرتے ہیں ' ان پر اللہ چاہے تو عذاب نازل کر دے[۲۵] ' جیسا کہ قوم شعیبؑ پر اسی جرم کی وجہ سے ' عذاب نازل ہوا تھا ۔ انسان کو چاہئے کہ اللہ پاک کے عذاب سے پناہ مانگے اور ہرگز اس کی حکم عدولی نہ کرے ۔

اندریں حالات تاجروں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ دوسروں کو شے فروخت کرتے وقت پیمانے سے بھر کر دیں اور تولتے وقت ٹھیک ترازو سے صحیح طرح تولیں تو یہ طریقہ ان کے لئے دنیوی لحاظ سے بھی بہتر ہے اور اخروی لحاظ سے بھی[۲۶] ۔ دنیوی لحاظ سے اس طرح کہ ان کے اوپر گاہکوں کا اعتماد بڑھتا ہے ' ان کی تجارت چمکتی ہے اور کاروبار فروغ پاتا ہے ۔ اُخروی لحاظ سے اس طرح کہ آخرت میں بھلائی اور نجات کا دار و مدار ہے ہی ایمانداری اور راستبازی پر ۔ لہٰذا عقلمندی ' دوراندیشی اور خدا خوفی کا تقاضا یہی ہے کہ انسان شے لیتے اور دیتے وقت ناپ اور تول کو بالکل ٹھیک رکھے ۔

اگر غور کیا جائے تو پتا چلے گا کہ ناپ اور تول میں کمی کرنے کی عادت کا اصل سبب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے دلوں میں یہ یقین ختم ہوجاتا ہے یا کمزور پڑجاتا ہے کہ ان کے اس فریب کو اللہ پاک دیکھ رہا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ علیم و خبیر اللہ کریم ' ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ' اور ہر آدمی کے ہر فعل پر نظر رکھتا ہے اور یہ بھی اٹل حقیقت ہے کہ ہر شخص کو روز قیامت اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر ' اپنے اعمال کا حساب دینا ہے[۲۷] لہٰذا اس مرض کا علاج یہ ہے کہ آدمی اپنے اندر ' اپنے اعمال کی جوابدہی کا تصور پختہ رکھے اور ہر بُرے عمل سے بچے ۔

Marfat.com

چوری نہ کرو

بددیانتی اور خیانت کی ایک اور شکل ہے چوری ' یعنی کسی کی ملکیتی شے ' اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر چھپا کر لے لینا ۔ ہمارے خالق و مالک نے ہدایت فرمائی ہے کہ کسی کا مال چوری نہ کرو ۔ بلاشبہ یہ بڑی مذموم حرکت ہے اور اس سے دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے ۔ اس لئے شریعت اسلامی میں اس کی سخت سزا رکھی گئی ہے ۔[۲۸]

یہ فعل اس لئے بھی ناحق اور قبیح ہے کہ ایک شخص اپنی جائز محنت اور جدوجہد سے کچھ کماتا اور مال و متاع کا مالک بنتا ہے لیکن چور کسی محنت کے بغیر ہی اس کا مال چرا کر خود قابض ہو جاتا ہے اور اصل مالک کی محنت کو ضائع کر دیتا ہے ۔ بعض لوگ جو حرص اور طمع کے بندے ہوتے ہیں اور جن کے ضمیر پر غفلت کے پردے پڑے ہوتے ہیں ' جو خود محنت نہیں کر سکتے یا نہیں کرنا چاہتے وہ نہایت ڈھٹائی سے چوری کے مرتکب ہو کر دوسروں کو ان کی محنت کے ثمرہ سے محروم کر دیتے ہیں ۔

چوری کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ چور کو یہ یقین نہیں ہوتا یا یقین کمزور پڑ گیا ہوتا ہے کہ اللہ پاک ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر ہے اور وہ اس کی حرکت دیکھ رہا ہے ۔ لہٰذا اس کا بہترین اور موثر علاج یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو خوف الٰہی دلایا جائے اور آخرت کے حساب کتاب کا یقین دلوں میں راسخ کیا جائے ۔

تاہم یہ اللہ پاک کا انتہائی کرم ہے کہ اس نے ' اپنی رحمت عام کا اظہار فرماتے ہوئے ' اس سلسلے میں بندے کو اپنی اصلاح و درستی کا موقع بہم پہنچایا ہے اور ارشاد فرما رکھا ہے کہ اگر چوری کرنے والا توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیں گے اور اس کی طرف نظر عنائت سے مائل ہو جائیں گے کیونکہ ہمارا خالق ' عفوّ و کریم ' بہت درگزر کرنے والا اور کرم فرمانے والا ہے ۔[۲۹]

Marfat.com

رشوت نہ کھاؤ

بددیانتی کی ایک اور شکل اور باطل طریقے سے دوسروں کا مال کھا جانے کی ایک صورت ' رشوت خوری ' ہے ۔ رشوت سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی باختیار اور ذی اقتدار حاکم و عامل کو کچھ مال یا کوئی اور شے دے کر ' اس کی معرفت اپنا کوئی ناجائز ' ناحق ' غیر قانونی یا غیر اخلاقی مفاد اور مقصد حاصل کرے ' یا اس سے اپنی مرضی کے مطابق ناحق فیصلہ کرائے ' ناجائز مراعات لے لے ' یعنی اس کے سرکاری منصب اور اثر و رسوخ کو اپنی مطلب براری کے لئے استعمال کرلے ۔ دین اسلام نے اس کی سخت ممانعت کی ہے اور اپنے ماننے والوں کو حکم دیا ہے کہ " تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لئے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے "۔ ۳۰

جن معاشروں میں اخلاقی معیار گر چکا ہو ' سرکاری حکام کو کچھ صوابدیدی اختیارات حاصل ہوں ' یا باز پرس کا نظام ڈھیلا پڑ چکا ہو ' مال و دولت کی ہوس بڑھ چکی ہو یا وسیع طبقاتی تقسیم ہو وہاں رشوت لینے اور دینے کی وبا عام پائی جاتی ہے اور لوگ ناجائز امور و معاملات کے لئے رشوت لیتے اور دیتے ہیں جن میں یہ باتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں : زن ' زر ' زمین سے متعلق تنازعات اور مقدمہ بازی میں فریق ثانی کو زک پہنچانا ' ملازمت حاصل کرنا ' محکمانہ ترقی پانا ' حریفوں کو نیچا دکھانا ' دوسروں کے اثاثے غصب کرنا ' کمزور کے حقوق چھیننا ' پرمٹ یا لائسنس حاصل کرنا ' چور بازاری ' ذخیرہ اندوزی اور ملاوٹ کرنا ' سرکاری مال و خزانے سے کچھ حاصل کرنا ۔ غرض مختلف نوع کی غیر قانونی اور غیر اخلاقی سرگرمیاں کرنے اور جاری رکھنے کے لئے رشوت دینا اور لینا ۔

رشوت خور کو یہ بات سوچنی چاہیے کہ اللہ کے حکم کی تعمیل زیادہ اہم اور

Marfat.com

نتیجہ کے لحاظ سے باعث خیر و برکت ہے یا (نعوذ باللہ) ناجائز طریقے سے حاصل کیا جانے والا مال جو بے برکت ' ناپائیدار ' وقار و عزت کا دشمن اور آخرت کی تباہی کا باعث ہوتا ہے ؟ جائز طریقے سے کمائی ہوئی تھوڑی دولت بھی دنیوی سکون اور اُخروی سرخروئی کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے ۔ اس لئے رشوت خوری ترک کرکے سرکاری عُمّال و حُکام کو اپنے منصبی اختیارات کو صرف جائز مقاصد کے لئے ہی استعمال کرنا چاہیے ۔

قمار بازی نہ کرو

دولت حاصل کرنے کے ناجائز طریقوں میں سے ایک طریقہ قماربازی (یعنی جُوا) ہے ۔ اس میں وہ سارے کام ' کاروبار ' مشاغل ' کھیل اور سرگرمیاں شامل ہیں جن میں دولت ' آمدنی اور اشیاء کی تقسیم یا حصول کا دارومدار ' عدل و انصاف ' محنت ' جدوجہد ' معروف طریقوں یا عقلی فیصلوں پر نہ ہو بلکہ محض کسی اتفاقی یا حادثاتی امر یا قسمت آزمائی کی بنیاد پر ہو جیسے لاٹری ' انعامی بانڈ یا بچت کی انعامی سکیمیں وغیرہ ۔ اللہ پاک نے قمار بازی کو منع فرمایا ہے[۳۱] ' اس لئے اہل ایمان کو اس سے کامل اجتناب کرنا چاہیے ۔

جوئے کی مختلف سکیموں میں حصص یا ٹکٹ خریدنے یا سرمایہ کاری کرنے میں تو زیادہ لوگ شریک ہوتے ہیں لیکن اجتماعی آمدنی یا انعام کی ادائیگی صرف چند لوگوں کو کی جاتی ہے یعنی جن کی لاٹری نکل آئے اور باقی لوگ اپنی سرمایہ کاری کے ثمرات سے اپنا حصہ وصول کرنے سے بالکل محروم رہتے ہیں ۔ گویا سرمایہ تو کثیر لوگ لگاتے ہیں لیکن اس کا پھل سب میں ان کے حقوق کے تناسب سے تقسیم کرنے کے بجائے لاٹری کے ذریعہ چند افراد کو دے دیا جاتا ہے ۔ مال حاصل کرنے کا یہ طریقہ ناحق اور ناروا ہے لہٰذا اسلام نے اس کی ممانعت فرمائی ہے ۔

اس طرح کے سارے ناجائز اور ناروا کام ' شیطانی نوعیت کے ہیں اور شیطان

Marfat.com

چونکہ انسان کا ازلی دشمن ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ لوگوں کو شراب خوری اور جوئے بازی وغیرہ جیسے کاموں میں ڈال کر انہیں تباہ و برباد کرے ۔ شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ :

۱ ۔ لوگوں کے درمیان باہمی بغض و عداوت پیدا کر دے[۲۲] ۔ چونکہ جُوا بازی جیسے مکروہ کاموں میں لوگوں کے مفادات ٹکراتے ہیں اس لئے وہ اس میں واقعی ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں اور باہمی عداوت کے باعث تباہ و برباد ہو جاتے ہیں ۔

۲ ۔ شیطان یہ بھی چاہتا ہے کہ شراب خوری اور جوئے بازی جیسے کاموں میں مشغول رکھ کر لوگوں کو اللہ کی یاد سے روک دے[۲۳] ' دلوں سے خوف خدا نکال دے اور نیک عملی سے پرے ہٹا دے ۔

۳ ۔ جس طرح شیطان خود عبادت الٰہی سے ہٹا ہوا ہے اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ قمار بازوں اور شرابیوں کو بھی عبادت الٰہی سے روک دے ' اور سیدھے راستے سے ہٹا دے ۔

چنانچہ ہر صاحب عقل و ایمان کو اس بات پر توجہ کرنی چاہئے کہ وہ شیطان کی پیروی نہ کرے ' اس کے بچھائے ہوئے خوشنما جال میں نہ پھنسے اور ہمیشہ اپنے خالق و مالک ' اللہ پاک کا بتایا ہوا راستہ اختیار کئے رکھے تاکہ ایک طرف تو اس کے تعلقات اپنے بھائیوں سے خوشگوار رہیں اور دوسری طرف وہ اللہ کے ذکر و عبادت کے ذریعے اپنے خالق کا قرب حاصل کر سکے ۔

سود نہ کھاؤ

اللہ پاک نے سود کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے[۲۴] ۔ اس لئے اہل ایمان کو چاہئے کہ اپنی معیشت و معاشرت کو سود سے پاک رکھیں اور کسی صورت بھی اس کا رواج باقی نہ رہنے دیں ۔ اسلام دین فطرت ہے ' امن و سلامتی کا داعی ہے '

Marfat.com

مسلمانوں کے درمیان باہمی صلح ، محبت ، ایثار ، فیض رسانی اور دردمندی کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ مسلم معاشرہ کے ارکان ایک دوسرے کا دکھ درد بٹائیں ، مصیبت میں کام آئیں ، حاجتمندوں کی ضرورتیں پوری کریں ، معذوروں ، ناداروں ، غریبوں ، مسکینوں ، یتیموں اور محروموں کی مالی اعانت اور کفالت کریں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اہل ایمان ، مخلص ، فیاض ، فراخ دل اور ایثار پیشہ ہوں۔ لیکن یہ اعلیٰ صفات ایسے لوگوں میں پیدا ہوتی ہیں جن کے دل میں ، خدا کا خوف اور مخلوق خدا کے لئے محبت ہو ، جبکہ سود خور سوسائٹی میں لوگوں کے اندر عموماً یہ خصلتیں پیدا ہو جاتی ہیں : زر پرستی ، بخل ، حُبِ مال ، کمزور کا استحصال ، ضرورتمند کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا ، اور ہر کام کرتے وقت فقط ذاتی مفاد کو پیش نظر رکھنا۔ المختصر ، سود خور کی نگاہ ہر وقت مال و دولت پر ہوتی ہے ، وہ خود غرض ، بخیل ، تنگدل ، شقی القلب ، بے درد اور حریص ہو جاتا ہے۔ سود کھاتے رہنے سے اس کی روح مرجاتی ہے۔ دل ، اینٹ اور پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے اور وہ انسان ہو کر بھی ایک درندہ بن جاتا ہے اگرچہ اس کے درندوں جیسے دانت اور پنجے نہیں ہوتے :

از ربوٰ جاں تیرہ دل چوں خشت و سنگ [۴۵]

آدمی درندہ بے دندان و چنگ

سود خور سے ہرگز یہ توقع نہیں ہوسکتی کہ وہ کسی دوسرے شخص کے لئے خلوص و اخلاص ، سچی ہمدردی اور غمگساری کا اظہار کرے گا۔ اس لئے جس سوسائٹی میں ایسے لوگ ہوں گے وہ اخلاقی طور پر تو دیوالیہ ہو ہی جائیگی مگر معاشی اعتبار سے بھی تباہ و برباد ہو جائیگی کیونکہ ایسی سوسائٹی میں متصادم گروہ جنم لیتے ہیں : قرض خواہ اور مقروض ، اور قوم کی دولت سمٹ سمٹ کر ، اہل زر کے پاس مرتکز ہو جاتی ہے جس کے باعث دولت کی گردش سُست پڑجاتی ہے ، مقروض طبقے کی قوت خرید کم ہوتی جاتی ہے اور وہ تیار ہونے والی اشیاء کی پوری قیمت نہیں

Marfat.com

دے سکتے ' یوں اشیاء کی پیداور اور اس کی خرید و تقسیم میں توازن باقی نہیں رہتا جس کے باعث وہاں کساد بازاری اور بحران کی کیفیت غالب آجاتی ہے اور معیشت کمزور پڑ جاتی ہے ۔ نیز ان دونوں گردہوں کے اندر باہمی عداوت اور کشمکش پیدا ہو جاتی ہے ' چھینا جھپٹی اور لوٹ مار کے واقعات رونما ہوتے ہیں ۔ مقروض طبقہ سود در سود کی ادائیگی کے ایک لامتناہی سلسلے میں جکڑا جاتا ہے اور بالآخر سب کچھ قرض خواہ کے حوالے کرکے قلاش ہو جاتا ہے ۔

سود خواری کے نتائج : سود خواری کے نتائج بڑے ہولناک اور تباہ کن ہیں مثلاً :

۱ ۔ جو لوگ سود لیتے اور کھاتے ہیں وہ قیامت کے روز ایسے اٹھیں گے جیسے انہیں شیطان نے چھوکر ' مخبوط الحواس کر دیا ہو[۲۶] ' جس طرح عام زندگی میں کسی کا دماغی توازن درست نہ ہو تو وہ ایسی حرکات کرتا ہے جو اعتدال اور معروف روش سے ہٹی ہوئی ہوں ۔ اسی طرح سود خوار کی ایسی کیفیت روز قیامت اس لئے ہوگی کہ وہ اپنی دنیوی زندگی میں بھی حرص ' طمع ' بخل ' سنگدلی ' اور بے دردی کے باعث ' عقل و اخلاق کے معیار سے گر جاتا ہے اور اسی دیوانگی اور جنون میں مکروہ حرکات کرتا ہے جو دوسرے مسلمان بھائیوں کے مفاد کے خلاف ہوتی ہیں ۔

۲ ۔ اللہ پاک نے یہ تنبیہہ اور فیصلہ فرمایا ہے کہ سود کی حرمت کے باوجود جو شخص سود کھاتا رہے گا اور اس روش سے باز نہیں آئے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے[۲۷] جہاں وہ ہمیشہ رہے گا ۔

۳ ۔ سودی کاروبار میں قرض لینے والے کو کاروبار اور سرمایہ کاری میں خواہ نفع ہو یا نقصان ' قرض خواہ کا نہ صرف سرمایہ محفوظ رہتا ہے بلکہ پہلے سے طے شدہ شرح پر ' باقاعدہ سود ملتا رہتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے سرمائے کو سود پر دے کر خوب کمائی کر رہا ہے ' لیکن اصل کمائی اور سرمائے میں حقیقی اضافہ اور نشو و نما وہ ہے جو اللہ پاک کے مقرر کردہ ضابطے اور طے شدہ حدود کے اندر رہ کر ہو اور

Marfat.com

چونکہ اللہ نے سودی کمائی حرام قرار دی ہے اس لئے انجام کار یہ برباد ہو جاتی ہے[۳۸]
اللہ کے ہاں نشوونما اور فروغ تو "صدقات" کو ملتا ہے جو اللہ کی راہ میں محتاجوں کی ضرورت پر خرچ ہوتے ہیں۔

۴۔ سود خوار اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے کیونکہ وہ اپنے رب کے عطا کردہ مال و دولت کو اس کی رضا مندی اور خوشنودی کی خاطر، اس کی ضرورتمند مخلوق کی کفالت کے لئے خرچ نہیں کرتا اور یوں اپنے رب کی ناشکری کرتا ہے[۳۹]، حالانکہ اس پر واجب ہے کہ اس کے رب نے، اپنی رحمت سے، اسے جو مال و دولت عطا فرمایا ہے، اس کا شکر ادا کرے جس کا اصل طریقہ یہ ہے کہ یہ مال اپنے رب کی امانت سمجھتے ہوئے عین اس کی رضا مندی کے لئے محتاجوں، معذوروں اور محروموں کی کفالت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، خیرات کی شکل میں نہایت فراخ دلی اور جذبہ ہمدردی کے تحت خرچ کرے۔

۵۔ سود کی حرمت اور ممانعت کے باوجود جو لوگ سود خواری سے باز نہیں آتے وہ گویا اللہ پاک کی حکم عدولی اور عدم اطاعت کے مرتکب ہو کر، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مقابل آ کھڑے ہوتے ہیں اور عملاً ان کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہیں۔[۴۰]

سود خواری کے مذکورہ بھیانک نتائج کے پیش نظر اہل ایمان کو چاہئے کہ اس لعنت سے مکمل اجتناب کریں اور اپنے اندر بُری خصلتوں مثلاً زر پرستی، خود غرضی، سنگدلی، اور بے دردی کے بجائے، اعلیٰ اخلاقی اور روحانی صفات پیدا کریں مثلاً دوسروں کے لئے خلوص، ہمدردی، محبت، احسان، مروّت، ایثار، فیض رسانی اور نفع بخشی وغیرہ۔ لہٰذا اگر کسی دوسرے بھائی کو قرض لینے کی ضرورت پڑ جائے تو اسے قرضِ حَسن دیں[۴۱] (اور کسی معاوضہ یا سود کا مطالبہ نہ کریں) نیز اگر مقروض تنگدست ہو تو واپسی کے لئے اسے اس وقت تک مہلت دیں[۴۲] جب تک اس کے حالات اتنے بہتر نہ ہو جائیں کہ وہ قرض واپس ادا کر سکے۔ بلکہ اس سے بھی اگلا

Marfat.com

قدم اٹھائیں اور وہ یہ ہے کہ اگر مقروض قرضہ کی واپسی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اسے قرض بالکل معاف کر دیں ' اللہ کے نزدیک یہ عمل بہت پسندیدہ ہے[۲۲] کیونکہ وہ قرض خواہ سے خوش ہو جائے گا اور اسے اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔

اللہ پاک ہمیں مذکورہ بالا تمام بُرے اخلاق و اعمال سے بچائے ' اپنی پناہ میں رکھے اور راستبازی اور دیانتداری سے رزق حلال کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ' یارب العٰلمین !

حوالہ جات

۱ ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (نِسَآء : ۵۸) ۲۔ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُکُمْ بَعْضًا فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَہٗ وَ لْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ (بقرہ : ۲۸۳) ۳۔ وَ الَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَ عَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ (مُؤمنون : ۸) ۴۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (انفال : ۲۷) ۵۔ یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ (مؤمن : ۱۹) ۵ الف ۔ علامہ اقبال ۶۔ وَ لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ (بقرہ : ۱۸۸) ۷۔ وَ اِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ (عادیات : ۸) ۸ ' ۹ ۔ اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَہٗ ۝ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗٓ اَخْلَدَہٗ (ھُمَزہ : ۲ ، ۳) ۱۰۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ (رحمٰن : ۲۶) ۱۱۔ مَا عِنْدَ کُمْ یَنْفَدُ (نَحل : ۹۶) ۱۲ ۔ قُلِ الْعَفْوَ (بقرہ : ۲۱۹) ۱۳ ۔ اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَۃٍ (بَلَد : ۱۶) ۱۴ ۔ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ (تکاثر : ۱) ۱۵ ۔ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (تکاثر : ۲) ۱۶ ۔ حدیث مبارک (مفھوم) ۱۷۔ قبر ۱۸۔ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (یُوْنُس :

۵۸) ۱۹ ـ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ (انعام : ۱۵۲) ۲۰ ـ لَا نُكَلِّفُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (انعام : ۱۵۲) ۲۱ـ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا
النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ (اعراف : ۸۵) ۲۲ـ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اعراف : ۸۵) ۲۳ـ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ
الْمُسْتَقِيْمِ .... وَ اتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ .... (شُعَرَاء : ۱۸۱ تا ۱۸۴)
۲۴ـ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا .... يُخْسِرُوْنَ (مُطَفِّفِيْن :
۱ تا ۳) ۲۵ـ وَ لَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ اِنِّیْٓ اَرٰكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّیْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ (هُود : ۸۴) ۲۶ ـ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (بنی اسرائیل : ۳۵) ۲۷ـ
اَ لَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝ (مُطَفِّفِيْن : ۴ تا ۶) ۲۸ـ وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا
اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا (مائده : ۳۸) ۲۹ ـ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ
اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (مائده : ۳۹) ۳۰ ـ وَ لَا
تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ
اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (بقره : ۱۸۸) ۳۱ ـ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ
فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (مائده : ۹۰) ۳۲ـ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ

Marfat.com

بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَاءَ فِى الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ (مائده : ۹۱) ۳۳۔ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِاللهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ (مائده : ۹۱) ۳۴۔ وَ اَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا (بقره : ۲۷۵) ۳۵ ۔ علامه اقبالؒ ۳۶۔ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِى يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (بقره : ۲۷۵) ۳۷ ۔ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (بقره : ۲۷۵) ۳۸ ۔ يَمْحَقُ اللهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِى الصَّدَقٰتِ (بقره : ۲۷۶) ۳۹۔ وَ اللهُ لَايُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ (بقره : ۲۷۶) ۴۰ ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللهِ وَ رَسُوْلِهٖ (بقره : ۲۷۹) ۴۱ ۔ مَنْ ذَالَّذِىْ يُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا (بقره : ۲۴۵) ۴۲۔ وَ اِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ (بقره : ۲۸۰) ۴۳۔ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (بقره : ۲۸۰)

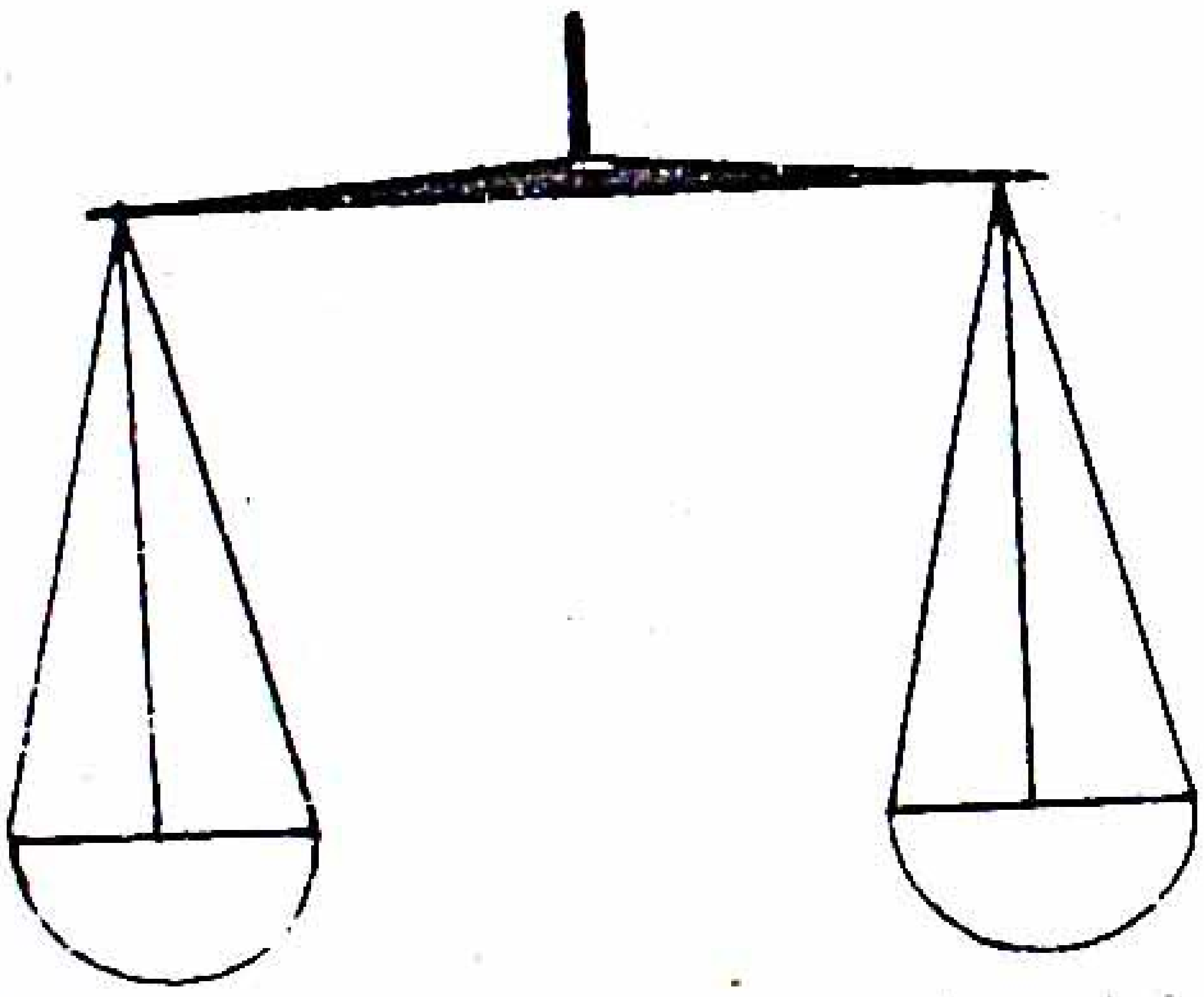

باب ۲۷

بُرے اخلاق و اطوار سے بچو

اللہ پاک نے انسان کو پاکیزہ اخلاق اور صالحہ عادات اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور بُرے اخلاق اور برے اعمال سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ دنیا و آخرت میں ناکامی اور خسارے کا باعث ہوتے ہیں ـ بنیادی طور پر قابل مذمت عادات و منکرات حسب ذیل ہیں ـ جھوٹ ' منافقت' بد عہدی ' بد دیانتی' خیانت' حسد' بغض' غصہ' تکبر' ریا' بدگمانی' غیبت' چغل خوری' بہتان تراشی' فحش کلامی' بخل' طمع' فضول خرچی' ناپ تول میں کمی' چوری' رشوت' قمار بازی' سود خواری' شراب نوشی' زنا' قتل ناحق' ظلم' زیادتی وغیرہ۔ یہاں ہم ان میں سے چند بڑے منکرات کا مختصر ذکر کرتے ہیں۔

جھوٹ نہ بولو

دین اسلام یہ ہدایت کرتا ہے کہ جھوٹ نہ بولو اور اس سے قطعی پرہیز کرو' کیونکہ جھوٹ' درحقیقت کئی برائیوں کی جڑ اور اخلاقی خرابیوں کی بنیاد ہے اور جھوٹ بولنے والا ان سب میں ملوث ہو جاتا ہے اس لئے کہ جس شخص کو یہ عادت پڑ جائے اس سے ہر قسم کی برائی کی توقع کی جا سکتی ہے کیونکہ اس کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ بُرے کام کرتے جاؤ اور جھوٹ بول کر انہیں چھپاتے رہو ـ اس طرح اسے برائیاں چھپانے کے لئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں ' اور یوں وہ جھوٹی باتوں کا ایسا جال بن لیتا ہے جس میں خود ہی بری طرح پھنس جاتا ہے کہ نکل نہیں پاتا

اگرچہ جھوٹا آدمی بظاہر سمجھتا ہے کہ اس نے جھوٹ بول کر' وقتی طور پر فائدہ

Marfat.com

اٹھا لیا ہے لیکن دراصل وہ کئی حقیقی فائدوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ وہ برائی جسے اس نے جھوٹ کا لبادہ پہنا کر چھپا لیا ہے وہ جوں کی توں اس کے اندر موجود رہتی ہے جس کے باعث اس کا اخلاق و کردار گھناؤنا ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ سچ بول کر اپنی غلطی یا جرم تسلیم کر لے اور اس پر نادم ہو تو آئندہ کے لئے وہ یقیناً اس غلطی کے ارتکاب سے بچ جائے گا اور اس کا کردار پاک اور اخلاق بلند ہو جائے گا۔

دراصل جھوٹ سے پرہیز، انسان کی بنیادی ضرورت ہے کیونکہ اس کے برعکس صفت یعنی صداقت ایک طرف تو اللہ پاک کا وصف اعلیٰ ہے اور دوسری جانب انبیاءؑ کرام کا۔ اس لئے جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کا خواہشمند اور دعوے دار ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ اور رسولؐ کریم کی سنت پاک اور اخلاق حسنہ پر کاربند ہو، گویا اطاعت الٰہی کی بنیادی شرط ہے: صدق و سچائی۔

ہمارے صادقؐ و امینؐ، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن جھوٹ اور خیانت کے سوا تمام خصلتوں پر پیدا کیا جاتا ہے۔(۲) (یعنی اس کے کردار میں اور خامیاں تو ہو سکتی ہیں مگر اسے جھوٹ کی عادت نہیں ہو سکتی) آپؐ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا "کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟" آپؐ نے فرمایا "ہاں" (ہو سکتا ہے) پھر پوچھا گیا "کیا مومن بخیل ہوتا ہے؟" فرمایا "ہاں" (ہو سکتا ہے) پھر پوچھا گیا "کیا مومن جھوٹا ہوتا ہے؟" فرمایا "نہیں" ہمارے سچے نبیؐ نے، صدق کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد کیا کہ "جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے (وہ جھوٹ جو ناحق اور ناروا ہو) اس کے لئے جنت کے کنارے ایک محل بنایا جاتا ہے"(۴) اس سے بڑا انعام اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسان سچ بول کر، دنیا میں بھی نیک نام ہو اور آخرت میں بھی کامران و بامراد۔

Marfat.com

جھوٹ کی مختلف صورتیں

جھوٹ کی مختلف شکلیں ہیں جن میں درج ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں ـ انسان کو چاہئے کہ ان سب سے پرہیز کرے ـ

۱ ـ زبان سے جھوٹی بات کہنا، یعنی کوئی ایسی بات یا کلمہ منہ سے نکالنا جو حقیقت و صداقت کے خلاف ہو ـ

۲ ـ جھوٹ کی عملی شکل یہ ہے کہ منہ سے جو کہا جائے اس پر عمل نہ کیا جائے، مثلاً کوئی وعدہ کرنا لیکن پورا نہ کرنا، زبان سے کچھ کہنا اور عمل کچھ اور کرنا ـ

۳ ـ جھوٹ کی ایک اور شکل یہ ہے کہ جو نیت یا مقصد دل میں ہو زبان پر اس سے مختلف یا الٹ بات ہو ـ اسے نفاق کہا جاتا ہے، اور نفاق جھوٹ کی ایک شکل ہے جو دل کا سب سے کریہہ مرض ہے کیونکہ یہ صریح دھوکہ ہے، اور انسان کی اپنی ذات کے لئے بھی اور خلق خدا کے لئے بھی بے حد مُضر ہے ـ اس لئے رسولؐ اللہ نے منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی جھوٹ کو قرار دیا ہے ـ گویا ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ ـ زبان پر کوئی اور بات ہو اور دل میں اس سے مختلف نیت ـ

فریدا کند مصلّا، صُوف گَل، دل کاتی، گُڑ بات
باہر دِسّے چانناں، دل اندھیری رات

بعض لوگ باہر سے پاک صاف اور پرہیزگار نظر آتے ہیں یا نیک بنتے ہیں لیکن اندر سے مَیلے، اور دل کے کھوٹے ہوتے ہیں، اس لئے وہ درحقیقت سچے اہل ایمان نہیں ہوتے، اگر وہ دل سے جھوٹ اور فریب چھوڑ دیں تب وہ باعث تکریم بن سکتے ہیں:

باہر پاک اندر آلودہ، کیا تُوں شیخ کہانویں
کہے حسینؔ جے فارغ تھینویں، تاں خاص مراتبہ پاویں

Marfat.com

۴ - جھوٹ کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ کوئی شخص کسی واقعہ کی حقیقت کا علم رکھتا ہو لیکن بوقت ضرورت اسے ظاہر کرنے کے بجائے خاموشی اختیار کر لے تاکہ لوگ سچی بات سے واقف نہ ہو سکیں -

۵ - جھوٹ کی بدترین صورت یہ ہے کہ آدمی کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دے - اس کی سخت ممانعت ہے - کیونکہ جھوٹی گواہی سے لوگوں کے حقوق تلف ہوتے ہیں -

۶ - جھوٹ کی ایک انتہائی قبیح شکل یہ ہے کہ کسی پاک دامن شخص پر جھوٹی تہمت لگائی جائے جس کے نتیجہ میں اس کی عزت و آبرو مجروح ہو -

۷ - ایک اور شکل ہے : جھوٹی قسم کھانا' تاکہ لوگ اس کی غلط بات کو صحیح مان لیں اور وہ اس طرح ناجائز فائدہ حاصل کر لے - نبیؐ اکرم کا ارشاد مبارک ہے کہ جھوٹی قسم کھانا بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے -

۸ - اسلامی تعلیمات میں اس روش کو بھی جھوٹ قرار دیا گیا ہے کہ ایک آدمی کسی سے جو بات سنے اس کی تحقیق کئے بغیر آگے منتقل کر دے -

۹ - بچے کو بہلانے کے لئے بھی جھوٹ بولنے کی عادت نہیں بنالینی چاہئے ' اور نہ ہنسی مذاق اور خوش طبعی کی شکل میں جھوٹ کو معمول بنانا چاہئے -

جھوٹ کے نتائج و نقصانات

جھوٹ بولنے کے کئی نقصانات ہیں جن میں سے اہم درج ذیل ہیں:

۱ - جھوٹ بولنے والا اللہ اور اس کے رسولؐ پاک کی اطاعت کا حق ادا نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ سچے ہیں ' وہ سچ بولتے ہیں اور جھوٹ سے منع فرماتے ہیں ' اس لئے اطاعت الٰہی اور جھوٹ ایک ساتھ نہیں چل سکتے -

۲ - جھوٹ بولنے والے گنہگار پر شیطان نازل ہوتے ہیں ' اور اس کے دل میں سنی ہوئی جھوٹی باتیں لا ڈالتے ہیں ' گویا جھوٹے پر خدائے رحمان کے بجائے مردود

Marfat.com

شیطان کا غلبہ ہوتا ہے۔

۳۔ جھوٹ بولنے والے اور ناشکرے کو اللہ تعالیٰ راہ ہدایت نہیں دکھاتا' چنانچہ وہ گمراہی میں بھٹکتا رہتا ہے اور منزل سے دور ہو جاتا ہے۔

۴۔ جھوٹ بولنے والے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے' اس سزا سے بچنے کے لئے انسان کو چاہئے کہ جھوٹ سے توبہ کرے اور اس عادت کو چھوڑ دے۔

۵۔ جھوٹ منافقت کی ایک قسم اور نشانی ہے کیونکہ منافقت کا مطلب ہے ظاہر و باطن میں فرق۔ یعنی جو بات دل میں ہوتی ہے زبان پر اس سے الٹ بات ہوتی ہے۔ لہٰذا جھوٹ سے گریز کرنا چاہئے۔

۶۔ جھوٹا آدمی نہ صرف گنہگار ہوتا ہے بلکہ احسان فراموش بھی اور حد سے گزر جانے والا بھی کیونکہ جھوٹ بولنے والا بے شمار برائیوں میں ملوث ہو جاتا ہے اور آخر کار گناہوں کی پوٹلی بن جاتا ہے۔

۷۔ صادقؐ و امینؐ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ میں۔ اور جھوٹ بولتے بولتے آدمی خدا کے ہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے"۔

۸۔ جھوٹی قسمیں کھانے والوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ ان سے بات کرے گا نہ روز قیامت ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ بلکہ انہیں دردناک عذاب ملے گا۔ [۱۵]

اللہ پاک ہمیں کذب بیانی سے بچائے اور ہر عذاب و تکلیف سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

استثنائی صورتیں

جھوٹ بولنا بلا شبہ ایک بڑا گناہ ہے تاہم چند ناگزیر صورتوں میں کراہت کے ساتھ اس کا جواز ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ: "اگر کسی مصلحت کی خاطر

Marfat.com

جھوٹ بولنا ناگزیر ہو تو بھی دل میں اسے مکروہ ہی جاننا چاہئے کہ اس طرح یہ حرام نہیں ہو گا - کیونکہ دل کراہت محسوس کرے گا تو ظاہر ہے کہ اس سے اثر بھی قبول نہیں کرے گا اور نہ خرابی کا شکار ہو گا - اسی طرح نیکی اور فلاح کی خاطر جھوٹ بولا جائے تو اس سے دل کے سیاہ ہونے کا خدشہ نہیں ہوتا ——————

رسولؐ اللہ نے تین صورتوں میں ایسا کرنے کی اجازت دی ہے :

(ا) جنگ کی صورت میں کہ اپنے عزم و ارادہ کے بارے میں ' دشمن کو صحیح خبر نہ دی جائے۔

(ب) اس وقت جب کہ ایک مسلمان دوسرے دو مسلمان بھائیوں کے درمیان صلح کروا رہا ہو' (تو اسے چاہئے کہ ایک کو دوسرے کی طرف سے جہاں تک ہو سکے اچھی بات کہے خواہ اس نے نہ بھی کہی ہو مثلاً یہ کہ : " وہ کہتا تھا کہ میرا دل اس سے صلح کے لئے بے قرار ہے" وغیرہ)

(ج) اس صورت میں کہ کسی کی دو بیویاں ہوں اور وہ ہر ایک سے یہی کہے کہ "مجھے زیادہ محبت تمہی سے ہے" -

حقیقت یہ ہے کہ گو جھوٹ نہیں بولنا چاہئے لیکن "اگر کوئی ایسی صورت در پیش ہو کہ وہاں سچ بولنے سے کسی ایسی بات کا واقع ہو جانا لازمی ہو (یا اس کا احتمال ہو) جو بجائے خود نواہی اور ممنوعات میں سے ہو' تو اسے عدل کے ترازو میں رکھ کر' اندازہ کر لینا چاہئے کہ آیا اس امر کا ظہور میں آنا بہتر ہے یا جھوٹ بولنا زیادہ موزوں ہے' تو پھر اگر اس شے کا نہ ہونا اچھا ہو تو جھوٹ بولنے میں کوئی مضائقہ نہیں مثلاً:

☆ میاں بیوی کے درمیان جھگڑا' یا

☆ مال کا ضائع ہونا' یا

☆ دو آدمیوں کے تعلقات میں بگاڑ' یا

☆ کسی کا خطرناک راز ظاہر ہو جانے کا خدشہ' یا

Marfat.com

☆ ارتکاب گناہ کا بھید کھل جانے پر ذلت و رسوائی وغیرہ کا خوف ہو'

تو ایسی صورت میں جھوٹ بولنا مباح ہے کیونکہ ان امور کا فساد جھوٹ بولنے کے فساد سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے - یہ عین ویسا ہی معاملہ ہے جیسے جان بچانے کے لئے مُردار چیز بھی حلال ہو جاتی ہے ' لیکن اگر معاملہ خاص نازک قسم کا نہ ہو تو جھوٹ بولنا ہرگز مباح نہیں" علاوہ ازیں اگر کوئی مسلمان کفار کے نرغے میں پھنسا ہو اور سچ بولنے سے جان جانے کا خطرہ ہو تو اس وقت بھی جھوٹ بول کر جان بچانا افضل ہے (واللہ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب)

جھوٹ کا علاج

جھوٹ اور اس کے علاوہ ہر گناہ سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ انسان ہر وقت اللہ پاک کے احکام یاد رکھے' اس سے ڈرتا رہے ' اپنے نفس کی باگیں قابو میں رکھے - ہوائے نفس کے پیچھے نہ لگے اور عزم صمیم کرلے کہ جھوٹ بول کر کوئی ناجائز فائدہ حاصل نہیں کروں گا بلکہ راستبازی' سادگی اور قناعت کی زندگی بسر کروں گا - پھر اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ سیدھے راستے کی توفیق مانگتا رہے - اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ سے مکمل طور پر بچنے اور سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے - بُرے اخلاق' برے اعمال اور بُرے انجام سے بچائے - آمین -

حسد نہ کرو

اسلامی تعلیمات میں مسلمانوں کو حسد کرنے سے بھی روکا گیا ہے - اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی یہ خواہش کرے کہ کسی دوسرے شخص کو جو فائدہ یا بھلائی یا فضیلت حاصل ہے وہ اس سے چھن جائے - حسد کا جذبہ عموماً ان وجوہات کی بنا پر پیدا ہوتا ہے :

Marfat.com

☆ کسی شخص کے ساتھ دشمنی ہو۔

☆ کسی دوسرے کو اپنے سے برتر دیکھنے کا حوصلہ نہ ہو اور برداشت نہ کر سکتا ہو۔

☆ یہ جذبہ کہ کمتر شخص ترقی کر کے کہیں برابر نہ ہو جائے' یا

☆ کسی کی بہتر حالت ناگوار گزرے اور کسی کی مصیبت پر خوشی ہو۔

قرآن پاک ہدایت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تم میں سے کسی کو دوسرے سے زیادہ دیا ہے' تو اس کی ہوس یا تمنا نہ کرو۔[16] تاہم یاد رہے کہ صرف آرزو کرنا بُرا نہیں ہے البتہ یہ برا ہے کہ کسی دوسرے کے مرتبے یا مال پر افسوس اور رنج ظاہر کیا جائے' یا دوسرے کی خوشی یا خوشحالی کا زوال چاہا جائے' بلکہ سیدھا راستہ یہ ہے کہ حسد کرنے کے بجائے اپنی ضرورت اللہ سے طلب کی جائے۔ اس کا فضل مانگا جائے[17] اور اس کے لئے کوشش کی جائے۔ اللہ پاک ہر ذی روح کی ضرورت اور حاجت سے واقف ہے اور اس کا فضل بے انتہا ہے۔ اس لئے حسد کرنے کے بجائے اگر انسان اللہ سے دعا کرے تو وہ ضرورت کو پورا کرنے والا ہے کیونکہ اللہ کا دستور یہ ہے کہ اس سے مانگو تو تمہیں دے گا' اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لئے کھول دے گا۔

درحقیقت ہر شخص کا امتحان اور آزمائش' اس کی اپنی حالت میں ہی مطلوب ہے۔ جس کے پاس زیادہ ہے اس کا اس چیز میں امتحان ہے کہ خوشحالی' کشائش اور اللہ کی نعمتوں کی کثرت کے باوجود اس میں حرص و طمع تو پیدا نہیں ہوا' دولت سے محبت تو نہیں بڑھی' مال کو اللہ کی خوشنودی کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے کہ نہیں' کیا امیر کبیر بن کر اترانے اور اکڑنے تو نہیں لگا' فضول خرچی تو نہیں کرتا' حق داروں کو ان کا حق دینے سے تو نہیں رکتا' بخل سے تو کام نہیں لیتا' اپنے رازق کا شکر کرتا ہے کہ نہیں؟ غرض جس کو اللہ نے زیادہ دیا ہے اس کی باز پرس بھی اس کے مطابق ہو گی اور اسے عطا کردہ نعمتوں کے بارے میں سوال ہو گا۔[18]

Marfat.com

اس کے برعکس جسے کم ملا ہے اس کا امتحان اس بات میں ہے کہ کیا وہ صبر' قناعت' سادگی اور میانہ روی سے کام لیتا ہے کہ نہیں ' حسد اور حرص و ہوا سے بچا ہوا ہے کہ نہیں ' حرف شکائت تو زبان پر نہیں لاتا ؟ غرض چھوٹے کو بڑے پر حسد نہیں کرنا چاہئے اور بڑے کو چھوٹے پر نظر حقارت نہیں ڈالنا چاہئے - بلکہ اس فرق میں اللہ پاک کی حکمت اور آزمائش پوشیدہ ہے -

ہر ایک چیز سے پیدا خدا کی قدرت ہے [۱۹]
کوئی بڑا' کوئی چھوٹا یہ اس کی حکمت ہے

حسد کے ناجائز ہونے کے سلسلے میں یہ باتیں قابل توجہ ہیں : [۲۰]

۱ - محبوب خدا ' نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک تم اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو' اور چونکہ کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ خود اسے جو نعمتیں میسر ہیں وہ اس سے چھن جائیں ' لہٰذا کامل ایمان والا شخص بھی یہ نہیں پسند کر سکتا کہ دوسرے مسلمان بھائی کی نعمتیں اس کے پاس نہ رہیں - یا ان میں کمی واقع ہو جائے-

۲ - اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ حسد کا جذبہ' دراصل کسی شخص کے خلاف نہیں ہوتا' بلکہ حقیقت میں یہ مشیت الٰہی اور منشاء خداوندی کے خلاف ہے کیونکہ اللہ پاک نے اپنی مرضی اور تقدیر کے مطابق اپنی نعمتیں مختلف لوگوں کو مختلف مقدار میں عطا کی ہیں' اس لئے اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے نصیب اور قسمت پر عدم اطمینان کا اظہار کرتا ہے تو گویا تقدیر الٰہی کے خلاف ' کینہ رکھتا ہے - لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اپنے دل کو حسد و کینہ سے پاک رکھے کیونکہ رسولؐ کریم نے فرمایا کہ : "تم لوگ حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے" (اللہ پاک ہمیں اس سے بچائے - آمین)

حسد کا علاج

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حسد دل کی بیماریوں میں سے ایک بڑی بیماری ہے لہٰذا اس کا علاج ضروری ہے۔ اس سلسلے میں یہ اقدامات کرنے چاہئیں۔

۱۔ حاسد کو سمجھنا چاہیے کہ اس کے حسد سے محسود کا کچھ نہیں بگڑتا کیونکہ اس کی نعمتیں مثلاً صحت، حسن، دولت، قوت، شہرت، اولاد، اقتدار، ہدایت یا ولایت سب کچھ اللہ پاک کی جانب سے اسے میسر ہیں اور ان میں کمی بیشی صرف اللہ کی مرضی سے ہو سکتی ہے، کسی حاسد کے چاہنے سے نہیں۔ اس لئے حاسد کو سوچنا چاہیے کہ وہ خواہ مخواہ برائی کیوں کمائے؟ کیوں نہ اس کا بھلا چاہ کر ثواب کمائے۔ اس لئے حاسد کو حسد سے توبہ کرنی چاہیے۔

۲۔ حاسد کو سمجھنا چاہیے کہ اس کا جذبہ حسد دراصل کسی نعمت یافتہ شخص کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ نعمت دینے والے، منعم حقیقی اور رزّاق انسانی کے خلاف ہوتا ہے، اس لئے جذبہ حسد ناجائز ہے اور اس سے اللہ پاک کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

۳۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی خیرخواہی اور فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے خلاف حسد رکھتا ہے تو گویا وہ اس کا خیر خواہ تو نہ ہُوا۔ بلکہ ہمدردی، ایثار، محبت اور دردمندی کے بجائے اس کے خلاف بغض و عداوت رکھتا ہے، اپنے دل کو فیاضی و فراخی کے بجائے بخل اور تنگی کا مقام بناتا ہے، اس لئے حسد کا جذبہ ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کی جا سکے۔

۴۔ حسد کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ حاسد کے دل میں کبر و غرور ہوتا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا اس کے ہم پلہ یا اس سے بڑا ہو جائے، یعنی مال و اولاد

Marfat.com

میں ' جاہ و جلال میں ' یا معاشرتی مرتبہ و وقار میں ۔ ایسی صورت میں حاسد کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ دنیا و آخرت میں تکریم و اعزاز کی اصل بنیاد تو تقویٰ اور خوف خدا ہے"[۲۱] ۔ اس لئے دنیوی نعمتوں میں برتری حاصل کرنے کے لئے یا دوسروں سے حسد کرنے کے بجائے زیادہ سے زیادہ اپنے تقویٰ کا معیار بلند کرنا چاہیئے"[۲۲] ۔ اس سے نہ صرف جذبۂ حسد سرد پڑ جائے گا بلکہ وہ شخص نیکو کاری اور پرہیزگاری میں سبقت لے جائے گا ۔ کیونکہ اس کا زاویہ نظر ہی بدل جائے گا ۔

۵ ۔ جذبہ حسد کے باعث دل میں جو خیال و خواہش پیدا ہو حاسد کو چاہیئے کہ اس کے الٹ کام کرے مثلاً اگر محسود کے مقابلے میں تکبر کا جذبہ ہو تو خود عجز و انکسار اختیار کرے' محسود سے نفرت ہو تو اس سے محبت کرنے لگے ' اس کے خلاف غیبت اور عیب جوئی کا جذبہ ہو تو اس کی تعریف و توصیف کرے ' اس کی نعمت کے زوال کا جذبہ ہو تو محسود کی نعمتوں میں اضافہ کے لئے اللہ پاک سے دعا کرے۔

۶ ۔ حاسد کو چاہیئے کہ کوشش کر کے حسد کے جذبے کو زباں پر لانے سے روکے رکھے اور کسی طرح اس کا عملی اظہار نہ کرے ' بلکہ دل میں اس جذبہ کے خلاف کراہت رکھے اور خواہش کرے کہ اللہ اس کے جذبہ حسد کو ختم کر دے ۔ رسولؐ رحمت نے فرمایا : ''کوئی شخص بد شگونی' بدگمانی اور حسد سے خالی نہیں ہو سکتا''۔ پوچھا گیا کہ ان سے نکلنے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا : ''شگون کا خیال پیدا ہو تو جو کرنا چاہتے ہو اس کی وجہ سے اس کو مت چھوڑو ' اور جب بدگمانی پیدا ہو تو اس کو سچ مت سمجھو اور جب حسد پیدا ہو تو ظلم پر آمادہ نہ ہو جاؤ''[۲۳]

حسد اتنی بُری چیز ہے کہ ہمیں حسد کے خلاف اللہ پاک سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی گئی ہے[۲۴] ۔ چنانچہ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو حسد اور دیگر مکروہ جذبات سے پاک کر دے' انہیں اپنے نور معرفت سے منور فرما دے اور حاسدوں کے حسد سے اپنی پناہ میں رکھے ۔ آمین

Marfat.com

غصہ پر قابو رکھو

اللہ پاک نے اہل اسلام کو حکم دیا ہے کہ اپنے غصہ پر قابو رکھو اور حتی الامکان اسے ظاہر نہ ہونے دو۔ ایک اچھے مسلمان کے اخلاقی اوصاف میں یہ دو صفات بھی شامل ہوتی ہیں:

ا۔ جب اسے غصہ آتا ہے تو اسے دبا لیتا ہے[۲۴]، اور

ب۔ جب اسے کسی دوسرے کی غلطی یا کوتاہی پر طیش آتا ہے تو اسے معاف کر دیتا ہے۔[۲۵]

غصہ کے جذبہ کی برائی اور قباحت کا یہ مطلب نہیں کہ انسان سرے سے اس کی جڑ ہی ختم کر دے کیونکہ یہ ممکن ہے نہ درکار، بلکہ اصل مطلوب یہ ہے کہ انسان کے اندر غصہ کا جذبہ موجود رہے لیکن اس پر قابو پا لینے کی نیت اور ہمت ہونی چاہئے۔

غصے پر قابو نہ پانے کے نقصانات

غصہ پر قابو نہ پانے کے کئی نقصانات ہیں مثلاً:

☆ رؤف و رحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "غصہ ایمان کو یوں خراب کر دیتا ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے[۲۶]" ہمیں چاہئے کہ اپنے ایمان کی حلاوت اور سلامتی کو برقرار رکھنے کے لئے غصہ پر قابو رکھا کریں۔

☆ غصہ کئی خرابیوں کا باعث بنتا ہے کیونکہ انسان جذبات کی گرمی اور تیزی میں عقل سے کام نہیں لیتا بلکہ جلدی اور عجلت میں، بلا سوچے سمجھے، کوئی ایسا فعل کر بیٹھتا ہے کہ جب اس کے غلط نتائج سامنے آتے ہیں تو سخت نادم اور

Marfat.com

پشیمان ہوتا ہے' اس لئے انسان پر واجب ہے کہ ہر قدم اٹھانے سے پیشتر' ٹھنڈے دل و دماغ سے تدبّر کرے اور پھر اس پر عمل کرے -

☆ اسلامی تعلیمات کی رو سے غصہ شیطان کی جانب سے ہوتا ہے جو انسان کا صریح دشمن ہے' اور غصہ دلا کر انسان کو بھٹکانے کی کوشش کرتا ہے' اس لئے انسان کو شیطانی انگیخت سے چوکنّا رہنا چاہئے تاکہ خود بھٹکنے سے بچ جائے -

غصے کا علاج

غصہ پر قابو پانے کے لئے مختلف تدابیر کی جا سکتی ہیں مثلاً جس وجہ سے انسان غیظ و غضب کا شکار بنتا ہو اس کا خاتمہ ضروری ہے - چنانچہ:

۱ - سب سے پہلے تو یہ بات سامنے ہونی چاہئے کہ چونکہ غصہ کا جذبہ انسان کا ازلی دشمن ' شیطان ہی ابھارتا ہے اس لئے انسان کو اپنے خالق و مالک' رب کریم کی پناہ لینی چاہئے[۲۷] اور یہ الفاظ ادا کرنے چاہئیں : اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ : میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں-

۲ - رؤف و رحیم نبیؐ کریم نے ہدایت فرمائی ہے کہ جب انسان کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ وضو کر لے - آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جس کو غصہ آئے وہ اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر غصہ پھر بھی کم نہ ہو تو لیٹ جائے-[۲۸]

۳ - اگر غصہ کی وجہ انسان کا کبر و غرور ہے تو اسے چاہئے کہ عام زندگی میں عجز و انکسار اختیار کرے اور کسی منصب ' دولت ' شہرت ' اقتدار یا اولاد پر گھمنڈ کے باعث اپنے آپ کو دوسروں سے[۲۹] برتر نہ سمجھے' بلکہ دل میں خیال کرے کہ عزت کی اصل بنیاد تو خوش خلقی اور خدا خوفی ہے نہ کہ مال و دولت' یا کوئی اور چیز- چنانچہ یہ خیال کرنے سے انسان کا غصہ سرد پڑ جاتا ہے -

۴ - بعض اوقات ہنسی مذاق اور تمسخر و استہزا کی گفتگو کے دوران بھی ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان کو غصہ آ جاتا ہے ' اس لئے بہتر ہے کہ فضول گوئی اور

Marfat.com

ٹھٹھا مخول سے پرہیز ہی کیا جائے۔

۵۔ بعض لوگوں کو دوسروں کی عیب جوئی یا تنقیص کی عادت ہوتی ہے' جس کے باعث زیر ہدف شخص ناراض ہو جاتا ہے اور پھر دونوں فریق غصہ میں آ جاتے ہیں' ایسی صورت سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی کسی کی عیب جوئی نہ کرے۔

علاوہ ازیں یہ بات ذہن میں رکھے کہ دوسروں کے عیب وہ شخص پکڑے جس کے اپنے اندر کوئی عیب نہ ہو' اور یہ بات ممکن ہی نہیں کیونکہ کوئی شخص عیب سے پاک نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی نقص' خامی یا کمزوری ہوتی ہے اس لئے کسی کو بھی دوسرے کی عیب جوئی کا حق نہیں پہنچتا۔

۶۔ انسان غصہ کے وقت یہ امر سامنے رکھے کہ جو واقعہ غصہ دلانے کا باعث بنا ہے وہ مشیت الٰہی میں ایسا ہی تھا' مثلاً کسی خادم کے ہاتھ سے برتن چھوٹ کر ٹوٹ جائے یا کوئی بڑے سے بڑا نقصان ہو جائے تو مشیت الٰہی کے خلاف غیظ و غضب کا اظہار کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

غرض انسان پر واجب ہے کہ اپنی طبیعت میں اعتدال' تحمل' عجز اور نرمی پیدا کرے اور کبھی اشتعال میں نہ آئے۔ رؤف و رحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

☆ "اصل پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے" [۳۰]

☆ "جس شخص نے اپنی زبان کو بند رکھا' اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو ڈھانک لیتا ہے اور جس نے اپنے غصہ کو روکا اللہ پاک قیامت کے دن اسے اپنے عذاب سے بچائے گا اور جو شخص اللہ کریم سے اپنے گناہ کی معافی اور بخشش چاہے غفور و رحیم اس کے عذر کو قبول کر لیتا ہے" [۳۱]

اللہ عفوّ و کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں غصہ اور دوسرے مکروہ جذبات و خیالات سے پاک رکھے اور ہمارے دلوں کو اپنے نور معرفت سے منور فرما دے۔ آمین۔

Marfat.com

بخل نہ کرو

مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ بخل اور کنجوسی نہ کریں کیونکہ یہ بہت بُری خصلت ہے - بلکہ اس کے بجائے انہیں حکم دیا گیا ہے کہ زکوٰۃ ' صدقات اور خیرات کی شکل میں اپنے اموال حاجتمندوں 'بیواؤں' یتیموں' ناداروں' معذوروں اور مسکینوں کی کفالت اور فلاح و بہبود پر خرچ کریں - اس سلسلے میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ' غنی و حمید نے اہل ثروت کی دولت میں سائلوں اور وسائل سے محروم لوگوں کا حصہ مقرر کر رکھا ہے[۲۲]' جو انہیں ہر حال میں لوٹا دینا چاہیئے کیونکہ یہ ادائیگی ان پر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ یہ ان کا حق ہے جو مارنا نہیں چاہیئے - اس لئے جو شخص بخل کے باعث ان کا یہ حق ادا نہیں کرتا وہ ایک طرف تو خالق کی حکم عدولی کرتا ہے اور دوسری طرف مخلوق کی حق تلفی کرتا ہے - حالانکہ اس طرح بچا بچا کر وہ جو مال اپنے پاس جمع کرتا ہے وہ آخرت میں ہرگز اس کے کام نہیں آئے گا اور عین ممکن ہے کہ وہ دنیا میں بھی اس کے استفادہ سے محروم رہے اس لئے ہمارے خالق و رازق نے یہ واضح فرما دیا ہے کہ مرنے سے پہلے پہلے اس کی راہ میں اپنا مال خرچ کر لو[۲۳] تاکہ وہ تمہارے لئے آخرت میں ذخیرہ بن جائے کیونکہ اس زندگی کے بعد نہ تو "انفاق فی سبیل اللہ" کا موقع ہی ملے گا اور نہ یہ جمع شدہ دولت اس کے کسی کام آئے گی -

بخیل کی خصلتیں

بخل کرنے والے آدمی میں کئی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں - مثلاً طمع' حرص' بے مروتی ' سنگدلی ' تنگ نظری' مفاد پرستی' ذات پسندی وغیرہ - اور وہ متعدد اچھی صفات سے محروم ہو جاتا ہے مثلاً قناعت' ہمدردی' رحم دلی' خیر خواہی' فیاضی اور

Marfat.com

ایثار وغیرہ - ایسے لوگوں میں عموماً درج ذیل خصلتیں نظر آتی ہیں :

۱ - بخیل شخص مال اکٹھا کرنے اور اسے گن گن کر رکھنے میں ہی لگا رہتا ہے[۲۴] اور دیکھتا رہتا ہے کہ کتنا جمع ہو گیا ' گویا وہ اپنی دولت کو بڑھانے کے چکر میں ہی رہتا ہے اور یہی بات اس کی توجہ کا مرکز بنی رہتی ہے -

۲ - بخیل آدمی مال و دولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہو جاتا ہے[۲۵] اور وہ اپنے معاشرتی اور دینی فرائض فراموش کر دیتا ہے حالانکہ سچے اہل ایمان وہ ہیں جنہیں ہر چیز سے بڑھ کر اللہ سے محبت ہوتی ہے اور وہ اس کی راہ میں ہر شے قربان کرنے کو تیار ہوتے ہیں -

۳ - بخیل لوگ میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہیں[۲۶] کیونکہ وہ مال کی محبت میں بری طرح گرفتار ہوتے ہیں اور حقداروں کو ان کا حق نہیں دیتے -

۴ - یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کا مال ہمیشہ ان کے پاس رہے گا ' یا انہیں ہمیشہ زندہ[۲۷] رکھے گا حالانکہ یہ ہرگز ممکن نہیں کیونکہ آخر کار انہیں سب کچھ یہیں چھوڑ کر اگلے جہان کوچ کر جانا ہے -

۵ - بخیل ' یتیموں کی مالی اور اخلاقی مدد کرنے کے بجائے انہیں دھتکارتے ہیں[۲۸] ' گویا ان کے اندر ہمدردی اور رحم دلی نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی ' ان سے کبھی خیر کی امید نہیں رکھنی چاہئے - کیونکہ نیکی صرف وہ شخص کر سکتا ہے جو اپنا مال اور دیگر وسائل اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر آمادہ ہوتا ہے - اس لئے بخیل سے نیکی کی امید نہیں ہو سکتی:

ہیچ خیر از مردک زر کش مجو [۲۹]
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا

۶ - یہ لوگ بھوکے اور فاقہ زدہ مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے ' یعنی انہیں ناداروں پر کوئی ترس نہیں آتا اور بڑی سنگدلی کا مظاہرہ کرتے ہیں -

Marfat.com

۷ ۔ اگر ہمسائے یا عزیز و اقارب استعمال کے لئے کبھی چھوٹی موٹی چیزیں مانگیں تو ہرگز نہیں دیتے اور صاف انکار کر دیتے ہیں۔[۴۰]

۸ ۔ بعض لوگ تنگدستی کی حالت میں اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اگر وہ انہیں فراغت بخشے اور اپنے فضل و کرم سے دولت عطا فرمائے تو وہ اس کی راہ میں خرچ کریں گے لیکن جب اللہ پاک انہیں دولت سے نوازتا ہے تو وہ اپنا (انفاق فی سبیل اللہ والا) وعدہ بھول جاتے ہیں۔[۴۱]

بخل کی سزا

جو شخص بخل کرتا ہے اور اللہ کے دئے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں محتاجوں اور ناداروں کو نہیں دیتا اس کا انجام یہ ہو گا:

۱ ۔ جو شخص بخل کرتا ہے خود اسے ہی اس فعل کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا کیونکہ اللہ پاک تو اس کے مال کا ضرورت مند نہیں ہے[۴۲] البتہ اس کے نامۂ اعمال میں خدا کی نافرمانی لکھ لی جائے گی۔

۲ ۔ بخل کرنے والا جب برے انجام کو پہنچے گا تو اس کا جمع کیا ہوا مال ہرگز اس کی نجات کے کام نہیں آئے گا۔[۴۳] کیونکہ قیامت کے روز صرف وہ مال فائدہ دے گا جو دنیوی زندگی میں اللہ کے راستے میں خرچ کر کے آگے بھیج دیا ہو گا۔

۳ ۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس برے عمل کی ترغیب دیتے ہیں۔[۴۴] ایسے لوگوں کے لئے رسوا کن عذاب تیار ہے۔ (معاذ اللہ)

۴ ۔ جو شخص اللہ کی بات کا انکار کر کے پیٹھ پھیر جائے اور مال جمع کر کے اسے سینت سینت کر رکھے، آخرت میں اس کا انجام نہایت برا ہو گا۔[۴۵]

۵ ۔ جو لوگ اس مال میں، جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو دیا ہے، بخل کرتے ہیں یہ گمان نہ کریں کہ یہ بخیلی ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ ان کے حق

Marfat.com

میں بدتر ہے۔[۴۶]

۶ ۔ جو لوگ بخل کے باعث ، اپنا مال راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے قیامت کے روز اس مال کا طوق بنا کر ان کے گلے میں پہنایا جائے گا۔[۴۷]

بخل کی وجوہات

بخل کرنے اور اپنا مال اللہ کے حکم کے تحت ضرورت مندوں کی فلاح کے لئے خرچ نہ کرنے کی بڑی بڑی وجوہات یہ ہیں :

۱ ۔ انسانی نفس کے اندر حرص اور تنگی رکھ دی گئی ہے جو اسے انفاق فی سبیل اللہ سے روکتی ہے اور بخل پر مائل کرتی ہے[۴۸] ، لیکن انسان کو سمجھنا چاہئے کہ یہی تو اس کا امتحان ہے یعنی ایک طرف ، نفس کی تنگی ، اور دوسری جانب ، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم ۔ ان دونوں میں باہم کشمکش ہوتی رہتی ہے ۔ چنانچہ جو شخص نفس کی تنگی اور حرص سے بچ نکلے وہ کامیاب ہو[۴۹] جاتا ہے اور جو شخص مال کی محبت کے باعث اس حرص نفس سے مغلوب ہو جائے اور حکم الٰہی کو پس پشت ڈال دے وہ ناکام ہو جاتا ہے ۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ عارضی اور فوری فائدہ کے بجائے مستقل اور ابدی فوائد پر نگاہ رکھے ۔ دور اندیشی اور جبر و صبر سے کام لے کر حرص و ہوس اور تنگی نفس پر قابو پا لے ۔ مال کی محبت میں نہ الجھے ، بلکہ کھلے دل سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو وہ امتحان میں کامیاب ہو جائے گا ۔

۲ ۔ بخل کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایسے لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور قیامت کے روز اللہ کے سامنے حاضر ہونے اور اعمال کا حساب دینے کی حقیقت کو دل سے نہیں مانتے[۵۰] ۔ بس یہی انکار یا شک انہیں اطاعت الٰہی سے محروم رکھتا ہے اور وہ تنگی نفس کا شکار ہو کر اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں ۔

Marfat.com

بخل کا علاج

۱۔ بخل کے عادی کو قرآن مجید کی ایسی آیات ' اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی احادیث کو سامنے رکھنا چاہئے جن میں بخل کی مذمت اور اس قبیح عادت کی سخت سزا بتائی گئی ہے[۵۱]۔ چنانچہ اس انجام کو سامنے رکھنے سے وہ یقیناً اس عادت کو چھوڑ دے گا (انشاء اللہ)

۲۔ اسے چاہئے کہ قیامت کے روز جوابدہی کی حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھے اور ہر کام کرتے وقت سوچ لے کہ کیا یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف تو نہیں۔

۳۔ انسان اس بات پر بھی غور کرے کہ جو لوگ بخل کے عادی تھے وہ اپنی دولت سے خود فائدہ اٹھائے بغیر یا راہ خدا میں خرچ کر کے اپنی آخرت کے لئے زاد راہ بنائے بغیر' اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں کیا ان کا مال ان کی موت کو ٹال سکا؟ یا دنیا میں چھوڑا ہوا مال آخرت میں نجات دلا سکا؟ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ انسان اللہ کے احکام کی تعمیل میں' اپنا مال اس کی خوشنودی کے لئے زکوٰۃ و صدقات کی شکل میں خرچ کرے۔

۴۔ اگر آدمی کی یہ نیت ہو کہ اولاد کے لئے سامان عیش و عشرت جمع کر کے چھوڑ جائے تو اس سلسلے میں یہ بات سوچے کہ بخل کے ذریعے مال جمع کر کے اولاد کے لئے چھوڑ جانے سے شاید اس کے کام نہ آسکے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اولاد اسے عیاشی میں خرچ کر دے بلکہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جس اللہ نے اولاد دی ہے وہ اسے رزق بھی دے گا۔ اس لئے آدمی خود خلاف شریعت مال جمع کر کے اللہ کی حکم عدولی کا کیوں مرتکب ہو؟

سچ تو یہ ہے کہ اہل ایمان کو مال و دولت کے بجائے اپنے خالق و رازق سے محبت ہونی چاہئے ۔ اور اپنا مال اس کی محبت میں بڑی فیاضی اور فراخ دلی سے اس کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے ۔ جیسا کہ صاحب جُود و کرم ' نبی محترم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے اور آپ کے صحابہؓ کرام نے کیا - ہمارے سامنے رحمۃ للعالمینؐ کے انفاق فی سبیل اللہ کی روشن اور تابناک مثالیں موجود ہیں جن کا اتباع کرنا چاہئے - جُود و سخا حضورؐ کی زندگی کا حصہ تھا - آپؐ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور خصوصاً رمضان المبارک میں تو آپؐ کی سخاوت تیز آندھیوں سے بھی زیادہ وسیع ہوتی - آپؐ نے ساری عمر کسی شخص کے سوال پر "نہیں" کا لفظ نہیں فرمایا - اللہ پاک ہمیں بخل کی عادت سے بچائے اور سیدالمرسلینؐ کے کامل اتباع کی توفیق عطا فرمائے - آمین

فضول خرچی نہ کرو

انسان کے خالق و رازق نے ہدایت فرمائی ہے کہ اپنی ضروریات زندگی پر معروف اور مناسب انداز سے روپیہ خرچ کرو لیکن معقول حد سے آگے نہ بڑھو اور فضول خرچی نہ کرو[۵۲] - یعنی مختلف مقاصد کے لئے اور تقریبات' رسوم و رواج اور تہواروں پر زائد از ضرورت روپیہ ضائع نہ کرو' غیر ضروری آرائش' زیبائش' دکھاوے' نمائش اور عیاشی پر خواہ مخواہ دولت نہ اڑاؤ - اس سلسلے میں یہ باتیں قابل توجہ ہیں:

(ا) اللہ پاک فضول خرچ اور اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا[۵۳]' اس لئے انسان کو چاہئے کہ فضول خرچی سے بچے تاکہ اپنے مالک کے ناپسندیدہ لوگوں میں شامل نہ ہو۔

(ب) فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں[۵۴] - حالانکہ شیطان' انسان کا کھلا دشمن ہے اور اسے اپنے مالک کی بغاوت پر اکساتا ہے - لہٰذا انسان کو چاہئے کہ فضول خرچی چھوڑ کر شیطان سے اپنا تعلق توڑ لے -

(ج) شیطان اللہ تعالیٰ کا ناشکرا[۵۵] ہے' اس لئے فضول خرچی کرنے والا بھی ناشکرا بن

Marfat.com

جاتا ہے کیونکہ وہ اللہ کی عطا کردہ دولت کو اس کی ہدایت کے مطابق خرچ کرنے کے بجائے شیطانی طریقے سے خرچ کرتا ہے اور یوں کفران نعمت کرتا ہے۔

عام مشاہدہ یہ ہے کہ کچھ لوگ فضول خرچی کے عادی ہو گئے ہیں اور مختلف مواقع پر بے تحاشا خرچ کر کے روپیہ ضائع کرتے ہیں - اس اسراف کے پیچھے عموماً یہ محرک ہوتے ہیں: بعض ناجائز اور آسان طریقے سے حاصل کردہ روپیہ' چند ہاتھوں میں دولت کا ارتکاز' نمود و نمائش کی خواہش' دوسروں پر تفوّق حاصل کرنے کی ہوس' برادری میں ناک اونچا رکھنے کا جذبہ' عیش کوشی' زکوٰۃ و صدقات کی ادائیگی سے غفلت' اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت وغیرہ - اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض تقریبات پر ان چیزوں کا مظاہرہ ہوتا ہے: ٹھاٹھ باٹھ اور شان و شوکت کے اظہار کے لئے آتش بازی' باجا گاجا' ناچ گانا' چکا چوند زیورات کا استعمال' نہایت قیمتی زرق برق لباس' قسم قسم کے مرغن اور پُر تکلف کھانے' زیب و زینت کا سامان' نہایت قیمتی رہائش اور سواری وغیرہ' نیز بعض فضول مشاغل پر بھی لوگ بے دریغ روپیہ ضائع کرتے رہتے ہیں مثلاً قمار بازی' پتنگ بازی' گھڑدوڑ' شراب نوشی' ورائٹی شو وغیرہ۔

مذکورہ مقاصد کے لئے دولت خرچ کر کے فضول گنوانے کے بجائے' اگر اسے اسلامی تعلیمات کے مطابق خرچ کیا جائے تو وہ عظیم اجر کا باعث بن سکتی ہے - غریبوں' مسکینوں اور محتاجوں کی فلاح پر روپیہ صرف کیا جائے تو معاشرے میں مروت' محبت' ایثار' ہمدردی' نیکی اور اخوت کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں اور غربت' بھوک' ننگ' بیماری اور جہالت کا خاتمہ ہو سکتا ہے - دینی اداروں' درسگاہوں' فنی تربیت کے مرکزوں کے قیام اور اِعلائے کلمۃ اللہ کے لئے روپیہ خرچ کیا جا سکتا ہے اور یہی روپیہ جو فضول خرچی کی نذر ہو کر نہ صرف مُلیا میٹ ہو جاتا ہے' وہ راہ خدا میں خرچ ہو کر غیر فانی اور آخرت کے لئے ذخیرہ بن جاتا ہے -

Marfat.com

اللہ کریم نے اچھے مقاصد کے لئے خرچ کی جانے والی دولت کو "خیر" اور "فضل" کا نام دیا ہے' مگر یہی دولت شیطان کے تابع ہو کر فضول خرچی اور اِسراف کی شکل اختیار کر کے "شر" بن جاتی ہے اور فتنہ و فساد کو تحریک دیتی ہے چنانچہ انسان کو چاہیئے کہ فضول خرچی کے ذریعے اپنے دشمن شیطان کا بھائی نہ بنے بلکہ اپنے خیر خواہ رحمان کا بندہ بنے اور اِسراف و تبذیر سے اجتناب کرے۔

مستحسن اور مطلوبہ روش

اسلامی تعلیمات کے مطابق روپیہ خرچ کرنے کے سلسلے میں صحیح اور مطلوبہ روش یہ ہے کہ انسان نہ تو اسراف کرے نہ بخل' بلکہ اعتدال کے ساتھ اتنا خرچ کرے کہ جائز ضرورتوں کی تسکین بطریق احسن ہو جائے۔ خوراک' پوشاک' رہائش' تعلیم' صحت' تفریح کے تقاضے اچھی طرح پورے ہو جائیں کیونکہ اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل' بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے بین بین معیارِ اعتدال پر قائم رہتا ہے[۵۶]۔ گویا صحیح روش یہ ہے کہ انسان:

☆ ناجائز کاموں پر ہرگز دولت ضائع نہ کرے' عیاشی' قمار بازی' شراب خوری' بے جا آرائش و زیبائش' ریا و نمائش اور غیر ضروری رسوم وغیرہ پر روپیہ نہ لٹائے۔

☆ جائز کاموں پر خرچ کرتے ہوئے بھی حد سے نہ بڑھے بلکہ ضروریات حیات کی تسکین و تکمیل میں سادگی' کفایت' میانہ روی' وقار اور نفاست کو پیش نظر رکھے۔

☆ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی جائز ضرورتوں پر معقول حد تک روپیہ خرچ کرے اور ہرگز کنجوسی سے کام نہ لے کہ استطاعت ہوتے ہوئے بھی گھر والے ناگزیر ضرورتوں کو ترستے رہیں۔

Marfat.com

☆ صدقات و خیرات اور نیکی کے کاموں میں فراخ دلی اور فیاضی سے کام لے کر حتی الامکان زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ کرے لیکن اتنا بھی خرچ نہ کر ڈالے کہ پھر خود ہی ملامت زدہ، عاجز اور بے بس ہو کر رہ جائے ۔[۵۷]

☆ نیک کاموں پر خرچ کرتے وقت مقصد ریا اور دکھاوا نہیں ہونا چاہیے بلکہ صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول سامنے ہونا چاہیے ۔

سرورؐ کائنات کا مبارک طریقہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِسراف اور بخل کو سخت ناپسند فرماتے تھے ۔ آپ کی ذات پاک سادگی، زہد، قناعت، نَفاست، تواضع، ایثار اور جوُد و سخا کا پیکر تھی ۔ آپ کے کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں کوئی تکلف نہ تھا ۔ خوراک اور پوشاک بڑی سادہ ہوتی تھی ۔ فرش یا چٹائی پر بے تکلف نشست فرما لیتے تھے، سامان آرائش ناپسند تھا ۔ وصال مبارک کے وقت جو لباس زیب تن تھا اس میں پیوند لگے ہوئے تھے حالانکہ اس وقت تمام عرب ، اسلامی ریاست کے زیر نگین آ چکا تھا دوسری طرف فیاضی اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ گھر میں نقدی قسم کی کوئی چیز موجود ہوتی تو جب تک ساری کی ساری خیرات نہ کر دی جاتی گھر میں آرام نہ فرماتے ۔ ایک مرتبہ اپنے صحابی حضرت ابوذرؓ سے فرمایا! "اگر اُحد کا پہاڑ میرے لئے سونا ہو جائے تو میں کبھی یہ پسند نہ کروں کہ تین راتیں گزر جائیں اور میرے پاس ایک دینار بھی باقی رہ جائے" ایک دفعہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے دیکھا کہ دُور تک آپ کا بکریوں کا ریوڑ پھیلا ہوا ہے ، اس نے درخواست کی تو آپ نے سب کی سب اسے عطا فرما دیں ۔ غرض مال خرچ کرنے کے سلسلہ میں ہمارے سامنے ہادیٔ اعظم کا اُسوہ حَسَنہ موجود ہے ۔ ہم پر واجب ہے کہ کمال محبت و عقیدت سے آپ کا اتباع کریں ۔ رب کریم ہمیں اس کی توفیق دے ۔ آمین

Marfat.com

شراب نوشی نہ کرو

اللہ پاک نے شراب نوشی کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ شراب اور جوا وغیرہ نجس اور گندے شیطانی کام ہیں اس لئے ان سے بچنا چاہیے[۵۸]۔ شراب خوار اور جوئے باز کبھی فلاح نہیں پا سکتے کیونکہ ان سے نہ صرف لوگوں میں باہمی دشمنیاں پیدا ہو جاتی ہیں بلکہ یہ لوگ اللہ کی یاد اور ادائیگی نماز سے بھی غافل ہو جاتے ہیں

شراب نوشی سے درج ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں :

۱ - شراب نوشی اس قدر ناپاک اور گندا کام ہے کہ اسے شیطانی فعل ہی کہا جا سکتا ہے[۵۹]۔ اس کی نجاست اور نحوست میں کوئی شک نہیں' لہٰذا شراب پینے والے کا ظاہر بھی گندا ہو جاتا ہے اور باطن بھی - دوسروں کو اس سے بدبو آتی ہے - نیز نشہ کے باعث اس کے حواس' اس کی عقل' سوچ اور فکر پر پردہ پڑ جاتا ہے ' اس لئے وہ نامعقول اور غلط حرکتیں کرنے لگ جاتا ہے -

۲ - شراب نوشی سے معاشرے پر نہایت برے اثرات پڑتے ہیں - شرابی نشہ میں بدمست ہو کر آپس میں لڑنے لگتے ہیں - گالی گلوچ' مار کٹائی اور قتل و غارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے - عداوتیں جنم لیتی ہیں[۶۰]- باہمی مروت' محبت اور اخوت کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں - فسق و فجور اور دنگا فساد طول کھینچ لیتا ہے اور معاشرہ کا امن و امان تباہ و برباد ہو جاتا ہے -

۳ - شراب پینے والے' اپنے دینی فرائض سے بھی غافل ہو جاتے ہیں - ظاہر ہے کہ نشے میں مدہوش آدمی نہ نماز کے قریب جا سکتا ہے اور نہ اللہ کے ذکر کی جانب رجوع کر سکتا ہے[۶۱]- حالانکہ ذکر الٰہی اور نماز کی ادائیگی' مسلمانوں کے بنیادی فرائض میں شامل ہیں - اس طرح شراب خوار نہ صرف حقوق اللہ کی ادائیگی نہیں کر سکتا بلکہ حقوق العباد کی صحیح ادائیگی سے بھی قاصر رہتا ہے -

Marfat.com

لہذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اللہ پاک کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے' مذکورہ خطرناک نتائج سے بچنے کے لئے' شراب نوشی سے مکمل اجتناب کرے - کیونکہ ان شیطانی کاموں سے بچ کر وہ دین و دنیا کی فلاح حاصل کر سکتا ہے - ہمارے نبی مطہر اور ہادی اکبر صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوشی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے - اس سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

" اللہ تعالٰی نے لعنت فرمائی ہے شراب پر' اور اس کے پینے والے پر اور پلانے والے پر' اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر' اور کشید کرنے والے پر اور کشید کرانے والے پر' اور یہ ڈھو کر لے جانے والے پر اور اس شخص پر جس کے لئے ڈھو کر لے جائی گئی ہو" [۶۲]

اللہ پاک اہل اسلام کو اس نجس اور ملعون شے کے استعمال سے بچائے - آمین

زِنا نہ کرو

بڑے بڑے گناہوں میں ایک گناہ ہے زنا' جس کی اسلام نے سختی سے ممانعت کی ہے - اور شریعت میں اس کی شدید سزا مقرر کی گئی ہے - یہ ایک ایسا فعل ہے جو انسان کے اخلاق و کردار کو بھی خراب کرتا ہے اور معاشرہ میں بھی نہایت گھناؤنے اثرات و نتائج کا باعث بنتا ہے - اس لئے اسلامی تعلیمات میں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ زنا تو ایک طرف ' زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو[۶۳]' یعنی ان تمام ابتدائی محرکات و موجبات سے بھی دُور رہو جو اس راستے کی طرف لے جاتے ہیں مثلاً: مرد و عورت کی مخلوط مجلسیں' راگ رنگ کی محفلیں اور رقص و سرود کی تقریبیں- علاوہ ازیں یہ امور بھی اس گناہ کا محرک بن سکتے ہیں: بے پردگی' ٹی وی' تھیٹر' فلمیں' فحش لٹریچر' زنانہ تصویروں والے اشتہارات اور اخبارات و رسائل'

Marfat.com

ماڈلنگ کا رواج وغیرہ' لہٰذا ان سب کی روک تھام کا انتظام ہونا چاہیے۔

انسان کے مختلف اعضاء بھی اس گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں لہٰذا ان کی بھی حفاظت کرنی چاہیے مثلاً: آنکھ سے کسی نامحرم کو دیکھنا' کانوں سے نامحرموں کی باتیں سننا اور زبان سے ان کے ساتھ شہوت انگیز باتیں کرنا۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اپنے ہر عضو کی حفاظت کرے' نفس کو قابو میں رکھے' ناجائز خواہشات کو ختم کرے اور اپنے آپ کو اس برے فعل سے پاک اور مُبرا رکھے۔ اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ نیک بندے وہ ہیں جو مختلف گناہوں سے بچنے کے علاوہ زنا سے بھی دور رہتے ہیں اور اس فعل بد کے مرتکب نہیں ہوتے۔ [۶۴]

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ زنا کا ارتکاب ایک بہت بڑا گناہ ہے' اور یہ گناہ کرنے والے کو سخت سزا دی جائے گی اور قیامت کے روز اس کو دوہرا عذاب دیا جائے گا جہاں وہ ہمیشہ ذلت کے ساتھ پڑا رہے گا [۶۵] تاہم اگر کوئی ایسے گناہ سے توبہ کرلے تو اللہ پاک اسے معاف فرما دیتے ہیں۔

توبہ کے ذریعہ معافی

چونکہ انسان کمزور اور ضعیف پیدا کیا گیا ہے' [۶۶] اس لئے یہ طبعی اور نفسانی کمزوریوں کے باعث پوری طرح راہ ہدایت پر نہیں چل سکتا۔ کہیں نہ کہیں ضرور ٹھوکر کھاتا ہے' بھول جاتا ہے' لغزش اور خطا کر جاتا ہے اور اپنی نفسانی اور جنسی خواہشات کے آگے بند نہیں باندھ سکتا۔ اس لئے اللہ پاک نے اس کی کمزوریوں اور مجبوریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے' از راہ مہر و نوازش' توبہ اور اصلاح عمل کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اس کا بڑا کرم ہے کہ وہ بندے کو پلٹ آنے کی مہلت دیتا ہے اور توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ چنانچہ اس کا ارشاد ہے کہ جو کوئی بھی زنا اور اس طرح کے دیگر گناہ کرنے کے بعد توبہ کرلے' گناہ چھوڑ دے اور نیک

Marfat.com

عمل کرنے لگے تو وہ اس کو معاف کر دے گا ' بلکہ وہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے گا کیونکہ وہ بڑا غفور و رحیم ہے ۔[۶۷]

چنانچہ مسلمان کو چاہئے کہ ہر وقت اپنے کردار کو پاکیزہ بنانے میں کوشاں رہے ' اپنے جذبات ' خیالات اور ذہنی رجحانات کی تہذیب و تصویب کرتا رہے ' پاکیزہ لٹریچر کا مطالعہ کرے ' فحش اور مخلوط مجالس سے اجتناب کرے اور خوف خدا کو دل میں بسائے رکھے ۔ تاہم اگر کبھی بھول چوک سے کوئی گناہ کر بیٹھے تو اس سے توبہ کرے اور اللہ پاک سے معافی مانگ لے ۔ غفار و ستّار رب کریم ہمیں تمام گناہوں سے بچائے رکھے ۔ آمین

کسی کو ناحق قتل نہ کرو

خالق کائنات نے انسانی جان کو محترم قرار دیا ہے اس لئے کسی کو ناحق قتل کرنا حرام ہے[۶۸] (ناحق سے مراد یہ ہے کہ شریعت اسلامی نے قصاص یا کسی اور وجہ سے اسے ہلاک کرنا جائز قرار نہ دیا ہو) اسلامی قانون میں ناحق قتل کی سزا بھی مقرر کی گئی ہے ۔ ناحق قتل بہت بڑا گناہ ہے لیکن مشاہدہ میں آتا ہے کہ بعض لوگ غصہ سے مغلوب ہو کر ' لالچ میں آ کر ' یا انتقام کے طور پر ' بڑی سنگدلی سے انسانی جان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں حالانکہ انسانی جان کا کوئی بدل نہیں ہے ۔ بعض دنیاوی امور و معاملات اور زر' زن' زمین کے تنازعات اس گناہ کا باعث بنتے ہیں ۔ چنانچہ اس گناہ کے اہم اسباب یہ ہیں : غصہ' لالچ' انتقام' دوسروں کی شے کو ناجائز طریقے سے ہتھیانے کی کوشش' جائداد کے جھگڑے' کاروباری یا سیاسی عداوتیں' حریفوں کو راستے سے ہٹانے کا جذبہ ' جھوٹی انا کا اظہار' عزیزوں میں سے کسی کے قتل کا بدلہ چکانا' اخلاقی گراوٹ' خوف خدا کی کمی' دنیوی مفادات کا غلبہ' اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت وغیرہ ۔ غرض کچھ لوگ اپنے معمولی معمولی مفاد کی خاطر'

Marfat.com

اتنے بڑے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

لوگوں کو اس گناہ کے ارتکاب سے روکنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیم و تبلیغ سے ان کے اخلاق پاکیزہ بنائے جائیں۔ دلوں میں خوف خدا جاگزین کیا جائے، اقتصادی اور معاشرتی حالات سازگار بنائے جائیں، اونچ نیچ اور طبقاتی تقسیم کو مناسب حدوں کے اندر لایا جائے، عارضی دنیوی مفادات کے غلبے کے بجائے آخرت میں حاصل ہونے والے ثمرات کی اہمیت اجاگر کی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں راستی و سلامتی کی ہدایت دے اور صراط مستقیم پر پوری طرح کاربند ہونے کی توفیق دے۔ آمین

حوالہ جات

۱۔ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (حج : ۳۰) ۲۔ مشکوۃ شریف : باب حِفْظِ اللِّسَان (يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخَالِ كُلِّهَا اِلَّا الْخِيَانَةَ وَ الْكِذْبَ) ۳۔ مشکوۃ شریف : باب حِفْظِ اللِّسَان (فَقِيْلَ لَهٗ اَ يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا) ۴۔ مشکوۃ شریف : باب حِفْظ اللِّسَان (حدیث مبارک ۳۶۱۸) ۵۔ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (اَلْمُنٰفِقُوْن : ۱) ۶۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ (بقرہ : ۱۵۹) ۷۔ حدیث مبارک (كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مشکوۃ شریف) ۸۔ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۙ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ اَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ (شُعراء : ۲۲۲ ، ۲۲۳) ۹۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ (زُمر : ۳) ۱۰۔ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (نُور : ۷) ۱۱۔ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (اَلْمُنٰفِقُوْن : ۱) ۱۲۔ كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ (شُعراء : ۲۲۲) كٰذِبٌ كَفَّارٌ (الزمر : ۳) ۱۳۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

Marfat.com

(مؤمن : ۲۸) ۱۴ ۔ حدیث مبارک (اِنَّ الْکِذْبَ یَھْدِی اِلَی الْفُجُوْرِ) ۱۵۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللهِ وَ اَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا .... وَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (اٰلِ عِمْران : ۷۷) ۱۵ - ۱ ۔ کیمیائے سعادت ، ص : ۶۲۲ (امام غزالیؒ) ۱۶۔ وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰی بَعْضٍ (نِسَآء : ۳۲) ۱۷۔ وَ سْئَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهٖ (نِسَآء : ۳۲) ۱۸۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ (تکاثر : ۸) ۱۹۔ علامه اقبالؒ) ۲۰ ۔ ماخوذ از کیمیائے سعادت) ۲۱۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللهِ اَتْقٰکُمْ (حُجرات : ۱۳) ۲۲۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ (بقره : ۱۴۸) ۲۳ ۔ سیرت النبیؐ (ج ۶ ص ۶۴۷) ۲۳ ۔ ا ۔ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ...... وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (الفلق : ۵) ۲۴۔ وَ الْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ (اٰلِ عِمْران : ۱۳۴) ۲۵۔ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا ھُمْ یَغْفِرُوْنَ (شوریٰ : ۳۷) ۲۶ ۔ مشکوٰۃ شریف ، بَابُ الْغَضَب) ۲۷۔ وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (اَعراف : ۲۰۰) ۲۸۔ مشکوٰۃ شریف : بَابُ الْغَضَب ۲۹۔ ماخوذ ازکیمیائے سعادت) ۳۰۔ حدیث مبارک (مشکوٰۃ شریف : : باب الغضب) ۳۱۔ مشکوٰۃ شریف : باب الغضب (مَنْ خَزَنَ لِسَانَهٗ سَتَرَاللهُ عَوْرَتَهٗ وَ مَنْ کَفَّ غَضَبَهٗ کَفَّ اللهُ عَنْهُ عَذَابَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ مَنِ اعْتَذَرَ اِلَی اللهِ قَبِلَ اللهُ عُذْرَہٗ) ۳۲ ۔ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ (ذاریات : ۱۹) ۳۳۔ وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ

ساعون . ١٠) ٢٤ ـ اَلَّذِی جمع مالاً وَّعدّدہٗ (ھمزہ . ٢) ٢٥ـ و انّہٗ لِحُبِّ
الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ (اَلْعٰدِیٰت : ٨) ٢٦ـ وَ تَاْکُلُوْنَ التُّراث اکلاً لَمّاً (الفجر . ١٩
٢٧ـ یَحْسَبُ اَنَّ مَا لَہٗ اَخْلَدَہٗ (ھُمزہ : ٣) ٢٨ ـ فَذٰلِکَ اَلَّذِی یَدُعُّ اَلْیَتِیْمَ ہ
وَ لَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ (مَاعُوْنَ : ٢ ، ٣) ٢٩ ـ علامہ اقبالؒ ٣٠:
یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (ماعون : ٧) ٣١ـ وَ مِنْھُمْ مَّنْ عٰھَدَ اللہُ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِہٖ
.... بَخِلُوْا بِہٖ وَ تَوَلَّوْا وَّ ھُمْ مُّعْرِضُوْنَ (توبہ : ٧٥ ، ٧٦) ٣٢ـ وَ مَنْ یَّبْخَلْ
فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِہٖ وَ اللہُ الْغَنِیُّ (مُحَمَّدٌ : ٣٨) ٣٣ـ وَ اَمَّا مَنْ بَخِلَ
.... وَ مَا یُغْنِیْ عَنْہُ مَالُہٗٓ اِذَا تَرَدّٰی (لَیل : ٨ ، ١١)٣٣ـ اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ
.... اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ... (نِسَآء : ٣٦ ، ٣٧) ٣٥ـ
تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰی ہ وَ جَمَعَ فَاَوْعٰی (معارج : ١٧ ، ١٨) ٣٦ـ وَ لَا
یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ .... بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ (اٰلِ عمران : ١٨٠) ٣٧ـ
سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (اٰلِ عمران : ١٨٠) ٣٨ـ اِذًا لَّاَمْسَکْتُمْ
خَشْیَۃَ الْاِنْفَاقِ وَکَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا (بنی اسرائیل : ١٠٠) وَ اُحْضِرَتِ
الْاَنْفُسُ الشُّحَّ (نِسَآءِ : ١٢٨) ٣٩ـ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمْ
الْمُفْلِحُوْنَ (تَغَابُن : ١٦) ٥٠ـ وَ لَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ ..... وَکُنَّا نُکَذِّبُ
بِیَوْمِ الدِّیْنِ (مُدَّثِّر : ٣٣ ، ٣٦) ٥١ـ ماخوذ ازکیمیائے سعادت ٥٢ـ کُلُوْا وَ

Marfat.com

اشْرَبُوْا وَ لاَ تُسْرِفُوْا (اعراف : ٣١) ٥٣- اِنَّهٗ لاَيُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (اعراف ٣١) ٥۴- وَ لاَ تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ٥ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْآ اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ (بنی اسرائیل : ٢٦ ، ٢٧) ٥٥- وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (بنی اسرائیل : ٢٧) ٥٦- و الَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (فرقان : ٦٧) ٥٧- وَ لاَ تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لاَ تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (بنی اسرائیل : ٢٩) ٥٨ - يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلاَمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (مائده : ٩٠) ٥٩- رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (مائده : ٩٠) ٦٠- اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ (مائده : ٩١) ٦١- وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (مائده : ٩١) ٦٢- حدیث مبارک ٦٣- وَ لاَ تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِيْلاً (بنی اسرائیل : ٣٢) ٦۴- وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ .... وَ لاَ يَزْنُوْنَ (فرقان : ٢٥) ٦٥- وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ٥ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا (فرقان : ٦٨ ، ٦٩) ٦٦- وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (نساء : ٢٨) ٦٧- اِلاَّ مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (فرقان : ٧٠) ٦٨- وَ لاَتَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلاَّ بِالْحَقِّ (انعام : ١٥١ ، بنی اسرائیل : ٣٣)

Marfat.com

باب ۲۸

باہمی تعلقات خراب نہ کرو

رب العالمین اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی برکت سے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں[۱] - اس لئے ان پر لازم ہے کہ آپس میں بھائیوں جیسے ' نہائت خوشگوار اور محبت آمیز تعلقات رکھیں - رحمۃ للعالمینؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ " ہر مسلمان پر ' دوسرے مسلمان کی جان ' مال اور عزت حرام ہے " اور " اہل ایمان کی مثال ' باہمی محبت ' وابستگی اور ایک دوسرے پر رحم و شفقت کے معاملے میں ایسی ہے جیسے ایک جسم کی حالت ہوتی ہے کہ اس کے کسی عضو کو بھی تکلیف ہو تو سارا جسم بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے "[۲] گویا ہم نے محبوبؐ حجازی ' نبی امیؐ سے دل لگا رکھا ہے لہذا اس رشتے کی بدولت ' ہم سب مسلمان ' ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے ہیں :

دل بہ محبوبؐ حجازی بستہ ایم[۳]
زیں جہت با یک دگر پیوستہ ایم

اس لحاظ سے تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایک دوسرے کے لئے ہمدردی ' غمگساری ' خیر خواہی اور ایثار کے جذبات رکھیں ' اور ایسے طور طریقے اختیار کریں جو باہمی الفت اور محبت بڑھانے میں مدد دیں اور ان تمام باتوں سے پرہیز کریں جن کے باعث باہمی تعلقات خراب ہو جانے کا ڈر ہو ' چنانچہ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ[۴] :

۱ - مرد ' دوسرے مَردوں کا مذاق نہ اڑائیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہتر ہوں -

۲ - عورتیں ' دوسری عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں کیونکہ عین ممکن ہے کہ وہ ان

Marfat.com

سے بہتر ہوں ۔

۳ ۔ تم آپس میں ، ایک دوسرے پر ، طعن نہ کرو ۔

۴ ۔ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کرو ۔

۵ ۔ آپس میں بدگمانی نہ کرو ۔

۶ ۔ دوسروں کی خامیوں یا کوتاہیوں کی ٹوہ نہ کرو ۔

۷ ۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو ۔

ہم یہاں ان بُرے اخلاق و اطوار کو مختصر طور پر بیان کرتے ہیں :

ایک دوسرے کا تمسخر نہ اڑاؤ

مسلمانوں کو ایک دوسرے کا تمسخر اڑانے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ اس سے ، باہمی تعلقات خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے ، ہو سکتا ہے جس کو حقیر سمجھ کر ، تمسخر کا نشانہ بنایا جا رہا ہے ، وہ اپنی اخلاقی خوبیوں کے لحاظ سے ، مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہو ، کیونکہ انسان کی بڑائی اور عزت کا دارومدار اس کے نسب ، حُسن ، مال ، اولاد ، شہرت ، شوکت ، منصب اور اقتدار پر نہیں بلکہ تقویٰ اور پرہیزگاری پر ہے :

نیک عمل رتھیں عزتاں رلن اگّے ، ہونی پُچھ نہ ذات برادری اے
ایسا جنگ نہ ہور ، ہدایت اللہ ، نفس مارنا بڑی بہادری اے

اس لئے اگر کوئی شخص ادنیٰ ، کمزور ، معذور ، سادہ ، کم عقل ، بدصورت ، غریب ، گمنام ، بے وسیلہ اور محتاج ہو لیکن اخلاقی اوصاف سے متصف ہو ، متقی اور پرہیزگار ہو ، راستباز اور نیکو کار ہو ، دوسروں کا ہمدرد اور غمگسار ہو تو اللہ کے نزدیک وہ صاحب عزت اور قابل احترام ہے ، اس لئے مذاق اڑانے والوں کو تمسخر اور استہزاء کے ذریعہ ، ہرگز کسی کی دل آزاری نہیں کرنی چاہئے ، مذاق اڑانے

Marfat.com

میں یہ فعل شامل ہیں : زبان سے کسی کو "مخول" کرنا ' کسی کے دیکھنے' بولنے ' چلنے یا کسی اور حرکت کی نقل اتارنا ' اس کی شکل و صورت پر ہنسنا ' یا اس کی کسی خامی اور کمزوری کو اچھال کر تمسخر اڑانا ' غرض کسی آدمی کو حقیر سمجھ کر اس کا مذاق اڑانا ۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مرد اپنی محفلوں کے اندر ' جب خوش گپیوں میں مصروف ہوں تو کسی شخص کو اپنے تمسخر کا نشانہ بنا لیتے ہیں جس سے اس کی تذلیل و تحقیر ہوتی ہے ۔ اسی طرح عورتیں بھی ' آپس میں کسی دوسری عورت کی کوئی نہ کوئی کمزوری پکڑ کر ' اسے تضحیک کا نشانہ بنا لیتی ہیں جو اس کی دل آزاری اور رسوائی کا باعث بنتا ہے ۔ اس کے نتیجہ میں ' بعض اوقات لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور باہمی تعلقات خراب اور کشیدہ ہو جاتے ہیں ۔ لہٰذا یہ روش بالکل ناجائز ہے اور اس سے باز رہنا چاہیئے ۔ جو لوگ اس قبیح عادت کو چھوڑ دیں اور توبہ کر لیں ' اللہ پاک ان کی توبہ قبول فرما لیتا ہے [۱]

ایک دوسرے پر طعن نہ کرو

مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ ایک دوسرے پر طعن نہ کریں کیونکہ اس طرح بھی باہمی تعلقات خراب ہو جاتے ہیں ۔ طعن و تشنیع میں کئی باتیں شامل ہیں مثلاً : کسی کا عیب اس کے منہ پر سنانا ' کسی کا کوئی پرانا ناگوار واقعہ ' طعن کے انداز سے یاد دلانا ' کسی پر اعتراض کرنا ' الزام رکھنا ' طنز کرنا ' کسی کی کمزوری اچھالنا ' یا انتقامی جذبہ سے اس کی تحقیر کرنا ۔ ان تمام باتوں سے روکا گیا ہے ' اس لئے ایک شریف النفس اور سلیم الطبع مسلمان کے لئے واجب نہیں کہ وہ دوسروں کو کسی بات کا طعنہ دے ۔

اہل ایمان کو اس بات کی بھی اجازت نہیں کہ وہ ایک دوسرے کو "برے

القاب" سے پکاریں یعنی کسی شخص کو ایسا نام دے دیا جائے جو اسے ناگوار گزرتا ہو مثلاً کسی کو کانا یا اندھا یا لنگڑا یا ٹھنگنا کہنا - کچھ لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ اپنے عزیزوں ' دوستوں ' شناساؤں یا ملاقاتیوں کے اصل نام کے بجائے از راہ تفنن بے تکلفی سے ' ان کے کسی نہ کسی عیب یا نقص کی نسبت سے کوئی الٹا سیدھا نام رکھ چھوڑتے ہیں - ایسے القابات سے بھی دوسروں کی تذلیل ہوتی ہے اس لئے ان سے پرہیز کرنا چاہئے - بعض لوگ دوسروں کے لئے بُرے بُرے نام رکھنے میں مشہور ہوتے ہیں اور اپنی عادت کے مطابق ' دوسروں کے نام کے ساتھ کوئی نہ کوئی ' تحقیر آمیز القاب بطور لاحقہ یا سابقہ جڑ دیتے ہیں - یہ خصلت اور شہرت قابل مذمت ہے اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ دوسرے کو اس کے صحیح نام سے پکارے -

بدگمانی نہ کرو

مسلمانوں کو یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ آپس میں زیادہ گمان کرنے سے پرہیز کریں کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں ' لہٰذا ہمیں چاہئے کہ دوسروں کے بارے میں محض قیاس آرائی سے ہی ' ان کے چال چلن یا اخلاق و سیرت کی نسبت بدگمانی نہ کر لیا کریں ' بلکہ زندگی میں ان کا عام رویہ دیکھنا چاہئے اور ان کے بظاہر بُرے اعمال کے ساتھ نیک اعمال پر بھی نگاہ رکھ کر رائے قائم کرنی چاہئے ' گویا کسی کی نسبت بات کرتے وقت ' ابتدا ہی بدگمانی سے نہ کرنی چاہئے -

تجسّس نہ کرو

مسلمانوں کو باہمی طور پر تجسّس کرنے ' ایک دوسرے کے راز معلوم کرنے ' عیب ڈھونڈنے اور دوسروں کے حالات کی ٹوہ لگانے سے بھی منع فرمایا گیا ہے کیونکہ کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے بھائیوں کے پوشیدہ راز معلوم کر

Marfat.com

کے انہیں اِفشا کرے یا ان کے جو عیب ' کمزوریاں ' خطائیں یا گناہ لوگوں کی نگاہوں سے مخفی ہیں یا ستّار و غفار اللہ نے انہیں ڈھانپ رکھا ہے ' ان کی کھوج لگا کر ڈھونڈ نکالے اور اس کی پردہ دری کرے ۔ کسی کی ذاتی زندگی یا گھریلو معاملات کے بارے میں ' بہ تکلُّف اس کی کمزوریاں ' مجبوریاں تلاش کرنا یا ان کی ٹوہ میں لگے رہنا ' نہائت گھٹیا حرکت ہے اور اس سے باہمی تعلقات خراب ہو جاتے ہیں لہٰذا اس سے پرہیز لازم ہے ۔ اس ضمن میں رؤف و رحیم نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ یہ ہیں : "

ا ۔ جب کسی شخص کے متعلق تمہیں کوئی برا گمان ہو جائے تو اس کی تحقیق نہ کرو'

ب ۔ جس نے کسی کا کوئی مخفی عیب دیکھ لیا اور اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسا ہے جیسے کسی نے ایک زندہ گاڑی ہوئی بچی کو موت سے بچا لیا ۔

ج ۔ مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کی کھوج نہ لگایا کرو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیب ڈھونڈنے کے درپے ہوگا اللہ اس کے عیوب کے درپے ہو جائیگا ۔

چنانچہ ہر شخص کو چاہیئے کہ خدا سے ڈرے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے عیبوں کی ٹوہ لگانے کے بجائے ' خود اپنی کمزوریوں اور خامیوں پر نگاہ رکھے ' اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتا رہے کیونکہ کوئی آدمی بھی ' عیب سے پاک نہیں ' لہٰذا اول تو ' دوسروں کے عیوب کی ٹوہ لگانی نہیں چاہیئے اور اگر کسی کو وعظ و نصیحت کرنا مقصود بھی ہو تو زبان میں تاثیر تب پیدا ہو گی جب انسان خود پاک صاف اور خوش اخلاق ہو :

ک کِسے دے عیب کیوں دیکھنی ایں ' مُنہ اپنا پا گریبان اندر
مَنجی اپنی ہیٹھ جے ڈانگ پھیریں ' کویں ڈھونڈ نہ عیب جہان اندر
آپ رُہڑی جاندی بُتّیں دے لوکاں ' ہودے خاک تاثیر زبان اندر
کیتے توں جو عیب ہدایت اللہ ' نہیں کسے دے وہم گمان اندر

Marfat.com

کسی کی غیبت نہ کرو

مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو[۱۲] کیونکہ کسی کی غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا۔ جس طرح مردہ شخص اپنا دفاع اور تحفظ نہیں کر سکتا اسی طرح جس کی پیٹھ پیچھے برائی بیان کی جائے وہ بھی صفائی پیش نہیں کر سکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جس طرح مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے فعل سے شدید نفرت اور گھن آئے گی ایسی ہی نفرت تمہیں غیبت کے عمل سے کرنی چاہیئے۔ غرض کسی بھی مسلمان کی عدم موجودگی میں اس کی خامی یا عیب بیان نہیں کرنا چاہیئے خواہ وہ عیب اس میں موجود ہی ہو۔

غیبت کی پہچان یہ ہے کہ اگر تم کسی شخص کی وہ بات جو اس کی پیٹھ پیچھے کرو، اس کے سامنے کرو تو اسے بُری لگے حالانکہ وہ بات اس میں موجود ہی ہو کیونکہ اگر وہ عیب اس میں موجود نہ ہو لیکن تم اس سے منسوب کرو تو وہ تو بہتان ہو گا۔ غیبت کا مفہوم نبی کریمؐ کی اس حدیث مبارک سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ غیبت یہ ہے کہ:

"تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے جو اسے ناگوار ہو" عرض کیا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات پائی جاتی ہو جو میں کر رہا ہوں تو اس صورت میں آپؐ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا "اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہو تو تُو نے اس کی غیبت کی، اور اگر اس میں وہ موجود نہ ہو تو تُو نے اس پر بہتان لگایا"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ کسی آدمی کی غیر حاضری میں، اس کے کسی واقعی عیب کو بیان کرنا غیبت ہے اور اس پر جھوٹا الزام لگانا بہتان ہے۔ لہٰذا اہل اسلام کو

Marfat.com

ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے ۔ اللہ سے ڈرتے ہوئے اس قسم کی سابقہ خطاؤں پر ندامت اور توبہ کرنی چاہیئے ' اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمالیں گے اور گناہ بخش دیں گے ۔

غیبت کی استثنائی صورتیں : علماء کے نزدیک غیبت کی صرف وہ صورتیں جائز ہیں جو شریعت کی نگاہ میں کسی ناگزیر ضرورت کو پورا کرنے کے لئے درکار ہوں یعنی غیبت نہ کرنے سے ' غیبت کرنے سے بھی زیادہ خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو ' مثلاً :

☆ کوئی مظلوم شخص ' انصاف حاصل کرنے کے لئے ' منصف یا حاکم کے سامنے ظالم کے ظلم کی شکائت پیش کرے '

☆ کسی شخص کے چال چلن کی اصلاح و درستی کے ارادے سے ' اس کے عیب کا ذکر ان لوگوں سے کیا جائے جن سے امید ہو کہ وہ اسے سمجھا بجھا کر اس کی اصلاح کر سکیں گے '

☆ کسی معاملے میں مفتی سے فتویٰ لینے کے لئے کسی شخص کے عیب کا ذکر کرنا پڑے '

☆ عوام الناس کو ' کسی آدمی کے فسق و فجور سے آگاہ کرنا ' تاکہ وہ اس کے شر سے محفوظ رہ سکیں '

☆ ایسے فرد یا افراد کی برائیوں کے خلاف آواز اٹھانا جو فسق و فجور ' گمراہی اور بے دینی پھیلا رہے ہوں ۔

غیبت کی وجوہ اور علاج : اگر کسی شخص کو غیبت کرنے کی عادت ہو تو اسے چاہیئے کہ فی الفور اس سے توبہ کرے اور جس وجہ سے اس مرض میں مبتلا ہے اس پر غور کر کے ' اس کا مکمل علاج کرے ۔ اس سلسلے میں درج ذیل باتیں قابل توجہ ہیں[۱۳] :

1 - سب سے پہلے انسان یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے ' ہمیں غیبت سے منع فرمایا ہے اور اسے بڑا گناہ قرار دیا ہے جس کی سزا ملے گی ' لہٰذا اس سزا کے خوف سے اپنی زبان کو غیبت سے پاک رکھنا چاہیئے ۔

Marfat.com

2 - رسول اکرمؐ کا ارشاد مبارک ہے کہ "غیبت آدمی کی نیکیوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے" یہ کتنی حسرت کی بات ہے کہ انسان محنت کر کے نیکیاں کمائے مگر غیبت کر کے انہیں ضائع کرتا جائے ' حالانکہ مفید و مطلوب یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو انسان نیکیوں کا ذخیرہ کرے کیونکہ اچھے انجام اور قیامت میں کامیابی کی امید نیکیوں سے ہی لگائی جاسکتی ہے -

3 - انسان اس بات پر غور کرے کہ وہ کسی دوسرے کی جو برائی بیان کر رہا ہے کیا خود اس برائی سے پاک ہے ؟ کیا اس میں کوئی اخلاقی عیب نہیں ہے ؟ بفرض محال وہ ایسی برائیوں سے پاک ہو تو اسے اللہ کی دی ہوئی توفیق پر شکر ادا کرنا چاہیئے نہ کہ کسی دوسرے کی غیبت بیان کر کے ' خواہ مخواہ اپنے اعمال نامہ کو ' عیب دار بنائے اور اپنی نیکیاں اس کے کھاتے میں ڈال دے -

4 - بعض اوقات ' لوگ کسی کے خلاف بغض و حسد اور عناد و عداوت کے باعث ' اس کی غیبت کر کے اپنا غصہ ٹھنڈا کرتے اور اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں حالانکہ خود غصہ ' حسد اور عداوت اپنی ذات میں ' اچھے جذبات نہیں ہیں ' اس لئے ایک گناہ کے اوپر دوسرے گناہ کی تہ چڑھاتے جانا عقلمندی نہیں ہے ' بلکہ بہتر ہے کہ انسان غیبت چھوڑ دے -

5 - بعض اوقات کسی آدمی کو اپنا ہمنوا اور موافق حال بنانے کے لئے ' یا اس کی امداد و تعاون حاصل کرنے کی خاطر ' کسی شخص کی غیبت کی جاتی ہے - ایسی غیبت بھی ' انسان کے لئے خسارے کا باعث بنتی ہے کیونکہ اُخروی نجات و کامیابی کے لئے کسی بھی شخص کی امداد اور خوشنودی کام نہیں دے سکتی کیونکہ ہر حال میں زیادہ مفید اور دائمی نفع بخش خوشنودی تو اللہ تعالٰی کی ہوتی ہے ' اس لئے مخلوق سے مدد لینے کی بجائے ' خالق کو راضی کرنا چاہیئے اور اس کی صورت یہ ہے کہ دیگر گناہوں کے علاوہ غیبت سے بھی پرہیز کیا جائے -

6 - بعض اوقات لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی ' غیبت کی عادت ڈال لیتے ہیں اور

Marfat.com

جب دیکھتے ہیں کہ کئی لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں تو سمجھتے ہیں کہ شاید ایسا کرنا (نعوذ باللہ) گناہ نہیں ' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جب قرآن و حدیث سے واضح طور پر ثابت ہے کہ غیبت گناہ ہے تو دیگر لوگوں کے کرنے سے وہ فعل جائز نہیں ہو جاتا۔ علاوہ ازیں یہ بھی قابل توجہ ہے کہ اگر بہت سے لوگ غیبت کر کے ' اپنا نقصان کر رہے ہوں تو کیا ضروری ہے کہ ان کی نقل میں ہم بھی اپنا نقصان کر لیں ؟

7 ۔ بعض لوگ اپنی شخصیت کو ابھارنے اور لوگوں پر برتری حاصل کرنے کے لئے ' دوسروں کی عیب جوئی اور غیبت کرتے ہیں تاکہ سننے والے باور کر لیں کہ غیبت کرنے والے میں یہ عیب موجود نہیں ' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی تکریم کا معیار تقویٰ ' نیکو کاری اور ذاتی خوبیاں ہیں ' دوسروں کی عیب جوئی کر کے اپنے آپ کو نمایاں کرنا ایک منفی طریقہ ہے جو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

غیبت کا کفارہ : انسان کو چاہیئے کہ غیبت جیسے بُرے فعل پر نادم ہو ' اللہ سے توبہ کرے ' آئندہ اس فعل سے رک جائے اور حتی الامکان اس کی تلافی کرے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ غیبت کا کفّارہ یہؔ ہے کہ " جس شخص کی تُو نے غیبت کی ہے اس کی مغفرت کی دعا مانگ اور اس طرح کہہ ! اے اللہ ہمیں اور اسے بخش دے " (**اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَہٗ**) یاد رہے کہ جس طرح غیبت کرنا برا فعل ہے اسی طرح غیبت سننا بھی جائز نہیں ' لہٰذا اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ کسی کی غیبت کرنا چاہے تو اسے نرمی کے ساتھ ' بطریقِ احسنً اس فعل سے روک دو یا خود اس مجلس سے اٹھ جاؤ۔ ایک مرتبہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا : " میرے ساتھیوں میں سے ' کوئی کسی دوسرے کی بات مجھے نہ پہنچایا کرے ' میں چاہتا ہوں کہ جب تم لوگوں میں آؤں تو میرا دل (سب کی طرف سے صاف اور) بے روگ ہو "۔

آپس میں چغلی نہ کھاؤ

اسلامی تعلیمات میں مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ ایک دوسرے کی چغلی نہ

Marfat.com

کھاؤ کیونکہ یہ بہت بُری بات اور گناہ ہے[۱۵]۔ چغلخوری سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ' دو افراد کے درمیان ' سچی جھوٹی باتیں بیان کر کے ' دونوں کے درمیان نفرت پیدا کر دے یا پیدا کرنے کی کوشش کرے ' یعنی رشتہ داروں کے مابین ' دوستوں ' پڑوسیوں ' کاروباری شراکت داروں اور رفقاء کار کے درمیان نفرت کا بیج بو دے اور انہیں آپس میں لڑانے یا تعلقات کشیدہ کرنے کی کوشش کرے ' چونکہ چغلخوری سے معاشرہ میں بگاڑ اور فسق و فجور پیدا ہوتا ہے ' اس لئے چغلخور کو فاسق کہا جاتا ہے اور اللہ پاک نے اہل ایمان کو ہدایت کی ہے کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر یا اطلاع لے کر آئے تو اس کی خوب تحقیق و تفتیش کر لیا کرو تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس خبر کو سچ سمجھ کر ' کوئی ایسا قدم اٹھا لو جو بعد میں پشیمانی کا باعث بنے۔[۱۶]

نبی کریمؐ نے چغلخوری کی سخت مذمت فرمائی ہے اور اہل اسلام کو اس بُری عادت سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ: " چغلخور آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا"[۱۷] لہٰذا ہادیٔ اعظم کی اس تنبیہ سے سبق لینا چاہئے اور چغلخوری کی عادت مکمل طور پر چھوڑ دینی چاہئے۔ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ:[۱۸]

" اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں ' جو چغلیاں کھانے والے ' دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں اور جو اس کے طالب اور ساعی رہتے ہیں کہ اللہ کے پاک دامن بندوں کو کسی گناہ سے ملوث یا کسی مصیبت میں مبتلا کریں"

اگر کوئی شخص ' کسی سے ' غیر حاضر آدمی کی چغلی کھائے تو سننے والے کو درج ذیل ہدایات کی طرف توجہ کرنی چاہئے:[۱۹]

1۔ قرآن مجید میں چغلخور کو فاسق قرار دیا گیا ہے ' اس لئے بہتر تو یہ ہے کہ اس کی بات سنی ہی نہ جائے اور اسے غلط بات کہنے سے روک دیا جائے۔

2۔ اگر چغلخور کوئی بات کہے تو اس پر فوراً یقین نہیں کر لینا چاہئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انسان وہ غیر مصدقہ جھوٹی بات سن کر ' فوری طور پر ایسا رد عمل ظاہر کر دے جس پر بعد میں ' اسے سخت پشیمانی ہو۔

Marfat.com

3 - چغلخور کی غیر معتبر خبر سن کر' انسان کو کسی کے بارے میں بدگمانی کا شکار نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اسلام نے بدگمانی سے منع کیا ہے۔

4 - چغلخور کی بات سن کر' خواہ مخواہ کسی ٹوہ میں نہیں لگ جانا چاہیئے کیونکہ مسلمان کو جائز ضرورت کے بغیر تجسس سے روکا گیا ہے۔

5 - چغلخور کو نصیحت کرنی چاہیئے کہ وہ ایسی عادت سے باز آجائے گویا (نہی عن المنکر یعنی) برائی سے روکنے کا فریضہ سرانجام دینا چاہیئے۔

6 - یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ جو شخص کسی دوسرے کی تمہارے سامنے چغلی کھاتا ہے وہ یقیناً تمہاری بات بھی' دوسروں سے کرتا ہو گا' اس لئے اس کی عادت کی مذمت کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیاں معاف فرمائے اور چغلخوری سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین

کسی پر بہتان نہ لگاؤ

مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ دوسروں پر جھوٹا الزام نہ لگاؤ' بہتان نہ باندھو کیونکہ یہ نہائت مذموم حرکت ہے جس پر شریعت میں سزا مقرر کی گئی ہے' بہتان بازی میں یہ باتیں شامل ہیں:

(ا) کسی بے گناہ شخص کے ذمے 'کوئی ایسا جرم یا گناہ لگا دینا جو اس نے ہرگز نہ کیا ہو یعنی کوئی شخص حسد میں آکر' یا کسی کی نیکنامی کو بٹہ لگانے کی خاطر' ایسا قبیح الزام اس کے سر تھوپ دے جو کہ جھوٹ اور خیانت کی بدترین شکل ہے۔"

(ب) بہتان باندھنے کی ایک شکل یہ ہے کہ کوئی شخص جرم تو خود کرے لیکن اپنا گناہ کسی دوسرے کے سر تھوپ دے اور لوگوں کے سامنے' اپنے آپ کو بے گناہ ظاہر کرنے کی کوشش کرے۔ ایسا کام کرنے والا' بلاشبہ بہت بڑا مجرم ہے اور اپنے سر پر ایک بڑے گناہ کا بوجھ لاد لیتا ہے' اللہ پاک کو ایسے خیانت کار اور گنہگار ہرگز پسند نہیں۔

اگرچہ بہتان باندھنے والا ، اپنے آپ کو ، لوگوں کی نگاہوں میں بری الذمہ قرار دے لیتا ہے اور بظاہر بے قصور بن جاتا ہے لیکن علیم وخبیر اللہ کی نگاہوں سے تو کوئی بات اوجھل نہیں ہوتی ، وہ تو حقیقت کو اچھی طرح جانتا اور مجرم کو پہچانتا ہے۔

بہتان بازی سے ایک طرف تو ان لوگوں کو شدید کوفت اور اذیت ہوتی ہے جن پر کوئی جھوٹی تہمت لگائی جاتی ہے اور دوسری طرف بہتان لگانے والا ، ایک بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جس کی سزا شریعت نے مقرر کر رکھی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس گناہ سے اجتناب کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچنے کی توفیق دے ، آمین۔

فحش کلامی نہ کرو

اسلام میں فحش کلامی سخت ناپسندیدہ فعل ہے اور اس کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو اپنی زبان پاک صاف رکھتے ہوئے ، فحش کلامی سے گریز کرنا چاہیے اور ایسی محفلوں سے بھی گریز کرنا چاہیئے جہاں لوگ عموماً بات بات پر گالی گلوچ سے کام لیتے ہیں ، ایک دوسرے کو مذاق سے ، یا ویسے ہی بے تکلفی سے گالی دیتے ہیں ، یا شہوت کی باتیں کرتے ہیں۔ کچھ لوگ تو بڑی ڈھٹائی سے کسی گالی کو اپنا تکیہ کلام بنا لیتے ہیں اور پوری گفتگو کے دوران اس گالی کی تکرار کرتے رہتے ہیں۔ فحش کلامی کی کئی قباحتیں ہیں:

☆ لوگ عموماً فحش گو سے ملنا جلنا چھوڑ دیتے ہیں اور وہ بدنام ہو جاتا ہے۔

☆ یہ حرکت تہذیب و شائستگی کے انتہائی خلاف ہے اور کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتی۔

☆ لوگ ایک دوسرے کی ضد میں آکر زیادہ گالی بکنے لگتے ہیں۔

☆ بعض اوقات بات بڑھتے بڑھتے نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے۔

☆ فحش گوئی ہرگز اللہ کو پسند نہیں، اس لئے اس سے باز رہنا چاہیئے۔

معلمِ اخلاق، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اچھے اخلاق کی تعلیم دی ہے اور بُرے اخلاق سے منع فرمایا ہے۔ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، تم کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بے جا ہوس کرو، نہ آپس میں حسد کرو، نہ بغض و کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو، بلکہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو" [۲۲]

آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ "جو مسلمان ہے وہ طعنہ نہیں دیتا، لعنت نہیں بھیجتا اور بدزبانی نہیں کرتا" [۲۳]

اللہ پاک ہمیں قرآن وحدیث کی تمام تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے، ہرگناہ سے بچائے، ہماری خطائیں معاف فرمائے اور بغیر حساب مغفرت فرما کر جنت عطا کرے، آمین۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (حُجُرات : ۱۰) ۲۔ تفهيم القران (سُورہ حُجُرات) ۳۔ علامہ اقبالؒ ۴۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ .... هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ٥ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ .... اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (حُجرات : ۱۱، ۱۲) ۵۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

(حُجرات : ۱۳) ٦۔ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (حجرات : ۱۲) ۷۔ وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (حُجُرات : ۱۱) ۸۔ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (حُجرات : ۱۱) ۹۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (حُجرات : ۱۱) ۱۰۔ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا (حُجُرات : ۱۱) ۱۱۔ تفهيمُ القرآن (ج۵ص ۸۹) ۱۲۔ وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ، اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (حُجُرات : ۱۲) ۱۳۔ کیمیائے سعادت)۱۴۔ مشکوٰۃ شریف : باب حِفْظِ اللِّسَانِ ، فصل سوم (اِنَّ مِنْ كَفَّارَةِ الْغِيْبَةِ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنْ اغْتَبْتَهُ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَهُ) ۱۵۔ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ (قلم : ۱۱) ۱٦۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا ..... (حُجرات : ٦) ۱۷۔ معارف الحديث : ج۲ ص ۲۵۳ (لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ) ۱۸۔ معارف الحديث : ج۔۲ ص ۲۸۲) ۱۹۔ کیمیائے سعادت) ۲۰۔ وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا (نِسآء : ۱۰۷) ۲۱ ۔ وَ مَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا (نِسآء : ۱۱۲) ۲۲۔ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ (بقره : ۱۹۷) ۲۳۔ معارف الحديث ج۲ ص۲۱۲) ۲۴۔ سيرت النبیؐ ج٦ ص ٦۸۵)

باب ۲۹

ضلالت و گمراہی کے اسباب اور علاج

کتاب فلاح کے گزشتہ اوراق میں، تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ انسانی زندگی دراصل ایک امتحان ہے جس میں کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و معبود مان کر، اس کی دل و جان سے اطاعت کرے اور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی و راہبر تسلیم کر کے، انؐ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں، انتہائی محبت و عقیدت اور فریفتگی و شیفتگی سے انؐ کا اتباع کرے۔ پچھلے صفحات میں، قرآن و سنت پر مشتمل، رہنمائی کے لئے بعض اہم تعلیمات بیان کی گئی ہیں، وہ معروف اخلاق اور نیک اعمال بتائے گئے ہیں جو ایک مسلمان کو اختیار کرنے چاہئیں اور وہ منکرات اور برُے اطوار ذکر کر دیئے گئے ہیں جن سے دامن بچانا چاہئے۔ اگر سیرت و کردار کو، معروفات کی روشنی میں اور منکرات سے بچ کر تعمیر کیا جائے تو انشا اللہ دنیوی زندگی، جو کہ دار الامتحان اور آخرت کی کھیتی ہے، کامیاب و بامراد ہو گی اور اللہ کے فضل سے انسان کا ٹھکانہ جنت میں بن جائیگا۔

تاہم یہ امر باعث افسوس بھی ہے اور قابل توجہ بھی کہ قرآن مجید کی بصیرت افروز تعلیمات، اور حدیث وسنت کی نہایت پاکیزہ ہدایات کے ہوتے ہوئے، بعض لوگ راہ راست اختیار نہیں کرتے، صراط مستقیم سے ہٹ جاتے ہیں اور ضلالت و گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جس کے باعث وہ پریشانی، اذیت اور اضطراب میں گرفتار رہتے ہیں، عافیت وطمانینت سے محروم، اور کامیابی و کامرانی سے دُور، حقیقی مسرت کو ترستے رہتے ہیں۔ اس گمراہی کے کئی اسباب ہیں جن میں سے چند ایک، ہم یہاں بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ ان سے آگاہ ہو جائیں اور ان سے بچ کر اپنی زندگی کو امن وسلامتی والے دین اسلام کے تابع کر کے، کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں اور اپنی منزل پا لیں۔

Marfat.com

۱- باپ دادا کی اندھی تقلید

بعض لوگوں کی گمراہی کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ سوچ سمجھے بغیر، اپنے آباء و اجداد کے باطل عقائد و اعمال اور جاہلانہ رسوم و روایات کی اندھی تقلید کرتے رہتے ہیں اور کسی مُبلّغ، ناصح یا مُصلح کی تلقین و دعوت پر کان نہیں دھرتے۔ کافر، مُشرک، مُنافق، بت پرست، آتش پرست، ہنود، یہود، عیسائی اور دیگر غیر مسلم محض اس وجہ سے اسلام قبول نہیں کرتے کہ انہوں نے حق و صداقت دیکھنے والی آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کرتے رہتے ہیں اور عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کی صدائے باطن کی طرف، قطعی توجہ نہیں دیتے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے آباء و اجداد، جو کچھ غلط سلط کرتے رہے ہیں وہی (نعوذ باللہ) صحیح راستہ ہے۔ اس لئے وہ اسے پرکھنے، جانچنے اور دین حق کی طرف رجوع کرنے کے بارے میں سوچتے ہی نہیں۔ وہ جب کفر، شرک اور معصیت کا کوئی شرمناک اور غلط کام کرتے ہیں تو یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے، اس لئے ہم روایتی معبودوں اور رسمی طور طریقوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔

بعض مسلمان جو اسلامی تعلیمات پر پوری طرح کار بند نہیں ہوتے، ان کی اولاد اور دیگر اعزا و اقربا بھی، ان کی تقلید میں، اسلامی اخلاق و اعمال اور عبادات و معاملات میں غفلت اور کوتاہی کرتے رہتے ہیں اور یہ کہہ کر سہارا لیتے ہیں کہ ہم نے اپنے بڑوں اور بزرگوں کو اسی طرح زندگی گزارتے دیکھا ہے۔ یہ انداز فکر انتہائی غلط اور مضر ہے، لہٰذا انسان کو چاہئے کہ باپ دادا کی اندھی تقلید کے بجائے، عقل و فہم سے کام لے کر، دین حق اور نور ہدایت کی روشنی میں اپنے

عقائد و اعمال کو استوار کرے - اللہ پاک ہمیں گمراہی سے بچائے اور اپنے سچے دین پر استقامت عطا فرمائے' آمین -

۲- اللہ تعالیٰ کو بھول جانا

بعض لوگوں کی گمراہی اور بدعملی کا ایک بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اللہ ان کا خالق و حاکم ہے اور دنیا میں انہیں امتحان و آزمائش کے لئے بھیجا گیا ہے اور موجودہ زندگی کے خاتمہ پر انہیں اپنے عملوں کا حساب دینا ہو گا - چنانچہ اسی انداز فکر کے باعث' وہ حق و باطل اور جائز و ناجائز میں کوئی تمیز نہیں کرتے اور کسی جوابدہی کے خوف سے بے نیاز ہو کر' نہایت بے لگام زندگی گزارتے ہیں اور آخر کار ناکام و نامراد ہو جاتے ہیں لہٰذا انسان کو سوچنا چاہیئے کہ خالق کائنات نے دنیوی زندگی کو' ہرگز بے مقصد اور بے کار نہیں بنایا' بلکہ یہ اس کی جانب سے ایک امتحان و آزمائش ہے' لہٰذا پوری زندگی ان ضابطوں اور قاعدوں کے تحت گزارنی چاہیئے جو احکم الحاکمین نے وضع فرمائے ہیں - غرض انسان کو اپنے خالق اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت سے ہرگز غافل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ باز پُرس کا تصور ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے - اگر اُخروی جوابدہی پر عقیدہ پختہ ہو اور یہ بات ہر وقت دل و دماغ میں رچی بسی رہے تو انسان گناہ اور گمراہی کی طرف ہرگز مائل نہیں ہوتا بلکہ راہ راست پر قائم رہتا ہے -

۳- عقل و حواس سے کام نہ لینا

گمراہی کی ایک وجہ یہ ہے کہ انسان دیکھنے اور سوچنے سمجھنے کی ان صلاحیتوں سے کام نہیں لیتا جو اسے اللہ نے عطا کی ہیں اور جن سے فائدہ اٹھا کر وہ راہ

ہدایت پا سکتا ہے ' بلکہ وہ غفلت میں پڑا رہتا ہے اور عقل و فہم کو استعمال میں نہیں لاتا۔ اگر انسان اپنے چاروں طرف نظر دوڑائے اور غور و فکر سے کام لے تو اسے راہ ہدایت کی بے شمار نشانیاں اور مثالیں دکھائی دیں گی : ہدایت یافتہ لوگ نظر آئیں گے۔ صحیح عقائد ' عمدہ اخلاق اور نیک اعمال کے اچھے نتائج و ثمرات نظر آئیں گے لیکن گمراہ لوگ ' دل و دماغ سے حق و صداقت کے بارے میں سوچتے ہی نہیں ' آنکھوں سے ' خالق کائنات کی گواہی دینے والی نشانیوں کو دیکھتے ہی نہیں اور کانوں سے راستی و سلامتی کی وعظ سنتے ہی نہیں۔ بس جانوروں کی طرح ' بالکل بے خبر اور بے پروا ہیں ' بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ' کیونکہ جس طرح جانور عقل و فہم سے عاری ہوتے ہیں اسی طرح یہ بھی عقل و دانش ہوتے ہوئے اس سے کام نہیں لیتے اور غفلت میں پڑے رہتے ہیں۔ چنانچہ عقل سے کام نہ لینے والوں پر ' اللہ گندگی ڈال دیتا ہے اور وہ گمراہی میں پڑے رہتے ہیں کیونکہ نصیحت تو دانشمند لوگ ہی قبول کرتے ہیں[8]۔ لہٰذا جو شخص اپنی دنیوی زندگی میں ' دل و دماغ اور عقل و فہم سے کام نہیں لے گا اور ہدایت و بصیرت سے آنکھیں بند رکھے گا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا ' بلکہ ہدایت پانے میں اندھے سے بھی زیادہ ناکام۔ چنانچہ انسان پر لازم ہے کہ وہ اندھوں کی طرح زندگی نہ گزارے بلکہ حواس کے روزن کھولے رکھے ' علم و عقل سے کام لے ' دوسروں کی وعظ و نصیحت اور تلقین و دعوت پر کان دھرے ' انہیں پرکھے ' جانچے اور حق بات کو کھلے دل سے تسلیم کر لے۔ دنیوی زندگی کے مشاغل و مصروفیات میں لگے بندھے معمول کے مطابق اتنا غرق نہ رہے کہ اصل مقصد کی طرف کبھی دھیان نہ دے سکے اور منزل کھوٹی کر لے ' بلکہ اپنے عقائد ' نظریات ' اخلاق اور اعمال کا ' خالق کائنات اور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ نور ہدایت میں جائزہ لے اور تقویٰ و راستبازی اختیار کر کے پوری زندگی دین حق کے تحت گزارے۔

Marfat.com

۴ - غرور و تکبر

بعض لوگوں کی گمراہی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے غرور و تکبر کے باعث ' حق و صداقت کو تسلیم نہیں کرتے ۔ جھوٹی انا کے فریب میں ' سچی بات کو ماننا خلاف شان سمجھتے ہیں ۔ اسے اپنے مقام و مرتبہ سے ہیچ جانتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے منہ موڑ لیتے ہیں اور ہدایت پانے سے انکار کر دیتے ہیں ۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ابلیس نے ' اپنے آپ کو حضرت آدمؑ سے (نعوذ باللہ) برتر سمجھ کر ' انہیں سجدہ نہیں کیا تھا اور اللہ کا حکم ماننے سے منکر ہو گیا تھا ۔ اس نے صرف اس بات پر نظر رکھی کہ حضرت آدمؑ کو مٹی سے اور خود اسے آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور اسی برتری کے غرور میں مبتلا ہو کر ' اللہ کے مقام و مرتبہ کو بھول گیا ۔ اسی طرح بعض لوگ ' اپنے معاشرتی رتبے ' سیاسی اقتدار اور معاشی خوشحالی کے فریب میں آ کر ' غرور و تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور دین حق کی تعلیمات و ہدایات کو (نعوذ باللہ) کمتر سمجھتے ہوئے ' ان پر ایمان لانے اور عمل کرنے سے انکار کر دیتے ہیں ۔ غرض تکبر ' ہدایت اور راستبازی کی راہ میں ' بہت بڑی رکاوٹ بنتا ہے جس کے باعث انسان گمراہ ہو جاتا ہے ' لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ غرور نفس سے دامن بچائے ' جھوٹی انا کی پرورش نہ کرے ' اپنے آپ کو دوسروں سے برتر نہ سمجھے ' بلکہ عجز و انکسار اختیار کرے اور حق و صداقت کے سامنے ' اپنا سر جھکا دے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر سے بچائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت نصیب فرمائے ۔ آمین ۔

۵ - قیامت سے انکار

بعض لوگوں کی گمراہی کی وجہ یہ ہے کہ وہ قیامت اور آخرت کو دل سے

نہیں مانتے[۲] جس کے باعث وہ حق و باطل کے معاملہ میں قطعی بے پروا اور غیر سنجیدہ ہوتے ہیں - وہ سمجھتے ہیں کہ صحیح اور غلط رویے کا فیصلہ صرف دنیوی زندگی کی کامیابی یا ناکامی سے ہی ہوتا ہے ' یعنی جو شخص خوشحال اور فارغ البال ہے ' ذی وقار اور صاحب اقتدار ہے اس کا نظریہ اور رویہ صحیح ہے اور جو مفلس و نادار ہے ' اس کا طور طریقہ غلط ہے - ان کی رائے یہ ہے کہ زندگی بس دنیا ہی کی زندگی ہے ' اس کے بعد انسان مرکر مٹی ہو جائے گا[۳] - عہد رفتہ میں قوم عاد ' قوم ثمود ' قوم لوطؑ اور اسی طرح کی دیگر قومیں آخرت کی منکر رہیں اور راہ ہدایت نہ پاسکیں - غرض جو افراد و اقوام بھی دنیوی زندگی کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور روز قیامت ' اپنے دنیوی زندگی کے اعمال کی جوابدہی کے عقیدے کو تسلیم نہیں کرتے وہ زبردست گمراہی میں مبتلا ہیں[۴] - اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے عقائد ' نظریات ' اخلاق اور اعمال کے سلسلے میں اپنے آپ کو کسی اصول ' ضابطے اور قاعدے کا پابند نہیں سمجھتے ' بھلے برُے میں تمیز نہیں کرتے ' حق و باطل میں فرق نہیں سمجھتے ' سچ اور جھوٹ کی پروا نہیں کرتے - ہر کام صرف اس زاویہ فکر سے کرتے ہیں کہ دنیوی زندگی میں راحت ' فرحت ' خوشحالی اور کامیابی حاصل کی جائے - ان کی سوچ اور کوشش کا مرکز و محور ' صرف دنیوی منفعت ہی ہوتی ہے اس لئے وہ صداقت ' راستبازی ' ایمانداری ' پرہیز گاری ' نیکو کاری ' عدل ' احسان ' ہمدردی اور ایثار جیسی اعلیٰ اور پاکیزہ اقدار و صفات سے محروم رہتے ہیں -

غرض قیامت اور آخرت کا انکار ' ضلالت و گمراہی کا بہت بڑا سبب ہے ' ایسے لوگ اسلام اور اسلامی تعلیمات سے بہت دور ہیں اور ہدایت نہیں پاسکتے ' چنانچہ انسان پر لازم ہے کہ قیامت اور اعمال کی جوابدہی کے عقیدے کو اپنے عقائد میں مرکزی حیثیت دے اور اس حقیقت پر پختہ یقین رکھے کہ اس زندگی کے بعد ' قیامت کے دن ' دنیوی زندگی میں کیے گئے اعمال کی ' ضرور باز پرس ہو گی ' لہٰذا اپنے آپ کو خالق کائنات اور اس کے آخری نبیؐ کے حلقہ اطاعت میں لے

آئے اور ان کے پاکیزہ احکامات کی روشنی میں زندگی گزارے ' رب کریم ہمیں اس کی توفیق دے ' آمین -

۶ - خواہش نفس کو خدا بنا لینا

گمراہی کا ایک سبب یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے نفس کے غلام بن جاتے ہیں اور رب کریم کی اطاعت کے بجائے نفسانی خواہشات کے تابع اور مطیع ہو جاتے ہیں 'گویا اپنے خالق کی عبادت کرنے کی جگہ ہوائے نفس کو اپنا معبود بنا کر' وہ کام کرنے لگتے ہیں جن کا حکم ان کا نفس امارہ دیتا ہے[۱۵] ' یعنی اپنی قوت فکر کو نفس کے زیر کر کے ' سچ اور جھوٹ ' حق اور باطل ' صحیح اور غلط میں تمیز کرنے کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ پاک کی تعلیمات و ہدایات کی کسوٹی پر پرکھنے کے بجائے ' اپنی خواہش کو کسوٹی اور پیمانہ بنا لیتے ہیں - اپنی شکمی اور جنسی خواہشات کی تکمیل اور لذّات کے حصول کے لئے ہر وہ کام کر گزرتے ہیں جو حق پرستی ' خدا ترسی اور راستبازی کے خلاف ہو ' کیونکہ ایسے لوگ صحیح نظریۂ حیات اور ضابطہ اخلاق کے پابند نہیں ہوتے اور نفسانی خواہشات کو قابو میں نہیں رکھتے ' ان کی حالت تو یوں ہے کہ :

گھوڑا نفس دا سخت مُنہ زور تیرا ' کدی اوسدی واگ نہ موڑنائیں
زاہد مفت دا بنیں ہدایت اللہ ' دھون نفس دی مُول نہ توڑنائیں

لہٰذا جو شخص بھی رب کائنات کی عطا کردہ ہدایت اور محسنؐ انسانیت کی رہنمائی کے بغیر ' بس اپنی خواہشات کی پیروی کرے گا وہ بہت بڑا گمراہ ہو گا[۱۶] - لہٰذا ضلالت سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ہوائے نفس کا غلام نہ بنے ' خواہشات کی تکمیل و تسکین کے لئے اندھا دھند قدم نہ اٹھائے ' ناجائز و ناروا کام نہ کرے ' بے سوچ سمجھے غلط آرزوؤں کے پیچھے نہ لگے کیونکہ ہوا و حرص اسے صحیح راستے سے

بھٹکا دیتی ہے۔[۱۷] مال ' دولت ' شان ' شہرت ' اقتدار اور جنس کی بھوک مٹانے کے لئے بھکا دیتی ہے ' اس لئے ہم پر واجب ہے کہ خواہشات نفس پر قابو پائیں ' اپنے نفس کا تزکیہ کریں ' جذبات و اعمال کو حکم الٰہی کے تابع کر دیں ' ہدایت ربانی اور ضابطہ اسلامی کے اندر رہ کر اپنی حاجات و ضروریات پوری کریں - دنیا طلبی ' حرص اور لالچ کو چھوڑ کر ' قیامت کے روز جوابدہی کے لئے تیاری کریں ' کیونکہ امتحان زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے دوبارہ موقع نہیں دیا جائے گا -

پھریں حرص ہوا دا لدیا توُں اج کل ہے کوچ تیار تیرا
پچھوتا وسیں پھیر ہدایت اللہ ' آدن نہیں ہونا دوجی وار تیرا

اللہ تعالیٰ ہمیں ہوائے نفس کا شکار ہونے سے بچائے اور سیدھی راہ کی ہدایت فرمائے ' آمین -

۷ - ترک نماز

گمراہی کی ایک وجہ نماز کو ترک کر دینا بھی[۱۸] ہے کیونکہ نماز کی برکت سے ' مسلمان کی روز مرہ زندگی میں ' اللہ کے ساتھ جو تعلق قائم ہوتا ہے وہ نماز چھوڑنے سے ٹوٹ جاتا ہے ' حالانکہ نماز ہی ایک ایسا وسیلہ اور بندھن ہے جو مومن کو اللہ پاک سے ہر وقت جوڑے رکھتا ہے ' اس کی بدولت وہ اپنے خالق و مالک کے ذکر و شکر میں ' خوف و رجاء میں ' ہدایات و احکامات کی تعمیل میں ' سرگرم رہتا ہے - نماز مومن کی معراج[۱۹] ہے ' غلام کا مالک کے ساتھ ہمکلام ہونے کا اعلیٰ ترین موقع ہے ' اس سے ہدایت مانگنے ' لطف و رحمت طلب کرنے ' عافیت و مغفرت چاہنے کا موثر ترین ذریعہ ہے ' اسے راضی رکھنے ' دل میں بسانے اور اس سے شدید محبت کرنے کا طریقہ ہے ' اس لئے جونہی کوئی شخص نماز ترک کر دیتا ہے وہ ان ساری برکات سے محروم ہو جاتا ہے ' اپنے محور سے دور ہٹ جاتا

Marfat.com

ہے اور عملی تعلق کم ہوتے ہوتے اللہ کا تصور بھی ذہن و قلب میں دھندلا ہو جاتا ہے۔ اپنے آقا اور اپنے دین سے ' اسی دُوری اور غفلت کے باعث ' انسان خواہشات نفس کا غلام بن جاتا ہے' بُرے کاموں سے روکنے والی کوئی طاقت اس پر نگران و نگہبان نہیں رہتی اور وہ اپنے اخلاق و اعمال اور مسائل و معاملات میں حاکم کُل اور ہادیٔ اکبر سے ہدایت لینے کے بجائے ' اپنے نفس سے مشورہ لیتا ہے ' اسی کے پیچھے چلتا ہے اور بالآخر گمراہی کے گڑھے میں جا گرتا ہے ' لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ اپنے رب سے سچا اور پکا رشتہ قائم رکھنے کے لئے نماز کی پابندی کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی پوری توفیق دے ' آمین۔

۸۔ دنیوی نعمتوں کی نوازش

گمراہی کی ایک وجہ ہے : انسان کے پاس دنیوی نعمتوں کی کثرت۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں گمراہ ہوتا تو مجھ پر نعمتوں اور عنایتوں کی اتنی بارش نہ ہوتی ' بلکہ میری دولت و ثروت ' میری عزت و شوکت ' میری نسل و اولاد ' یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ میں اللہ کا مقبول ہوں اور میرے مغضوب ہونے کے یہ آثار نہیں ہیں حالانکہ قابل غور بات یہ ہے کہ اگر اللہ نے اسے مال و اولاد سے نوازا ہے اور اس کا گمان یہ ہے کہ وہ مستقلاً نوازا جاتا رہے گا تو کیا اسے یہ خبر غیب سے مل گئی ہے یا اس نے اس بارے میں اللہ سے کوئی عہد لے رکھا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مال و اولاد ' سب انسانی آزمائش کا ایک ذریعہ ہیں ' یہ قطعی اللہ کا مقبول بندہ ہونے کی نشانی نہیں ہے کیونکہ خدا کی بارگاہ میں مقبولیت کا دار و مدار ' صرف انسان کے تقویٰ پر ہے ' مال و اولاد اور دیگر دنیوی نعمتوں پر نہیں ' خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ ' بلکہ جو شخص ان نعمتوں کو احکام الٰہی کے مطابق استعمال کرے گا وہی ہدایت پائے گا اور آزمائش و امتحان میں کامیاب ٹھہرے گا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام اسباب گمراہی سے بچائے ' آمین -

غرض ضلالت و گمراہی کی متعدد وجوہ ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے اور ان میں سے چند بنیادی اسباب اوپر بیان کر دیئے گئے ہیں - ضلالت کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ حق و صداقت سے منہ موڑنے والے ' دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور حق پرستی و راستبازی کی خاطر ' دنیوی مفادات ' آسائشات اور لذات کو چھوڑنے اور قربان کرنے کو تیار نہیں ہوتے "گویا اپنی بے عقلی اور عاقبت نا اندیشی کے باعث حقیقی اور ابدی فائدے چھوڑ کر ' عارضی اور بے وقعت فائدے سمیٹنے میں لگے ہوئے ہیں اور گمراہی میں بہت دُور نکل گئے ہیں" ' لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ دنیوی مفادات سے بے نیاز ہو کر حق پرستی ' راستبازی ' پرہیز گاری ' خدا ترسی اور دیانتداری اختیار کرے ' اللہ پاک کی رضا جوئی اور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو مقصد حیات بنائے تاکہ روز قیامت سرخرو ہو جائے - اللہ پاک ہمیں ہدایت و عافیت نصیب فرمائے ' آمین -

اللہ کی ہدایت سے منہ موڑنے کا انجام

جو شخص اللہ پاک کی ہدایت سے منہ موڑ لیتا ہے اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کے لئے دنیا میں بھی تنگ زندگی ہو گی اور قیامت کے روز بھی اسے اندھا اٹھایا جائیگا ' وہ کہے گا کہ پروردگار! دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا گیا ' اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب ہماری آیات و ہدایات دنیا میں تیرے پاس آئی تھیں تو تُو نے انہیں بُھلا دیا تھا ' اس لئے آج اسی طرح تجھے بھی بھلایا جا رہا ہے" - تنگ زندگی سے مراد لازماً تنگدستی نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ بے چینی اور اضطراب میں مبتلا رہے گا -

اللہ تعالیٰ ہمیں گمراہی اور بے راہ روی سے بچائے ' صراط مستقیم کی ہدایت

Marfat.com

دے ' اپنی اطاعت اور اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے ' ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے راضی ہو جائے ; آمین ۔

حوالہ جات

۱۔ وَإِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا (اعراف : ۲۸) ۲ ۔ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا (اعراف : ۷۰) ۳ ۔ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا (اعراف : ۵۱) ۴ ۔ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (انفال : ۲۰۵) ۵ ۔ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا .... اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (اعراف : ۱۷۹) ۶ ۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ (انفال : ۲۲) ۷ ۔ وَ يَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ (يونس : ۱۰۰) ۸ ۔ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (رعد : ۱۹) ۹ ۔ مَنْ كَانَ فِىْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل : ۷۲) ۱۰ ۔ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ (اعراف : ۱۳۳) ۱۱ ۔ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (اعراف : ۱۲) ۱۲ ۔ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ (فرقان : ۱۱) ۱۳ ۔ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا (فرقان : ۴۰) ۱۴ ۔ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِى السَّاعَةِ لَفِىْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ (شوریٰ : ۱۸) ۱۵ ۔ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ .... بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (فرقان : ۴۳ ' ۴۴) ۱۶ ۔ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ (قصص : ۵۰) ۱۷ ۔ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

Marfat.com

(صٓ : ٢٦) ١٨۔ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَ اتَّبَعُوا الشَّھَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا

(مریم : ٥٩) ١٩۔ حدیث مبارک : (اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ) ٢٠۔

اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ٥ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ

...... عَھْدًا (مریم : ٧٧، ٧٨) ٢١۔ الَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی

الْاٰخِرَۃِ .... اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ (ابراھیم : ٣) ٢٢۔ وَ مَنْ اَعْرَضَ

عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی

.... وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی (طٰه : ١٢٤، ١٢٥، ١٢٦)

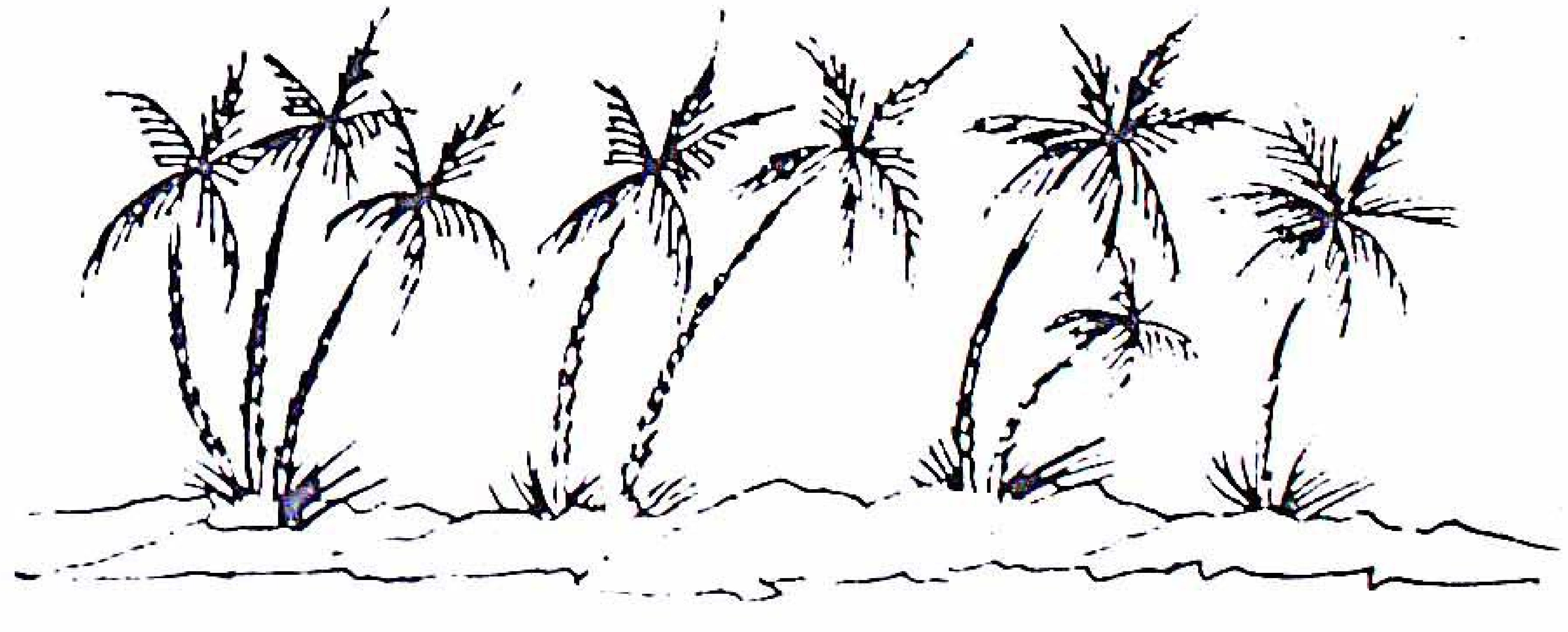

Marfat.com

بہترین اعمال

گذشتہ صفحات میں، پہلے ایسے معروف اخلاق و اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جنہیں اختیار کرنے کا ہمیں اللہ پاک نے حکم دیا ہے، پھر ایسے بُرے اطوار و افعال بیان کئے گئے ہیں جن سے رب کریم نے ہمیں روکا ہے، اب اگلے اوراق میں چند ایسے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جن کی قرآن و حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔

Marfat.com

باب ۳۰

لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو

کتاب فلاح کے آغاز میں انسانی زندگی کا مقصد بیان کرتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ حیات انسانی ' ہمارے خالق و مالک کی جانب سے ' ایک امتحان ہے ' جس میں (قیامت کے روز) کامیابی یا ناکامی کا دارومدار ' انسان کے ان اعمال پر ہے جو وہ دنیا میں انجام دے گا ' چنانچہ جو شخص اپنی زندگی رب العالمین کی عبادت و بندگی اور خاتم النبیینؐ کی اطاعت و پیروی میں گزارے گا وہ کامیاب ہو گا اور جو نافرمانی میں گزارے گا وہ ناکام -

احکم الحاکمین نے اپنی اطاعت کا طریقہ ' اپنے پاکیزہ کلام اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حَسنہ کی شکل میں پیش کر دیا ہے ' چنانچہ قرآن وسنت کی پیروی ہی ' کامیابی کا اصل راستہ ہے ' ان میں جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے ان کی تعمیل ' اور جن سے روکا گیا ہے ان سے پرہیز ' کامیابی کی ضمانت ہے - قرآن وسنت میں متعدد پاکیزہ تعلیمات شامل ہیں جن میں سے اہم اخلاقی صفات (جو ایک مسلمان کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں) کا ذکر اس کتاب میں کر دیا گیا ہے - ان کی مفصل فہرست یہ ہے :

حصولِ علمِ دین ' حقوق اللہ کی ادائیگی (مثلاً نماز ' روزہ ' زکوٰۃ ' صدقات ' حج ' جہاد) حقوق العباد کی ادائیگی (مثلاً والدین کی اطاعت ' بیوی بچوں ' عزیزوں ' پڑوسیوں ' حاجتمندوں ' ناداروں اور دیگر مسلمانوں کے حقوق) خلوص و اخلاص ' خوش خلقی ' تقویٰ ' راستبازی ' نیکوکاری ' صداقت شعاری ' میانہ روی ' حیا ' پاکیزگی ' دیانتداری ' حصول رزق حلال ' ایفائے عہد ' حق پر استقامت ' توکل ' صبر ' شکر ' ذکر ' عدل ' احسان ' ایثار ' عفو ' بدی کا بدلہ نیکی ' اخوت ' مساوات ' مروت ' شجاعت ' فیاضی ' رحمدلی ' تواضع ' انکساری ' خوش کلامی ' متانت ' وقار '

اپنے اور دوسروں کے گناہوں کی پردہ پوشی، انسانوں کی خیر خواہی، نیکی کی تلقین اور بدی سے روکنا وغیرہ۔

اہل اسلام کو جن منکرات یعنی برائیوں سے روکا گیا ہے ان میں سے اہم یہ ہیں: شرک، جہالت، معصیت، ادائیگی حقوق سے غفلت، خود غرضی، بد خلقی، بے راہ روی، جھوٹ، منافقت، خیانت، بے حیائی، بد دیانتی، حرام خوری، ناپ تول میں کمی، فریب کاری، عہد شکنی، بزدلی، کفران نعمت، مفاد پرستی، سنگدلی، بدکاری، بخل، فضول خرچی، سائل کو جھڑکنا، یتیم کو دھتکارنا، تکبر، ریا، کمینگی، غصہ، بغض، کینہ، بدگمانی، غیبت، چغلخوری، طعنہ زنی، عیب جوئی، ناجائز تجسس، پردہ دری، افشائے راز، بہتان تراشی، بے پردگی، فحاشی، فسق و فجور، فحش گوئی، شراب نوشی، قمار بازی، رشوت خوری، سود خواری، چوری، ظلم، جبر، زنا، قتل ناحق اور خود کشی وغیرہ۔

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں، اپنی ذات کو، مذکورہ اخلاقی صفات سے متصف کرے اور منکرات سے پاک کرے تاکہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کا حق ادا کر سکے۔ اگرچہ یہ اوصاف پیدا کرنے میں انسان کا نفس اور شیطان آڑے آتا ہے۔ غفلت، آرام طلبی اور بے پروائی رکاوٹ بنتی ہے، لیکن اگر انسان موت، آخرت اور اللہ کے آگے جوابدہی کے عقیدے کو سامنے رکھے تو کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی، تاہم چونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے، ظالم اور نادان ہے، عجلت پسند اور جلد باز ہے، تھڑ دلا ہے اور شیطان سے دھوکہ کھا جاتا ہے، اس لئے وہ کبھی کبھی راہ راست سے ہٹ جاتا ہے اور برائی کر بیٹھتا ہے، لیکن اسے چاہیئے کہ متنبہ ہو جانے پر فوراً توبہ کر لے، سیدھے راستے کی طرف پلٹ آئے، حسب استطاعت اپنے اخلاق، کردار، اعمال کو پاکیزہ کرنے کی کوشش کرتا رہے، نفس کا تزکیہ اور قلب و روح کو منور کرنے میں، پیہم کوشاں رہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان ہر وقت خدا اور

Marfat.com

آخرت کو یاد رکھے اور "یوم اَلَستُ" (یعنی اطاعتِ الٰہی) کے ازلی وعدے [۶] کو ذہن میں تازہ رکھے اور خوب نیکیاں کما کر اگلے جہاں کے لئے ذخیرہ کرتا رہے:

اوڑک چھڈّ کے جاناں پے تینوں، کسے چیز اُتے دل لا ناہیں
رکھیں رب نوں یاد ہدایت اللہ، پہلے روز دا قول بُھلا ناہیں
ج جاگ سو یلڑے کھول اکھّیں، لمّی واٹ مسافری چلنائیں
اگےّ گھل اسباب آرام پاویں، پچھوّں کسے نے مُول نہ گھلنائیں

یہ بات قابل توجہ ہے کہ مسلمان کی ذمہ داری صرف یہ نہیں کہ فقط اپنے آپ ہی کو پاک کر لے بلکہ وہ ایسی اُمت کا رکن اور فرد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خیر امت کا خطاب دیا ہے، جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے[۷]، چنانچہ ہم پر فرض ہے کہ نیکی کا حکم دیں اور بدی سے روکیں تاکہ سارا انسانی معاشرہ، اللہ کے عطا کردہ اسلامی نظام حیات کو اختیار کر لے، عقائد و اعمال پر توحید و سنت غالب ہو، خالق کائنات کا نام بلند ہو، اور ہر طرف اسی کی حکمرانی اور سلطنت ہو، اس لئے ہر مسلمان پر انفرادی اور اجتماعی طور پر واجب ہے کہ وہ حسب استطاعت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے اور اقامت دین اور غلبۂ اسلام کے لئے مقدور بھر کوشش کرتا رہے، کیونکہ ان میں سے جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔[۸]

رحمتہ للعالمینؐ اور خاتم النبیینؐ نے اقامت دین کا فریضہ، کمال خوبی سے کما حقہ انجام دیا، اور بہ نفس نفیس زندگی بھر خلق خدا کو نیکی کا حکم دیتے رہے اور برائیوں سے روکتے رہے اور اپنے بعد اس فریضہ کی ادائیگی کی ذمہ داری اپنے صحابہؓ کرام اور بعد میں آنے والے مسلمانوں کے سپرد کر گئے، آپؐ نے حج وداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: "دیکھو! جو لوگ آج موجود ہیں، وہ ان لوگوں کو، جو موجود نہیں، دین اسلام کی تبلیغ کرتے رہیں" اور آپؐ نے فرمایا کہ "میری باتیں دوسروں کو پہنچاؤ خواہ کسی کو ایک ہی بات معلوم ہو" اور یوں تبلیغ اور امر

Marfat.com

بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا ۔ حضور نبی کریمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ " بدی کا اپنے ہاتھ سے روکنا اور مٹانا ہر مسلمان کا فرض ہے' اگر ہاتھ سے نہ مٹا سکے تو زبان سے مٹائے ' اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اس (برائی) کو دل سے بُرا سمجھے اور یہ سب سے کمزور ایمان" ہے " ۔

اگر مذکورہ فریضہ کے لحاظ سے غور کیا جائے تو تمام مسلمان ایک دوسرے کے رفیق اور معاون ہیں اور اس ضمن میں ان کی مشترک صفات حسب ذیل ہیں :[۲]

☆ مسلمان بھلائی کا حکم دیتے ہیں ۔
☆ برائی سے روکتے ہیں ۔
☆ نماز قائم کرتے ہیں ۔
☆ زکوٰۃ دیتے ہیں ۔
☆ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں ' اور
☆ اللہ کی حدود کی حفاظت کرتے ہیں ۔[۳]

غرض دیگر فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ' تمام مسلمان اس بات کے پابند ہیں کہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر ' اقامت دین کے لئے دوسروں کو بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں ۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت

فروغ اسلام اور غلبۂ دین حق کے لئے ' لوگوں کو نیکیوں کی ترغیب دینے اور برائیوں سے روکنے کی اہمیت بہت زیادہ ہے جیسا کہ ذیل کے بیان سے واضح ہے :

۱ ۔ اگر برائی کرنے والوں کو ' کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ ہو یا ان کو روکا نہ جائے تو وہ نہ صرف برائیوں پر دلیر ہو جائیں گے بلکہ دوسرے لوگ بھی ' آہستہ آہستہ ان کے رنگ میں رنگے جائیں گے ' اور ویسی ہی روش اپناتے جائیں گے ' جس کے

Marfat.com

باعث پورا معاشرہ فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے گا۔

۲۔ فتنہ و فساد فروغ پائے گا ' اہل خیر بدی کے سیلاب کو بڑھتا دیکھ کر کمزور پڑ جائیں گے ' شر غالب آ جائے گا اور نیک لوگوں کے لئے اپنا ایمان و اخلاق قائم و برقرار رکھنا دشوار ہوتا جائے گا۔

۳۔ اگر نیک لوگ برائی کرنے والوں اور شریعت الہٰی کے خلاف جانے والوں کو نہ روکیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں غیرت ایمانی نام کی کوئی چیز موجود نہیں گویا وہ دین کی حمایت سے دستبردار ہو چکے ہیں اور اقامت دین کے کام میں اللہ کے معاون و مدد گار بننے سے منکر ہو گئے ہیں۔ ایسی صورت میں ' انہیں اللہ پاک کی خوشنودی حاصل نہیں رہتی 'بلکہ ان کا شمار بھی بدی کرنے والے گروہ میں ہو جانے کا احتمال ہوتا ہے ' اور اللہ تعالیٰ صرف ان لوگوں کو عذاب سے بچاتا ہے جو برائی سے روکنے کا فریضہ انجام دیتے رہتے ہیں۔[۱۴]

۴۔ خالق کائنات چاہتا ہے کہ اسلام تمام ادیان پر غالب آجائے ' ساری دنیا میں اس کا حکم جاری و ساری ہو ' اور سب لوگ اسلامی نظام حیات اختیار کر لیں ' اللہ تعالیٰ خود یہ کام "کُن" کے ایک اشارہ سے کر سکتا ہے لیکن اس نے یہ کام نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی "اُمتِ وسط" کے ذمہ لگایا ہے تاکہ وہ اللہ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لئے ' اپنی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں ' اس کام میں خرچ کر دے اور امتحان میں سرخرو ہو جائے ' اس لئے رب العالمین پکارتا ہے کہ کون ہے جو غلبۂ اسلام کے کام میں اس کا معاون ہوتا ہے[۱۵]؟ لہٰذا اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ اللہ کی اس دعوت پر لبیک کہیں اور اس کے دین کو غالب کرنے کے لئے ' اپنے وسائل نیکیوں کے فروغ اور برائیوں کے سدّباب میں لگا دیں۔ چنانچہ اگر اہل ایمان عزم صمیم کر لیں اور کمر ہمت کس لیں تو انہیں اللہ کریم کی حمایت و نصرت حاصل ہو جاتی ہے اور مبلغین و مجاہدین کے وسائل کم ہونے کے باوجود ' اللہ انہیں غلبہ عطا فرماتا ہے۔

غرض ثابت ہوا کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ خود اپنے آپ کو اللہ اور رسولؐ کے تابع کرنے کے بعد، دوسروں کو بھی اس سلامتی والے دین اور فلاح والے نظام حیات میں لے آئیں۔ افراد اور جماعتوں کے علاوہ یہ اسلامی حکومت کا بھی فریضہ ہے۔ غرض ایک طرف اللہ کے مدد گار اور دوسری طرف اس کی تائید و نصرت کے مستحق وہ لوگ ہیں جنہیں اگر دنیا میں حکومت و سلطنت دی جائے تو وہ چار کام کرتے ہیں: نظام صلوٰۃ قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔[16]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے اہم شرائط

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کے لئے ہر مسلمان کو درج ذیل امور سامنے رکھنے چاہئیں:

۱۔ ایک مسلمان، دوسروں کو جن برائیوں سے روکنا چاہتا ہے، کے لئے لازم ہے کہ وہ خود ان سے پاک ہو کیونکہ اگر وہ خود ان میں ملوث ہو تو اس کی نصیحت میں ہرگز تاثیر نہیں ہوگی[17] اور نہ لوگ اس کی بات ماننے کو تیار ہوں گے، بلکہ اس طرح وعظ و تبلیغ کا کام ایک مذاق ہو گا۔

۲۔ تبلیغ دین کا کام کرنے والوں کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ وہ نرم لب ولہجہ اختیار کریں، حکمت، خوش اسلوبی اور معروف و احسن طریقے سے وعظ کریں[18] تاکہ دوسروں کے دل میں بات اُتر جائے اور وہ دین اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں۔

۳۔ دوسروں کو برائی سے روکنے کے سلسلے میں یہ مناسب نہیں کہ ان کی برائیاں کرید کرید کر معلوم کی جائیں اور پھر انہیں وعظ و نصیحت کی جائے بلکہ جو برائیاں نظر آئیں صرف ان کی طرف توجہ دینی چاہئے کیونکہ اسلام نے عیب جوئی اور تجسس کی ممانعت کی ہے۔

Marfat.com

صبر واستقلال کی ضرورت

یہ بات قابل توجہ ہے کہ حق پرستی ' نیکو کاری ' صداقت شعاری اور تبلیغ اسلام کے کام میں اہل ایمان کو ضرور مزاحمت پیش آتی ہے کیونکہ جن لوگوں کو تبلیغ کی جاتی ہے ' اسلامی و اخلاقی احکام و تعلیمات سے ان کے باطل عقائد ونظریات اور مختلف قسم کے دنیوی مفادات پر زد پڑتی ہے جس کے باعث وہ مخالفت و مخاصمت پر اتر آتے ہیں اور تبلیغ کرنے والوں کی جان ' مال اور آبرو کے درپے ہو جاتے ہیں ' لہٰذا مبلغین کو صبر ' استقامت اور استقلال کی ضرورت ہوتی ہے ' چنانچہ ان پر لازم ہے کہ وہ اس مخالفت کی پروانہ کرتے ہوئے ' اپنے وسائل اللہ کی راہ میں قربان کرنے کو تیار رہیں ' اس کا دین دوسروں پر غالب کرنے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں - اس طرح انہیں اللہ کریم کی حمایت و نصرت حاصل ہو جاتی ہے اور بالاخر وہ کامیاب و کامران ہوتے ہیں -

تبلیغ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے سلسلے میں ' ختم الرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کرام کے صبر و استقامت اور اللہ پاک کی نصرت و حمایت کے تابناک واقعات سے تاریخ عزیمت کے اوراق روشن ہیں - بعثت نبویؐ کے بعد شہادت حق اور اقامت دین کی جدوجہد کے دوران ' قریش مکہ کی شدید مخالفت ' شعب ابی طالب میں محصوری ' کفار کی ایذارسانی ' اہل مکہ کی جانب سے اولین مسلمانوں پر ظلم وستم ' (جن میں بالخصوص یہ صاحبان عزیمت شامل ہیں : حضرت خباب بنؓ الارت ' حضرت بلالؓ ' حضرت یاسرؓ ' حضرت عمارؓ ' حضرت صہیبؓ رومی ' حضرت ابو فکیہہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ) سفر طائف کی اذیتیں ' قریش کی حضورؐ کو ایذارسانی ' غار ثور کا واقعہ ' ہجرت مدینہ کی صعوبتیں ' غزوہ بدر ' غزوہ احد ' غزوہ احزاب اور بیعت رضوان جیسے حالات و واقعات میں ' کفار کی مزاحمتوں کے مقابلے

میں ' اہل ایمان کے بے مثال صبر و استقامت سے تاریخ اسلام کے اوراق مزین ہیں :

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستان حرم "
نہایت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسماعیلؑ

غرض صرف وہی لوگ اپنے خالق و مالک کے سامنے سچے ثابت ہو سکتے ہیں جو اقامت دین اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی میں اپنی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں کھپا دیں اور اپنی طرف سے اتمام حجت کر دیں خواہ لوگ باز آئیں یا اپنی بات پر اڑے رہیں ' کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں کے لئے ہی بہتر انجام کی خوش خبری ہے ' اللہ پاک ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر دین حق کی خدمت کرنے ' لوگوں کو اسلامی نظام حیات کے تحت لانے اور خالق کائنات کا نام مبارک بلند کرنے کی توفیق دے ۔ آمین ۔

حوالہ جات

۱ ۔ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (نساء : ۲۸) ۲۔ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (احزاب : ۷۲) ۳۔ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (بنی اسرائیل : ۱۱) ۴ ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا (معارج : ۱۹) ۵۔ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا (فرقان : ۲۹) ٦۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (اعراف : ۱۷۲) ۷۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰل عمران : ۱۱۰) ۸۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (اٰل عمران : ۱۰۴) ۹۔ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ (اعراف : ۱۵۷) ۱۰ ۔ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَ لَوْ اٰيَةً) ۱۱۔

حدیث مبارک ۱۲۔ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ (توبه : ۷۱) ۱۳۔ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (توبه : ۱۱۲) ۱۴۔ وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا .... قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ .... اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (اعراف : ۱۶۴، ۱۶۵) ۱۵ ۔ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ (آلِ عمران : ۵۲) ۱۶۔ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (حج : ۴۱) ۱۷ ۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (بقره : ۴۴) ۱۸۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (نحل : ۱۲۵) فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى (طٰهٰ : ۴۴) ۱۹۔ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ (لقمان : ۱۷) ۲۰۔ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ (اعراف : ۱۶۵) ۲۱ ۔ علامه اقبالؒ ۲۲۔ اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (توبه : ۱۱۲)

Marfat.com

باب ۳۱

توبہ و اِستغفار کرتے رہو

توبہ و اِستغفار کی ضرورت

کتاب فلاح کے گذشتہ اوراق میں اسلامی تعلیمات کا یہ مرکزی نکتہ وضاحت سے بیان کیا جا چکا ہے کہ انسانی زندگی ' خالق کائنات کی جانب سے ایک امتحان ہے جس میں کامیابی کی صورت صرف یہ ہے کہ آدمی پوری زندگی ' ربّ دو جہاں کی اطاعت و عبادت اور نبیؐ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حَسنہ کے اتباع و پیروی میں گزارے ۔ اسلام کے عطا کردہ نظام حیات کو اپنائے ' جن کاموں کا حکم دیا گیا ہے وہ کرے اور جن سے روکا گیا ہے ان سے رک جائے ۔

لیکن انسان اپنی طبعی اور بشری کمزوریوں مثلاً غرور نفس ' حرص ' حسد ' مفاد پرستی ' خود غرضی ' عجلت پسندی ' ناشکری ' نادانی اور غلبۂ ہوائے نفسانی کے باعث ' سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہے ' شیطان کے ور غلانے میں آجاتا ہے کیونکہ مردود شیطان ' بنی آدم کا ازلی اور کھلا دشمن ہے[۱] جو گمراہی کو خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے[۲] ' پُر فریب وعدے کرتا ہے[۳] ' بدی اور فحش کاموں کی ترغیب دیتا ہے[۴] ' بھلاوے میں ڈالتا ہے[۵] ' گمراہ کر دیتا ہے اور انسان گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے ۔ اگرچہ[۶] شیطان کا انسان پر کوئی زور نہیں ہے کیونکہ وہ صرف غلط راستے کی دعوت دیتا ہے جسے آدمی قبول کر لیتا ہے[۷] ۔ لیکن شیطانی حملے سے انسان کے ضبط نفس کی گرفت ضرور ڈھیلی پڑ جاتی ہے ' اطاعت الٰہی کے جذبے اور عزم میں کمزوری آ جاتی ہے جس کے باعث وہ معصیت میں گرفتار ہو جاتا ہے اور گناہ کر بیٹھتا ہے ' اس لئے آدمی کو چاہئے کہ شیطان مردود سے ' رب رحیم کی پناہ مانگتا رہے اور اللہ کریم پر توکل

Marfat.com

کرتے ہوئے ' صراط مستقیم کو مضبوطی سے پکڑے رکھے۔

اغوائے شیطانی سے ' جب انسان کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ سزا کا مستوجب قرار پاتا ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور بے حساب شفقت ہے کہ اس نے انسان کے لئے توبہ ' استغفار ' معافی اور مغفرت کا دروازہ کھول رکھا ہے ' چنانچہ خدائے توّاب و رحیم نے ' اہل ایمان کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اپنے گناہوں پر اللہ کے حضور توبہ کرو ' خالص اور سچی توبہ ' یعنی اپنے گناہوں پر نادم ہو کر ' رب غفار سے معافی مانگو ' درگزر کی التجا کرو ' نہائت عاجزی سے بخشش طلب کرو ' اس ندامت اور طلب معافی کے عوض اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دے گا ' برائیاں دُور کر دے گا اور اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل فرما دے گا۔ الحمد للہ !

توبہ کرنے کا حکم

توبہ کے اصل معنی ہیں : رجوع کرنا ' پلٹنا ' یعنی جب بندہ توبہ کرتا ہے تو وہ گویا اللہ کی حکم عدولی سے ' معصیت و نافرمانی سے ' بغاوت و سرکشی سے رک جاتا ہے اور دوبارہ اپنے آقا و مولیٰ کی عبدیت ' اطاعت اور بندگی کی طرف لوٹ آتا ہے ' چنانچہ جب بھی مسلمان اپنے گناہوں پر متنبہ ہو کر توبہ کرتا ہے تو اللہ پاک اسے معاف فرما کر راہِ راست کی ہدایت دے دیتا ہے ' اور وہ پاک صاف ہو کر ' نئے ولولے کے ساتھ ' پھر سے سفرِ حیات پر چل پڑتا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگرچہ ایک مسلمان اپنے رب کی اطاعت کا عزم و ارادہ رکھتا ہے لیکن اس عزم کی کمزوری اور دیگر بشری مجبوریوں کے باعث ' اللہ کی پیشگی تنبیہات کے باوجود ' وہ اپنے دشمن شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے اور اس کے بار بار حملے کی وجہ سے مسلمان بار بار بھول اور بھٹک جاتا ہے ' اس

Marfat.com

لئے وہ ہر مرتبہ توبہ کرتا ہے اور عفوّ و کریم اللہ نے ' اپنے کلام پاک میں اہل ایمان کی یہی صفت بیان کی ہے کہ وہ بار بار یعنی مستقلاً توبہ کرتے رہتے ہیں 'گویا جب بھی ان سے کوئی بھول چوک یا غفلت ہوتی ہے تو وہ چوکنّے ہو کر ہر مرتبہ اپنے رب سے معافی مانگتے ہیں ' اللہ سے کئے ہوئے اپنے عہد اطاعت کو تازہ کر لیتے ہیں - " چنانچہ ہر لغزش کے بعد وفاداری کی راہ پر واپس آنا ہی ایمان کے دوام و ثبات کا ضامن ہے ورنہ انسان جن بشری کمزوریوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے ان کی موجودگی میں تو یہ بات اس کے بس میں نہیں ہے کہ خدا کے ہاتھ ایک دفعہ جان اور مال بیچ دینے کے عہد کے بعد ' ہمیشہ کامل شعوری حالت میں ' وہ اس بیع کے تقاضوں کو پورا کرتا رہے اور کسی وقت بھی غفلت و نسیان اس پر طاری نہ ہونے پائے ' اسی لئے اللہ تعالیٰ مومن کی تعریف میں یہ نہیں فرماتا کہ وہ بندگی کی راہ پر آ کر کبھی اس سے پھسلتا ہی نہیں ہے بلکہ اس کی قابل تعریف صفت یہ قرار دیتا ہے کہ وہ پھسل پھسل کر ' بار بار اسی کی طرف آتا ہے اور یہی وہ بڑی سے بڑی خوبی ہے جس پر انسان قادر ہے " ۔

ہمارے رؤف و رحیم ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تمام بنی آدم خطا کار ہیں لیکن بہتر خطا کار وہ ہے جو اپنے گناہ سے توبہ کر لیتا" ہے 'گویا انسان کی بھلائی اس بات میں ہے کہ وہ گناہ سرزد ہونے کے بعد توبہ کر لے کیونکہ توبہ کر لینے کے بعد وہ ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں" سبحان اللہ

توبہ کرنے کا طریقہ

توبہ کرنے کے سلسلے میں یہ باتیں پیش نظر رکھنی چاہیں :

۱ - ندامت و پشیمانی : انسان اپنے غلط فعل پر سخت نادم و پشیمان ہو 'گناہ پر رنجیدہ و مغموم ہو ' آئندہ اس سے گریز کرے اور پوری طرح دامن بچانے کی نیت اور کوشش کرتا رہے ' رسولؐ اللہ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا کہ : " گھر

Marfat.com

میں بیٹھ رہ اور اپنے گناہوں پر رو " کیونکہ " پشیمانی اور غم کی آگ سے ہی گناہ جل کر خاکستر ہوتے ہیں اور دل پر گناہوں کا جو زنگ لگ چکا ہوتا ہے وہ صاف ہو جاتا ہے اور آئینہ قلب صاف و شفاف ہو کر پھر سے چمک اٹھتا ہے۔[۱۳] "

اِستغفار دی چھُری نُوں تیز کرکے ' سرِنفس ' شیطان ' دے کَٹ لَے تُوں
نامہ عمل دا دھو ہدایت اللہ ' رو رو چشم تھیں نیر پلَٹ لَے تُوں

۲ - رب رحیم سے معافی مانگنا : ندامت و پشیمانی کے ساتھ ساتھ انسان کو چاہئے کہ رب غفور و رحیم اور عَفُوّ و کریم سے معافی مانگے ' عَفْو و درگزر کی التجا کرے اور عجز و انکسار سے کثرت کے ساتھ اِستغفار کرے ۔ ہمارے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کو شیطان نے پھُسلایا ' پھر انہوںؑ نے اپنے پرور دگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو رب کریم نے انؑ کا قصور معاف فرما دیا کیونکہ وہ معاف کرنے والا ' توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا[۱۴] ہے ۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دیتے ہوئے فرمایا :

☆ خدا کی قسم ! میں دن میں ستّر بار سے زیادہ اِستغفار کرتا ہوں اور اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں ۔[۱۵]

☆ میرے دل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور میں دن میں سو بار اِستغفار کرتا ہوں ۔[۱۶]

☆ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو دراز کرتا ہے تاکہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کرے اور اپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرے (تاکہ وہ اس کی توبہ قبول کرے ' اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) جب تک کہ طلوع ہو سورج مغرب کی جانب سے[۱۷] (یعنی قیامت تک)

لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ اپنے گناہوں کے لئے کثرت سے استغفار کرے اور آئندہ سیدھا راستہ اختیار کر لے ۔

Marfat.com

الف اجے وی مُورکھا ویلڑا ای ' پچھوتا وسیں ' رب چتار کے توُں
ڈُھلے بیراں دا اجے کجھ وگڑیا نہ ' ہُو نجھ گھت جھولی ' ہتھ مارکے توُں

۳۔ صدقہ و خیرات کرنا: اللہ پاک کے راستے میں صدقہ و خیرات کرنا چاہیے کیونکہ انفاق فی سبیل اللہ اور دیگر نیکیوں کی بدولت ' انسان پر گناہ کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں اور نیکیوں کی طرف رغبت بڑھتی ہے۔ اللہ کریم کی ہم پر بے انتہا مہربانی ہے کہ وہ ہمارے صدقات قبول فرما لیتا ہے[۱۸] اور بندے کے گناہ اس سے دُور کر دیتا ہے ' اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ سے بھی فرمایا کہ اے نبیؐ! تم ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کرو اور نیکی کی راہ میں انہیں بڑھاؤ ' ان کے حق میں دعائے رحمت کرو کیونکہ تمہاری دعا ان کے لئے وجہ تسکین ہو گی۔[۱۹] (الحمدللہ!)

۴۔ حقوق اللہ کی ادائیگی اور نفلی عبادت: انسان پر واجب ہے کہ غفلت کے باعث ' اللہ کے جو حقوق ادا نہیں کر سکا مثلاً نماز ' روزہ ' زکوٰۃ ' حج وغیرہ ' انہیں ادا کرنے کی کوشش کرے ' اگر اعضائے بدن سے گناہ سرزد ہوئے ہیں تو ان کی تلافی کے لئے کثرت سے نفلی عبادت کرے ' نفل نمازیں پڑھے ' نفلی روزے رکھے ' قرآن پاک کی تلاوت کرے ' کیونکہ نیک کام بلاشبہ ' بُرے کاموں اور گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔[۲۰] ہمارے رؤف و رحیم نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا: "ہر بدی کے بعد ایک نیکی ضرور کر لیا کرو جو اس بدی کے اثر کو زائل کر دے کیونکہ نیکیاں گناہوں کو اس طرح مٹا دیتی ہیں جیسے پانی مَیلے کپڑے سے مَیل کچیل نکال باہر کرتا ہے[۲۱]" مثلاً فرض نماز گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے سوائے ان گناہوں کے جو کبیرہ ہیں۔ اسی طرح نماز جمعہ ' دوسرے جمعہ تک تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے بشرطیکہ کوئی کبیرہ گناہ ' ان میں شامل نہ ہو۔ اور گناہ کبیرہ بھی سچی توبہ اور استغفار سے معاف ہو جاتے ہیں ' گویا نفلی عبادات اور نیک اعمال کے نور سے دل پر گناہوں کی ظلمت ختم ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

۵ ۔ حقوق العباد کی ادائیگی : اگر گناہوں کی شکل یہ ہو کہ کسی سے خلق خدا کے حقوق تلف ہوئے ہوں تو ان کے حقوق واپس ادا کرے یا معاف کروا لے ' اگر یہ شکل ہو کہ گنہگار بندے کے تعلقات بہت وسیع رہے ہوں جن کے باعث سب کی حق رسی ممکن نہ ہو یا ان کا پتا نہ ہو جن کی حق تلفی ہوئی ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ دیگر نیک اعمال کے ساتھ ساتھ عبادت اتنی کثرت سے کرے کہ قیامت کے دن اگر اس کی عبادت کو ان حقوق کی دائیگی کے لئے کام میں لانا پڑے تو وہ کافی ثابت ہو سکے (یعنی عبادت اتنی ہو کہ تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے ' واللہ اعلم بالصواب) یہ بھی طریقہ ہے کہ اُن سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے ' جیسے نافرمان اولاد ' اپنے مرحوم والدین کے لئے دعائے مغفرت کرے تو اللہ پاک اسے فرمانبردار اولاد شمار کر لیتا ہے[۲۳]۔

۶ ۔ معافی و مغفرت کی امید : توبہ و استغفار کے بعد انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے بے پایاں عفو و کرم اور لا محدود معافی و مغفرت کا امید وار رہے ' اطمینان رکھے کہ اللہ نے اسے معاف فرما دیا ہے ' کیونکہ وہ کسی کو خالی نہیں لوٹاتا ' اس نے اعلان کر رکھا ہے کہ مجھ سے (عافیت و مغفرت کی) دعا مانگو میں قبول کروں گا[۲۴]۔ رسولؐ اکرم کا ارشاد گرامی ہے کہ : " جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے[۲۵] ۔ " اور " اللہ پاک اپنے بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے[۲۶] " یہ انسان کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ ربِّ غفور ہمیں اتنی وسیع معافی و مغفرت کی امید اور یقین دہانی دلاتا ہے ' الحمد للہ !

۷ ۔ تسبیح و تحمید : گناہوں کی مغفرت کے لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کرے ۔ لیکن جس کے پاس زیادہ مال نہ ہو وہ اللہ کی بہت تسبیح و تحمید کرے ' اس کی پاکی اور حمد بیان کرے ' کثرت سے استغفار کرے اور زباں کو ذکرِ الٰہی سے خالی نہ رکھے ۔

Marfat.com

۸ - پردہ داری : رب کریم ، ستّار وغفار ہونے کے ناطے جس کسی آدمی کے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھے اسے چاہیئے کہ اللہ کا شکر گزار بنے اور اپنے گناہ دوسروں کو نہ بتائے ۔

اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت و مغفرت

اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم ہے ، عفوّ وکریم ہے ، غفور و حلیم ہے ، رؤف و ودود ہے ۔ ساری خلقت اس کا کنبہ ہے[27] ، اسے اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت ہے[28] ، وہ گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے[29] ، وہ خود چاہتا ہے کہ لوگوں کی توبہ قبول فرمائے[30] چنانچہ انہیں جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے[31] اور مغفرت اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے[32] ۔ وہ اس قدر مہربان ہے کہ لوگوں کو ان کے ظلم اور گناہوں کے باوجود انہیں معافی مانگنے پر ، بخش دیتا ہے[33] ، اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہ معاف فرما دیتا ہے[34] ۔ کیونکہ اس کی رحمت بے حد وحساب ہے ، بہت وسیع ہے اور اس نے رحمت کرنے کو اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے[35] ۔ اس کی رحمت ہر شے کو اپنے اندر سمولیتی ہے[36] ، لہٰذا اس کی رحمت و بخشش سے کبھی مایوس نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اس کی رحمت سے صرف وہ لوگ نا امید ہوتے ہیں جو گم کردہ راہ ہوں[37] ۔ اس لئے اللہ غفور و رحیم کی اتنی وُسعتِ رحمت و مغفرت کے پیش نظر ، ہم پر واجب ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں ، اس سے معافی مانگیں اور بخشش طلب کریں ۔ غرض توّاب و رحیم ، رب کریم نے اپنے کلام حکیم میں متعدد مقامات پر انسان کو یہ خوش خبری دی ہے کہ اس کے حضور توبہ کرو اور معافی مانگو ، وہ توبہ قبول کرے گا اور گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ وہ قادرِ مُطلَق ہے ، اس کی قدرت بے حد وسیع ہے ، اسے معاف کر دینے کے تمام اختیارات حاصل ہیں ، اس لئے وہ جسے چاہے اور جو گناہ چاہے معاف کر سکتا ہے[38] ، چنانچہ وہ گنہگار بندوں کو توبہ

Marfat.com

کرنے اور معافی مانگنے کی ترغیب دیتا ہے اور بار بار خوش خبری دیتا ہے کہ وہ بہت معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے[۳۹] ۔ بلکہ ہماری خوش نصیبی یہ ہے کہ اسے معاف کر دینا بہت پسند ہے[۴۰] ۔

حقیقت یہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص گناہ کر بیٹھتا ہے تو وہ نادم و پشیمان ہو کر ' اللہ ہی کی جانب رجوع کر کے معافی مانگتا ہے کیونکہ ہر آدمی جانتا ہے کہ اللہ (کی سزا) سے بچنے کے لئے خود اللہ ہی کے دامن رحمت و مغفرت کے سوا ' کوئی پناہ گاہ نہیں[۴۱] ۔ کیونکہ یہ وہ " بارگاہ ہے جہاں سے گناہوں پر شرمسار ہونے والے دھتکارے نہیں جاتے بلکہ معافی اور انعام سے نوازے جاتے ہیں ' جہاں بندے کو ایسا آقا ملتا ہے جو انتقام پر خار کھائے نہیں بیٹھا بلکہ شرمسار غلام کے لئے دامن رحمت کھولے ہوئے ہے "[۴۲]

اس لئے جب بھی کوئی شخص نادانی سے کوئی گناہ کر بیٹھے اور اللہ پاک سے توبہ کر لے تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے ' اپنی نظر عنائت سے پھر اس پر متوجہ ہو جاتا ہے[۴۳] (بزرگوں کا قول ہے کہ : " ہر گناہ نادانی سے ہی ہوتا ہے گو عمداً ہو " (قتادہؒ) اور " نادانی سے یہ مراد ہے کہ کوئی عمداً گناہ کرے " (ضحاکؒ ' مجاہدؒ) حضرت " ابو العالیہؒ کا قول ہے کہ نبیؐ کریم کے صحابہؓ کہا کرتے تھے کہ جو گناہ بندہ کرے وہ نادانی[۴۴] سے ہے " " غرض جو شخص توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے ' اس کے پچھلے گناہوں پر گرفت کرنے کا طریقہ اللہ کے ہاں نہیں ہے ' کیونکہ اس کے ہاں عفو و درگزر کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اور توبہ کرنے پر اس کے پاس مغفرت و رحمت کے سوا کچھ نہیں[۴۵] ہے " کیونکہ وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے ۔ [۴۵-ا]

توبہ و استغفار سے تمام گناہ معاف

توّاب و رحیم اللہ نے اپنے بندوں کو یہ خوش خبری سنا دی ہے کہ وہ معافی مانگنے والے کے تمام کے تمام گناہ اور بڑے سے بڑے گناہ معاف کر دیتا ہے[۴۶] ' لہٰذا

Marfat.com

کوئی شخص کتنا ہی بڑا گنہگار ہو' گناہوں کے انبار اور بوجھ تلے دب گیا ہو' نافرمانی اور گمراہی کے آخری درجے تک پہنچ چکا ہو' گناہ کر کر کے حد سے گزر گیا ہو' اپنی جان پر ظلم ڈھا بیٹھا ہو پھر بھی اسے ربِ غفور کی معافی و مغفرت سے ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ وہ تمام گناہوں کو معاف کرنے پر قادر اور مختار ہے اور چاہتا ہے کہ بندہ اس کی طرف پلٹ آئے اور اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اس سے معافی مانگ لے - چنانچہ درکار صرف یہ ہے کہ انسان اللہ کے حضور جھک جائے' گڑگڑائے' آہ و زاری کرے' اسے خضوع و خشوع سے پکارے' اس کی وسعتِ رحمت اور بے پایاں مغفرت کا واسطہ دے' اپنی عاجزی' بے بسی اور بیچارگی پیش کرے تو اللہ تعالٰی اسے اپنی بے حساب مغفرت کے طمانینت بخش سایۂ لطف و عافیت میں ڈھانپ لیتا ہے - اللہ تعالٰی کی شانِ مغفرت کی وسعت دیکھنے کیلئے اس کے کلام پاک کی یہ چند مبارک آیات دیکھیں جو قلب و روح کو بے حد اطمینان بخشتی ہیں - ارشاد ہوتا ہے: (ترجمہ)

۱ - کافروں کی توبہ کی قبولیت: "کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ ان لوگوں کو ہدایت بخشے جنہوں نے نعمتِ ایمان پالینے کے بعد پھر کفر اختیار کیا حالانکہ وہ خود اس بات پر گواہی دے چکے ہیں کہ یہ رسولؐ حق پر ہے اور ان کے پاس روشن نشانیاں بھی آ چکی ہیں' اللہ ظالموں کو تو ہدایت نہیں دیا کرتا' ان کے ظلم کا صحیح بدلہ یہی ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہے' اسی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے' نہ ان کی سزا میں تخفیف ہو گی اور نہ انہیں مہلت دی جائیگی - "البتہ" وہ لوگ بچ جائیں گے جو اس کے بعد "توبہ" کر کے اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں' اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے"۔[۴۷]

۲ - منافقوں کی توبہ کی قبولیت: "یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے' "البتہ" جو ان میں سے "تائب" ہو جائیں اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں اور اللہ کا دامن

Marfat.com

تھام لیں اور اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر دیں ' ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں اور اللہ مومنوں کو ضرور اجر عظیم عطا فرمائے گا"۔[۴۸]

۳ ۔ مجرموں کی توبہ کی قبولیت : "اور جو لوگ بُرے عمل کریں پھر " توبہ " کر لیں اور ایمان لے آئیں تو یقیناً اس توبہ و ایمان کے بعد تیرا رب درگزر اور رحم فرمانے والا ہے"۔[۴۹]

۴ ۔ گمراہوں کی توبہ کی قبولیت : "پھر ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشاتِ نفس کی پیروی کی ' پس قریب ہے کہ وہ گمراہی کے انجام سے دو چار ہوں ۔ " البتہ " جو " توبہ " کر لیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عملی اختیار کر لیں وہ جنت میں داخل ہوں گے"۔[۵۰]

۵ ۔ گنہگاروں کی توبہ کی قبولیت : "رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو ------ اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے ' اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں ---- یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا ' قیامت کے روز اس کو مکرر عذاب دیا جائے گا اور اسی میں وہ ہمیشہ ذلت کے ساتھ پڑا رہے گا ۔ " اِلّا " یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) " توبہ " کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو ۔ ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور وہ بڑا غفور و رحیم ہے"۔[۵۱]

اللہ تعالیٰ کی وسعت مغفرت و رحمت کے سلسلے میں رؤف و رحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طمانینت بخش ارشادات گرامی بھی ہمارے لئے سرمایہ نجات ہیں :

☆ حضرت ابن عباسؓ ' اللہ تعالیٰ کے اس قول اِلَّا اللَّمَمَ کی تفسیر میں کہتے ہیں[۵۲] کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا ہے : اے اللہ ! اگر تجھے بخشنا ہے تو بندے کے بڑے گناہوں کو بخش دے کیونکہ تیرا کونسا بندہ ہے جس نے چھوٹے گناہ نہ کئے ہوں ۔[۵۳]

☆ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے .... تم

Marfat.com

سب کے سب گنہگار ہو سوائے اس کے جسے میں نے گناہ سے بچایا ۔ اس لئے جس نے تم میں سے یہ بات جان لی کہ میں معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہوں اور پھر مجھ سے معافی کا خواستگار ہُوا تو میں اسے بخش دوں گا اور مجھے اس کی ذرا بھی پروا نہیں ۔[۵۴]

☆ رسول اللہ ؐ نے فرمایا : مَیں اس آیت[۵۵] کے مقابلہ میں پوری دنیا کو پسند نہیں کرتا یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا.. الآیہ۔ ایک شخص نے پوچھا جس نے شرک کیا (کیا وہ بھی اس آیت کے موافق بخشا جائے گا) آپؐ نے اس کا جواب نہیں دیا اور پھر کچھ توقف کے بعد فرمایا : " خبردار ' وہ شخص بھی جس نے شرک کیا " ۔ تین مرتبہ آپؐ نے یہی الفاظ استعمال فرمائے ۔[۵۶]

☆ " رسولؐ اللہ نے یہ آیت مبارک پڑھی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا (قیامت کے دن) اسے دو جنتیں ملیں گی) حضرت ابودرداؓ نے عرض کیا ' یا رسولؐ اللہ ! اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو ؟ آپؐ نے (سن کر) پھر یہ آیت پڑھی ' (وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ) میں نے پھر پوچھا ' یا رسولؐ اللہ ! اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو ؟ آپؐ نے سہ بار پھر وہ آیت پڑھی (وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ) میں نے تیسری دفعہ پھر پوچھا یا رسولؐ اللہ ! اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو ؟ آپؐ نے فرمایا : " اگرچہ خاک آلودہ ہو ناک ابو درداؓ کی " (یعنی ایسا شخص بھی بخش دیا جائے گا)[۵۷]

☆ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ : اگر تمھارے اگلے اور پچھلے ' تمھارے زندہ اور مردہ اور تمھارے تر اور خشک (یعنی جوان اور بوڑھے) سب کے سب ایک جگہ جمع ہو جائیں اور تم میں سے ہر شخص مجھ سے (جو اس کا جی چاہے) مانگے (یعنی عافیت ' معافی اور مغفرت وغیرہ) اور میں ہر ایک مانگنے والے کو اس کی خواہش کے مطابق عطا کر دوں تو اس سے میری ملکیت میں اتنی بھی کمی نہ ہوگی جتنی سوئی کو پانی میں ڈبو کر اٹھا لینے سے دریا کے پانی میں ہو جاتی ہے '

Marfat.com

اس کا سبب یہ ہے کہ میں بہت سخی ہوں ' بہت دینے والا ہوں ----[58]

معافی اور بخشش سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے

یہ انسان کی طبعی کمزوری ہے کہ وہ پست حوصلگی اور عجلت پسندی کے باعث اپنے روشن مستقبل سے مایوس ہو جاتا ہے اور قنوطیت کا شکار ہو کر نا امید ہو جاتا ہے اور دعا یا کوشش چھوڑ دیتا ہے - طبیعت کی یہ خاصیت بڑی نقصان دہ ہے لہذا اس سے بچنا چاہیئے - جب اللہ پاک خود فرماتا ہے کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے[59] ' ہر شے پر چھائی ہوئی ہے[60] ' مجھے معاف کر دینا بہت پسند[61] ہے ' میری رحمت سے ہرگز مایوس نہ[62] ہو کیونکہ میں بدترین گنہگار بندے کو بھی ' معافی طلب کرنے پر ' معاف کر دیتا ہوں تو بندے کے لئے اس سے بڑھ کر امید و بشارت کا کوئی مقام نہیں :

دوزخ ہے گر وسیع تو رحمت وسیع تر[63]
لَا تَقْنَطُوْا جواب ہے هَلْ مِنْ مَزِيْد کا

جب عطا کرنے والا رب غفور و رحیم ' اپنے فضل عظیم کی جانب خود بلا رہا ہو ' مایوسی سے منع کرتا ہو ' ہر گناہ معاف کر دینے کا وعدہ فرماتا ہو ' تو نا امیدی کی کوئی گنجائش نہیں :

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں[64]

لہذا ہمارا خالق و مالک ' آقا و مولا ' ہر وقت مائل بہ کرم ہو تو ضرور سوالی بننا چاہیئے اور دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں ' کامیابیاں ' عافیت اور مغفرت مانگنی چاہیئے - حقیقت یہ ہے کہ " بڑے سے بڑے مجرم اور کٹے سے کٹے کافر کے لئے بھی خدا کے ہاں سے معافی سے مایوسی و نا امیدی کا کوئی موقع نہیں بشرطیکہ وہ اپنی غلطی کا معترف ' اپنی نافرمانی پر نادم اور بغاوت کی روش چھوڑ کر اطاعت کی روش

Marfat.com

اختیار کرنے کے لئے تیار ہو[۶۵]" پھر ایک مرتبہ نہیں ' ہر بار جب بھی غلطی کر بیٹھے ' گناہ کا مرتکب ہو جائے اور نادم ہو کر بار گاہ الہٰی میں پہنچے تو اپنے شفیق و کریم مالک کا دروازہ کھلا پائے گا:

ایں درگہ درگہ نومیدی نیست
صدبار اگر توبہ شکستی باز آ

اللہ تعالیٰ کو گنہگار بندے کی توبہ محبوب ہے

رب العالمین کو اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت ہے[۶۵] اور اسے اپنے گنہگار بندے کی توبہ بڑی محبوب ہے ' اس لئے انسان کو چاہیئے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے ' رب سے معافی مانگے ' درگزر کی التجا کرے اور بخشش طلب کرے ' اللہ پاک یقیناً اسے معاف کر دے گا ' کیونکہ اسے بندے کی توبہ پسند ہے ' بڑی عزیز ہے ۔ اس کی وضاحت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوبصورت مثال سے یوں فرمائی ہے کہ " جب کوئی بندہ اللہ سے توبہ کرتا ہے تو وہ اپنے بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے[۶۶] ' اس قدر خوش کہ اتنا خوش ' تم میں سے ' وہ شخص بھی نہ ہو گا جو اپنی سواری پر ایک چٹیل میدان میں جا رہا ہو پھر وہ سواری گم ہو گئی ہو اور اس پر اس کا کھانا پانی بھی ہو ' اور وہ (کافی تلاش و تجسس کے بعد) نا امید ہو کر ایک درخت کے پاس آیا ہو اور اس کے سایہ میں لیٹ گیا ہو ' وہ اسی مایوسی کی حالت میں خاموش و غمزدہ پڑا ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آ کھڑی ہو ' اس نے اس کی رسی پکڑ لی ہو اور خوشی کی زیادتی کے باعث اس کے منہ سے یہ (غلط) الفاظ نکل گئے ہوں ' اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب " ۔

اسی سلسلے میں ایک اور حدیث مبارک ہمارے لئے باعث راحت و فرحت ہے ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے ' ان میں ایک

عورت بھی تھی جس کا شیر خوار بچہ چھوٹ گیا تھا ' اور وہ ممتا کی ماری ایسی بے چین تھی کہ جس بچے کو پا لیتی اسے چھاتی سے چمٹا کر ' دودھ پلانے لگتی تھی ' نبی کریمؐ نے اس کا یہ حال دیکھ کر ' صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ تم لوگ یہ توقع کر سکتے ہو کہ یہ ماں اپنے بچے کو خود اپنے ہاتھوں آگ میں پھینک دے گی ؟ صحابہؓ نے عرض کیا : ہرگز نہیں بشرطیکہ وہ نہ ڈالنے پر قدرت رکھتی ہو - آپؐ نے فرمایا :

" اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے "[۶۷]

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ " اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں ' ان میں سے ایک رحمت اس نے جِنّوں ' انسانوں ' چوپایوں اور زہریلے جانوروں میں نازل کی ہے - اسی رحمت کے سبب سے وہ آپس میں رحم کرتے ہیں اور اسی کے سبب سے وحشی جانور اپنے بچوں پر رحم کرتے ہیں - اور ننانوے رحمتوں کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے لئے اٹھا رکھا ہے کہ وہ ان سے اپنے بندوں پر رحم کرے گا"[۶۸]

بلاشبہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس خالق نے بچوں کے لئے ماں کے دل میں محبت اور باپ کے دل میں شفقت پیدا کی ہے ' خود اس کے اپنے اندر اپنی مخلوق کے لئے کیسی کچھ محبت موجود ہوگی -

بہر حال انسان جب گناہ کرنے کے بعد نادم ہوتا ہے اور پورے خلوص و اخلاص سے دل میں یہ سمجھ لیتا ہے کہ " اللہ (کی سزا) سے بچنے کے لئے کوئی جائے پناہ ' خود اللہ ہی کے دامن رحمت کے سوا نہیں ہے " اور وہ پشیمان و دل شکستہ ہو کر اللہ ہی کے دروازے پر آ بیٹھے ' اپنا حال دل رو رو کر سنائے ' معافی و مغفرت مانگے ' توبہ و استغفار کرے تو تواب و رحیم ' اللہ کریم ' جوش محبت سے اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور اسے دروازے سے اٹھا کر ' اپنے سایہ رحمت میں لے آتا ہے -

Marfat.com

مغفرت طلبی میں سبقت لے جاؤ

اللہ کریم، انسان کو معافی مانگنے کی صرف دعوت ہی نہیں دیتا بلکہ ترغیب دیتا ہے کہ معافی مانگنے میں ایک دوسرے کے مقابلے میں دوڑ لگاؤ، آگے نکلنے کی کوشش کرو اور سبقت لے جاؤ۔[۶۹] چنانچہ جتنا زیادہ کوئی شخص استغفار کرے گا اتنا ہی وہ گناہوں سے پاک صاف اور اپنے رب کے قریب ہوتا جائے گا، اور ظاہر ہے کہ رضائے الٰہی اور قرب الٰہی کا حصول ہی، انسان کا اول و آخر مقصد ہے، لہٰذا اس کے لئے جتنی کوشش کی جائے کم ہے۔ نہ صرف اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگنے میں جلدی کی جائے بلکہ ایسے نیک اعمال کئے جائیں جو برائیاں اور گناہ مٹانے کا باعث بنتے ہوں جیسے نماز، نفلی عبادات، اِنفاق فی سبیل اللہ، لوگوں کی غلطیوں سے درگزر، خدمت خلق اور احسان و مروت وغیرہ۔

توبہ و اِستغفار کی قبولیت کے بارے میں، اللہ، غفور و رحیم نے، مبشرِ اعظم کی معرفت، نوع انساں کو اطلاع دی ہے کہ اے نبیؐ! میرے بندوں کو خوش خبری دے دیجئے کہ میں غفور و رحیم ہوں، بڑا درگزر کرنے والا، بہت رحم فرمانے والا۔[۷۰] لہٰذا لوگ اپنے گناہوں پر کبھی مایوس نہ ہوں بلکہ مجھ سے معافی مانگیں، میں معاف کروں گا۔ میری جانب پلٹ آئیں، میں انہیں سایہ رحمت میں ڈھانپ لوں گا۔ چنانچہ اس سے بڑھ کر نوع انسان کی خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کہ توبہ، معافی اور مغفرت کا ذکر، کلام پاک میں بڑی کثرت سے ملتا ہے۔

اہل ایمان کے لئے رحمۃ للعالمینؐ کی دعا

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمارے ہادیؐ و راہبر، حضرت محمدؐ مصطفےٰؐ، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کہا ہے کہ وہ مومن مرد اور مومن عورتوں کے لئے، ان کی بخشش اور گناہوں کی معافی مانگیں۔[۷۱]

Marfat.com

چنانچہ پوری امت مُسلمہ کو ، نبیؐ پاک کی یہ دعا اور عنائت و نوازش کا بے بہا خزانہ حاصل ہے ۔ رسول اکرمؐ کی حیات مبارک کے دور اقدس میں ، لوگوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ اگر وہ گناہ پر گناہ کر کے ، اپنی جان پر ظلم ڈھا بیٹھیں تو انہیں چاہیئے کہ رؤف و رحیم نبیؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں اور رسول اللہؐ بھی ان کے لئے معافی کی دعا مانگیں تو رب کریم انہیں یقیناً معاف فرما دے گا اور ان پر رحم فرمائیگا ۔ دور نبویؐ میں یہی طریقہ اختیار کیا جاتا رہا ، لیکن اب جبکہ رسولؐ اللہ دنیا سے تشریف لے گئے ہیں مگر ان پر نازل ہونے والا ، اللہ کا کلام پاک ہمارے پاس موجود ہے تو مغفرت طلبی کا یہ طریقہ ہے کہ قرآن مجید کی یہی متعلقہ آیت مبارکہ : **وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا** پڑھ کر اللہ سے معافی مانگی جائے تو وہ اپنے بے پایاں فضل و کرم سے ، ہماری توبہ قبول فرما لیتا ہے اور گناہ معاف کر دیتا ہے ، چنانچہ ہمیں چاہیئے کہ سیدالمرسلینؐ ، رحمۃ للعالمینؐ اور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و رافت کا واسطہ دے کر اللہ کریم سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں ، ربّ رحیم ضرور معاف فرما دے گا :

مہربان ناہیں کوئی رب جیہا ، اُتے میرے جیہا گنہگار ناہیں
دامن نبیؐ دا پکڑ ہدایت اللہ ، شافعؐ ہور ایسا سردار ناہیں

غرض مذکورہ بیان کے مغز اور خلاصے کے طور پر یہ کہا جائیگا کہ یہ بات بلاشبہ طے شدہ ہے کہ جو کوئی بھی (دوسرے کے ساتھ) برائی کر بیٹھے ، کوئی بُرا فعل کر گزرے ، یا گناہ کر کر کے اپنی جان پر ظلم ڈھا بیٹھے اور اس کے بعد اللہ سے معافی مانگ لے ، در گزر کی درخواست کرے ، تو وہ اللہ ، غفور و رحیم کو بخش دینے والا اور رحم کرنے والا پائے گا ۔ درکار صرف یہ ہے کہ انسان اللہ کی طرف رجوع کرے ، اور گریہ زاری سے معافی و مغفرت طلب کرے ۔ رب کریم سے

Marfat.com

درخواست ہے کہ وہ میرے اور آپ کے تمام گناہ معاف فرما دے اور بغیر حساب جنت میں جگہ عطا فرمائے - آمین -

توبہ کے فوائد و ثمرات

اگر انسان اپنے گناہوں کی ' اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے ' آئندہ کے لئے توبہ کر کے ' راہ راست اختیار کر لے تو رب کریم کی بار گاہ سے ' اسے درج ذیل ثمرات نصیب ہوتے ہیں -

۱ - دنیوی زندگی میں سکون و کامیابی : توبہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دنیا میں معینہ مدت تک ' اچھا سامان زندگی عطا فرمائے گا ' یعنی موت تک اچھی طرح رکھے گا ' اپنی نعمتیں عطا کرے گا ' برکتیں نازل فرمائے گا ' امن و سکون بخشے گا ' اس پر آسمان کے خزانوں کے دہانے کھول دے گا اور بالآخر اسے جنت میں داخل کرے گا -

۲ - توبہ سے ' برائیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں : جو شخص گناہوں سے توبہ کر لے اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگے ' اللہ کریم اس کی برائیوں کو بھلائیوں میں بدل دے گا ' یعنی نہ صرف اس کے اعمال نامہ سے سابقہ گناہ نکال باہر کئے جائیں گے بلکہ اس میں یہ نیکی لکھ دی جائے گی کہ اس نے تائب ہو کر ' نافرمانی ترک کر دی ہے اور اپنے رب کے حضور سر اطاعت جھکا دیا ہے - چنانچہ وہ جتنی مرتبہ اپنے سابقہ گناہوں کے یاد آنے پر نادم ہو گا اور استغفار کرے گا اتنی ہی نیکیاں اس کے اعمالنامہ میں لکھ دی جائیں گی کیونکہ گناہ پر پشیمان ہونا اور اللہ سے معافی مانگنا بجائے خود ایک بڑی نیکی ہے - یوں اس کے نامۂ اعمال میں ' تمام پچھلی خطاؤں اور برائیوں کی جگہ ' نیکیاں اور بھلائیاں لے لیں گی اور سزا سے معافی کے علاوہ ' وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات سے سرفراز ہو گا -

۳ - عذاب سے بچاؤ : اگر لوگ اپنی سابقہ غفلت اور غلط روی پر متنبہ ہو کر ' اللہ سے معافی طلب کریں ' اپنے اخلاق و اعمال درست کر لیں اور اپنے رویہ کی

اصلاح کر لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دیتا[۷۷]، گویا وہ ہر لحاظ سے مامون و محفوظ ہو جاتے ہیں۔

۴۔ فلاح نصیب ہوتی ہے: جو لوگ اپنی خطاؤں، بداعمالیوں اور گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں، اللہ پاک ان کے احوال درست فرما دیتا ہے، انہیں فلاح عطا کرتا ہے، اور دنیا و آخرت میں کامیابی نصیب فرماتا ہے[۷۸]۔

۵۔ نامۂ اعمال سے گناہ محو ہو جاتے ہیں: یہ اللہ پاک کا عظیم احسان ہے کہ جب کوئی شخص توبہ و استغفار کرتا ہے تو اللہ کی رحمت سے[۷۹]:

ا۔ وہ فرشتے جو گناہ لکھنے پر مامور ہیں اس شخص کا گناہ لکھنا ہی بھول جاتے ہیں۔

ب۔ توبہ کرنے والے کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء بھی (جن کے ساتھ اس نے گناہ کیا تھا) اس گناہ کو بھول جاتے ہیں۔

ج۔ وہ جگہ بھی اس گناہ کو بھلا بیٹھتی ہے جہاں پر اس گناہ کا ارتکارب ہوا تھا تاکہ جب وہ گنہگار (تائب ہو کر) اللہ کے حضور میں پہنچے تو اس کے خلاف کوئی گواہی موجود ہی نہ ہو۔

۶۔ توبہ سے گناہ کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے: رؤف و رحیم، نبی کریمؐ نے فرمایا کہ: جب کوئی گنہگار توبہ کر لیتا ہے تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ تھا، گویا بالکل پاک صاف[۸۰]۔

۷۔ اللہ، تائب سے محبت کرتا ہے: جو لوگ گناہوں سے توبہ کر لیں اور نیک پاک ہو جائیں، اللہ انہیں پسند فرماتا ہے، ان سے محبت کرتا ہے، گویا وہ اللہ کے پسندیدہ اور محبوب بندے بن جاتے ہیں[۸۱]، سبحان اللہ! اس سے بڑی کامیابی اور بشارت کیا ہو سکتی ہے۔

۸۔ جنت میں داخلہ: جو لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پاک پر ایمان لے آئیں، نیک عملی کی راہ اختیار کر لیں، انہیں اللہ کریم جنت میں داخل فرمائے گا[۸۲] اور جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا کہ ایک مسلمان کا

Marfat.com

مقصدِ حیات ' اللہ کی رضا اور جنت کا حصول ہے جسے حاصل کرنے کا طریقہ ہے : گناہوں سے توبہ ' خدا و رسولؐ پر ایمان اور نیک اعمال -

۹ - **برائیوں کے نشان کا خاتمہ :** اہل ایمان سے دنیا میں جو کوتاہیاں ہو گئی ہیں اور وہ توبہ کر چکے ہیں تو اس کے بعد جنت میں ان لغزشوں کا ذکر تک بھی ان کے سامنے نہ ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان گناہوں پر ہمیشہ کے لئے پردہ ڈال دے گا تاکہ لوگ جنت میں شرمندہ نہ ہوں - [۸۳]

توبہ کی قبولیت ---- رحمتہ للعالمینؐ کے مبارک ارشادات

ہمارے ' سراپا رحمت اور رؤف و رحیم نبی کریمؐ نے توبہ و اِستغفار کی اہمیت و قبولیت کے ضمن میں یہ ارشادات فرمائے ہیں :

☆ لوگو! اللہ سے توبہ کرو میں اللہ کی طرف دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں - [۸۴]

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اے میرے بندو ! تم اکثر خطائیں کرتے ہو ' رات اور دن میں ' اور میں تمہارے سارے گناہ بخشتا ہوں - پس مجھ سے بخشش مانگو ' میں تمہیں بخش دوں گا - [۸۵]

☆ جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے - [۸۶]

☆ جو شخص آفتاب کے مغرب سے نکلنے سے پہلے (یعنی قیامت سے پہلے) توبہ کر لے ' اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے - [۸۷]

☆ جب کوئی بندہ اللہ کے حضور توبہ کرتا ہے تو وہ اپنے بندہ کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے - [۸۸]

☆ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ : اگر بالفرض تم سب (لوگ فرشتوں کی طرح) بے گناہ ہو جاؤ اور تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو ' تو اللہ تعالیٰ اور مخلوق پیدا کرے گا ' جن سے گناہ بھی

سرزد ہوں گے ' پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کا فیصلہ فرمائے گا[۸۹] (اور اس طرح اس کی شان غفاریت کا ظہور ہو گا)

" اس حدیث مبارک کا اصل منشا ' اللہ تعالیٰ کی شان غفاریت کو ظاہر کرنا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کے ظہور کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق پیدا کی جائے ------- اسی طرح اللہ تعالیٰ کی شان غفاریت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسی مخلوق ہو جس سے گناہ بھی سرزد ہوں ' پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اِستغفار کرے اور گناہوں کی معافی اور بخشش چاہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت اور بخشش کا فیصلہ فرمائے " [۹۰]

ستار و غفار ' رب رحیم کی اسی شان غفاریت کے سہارے ایک صوفی شاعر نے یہ فریاد کی:

پھول نہ کاغذ بدیاں والے ' دَر توں دَھک نہ مَینوں ہُو
مَیں وچہ ایڈ گناہ نہ ہوندے باہُو توُں بخشیندوں کینہوں ہُو

☆ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ " اے ابن آدمؑ جب تک تُو مجھ سے دعا کرتا رہے گا(اور مجھ سے امید لگائے رکھے گا (یعنی مجھ سے مانگتا رہے گا اور بخشش کی امید رکھے گا)میں تجھے بخشوں گا خواہ تُو نے کتنا بُرا کام کیا ہو اور مجھے اس کی پروا نہیں (یعنی تیرا بخشنا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے) اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی مانگے اور بخشش چاہے تو میں تجھے بخشش دوں گا اور مجھے اس کی پروانہ ہو گی ' اے ابن آدم! اگر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تیرے گناہوں سے زمین بھری ہوئی ہو البتہ تُو کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کرتا ہو تو میں تیرے پاس زمین بھری ہوئی بخشش لے کر آؤں گا " ۔[۹۱]

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس شخص نے یہ بات جان لی کہ میں گناہوں کو بخشنے کا پورا اختیار و قدرت رکھتا ہوں ' میں اسے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پروا نہیں

(کہ اس نے کیسے بھی گناہ کئے ہوں) بشرطیکہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے ۔[۹۲]

☆ جس شخص نے دن میں ستّر مرتبہ گناہ کر کے استغفار کی ' اس نے گویا گناہ پر اصرار نہیں کیا ' (یعنی ہمیشہ اس گناہ کو نہیں کیا) [۹۳]

☆ جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازم قرار دے لے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے ' اور ہر غم و رنج سے اس کو نجات دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق بہم پہنچاتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا ۔[۹۴]

☆ شیطان نے کہا : اے پروردگار ! قسم ہے تیری عزت کی ' مَیں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے بدنوں میں ہیں ۔ پروردگار بزرگ و برتر نے فرمایا : اور قسم ہے مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی اور اپنے بلند مرتبے کی ' جب تک میرے بندے مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں ہمیشہ انہیں بخشتا رہوں گا ۔[۹۵]

☆ حضرت اسماء بنت یزیدؓ کہتی ہیں میں نے رسولؐ اللہ کو یہ آیت پڑھتے سنا :[۹۶]
یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا (یعنی اے میرے بندو جنہوں نے (گناہ کر کے) اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے ' تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے) اور نبی کریمؐ نے آخر میں فرمایا کہ وہ پروا نہیں کرتا ۔[۹۷]

☆ رحمۃ للعالمینؐ نے فرمایا : ''خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جس کے نامۂ اعمال میں کثرت سے استغفار پایا جائے'' ۔[۹۸]

☆ ''اللہ تعالیٰ اپنے اس مومن بندہ کو بہت دوست رکھتا ہے جو بہت سے گناہوں میں مبتلا ہوتا اور بہت توبہ کرتا ہے'' ۔[۹۹]

☆ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ اس کے برابر کسی کو نہ مانتا ہو (یعنی شرک نہ کرتا ہو) تو اگر اس کے اوپر پہاڑ کے برابر بھی گناہ ہوں گے ' تو اللہ

Marfat.com

اس کو بخش دے گا"۔ ۱۰۰

☆ "گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا (پاک و صاف) ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں"۔ ۱۰۱

توبہ و استغفار کے مبارک کلمات

توبہ واستِغفار کی اصل حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں پر حد درجہ نادم و پشیمان ہو اور خلوص دل اور اخلاص نیت کے ساتھ ' قلب و روح کی گہرائیوں سے ' اللہ کے حضور معافی و درگزر کی درخواست کرے - کوئی شخص جتنی زیادہ عاجزی و انکساری ' فروتنی و خاکساری اور خضوع و خشوع سے اللہ سے معافی مانگے گا وہ اتنی زیادہ قبولیت کے درجے کو پہنچے گی - اس مقصد کے لئے جو بھی مناسب الفاظ و کلمات ہوں گے وہ استعمال کئے جاسکتے ہیں ' بنیادی اہمیت خلوصِ نیت اور جذبۂ صادق کو حاصل ہے ' لہٰذا گڑگڑانا ' آہ و زاری کرنا ' اور حضوریٔ قلب سے رو رو کر معافی مانگنا بہت نتیجہ خیز ثابت ہوتا ہے ' ہمارے ہادیؐ و راہبر' رحمتہ للعالمینؐ نے ہمیں توبہ واستِغفار کے بعض کلمات کی تعلیم دی ہے جن کی فضیلت و برکت اور اثر آفرینی بے حد وحساب ہے - یہاں ہم یہ کلمات بیان کرتے ہیں :

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ۱۰۲"جس شخص نے ان الفاظ کے ساتھ اِستغفار کیا وہ ضرور بخش دیا جائے گا خواہ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو : **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ** (مَیں اس اللہ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں جو حیؔ و قیوم ہے اور اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں)" یہ بھی ظاہر ہے کہ اس طرح کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ' اللہ تعالٰی کی وحی و الہام کے بغیر نہیں فرماسکتے ' اس لئے سمجھنا چاہیے کہ گنہگاروں کے لئے معافی اور مغفرت کی درخواست کے یہ الفاظ ' خود اللہ تعالٰی کی طرف سے تعلیم فرمائے گئے ہیں اور ان الفاظ کے ساتھ درخواست کرنے والوں کے لئے (میدان جہاد سے بھاگنے جیسے) بدترین اور بڑے بڑے گناہوں کی معافی

Marfat.com

اور مغفرت کا حتمی وعدہ بلکہ فیصلہ فرما دیا گیا ہے " [۱۰۳]

☆ رحمۃ للعالمین ؐ نے ارشاد فرمایا : سید الاستغفار (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ ' اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے [۱۰۴] : " اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ " (اے اللہ ! تو ہی میرا رب ہے ' تیرے سوا کوئی مالک و معبود نہیں ' تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا اور وجود بخشا ' میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک مجھ عاجز سے ہوسکے گا تیرے ساتھ کئے ہوئے (ایمانی عہد و میثاق اور اطاعت و فرمانبرداری کے) وعدے پر قائم رہوں گا ' تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے عمل و کردار کے شر سے ' میں اقرار کرتا ہوں کہ تُو نے مجھے نعمتوں سے نوازا ' اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے تیری نافرمانیاں کیں اور گناہ کئے ' اے میرے مالک و مولا ! تُو مجھے معاف فرمادے اور میرے گناہ بخش دے ' تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ : جس بندے نے اخلاص اور دل کے یقین کے ساتھ ' دن کے کسی حصے میں ' اللہ کے حضور میں یہ عرض کیا (یعنی ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا) اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آگئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا اور اسی طرح ' اگر کسی نے رات کے کسی حصے میں ' اللہ تعالیٰ کے حضور میں ' یہ عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے ' اس رات میں وہ چل بسا تو بلاشبہ وہ جنت میں جائے گا ۔ [۱۰۵]

☆ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت [۱۰۶] ہے کہ رسولؐ اللہ بارگاہ خداوندی میں اس طرح عرض کیا کرتے تھے : اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَ جَھْلِیْ وَ اِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ھَزْلِیْ وَ جِدِّیْ وَ خَطَایَایَ وَ عَمْدِیْ وَ کُلُّ ذَالِکَ عِنْدِیْ (اے اللہ ! میری خطا ' میرے قصور معاف کردے ' اور (علم و معرفت کے تقاضے کے خلاف) جو نادانی کا کام میں نے کیا ہو ' اس کو معاف فرما

Marfat.com

دے اور اپنے جس معاملے میں بھی میں نے تیرے حکم اور تیری رضا کی حد سے تجاوز کیا ہو اسے بخش دے ' اے میرے اللہ ! میرے وہ گناہ بھی معاف فرما دے جو ہنسی مذاق میں مجھ سے سرزد ہوگئے ہوں اور وہ بھی معاف فرما دے جو مَیں نے سوچ سمجھ کے اور سنجیدگی سے کئے ہوں - میرے مالک ! میری وہ خطائیں بھی معاف کر دے جو بِلا ارادہ مجھے سے سرزد ہوگئی ہوں ' اور وہ بھی معاف فرما دے جو مَیں نے جان بوجھ کے ارادہ سے کی ہوں ' اور (اے مالک ! تو جانتا ہے کہ) یہ سب طرح کی خطائیں مَیں نے کی ہیں)

☆ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ جب کہیں تشریف فرما ہوتے تو ہم آپؐ کے استغفار کو شمار کرتے - آپؐ ایک ایک نشست میں یہ کلمات سو (۱۰۰) بار فرماتے : رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ (میرے رب ! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما بے شک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا' بخشنے والا ہے)

پچھلے صفحات میں بیان کیا گیا ہے کہ دنیا و آخرت میں مسلمان کی فلاح و نجات کا دارومدار اس بات پر ہے کہ وہ اپنی زندگی خالق دو جہاں کی اطاعت اور نبی آخرالزمانؐ کی پیروی میں گزارے - تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان اپنی بشری کمزوریوں ' نفسانی خواہشوں اور شیطانی فریبوں اور حملوں کے باعث ' بعض اوقات گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے - لیکن غفور و رحیم رب کریم کا یہ ہم پر عظیم احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے لئے معافی اور توبہ کا راستہ کھول رکھا ہے اور اہل ایمان کو ہدایت فرمائی ہے کہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرو-

چنانچہ ہمیں چاہئے کہ اپنی خطاؤں ' کوتاہیوں ' لغزشوں اور گناہوں پر اللہ سے معافی مانگیں بلکہ کثرت سے توبہ و استغفار کرتے رہیں تو توّاب و رحیم ' غفار و حلیم' ربِ عرش عظیم ہمیں معاف فرما دیتا ہے اور اپنی رحمت کے بے کنار سایہ میں ڈھانپ لیتا ہے -

اس باب میں توبہ کرنے کا طریقہ بیان کر دیا گیا ہے ' اللہ کی وسعت رحمت و

Marfat.com

مغفرت اور توبہ کی قبولیت کا ذکر کیا گیا ہے' یہ خوش خبری سنائی گئی ہے کہ توبہ و استغفار سے اللہ پاک سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے: کافر ہو کر مشرک' منافق ہو کہ گمراہ' مجرم ہو کہ گنہگار' سب کی سچی توبہ قبول ہو جاتی ہے' اس لئے انسان کو بخشش سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ صرف توبہ کی دعوت دیتا ہے بلکہ اسے گنہگار بندے کی توبہ بڑی محبوب ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اس کے محبوب نبیؐ' سیدالمرسلینؐ' رحمۃ للعالمینؐ' شفیع المذنبینؐ' رؤف و رحیمؐ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے معافی مانگیں وہ ضرور معاف کر دے گا۔ توبہ کے نتیجے میں انسان کی دنیوی زندگی پُر سکون ہو جاتی ہے' برائیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں' عذاب سے بچاؤ ہو جاتا ہے' نامہ اعمال سے گناہ مٹ جاتے ہیں بلکہ ان کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے' اللہ پاک کی محبت نصیب ہوتی ہے اور جنت میں داخلہ مل جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے گناہوں پر کثرت سے استغفار کرتے رہیں۔ ستار و غفار' پروردگار ہمیں اس کی توفیق دے' آمین۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (بقرہ : ۱۶۸) (انعام : ۱۴۲) ۲۔ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (انعام : ۴۳) ۳۔ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (نِسآء : ۱۲۰) ۴۔ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ (بقرہ : ۱۶۹) ۵۔ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ (انعام : ۶۸) ۶۔ وَ مَاكَانَ لِیَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ (ابراهیم : ۲۲) ۷۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (تحریم : ۸) ۸۔ وَ عَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰىٓ ○ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَ هَدٰى (طٰهٰ : ۱۲۱ ، ۱۲۲) ۹۔ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ .... (توبہ : ۱۱۲) ۱۰۔ تفہیم القرآن (ج۲ : ص ۲۴۰) ۱۱۔ كُلُّ بَنِىْ اٰدَمَ خَطَّآءٌ وَّ خَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ (مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۲۲۳۲) ۱۲۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۲۲۵۴) ۱۳۔ کیمیائے سعادت ۱۴۔ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا .... فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (بقرہ : ۳۶ ، ۳۷) ۱۵۔ مشکوٰۃ شریف : بابُ الاِستِغفار (حدیث مبارک ۲۲۱۵) ۱۶۔ حدیث مبارک ۲۲۱۶) ۱۷۔ حدیث مبارک ۲۲۲۱ (اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ ....) ۱۸۔ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ

Marfat.com

الرَّحِيْمُ (توبہ :۱۰۴) ۱۹۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَ
صَلِّ عَلَيْهِمْ (توبہ : ۱۰۳) ۲۰۔ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ
الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھُود :۱۱۴) ۲۱ ۔ کیمیائے سعادت(ص
:۸۵۷) ۲۲۔ کیمیائے سعادت ۲۳۔ حدیث مبارک ۲۴۔ وَ قَالَ رَبُّكُمْ ادْعُوْنِيْٓ
اَسْتَجِبْ لَكُمْ (مؤمن : ۶۰) ۲۵۔ مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۲۲۲۲
(اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ) ۲۶۔ حدیث مبارک ؛ ۲۲۲ (اَللّٰهُ
اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ) ۲۷۔ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ
(حدیث مبارک) ۲۸۔ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ (طارق :۱۴) ۲۹۔ غَافِرِ الذَّنْبِ
وَ قَابِلِ التَّوْبِ (مؤمن : ۳) ۳۰۔ وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ (نساء :
۲۶) ۳۱۔ وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ (بقره : ۲۲۱)
يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَلَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ (ابراهیم : ۱۰) ۳۲ ۔ وَ اللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً
مِّنْهُ وَ فَضْلًا (بقره : ۲۶۸) ۳۳۔ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى
ظُلْمِهِمْ (رعد : ۶)۳۴۔ وَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَعْفُوْا عَنِ
السَّيِّاٰتِ (شورٰی : ۲۵) ۳۵۔ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (انعام : ۱۲) ۳۶۔
وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (اعراف : ۱۵۶) ۳۷۔ قَالَ وَ مَنْ يَّقْنَطُ مِنْ
رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (حجر : ۵۶) ۳۸۔ وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (مائده : ۴۰) ۳۹۔ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَ

Marfat.com

اللہ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (مائدہ : ۳۹) ۴۰۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ

عَنِّیْ (حدیث مبارک) ۴۱ ۔ وَ ظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَیْهِ ثُمَّ تَابَ

عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (توبہ : ۱۱۸) ۴۲ ۔ تَفْهِیْمُ

الْقُرآن : ج۲ ص ۲۶۸) ۴۳۔ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ (نساء : ۱۷) اِلَّا

مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (نمل : ۱۱) ۴۴ ۔

تبویب القرآن : مولانا و حید الزماںؒ : ص ۸۶۴) ۴۵ ۔ تفهیم القران

۴۵ ا۔ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (النصر : ۳) ۴۶ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ

الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (الزمر : ۵۳)۴۷۔ قرآن مجید سورہ اٰل عمران : ایت

۸۶ تا ۸۹) ۴۸ سورہ النساء : ایت : ۱۴۵ ، ۱۴۶) ۴۹ سورہ اعراف :

۱۵۳) ۵۰۔ سورہ مریم : ۵۹ ، ۶۰) ۵۱ ۔ سورہ الفرقان : ۶۳ تا ۷۰) ۵۲۔

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ

نجم : ۳۲) ۵۳۔ مشکوٰۃ شریف : باب استغفار و توبہ ، حدیث مبارک :

۲۲۳۰) ۵۴۔ حدیث مبارک : ۲۲۳۱) (غَفَرْتُ لَهٗ وَ لَا اُبَالِیْ) ۵۵۔ سورہ

زمر : ۵۳) ۵۶۔ حدیث مبارک ۲۲۵۱ (ثُمَّ قَالَ اَلَا وَ مَنْ اَشْرَكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ)

۵۷۔ حدیث مبارک ۲۲۶۶) ۵۸۔ حدیث مبارک ۲۲۳۱ (ذٰلِكَ بِاَنِّیْ جَوَادٌ

مَاجِدٌ ......) ۵۹۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ غَضَبِیْ ۶۰۔ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ

Marfat.com

(اعراف : ۱۵٦) ٦١۔ حدیث مبارک : تُحِبُّ الْعَفْوَ ٦٢۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (الزمر : ۵۳) ٦٣ - اکبر الہ آبادی ٦۴۔ علامہ اقبال ٦۵۔ تفہیم القرآن ج۱ ص ۸) ٦۵۔ وَ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ (هود : ۹۰) ٦٦۔ مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۲۲۲۳ (اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِیْنَ یَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنْ اَحَدِکُمْ ٦٧۔ مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۲۲٦۰ (اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا) ٦٨۔ مشکوٰۃ شریف : باب وسعت رحمت الٰہی حدیث مبارک ۲۲۵٦ (اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً .... وَ اَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَّ تِسْعِیْنَ رَحْمَةً یَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ) ٦٩۔ سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا کَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ (حدید : ۲۱) ۷۰۔ وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ جَنَّةٍ .... (آل عمران : ۱۳۳، ۱۳۴) ۷۱۔ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (الحجر : ۴۹) ۷۲۔ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ (محمد : ۱۹) ۷۳۔ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا نساء : ٦۴) ۷۴۔ وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (نساء : ۱۱۰) ۷۵۔ وَّ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ

Marfat.com

يُمَتِّعكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى (هود : ۳) وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا (هود : ۵۲) فَاُولٰئِكَ يَدْ خُلُوْنَ

الْجَنَّةَ (مريم : ۶۰) ۷۶ . اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ

اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (فرقان : ۷۰) ۷۷. وَمَاكَانَ اللّٰهُ

مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (انفال : ۳۳) ۷۸. وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ

الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (نور : ۳۱) فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

فَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ (قصص : ۶۷) ۷۹. كيميائے سعادت ۸۰-

مشكوٰة شريف : حديث مبارك ۲۲۵۰) ۸۱ . اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ

الْمُتَطَهِّرِيْنَ (بقره : ۲۲۲) ۸۲- فَاُولٰئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ (مريم : ۶۰)

۸۳- وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ (محمد : ۱۵) ۸۴ .

مشكوة شريف : بَابُ الاِسْتِغْفَارِ وَ التَّوْبَةِ : حديث مبارك ۲۲۰۴ (يٰاَيُّهَا

النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّىْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ) ۸۵ . حديث

مبارك ۲۲۱۸ (...وَ اَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِىْ اَغْفِرْ لَكُمْ ۸۶ .

حديث مبارك ۲۲۲۲ (اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ) ۸۷ .

حديث مبارك ۲۲۲۳ (مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ

عَلَيْهِ) ۸۸ . اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ) ۸۹ .

لَوْ لَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُوْنَ يَغْفِرُلَهُمْ (حديث مبارك) ۹۰ .

Marfat.com

معارف الحدیث : ج۵ ص ۲۱۷) ۹۱۔ لَآتَیْتُکَ بِقُرَابِھَا مَغْفِرَةً (حدیث مبارک ۲۲۲۸) ۹۲۔ حدیث مبارک ۲۲۲۹ (مَنْ عَلِمَ اَنِّیْ ذُوْ قُدْرَةٍ عَلٰی مَغْفِرَةِ الذُّنُوْبِ غَفَرْتُ لَهٗ وَ لَا اُبَالِیْ مَا لَمْ یُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا) ۹۳ ۔ حدیث مبارک ۲۲۳۱ (مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَ اِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً) ۹۴۔ حدیث مبارک ۲۲۳۰ : مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَخْرَجًا ......) ۹۵۔ حدیث مبارک ۲۲۳۵ (......لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَھُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ) ۹۶۔ سُورہ زُمر : ۵۳) ۹۷۔ مشکوٰة شریف : بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ وَ التَّوْبَةِ : حدیث شریف ۲۲۳۹ .... وَ لَا یُبَالِیْ) ۹۸۔ حدیث مبارک ۲۲۴۷ (طُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا) ۹۹۔ حدیث مبارک ۲۲۵۰ (اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ) ۱۰۰ ۔ حدیث مبارک ۲۲۵۳ (مَنْ لَقِیَ اللّٰهَ لَا یَعْدِلُ بِهٖ شَیْئًا فِی الدُّنْیَا ثُمَّ کَانَ عَلَیْهِ مِثْلَ جِبَالٍ ذُنُوْبٌ غَفَرَاللّٰهُ لَهٗ) ۱۰۱ ۔ مشکوٰة شریف : حدیث مبارک ۲۲۵۴ (اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ)

۱۰۲۔ مشکوة شریف : حدیث مبارک : ۲۲۴۴ (غُفِرَ لَهٗ وَ اِنْ کَانَ تَدُفَرَّ مِنَ الزَّحْفِ) ۱۰۳۔ معارف الحدیث ج ۵ حدیث مبارک ۲۸۴) ۱۰۴ ۔ معارف الحدیث ج۵ ص ۳۳۵ ، حدیث مبارک ۲۸۵) ۱۰۵۔ معارف الحدیث : ج۵ ص : ۳۳۶ ، حدیث مبارک ۲۸۵) ۱۰۶۔ معارف الحدیث ج ۵ ص ۳۳۸ حدیث مبارک ۲۸۶) ۱۰۷ ۔ مشکوة شریف : حدیث مبارک ۲۲۴۳)

باب ۳۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجو

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم عظیم ترین اخلاق کے مالک ہیں کہ جس قدر پاکیزہ خصائل و شمائل ہو سکتے ہیں وہ سب کے سب آپؐ میں بدرجہ تمام و کمال موجود ہیں۔ قرآن مجسم ہونے کی حیثیت سے، آپؐ کے محاسن و محامد کا کوئی شمار نہیں۔ اوصاف و کمالات کی حد نہیں۔ آپؐ صداقت، امانت، عبادت اور سخاوت کا حسین نمونہ ہیں۔ حق پرستی، خدا ترسی، پاکبازی، رحمدلی، ایثار، ہمدردی کا بے مثال پیکر۔ تقویٰ، صبر، شکر، حلم، احسان، تواضع اور عفو کا خوبصورت مظہر۔ سادگی، زہد، قناعت، شجاعت اور استقامت کا روشن معیار۔ آپؐ رحمۃ للعالمینؐ ہیں یعنی کل مخلوق کے لئے شفقت، رحمت، رافت، محبت اور خیر خواہی کا پیکر۔ آپؐ کی تعلیمات اور فیوض و برکات سے انسان کی ذہنی، نفسیاتی، علمی، عملی، اخلاقی اور روحانی تربیت ہوتی ہے۔ آپؐ نے انسان کو مکارمِ اَخلاق، پرہیزگاری، راستبازی، شرافت اور صالحیت کی تعلیم دے کر ہدایت کا راستہ دکھایا۔ کفر، شرک، نِفاق اور معصیت سے بچایا۔ حرام اور ناجائز کاموں سے روکا۔ گناہوں سے پاک اور صاف زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا۔ کتاب و حکمت کی تعلیم دے کر انسان کو خالق کائنات کا مطیع فرمان بنایا، اسے موت و حیات کے اَسرار سمجھا کر اور ضروری آداب سکھا کر، امتحان زندگی میں کامیاب ہونے کا طریقہ بتایا۔ عبد کو معبود سے ملایا اور یوں پوری انسانیت اور بالخصوص اہل ایمان پر اپنی بے پایاں رحمت کا بے کنار سایہ پھیلا دیا۔ غرض رؤف و رحیم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بے مثال فضائل اور ہمارے اوپر بے شمار احسانات ہیں، جن کا ذکر ہماری طاقت سے ہی باہر ہے۔

Marfat.com

اتنے عظیم محسنؐ اور اتنے کریم مربیؐ، ایسے شفیق آقاؐ اور ایسے خلیق ہادیؐ کے ان گنت الطاف و احسانات کا ہم پر بے حد شکر واجب ہے لیکن ہم سے اس کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ جس ذاتؐ اقدس نے جہالت کی اندھیری غاروں سے نکال کر ہمیں علم و حکمت کی نورانی چوٹیوں تک پہنچایا، معصیت کی دلدلوں سے نکال کر شریعت مطہرہ کی گلزاروں میں داخل کیا اور ضلالت و غفلت کی پستیوں سے نکال کر ہدایت و معرفت کی بلندیوں تک پہنچایا اس عظیم ہستی کا شکر کیونکر ادا ہو سکتا ہے۔ تاہم ہماری احسان مندی کے جذبات واحساسات کی تسکین کے لئے اور نیاز مندی و ارادتمندی کے اظہار کے لئے، اللہ تعالیٰ نے از راہ کرم ہمیں یہ طریقہ بتایا کہ ہم نبیؐ پاک پر صلوٰۃ و سلام بھیجا کریں اور اس سلسلے میں اللہ کریم سے دعا کیا کریں کہ وہ خاتم النبیینؐ پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کی مسلسل، پیہم اور دائمی بارش برساتا رہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ ہم پر نبیؐ کریم کے احسانات کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ درود پاک کی اس دعا کا فائدہ اور اجر و ثواب پھر لوٹ کر خود ہمیں ہی پہنچتا ہے۔

روف و رحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کا عمل اتنا مبارک، ذی شان اور بلند مرتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کی نوری مخلوق یعنی فرشتے نبیؐ پاک پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں، اے اہل ایمان تم بھی اس مقبول و محبوب عمل میں شریک ہو جاؤ۔ یہ بات بڑی پیاری اور دلچسپ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں کو حکم اور ہدایت دینے کا یہ انداز صرف صلوٰۃ و سلام ہی کا حکم دیتے وقت اختیار کیا گیا ہے ورنہ کسی دوسرے بڑے سے بڑے کام کا حکم دیتے وقت بھی ایسا اسلوب اختیار نہیں کیا گیا کہ خدا اور فرشتے یہ کام کرتے ہیں تم بھی کرو۔ مثلاً مسلمانوں کو نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، روزہ رکھنے اور دیگر اعمال سرانجام دینے کا حکم دیا گیا ہے مگر اللہ تعالیٰ ان میں سے کوئی کام بھی خود نہیں کرتا البتہ نبی پاک صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وعلیٰ آلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کا کام خود بھی کرتا ہے ' اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں اور اہل ایمان کو بھی اس میں شریک ہونے کا حکم فرماتا ہے ۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ صلوٰۃ و سلام کا وظیفہ کتنی بلند شان اور " اعلیٰ امتیاز رکھنے والا عمل ہے اور رسولؐ اللہ کے مقام محبوبیت کے خصائص میں سے ہے " ۲

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبیؐ کریم پر درود وصلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپؐ سے محبت کرتا ہے ' آپؐ پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا ہے ' آپؐ کی صفت و ثنا کرتا ہے ' اخلاق عالیہ کی تعریف فرماتا ہے ' دعوت دین کے کام کو فروغ بخشتا ہے اور آپؐ کا نام مبارک اور ذکر خیر بلند کرتا ہے ۔ تو فرشتوں کی جانب سے رسول کریمؐ پر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپؐ سے حد درجہ محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپؐ کو زیادہ سے زیادہ بلند مرتبے عطا فرمائے ۔ آپؐ کے دین کو سربلند کرے اور آپؐ کو مقام محمود پر پہنچائے ۔ ۳

مسلمانوں کو درود و سلام کا حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ نبی پاکؐ سے بے حد محبت کرو ' انؐ کی مدح و ثنا کرو' انؐ کے لئے رحمت و برکت کی دعا مانگو ۔ اہل ایمان کے سب سے بڑے محسن حضورؐ ہی ہیں لہٰذا ان کے اس احسان کی شکر گزاری کا طریقہ یہی ہے کہ اللہ کریم سے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان پر بے پایاں اور بے حد وحساب رحمت فرمائے ' ان کا درجہ بلند سے بلند کرے 'آخرت میں انہیں مقرب ترین مرتبہ عطا فرمائے ۔ مقام محمود اور قبولیت شفاعت کا رتبہ دے اور سلام کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے لئے ہر طرح کی سلامتی کی دعا کی جائے ۔

غرض " صلوٰۃ کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے : تشریف و تکریم ' مدح و ثنا ' رحمت و رافت ' محبت و عطوفت ' رفع مراتب ' ارادہ خیر' عطائے خیر' سب ہی کو صلوٰۃ کا مفہوم حاوی ہے ۔ اس بنا پر قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی ' اپنے نبیؐ پر خاص الخاص عنایت و نوازش اور بڑا پیار دلار

Marfat.com

ہے ' اور وہ انؐ کی مدح و ستائش کرتا اور عظمت و شرف کے بلند ترین مقام تک انؐ کو پہنچانا چاہتا ہے اور فرشتے بھی انؐ کی تکریم و تعظیم اور مدح و ثنا کرتے ہیں اور انؐ کے لئے اللہ تعالیٰ سے بیش از بیش الطاف وعنایات اور رفع درجات کی دعائیں کرتے ہیں۔ ایمان والوں کو حکم ہے کہ تم بھی ایسا ہی کرو اور حضورؐ کے لئے اللہ تعالیٰ سے خاص الخاص لطف و عنایت ' محبت و عطوفت ' مراتب اور درجات کی رفعت ' پورے عالم کی سیادت و امامت اور مقام محمود وقبولیت شفاعت کی دعا کیا کرو اور آپؐ پر سلام بھیجا کرو " ۔

صلوٰۃ و سلام کی فضلیت

نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کی فضلیت و برکت اور اہمیت و عظمت ' قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے بھی واضح ہو جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو یہ حکم دیتے وقت پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ نبی اکرمؐ پر درود و صلوٰۃ خود رب کائنات اور اس کے پاک فرشتے بھی بھیجتے ہیں گویا جو کام خود اللہ پاک کرتا ہو اس کی شان اور بزرگی کا اندازہ لگانا ممکن ہی نہیں ۔ یہ تو ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہایت با برکت کام میں ہمیں بھی شرکت کی دعوت دے کر ' اور شامل فرما کر ' ہم پر عظیم احسان فرمایا ۔

جیساکہ اوپر بیان کیا گیا ہے درود و سلام نبی کریمؐ کے حق میں رب العزت کی بارگاہ میں ایک دعا ہے لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ہماری دعاؤں کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جو ذات گرامی خود رحمۃ للعالمین ' سیدؐ المرسلین اور محبوبؐ رب المحسنین ہو اسے ہم غلاموں ' عاجزوں اور خطاکاروں کی دعاؤں کی کیا احتیاج ہو سکتی ہے " بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ہم بندوں پر حق ہے کہ اس کی عبادت اور حمد وتسبیح کے ذریعے اپنی عبدیت وعبودیت

Marfat.com

کا نذرانہ اس کے حضور پیش کریں حالانکہ اس سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نفع نہیں پہنچتا بلکہ یہ کام خود ہماری ضرورت ہے اور اس کا نفع بھی ہم ہی کو پہنچتا ہے، اسی طرح رسولؐ اللہ کے محاسن و کمالات، آپؐ کی پیغمبرانہ خدمات اور امت پر آپؐ کے عظیم احسانات کا یہ حق ہے کہ امتی آپؐ کے حضور میں عقیدت و محبت اور وفاداری و نیاز مندی کا ہدیہ اور ممنونیت و سپاس گزاری کا نذرانہ پیش کریں۔ اسی کے لئے درود و سلام کا طریقہ مقرر کیا گیا ہے اور جیسا کہ عرض کیا گیا اس کا مقصد آپؐ کو کوئی نفع پہنچانا نہیں ہوتا بلکہ خود ہمارے ہی نفع کے لئے، یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب آخرت اور اس کے رسولؐ پاک کا روحانی قرب اور انؐ کی خاص نظر عنایت حاصل کرنے کے لئے درود و سلام پڑھا جاتا ہے اور پڑھنے والے کا اصل مقصد بس یہی ہوتا ہے۔

"پھر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ وہ ہمارے درود و سلام کا یہ ہدیہ اپنے رسولؐ پاک تک فرشتوں کے ذریعے پہونچواتا ہے اور بہت سوں کا آپؐ کو قبر مبارک میں براہ راست بھی سُنوا دیتا ہے۔ نیز ہمارے اس درود و سلام کے حساب میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اپنے الطاف و عنایات اور تکریم وتشریف میں اضافہ فرماتا ہے"۔[5]

صلوٰۃ و سلام کی ترغیب اور فضائل و برکات

احادیث مبارکہ میں نبیؐ اکرم پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کی بہت ترغیب دی گئی ہے اور اس پاکیزہ عمل کے بڑے فضائل و فوائد اور برکات و ثمرات بیان کے گئے ہیں ان میں سے چند ایک کا ذکر ہم ذیل میں کرتے ہیں:

١۔ نبیؐ کریم کے ایک جلیل القدر ساتھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص مجھ پر

Marfat.com

ایک مرتبہ درود (یعنی صلوٰۃ) بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ یعنی (رحمت) بھیجتا ہے"۔ [۶]

سبحان اللہ! کیا مبارک عمل ہے کہ رسولؐ کریم پر ہمارے ایک مرتبہ درود بھیجنے کے صلہ میں رب کریم ہم پر دس مرتبہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے، اور پھر رحمٰن و رحیم پروردگار کی رحمت کی شان اتنی بلند ہے کہ ہمارے خیال و تصور سے بھی باہر ہے۔ رحمۃ للعالمینؐ کے غلاموں کے لئے اس سے بڑھ کر بشارت اور خوش نصیبی کیا ہوسکتی ہے! درحقیقت یہ بھی ہم پر رؤف و رحیم نبی کریمؐ کے فیضان و احسان کی ایک شکل ہے۔ اللہ کریم ہمیں بیش از بیش درود شریف پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو بندہ مجھ پر ایک صلوٰۃ (یعنی درود) بھیجے اللہ کریم اس پر دس صلوٰتیں (یعنی دس مرتبہ رحمت) بھیجتا ہے اور اس کی دس خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں"۔ [۷]

اس حدیث مبارک کی رو سے نبیؐ کریم پر درود کا تحفہ بھیجنے کے فضائل اور بھی زیادہ بیان کیے گئے ہیں یعنی اللہ کی رحمتیں بھی نصیب ہوتی ہیں، گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اور درجے بھی بلند ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ!

۳۔ حضرت ابو بُردہؓ بن نیار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "میرا جو اُمتی خلوص دل سے مجھ پر صلوٰۃ بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس صلوٰتیں بھیجتا ہے اور اس کے صلہ میں اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کے حساب میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ محو فرما دیتا ہے"۔ [۸]

الحمد للہ! درود شریف کی کیسی عظیم فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ ہم عاجز بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا بے حساب خزانہ پانے کا یہ عظیم الشان وسیلہ ہے۔ درود شریف کی برکت سے نہ صرف رب رحیم ہم پر دس رحمتیں نازل

Marfat.com

فرماتا ہے بلکہ ہمارے دس درجے بلند کرتا ہے۔ ہمارے اعمالنامہ میں دس نیکیوں کا اضافہ فرماتا ہے اور ہمارے دس گناہ مٹا دیتا ہے۔" دوسری اور تیسری حدیث میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ پہلی حدیث کے اجمال کی تفصیل ہے۔ واللہ اعلم۔"

۴۔ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور آپؐ کے چہرہ انور پر خوشی اور بشارت کے آثار نمایاں تھے۔ آپؐ نے بیان فرمایا کہ: "آج جبرائیل امینؑ آئے اور انہوں نے بتایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے کہ اے محمدؐ! کیا یہ بات تمہیں راضی اور خوش نہیں کر دے گی کہ تمہارا جو امتی تم پر صلوٰۃ بھیجے میں اس پر دس صلواتیں بھیجوں اور جو تم پر سلام بھیجے، میں اس پر دس سلام بھیجوں۔"

" اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جو بندہ آپؐ کی محبت اور آپؐ کے احترام میں خالصاً للہ آپؐ پر صلوٰۃ و سلام بھیجے، اللہ تعالیٰ نے اس پر دس صلواتیں اور دس سلام بھیجنے کا دستور اپنے لئے مقرر فرمایا ---- اور جبرائیل امینؑ کے ذریعے آپؐ کو اس کی اطلاع دی اور اس پیارے انداز میں دی کہ تمہارا رب فرماتا ہے اے محمدؐ! کیا تمہیں ہمارا یہ فیصلہ راضی اور خوش نہیں کر دے گا" "

۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن مجھ سے قریب ترین اور مجھ پر زیادہ حق رکھنے والا وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ صلوٰۃ بھیجنے والا ہوگا۔" "

سبحان اللہ! ہر مسلمان نبی کریمؐ پر دل و جان سے فدا ہونے کی تمنا رکھتا ہے اور حضورؐ کے قرب اور آپؐ کے قدموں میں حضوری کو دین و دنیا کی ہر نعمت سے عظیم تر سمجھتا ہے۔ یہ حضورؐ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ آپؐ نے اس قابل رشک مرتبہ کو حاصل کرنے کا طریقہ درود شریف میں رکھ دیا ہے۔ لہٰذا ہم عاجزوں کو چاہئے کہ اللہ کی توفیق سے محبوب نبیؐ کریم پر بیش از بیش درود شریف بھیجا کریں۔ اللہ پاک ہمیں اس وظیفہ کی توفیق وافر عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

۶ - حضرت رُوَیفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا - "میرا جو امتی مجھ پر صلوٰۃ بھیجے اور ساتھ ہی یہ دعا کرے کہ : اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (اے اللہ : ان (کو یعنی اپنے نبی حضرت محمد) کو قیامت کے دن اپنے قریب کی نشست گاہ (کرسی) عطا فرما) اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی -"[۱۳] الحمد للہ! حضور کی ہمارے لئے شفاعت عظیم نعمت ہے جس کے ہم سب محتاج ہیں - اور یہ بھی محبوبِ خدا کا ہم پر عظیم احسان ہے جو ہماری بخشش و مغفرت کا وسیلہ ہے -

۷ - حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:" میں چاہتا ہوں کہ آپ پر درود زیادہ بھیجا کروں (یعنی اللہ تعالیٰ سے آپ پر صلوۃ کی استدعا زیادہ کیا کروں) آپ مجھے بتا دیجئے کہ اپنی دعا میں سے کتنا حصہ آپ پر صلوٰۃ کے لئے مخصوص کر دوں - (یعنی میں اپنے لئے دعا کرنے میں جو وقت صَرف کیا کرتا ہوں اس میں سے کتنا آپ پر صلوٰۃ کے لئے مخصوص کر دوں) آپ نے فرمایا : جتنا چاہو -- میں نے عرض کیا کہ : میں اس وقت کا چوتھائی حصہ آپ پر صلوۃ کے لئے مخصوص کر دوں گا - آپ نے فرمایا جتنا تم چاہو ' اور اگر اور زیادہ کر دو گے تو تمہارے لئے بہتر ہی ہوگا - میں نے عرض کیا تو پھر میں آدھا وقت اس کے لئے مخصوص کرتا ہوں - آپ نے فرمایا : جتنا چاہو کر دو اور اگر اور زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے خیر ہی کا باعث ہوگا - میں نے عرض کیا : پھر تو میں اپنی دعا کا سارا ہی وقت آپ پر صلوۃ کے لئے مخصوص کرتا ہوں - آپ نے فرمایا : اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری ساری فکروں اور ضرورتوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفایت کی جائیگی اور تمہارے گناہ و قصور ختم کر دیئے جائیں گے -[۱۴]

اس حدیث کی تشریح میں حضرت مولینا محمد منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں کہ "گزشتہ احادیث میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ جو بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ

آلہ وسلم پر ایک صلوۃ بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر دس صلوٰتیں بھیجی جاتی ہیں ' اس کے اعمال نامے میں دس نیکیاں درج کی جاتی ہیں ' دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں ۔ ذرا غور کیا جائے ' جس بندے کا حال یہ ہو کہ وہ اپنی ذاتی دعاؤں کی جگہ بھی بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر صلوٰۃ بھیجے ' اللہ سے اپنے لئے کچھ بھی نہ مانگے ' صرف حضورؐ کے لئے صلوٰۃ کی استدعا کرے ' اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوات و برکات اور رحمتوں ' عنایتوں کی کیسی موسلادھار بارش ہوگی ' جس کا لازمی اثر اور انجام یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بلا مانگے اس کی چاہتیں اور ضرورتیں پوری کرے گی ' اور گناہوں کے اثرات سے وہ بالکل پاک صاف کر دیا جائے گا ۔ اللہ تعالیٰ ان حقائق کا یقین اور عمل نصیب فرمائے ''[۱۵]

۸ ۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ' انہوں نے فرمایا :
'' دعا آسمان اور زمین کے درمیان ہی رکی رہتی ہے ' اوپر نہیں جا سکتی جب تک نبی پاک (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) پر درود نہ بھیجا جائے[۱۶] ۔ '' اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف دعا کی قبولیت کا وسیلہ ہے ۔ چنانچہ دعا کرنے والے کو چاہئے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرے ' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر درود بھیجے ' اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجت عرض کرے اور آخر میں پھر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجے ۔

۹ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے خود سنا ' آپؐ نے فرمایا : '' اپنے گھروں کو قبروں کی مانند نہ بنا لو اور میری قبر کو میلہ نہ بنا لینا ' البتہ مجھ پر درود بھیجو اس لئے کہ تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے خواہ تم کہیں ہو[۱۷] ۔ '' اس حدیث مبارک میں ' نبیؐ پاک کے ' ہم جیسے خطاکار غلاموں کے لئے ' بڑی ہی مسرت و راحت کی بشارت ہے کہ ہم خواہ روضئہ مبارک سے کتنا دور ہوں ہمارا صلوۃ وسلام حضورؐ پُر نور تک

پہنچتا ہے جو روحانی قرب و محبت کی علامت ہے۔

۱۰۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو دنیا کا چکر لگاتے رہتے ہیں اور میرے اُمتیوں کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔" [۱۸]

۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے (یا سلام عرض کرتا ہے) وہ میں خود سنتا ہوں ' اور جو کوئی کہیں دور سے مجھ پر درود بھیجے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔" [۱۹] اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کہیں دور سے حضورؐ اقدس کی خدمت میں درود و سلام بھیجے وہ اللہ پاک فرشتوں کے ذریعے آپؐ تک پہنچاتا ہے اور جو خوش نصیب اللہ کے فضل و کرم سے روضہ مبارک کے قریب پہنچ جائے اور وہاں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرے تو اسے حضورؐ رحمۃ للعالمین بہ نفسِ نفیس خود سماعت فرماتے ہیں اور ہر ایک کو اس کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ! یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ نبیؐ کریم ہمارا صلوٰۃ و سلام سماعت فرماتے ہیں اور اسے قبول فرما کر جواب میں ہمیں رحمت ' شفقت اور سلامتی بھرا جواب عطا فرماتے ہیں۔

۱۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجے ' اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس شخص پر ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔" [۲۰]

۱۳۔ حضرت ابو الدرداء نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد بیان کرتے ہیں "میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود ' اس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! آپؐ کے انتقال کے بعد بھی؟ حضورؐ نے فرمایا: ہاں انتقال

Marfat.com

کے بعد بھی ۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ بات حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاءؑ کے بدنوں کو کھائے ۔ پس اللہ کا نبیؐ زندہ ہوتا ہے ' رزق دیا جاتا ہے ۔" [۲۱]

۱۴ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ " مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر گزرنے کے وقت نور ہے ' اور جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسّی مرتبہ درود بھیجے ' اس کے اسّی سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے ۔" [۲۲]

۱۵ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ : " جو شخص یہ دعا کرے : **جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ** (ترجمہ : اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو جزا دے ' جس بدلے کے وہ مستحق ہیں) تو اس کا ثواب ستّر فرشتوں کو ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا[۲۳] ۔" مشقت میں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ ستر فرشتے ایک ہزار دن تک اس کا ثواب لکھتے لکھتے تھک جائیں گے ' سبحان اللہ ۔ بعض علماء نے " جس بدلے کے وہ مستحق ہیں " کے بجائے یہ لکھا ہے کہ جو بدلہ اللہ کی شان کے مناسب ہے یعنی جتنا بدلہ عطا کرنا اللہ پاک کی شایان شان ہے وہ عطا فرمائے ۔

درود شریف کے چند مبارک کلمات

احادیث مبارکہ سے درود شریف کی مختلف عبارات منقول ہیں ۔ ہم ان میں سے چند یہاں بیان کرتے ہیں ۔

۱ ۔ جلیل القدر تابعی حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے[۲۴] ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میری ملاقات حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی (جو اصحاب بیعت رضوان میں سے ہیں) انہوں نے مجھ سے فرمایا : میں تمہیں ایک

Marfat.com

خاص تحفہ پیش کروں (یعنی ایک بیش بہا حدیث سناؤں) جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے سنی ہے ۔ میں نے عرض کیا مجھے وہ تحفہ ضرور دیجئے ! انہوں نے بتایا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو ہم کو بتا دیا کہ ہم آپؐ پر سلام کس طرح بھیجا کریں (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ نے ہم کو بتا دیا ہے کہ ہم تشہد میں " اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ " کہہ کر آپؐ پر سلام بھیجا کریں) اب آپؐ ہمیں یہ بتا دیجئے کہ ہم آپؐ پر صلوٰۃ (درود) کیسے بھیجا کریں ۔ آپؐ نے فرمایا یوں کہا کرو :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (ترجمہ) اے اللہ : درود بھیج (اپنی خاص نوازش اور عنایت و رحمت فرما) حضرت محمدؐ پر اور حضرت محمدؐ کی آل (یعنی گھر والوں) پر جیسے کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیمؑ پر اور انؑ کی آل (اولاد) پر ' بے شک تُو حمد وستائش کا سزاوار اور عظمت و بزرگی والا ہے ۔ اے اللہ ! برکت نازل فرما حضرت محمدؐ اور حضرت محمدؐ کی آل (اولاد) پر جیسے تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل (اولاد) پر ' بے شک تُو حمد و ستائش کا سزاوار اور عظمت و بزرگی والا ہے ۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

۲ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اس سے خوشی ہو اور وہ چاہے کہ مجھ پر اور میرے گھر والوں پر درود بھیج کر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں زیادہ سے زیادہ اور بھرپور حاصل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض کرے : ۲۵

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (ترجمہ) اے اللہ ! اپنی خاص

Marfat.com

نوازش اور عنایت و رحمت فرما نبی اُمّی حضرت محمدؐ پر اور انؐ کی ازواجؓ مطہرات امہاتؓ المومنین اور انؐ کی نسل پر اور انؐ کے سب گھر والوں پر ' جیسے کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیمؑ کی آل (اولاد) پر ' بے شک تو ہر حمد و ستائش کا مستحق و سزاوار ہے اور عظمت و کبریائی تیری ہی صفت ہے ۔

۳ ۔ حضرت رُوَیفع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ " جو شخص اس طرح کہے گا : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (ترجمہ) اے اللہ ! آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجئے اور ان کو قیامت کے دن ایسے مبارک ٹھکانے پر پہنچایئے جو آپ کے نزدیک مقرب ہو) اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے " [۲۶]

۴ ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " جو شخص یہ دعا کرے : جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ اَھْلُہٗ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ جزا دے محمدؐ کو ہم لوگوں کی طرف سے جس بدلے کے وہ مستحق ہیں) تو اس کا ثواب ستر فرشتوں کو ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا ۔ " [۲۷]

۵ ۔ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ سے روایت کیا گیا ہے[۲۸] کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح درود بھیجتے تھے ۔ (پہلے سورہ احزاب کی یہ آیت تلاوت فرماتے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے) اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اس کے بعد کہتے " لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ رَبِّیْ وَسَعْدَیْکَ " (اے میرے اللہ ! میں تیرے اس فرمان کی بسرو چشم تعمیل کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں)

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ رَبِّیْ وَسَعْدَیْکَ ۔ صَلَوَاتُ اللّٰہِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَمَا سَبَّحَ لَکَ مِنْ شَیْءٍ یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

Marfat.com

عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الشَّاھِدِ الْبَشِیْرِ الدَّاعِیْ اِلَیْکَ بِاِذْنِکَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ ۔

(ترجمہ) اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بڑا احسان فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے خاص نوازشیں اور عنایتیں ہوں ؛ اور اس کے ملائکہ مقربین اور انبیاء وصدیقین اور شہداء و صالحین کی اور اس ساری مخلوقات کی جواللہ کی تسبیح و حمد کرتی ہے بہترین دعائیں اور نیک تمنائیں ہوں حضرت محمدؐ بن عبد اللہ کے لئے جو خاتم النبیینؐ ، سیدالمرسلینؐ ، امامؐ المتقین اور رسولؐ رب العلمین ہیں جو اللہ کی طرف سے شہادت ادا کرنے والے ہیں ، اللہ کے فرمانبرداروں کو رحمت و جنت کی بشارت سنانے والے اور مجرموںؐ نا فرمانوں کو بُرے انجام سے اور اللہ کے عذاب سے آگاہی دینے والے ہیں ۔ جو تیرے بندوں کو تیرے حکم سے تیری طرف دعوت دیتے ہیں اور تیرے ہی روشن کئے ہوئے چراغ ہیں اور ان پر سلام ہو ۔

اللہ پاک ہمیں اپنے حبیب ، سیدالمرسلین ، رحمۃ للعالمین ، خاتم النبیین ، شفیع المذنبین ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر بیش از بیش صلوٰۃ و سلام بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے ، آمین یا رب العلمین ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَ اَزْوَاجِہٖ اُمَّھٰتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

حوالہ جات

۱۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (احزاب : ۵۶) ۲ ۔ معارف الحدیث : ج ۵ ص ۲۵۳) ۳۔ تفہیم القران ج۴ ص ۱۲۲) ۴۔ معارف الحدیث ج ۵ ص ۴ ۳۵) ۵۔ معارف

الحدیث ج ۵ ص ۳۵۴) ۶۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (حدیث مبارک ۸۶۰ : مشکوۃ شریف)۷۔ مشکوۃ شریف (حدیث مبارک ۸۶۱ : مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَ حُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَ رُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ) ۸۔ معارف الحدیث ج ۵ ص ۳۶۰، حدیث مبارک ۲۹۴ (مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ اُمَّتِیْ صَلٰوۃً مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِہَا عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَ رُفِعَہٗ بِہَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَ کَتَبَ لَہٗ بِہَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَ مَحٰی عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ) ۹۔ معارف الحدیث : ج ۵ ص ۳۶۱) ۱۰۔ اما یُرْضِیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَا یُصَلِّیَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَ لَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا (معارف الحدیث : ج ۵ ص ۳۶۱ ، حدیث مبارک ۲۹۵) ۱۱۔ معارف الحدیث ج ۵ ص ۳۶۲) ۱۲۔ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً (مشکوۃ شریف : ج اول ص ۲۶۷ حدیث مبارک ۸۶۲) ۱۳۔ مَنْ قَالَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ (معارف الحدیث ج ۵ ص ۳۸۱ حدیث مبارک ۳۰۳)۱۴۔ قَالَ اِذًا تُکْفٰی ھَمَّکَ وَ یُکَفَّرُ لَکَ ذَنْبُکَ (مشکوۃ شریف ج ۱ ، حدیث مبارک ۸۶۸) ۱۵۔ معارف الحدیث ج ۵ ص ۳۴۴) ۱۶۔ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہَا شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ (مشکوۃ شریف : حدیث

Marfat.com

۸۸۷) ۱۷۔ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ (مشکوٰۃ شریف : ج ۱، حدیث شریف ۸۶۶) ۱۸۔ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِي مِنْ اُمَّتِي السَّلَامَ (مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۸۶۳) ۱۹۔ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهُ (مشکوٰۃ شریف، حدیث مبارک ۸۷۳) ۲۰۔ مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ مَلٰئِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلٰوةً (مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ۸۷۴) ۲۱۔ اَكْثِرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰئِكَةُ وَ اِنَّ اَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا .... اِلَى الْاٰخِرِ (فضائل درود شریف : مولانا محمد زکریا۔ ص ۳۶ : ۲) ۲۲۔ اَلصَّلٰوةُ عَلَيَّ نُوْرٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِينَ مَرَّةً غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُ ثَمَانِينَ عَامًا (فضائل درود شریف، ص ۳۹ : ۴) ۲۳۔ مَنْ قَالَ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهُ اَتْعَبَ سَبْعِينَ كَاتِبًا اَلْفَ صَبَاحٍ (فضائل درود شریف، ص ۴۲، روایت ۶) ۲۴۔ مشکوٰۃ شریف : بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حدیث ۸۵۸) ۲۵۔ معارف الحدیث ج ۵، ص ۳۰۱، حدیث مبارک ۳۱۹) ۲۶۔ فضائل درود شریف، ص ۴۰، روایت ۵) ۲۷۔ فضائل درود شریف، ص ۴۲، روایت ۶) ۲۸۔ معارف الحدیث ج ۵، ص ۳۰۶ : حدیث مبارک

باب ۳۴

اپنے رب سے دعا مانگتے رہو

رب کریم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ مجھے پکارو ' مجھ سے دعا مانگو اور زندگی کی ہر حاجت طلب کرو ' میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا اور تمہاری دعائیں قبول کروں گا ۔ انسان کو زندگی کے امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے علم ' ہدایت ' حق پرستی ' راست بازی ' نیک عملی ' صبر و استقامت اور معافی و مغفرت کی ضرورت ہے ۔ مادی وسائل ' اخلاقی تائید اور روحانی ترفعّ درکار ہے ۔ یہ تمام ضرورتیں اللہ کریم ہی پوری کرتا ہے ' کیونکہ وہی ہمارا خالق و مالک ہے ' ہادی و والی ہے ' کفیل و سرپرست اور وکیل و کارساز ہے ' لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اپنی ہر قسم کی ضرورت کی تسکین و تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارے ' اس لئے کہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ضرورت ' صرف ہمارے پروردگار کی رحمت سے ہی پوری ہوسکتی ہے ۔ اس کی تائید و نصرت کے بغیر انسان نہ برائی اور خسارے سے بچ سکتا ہے اور نہ نیکی و نفع حاصل کرسکتا ہے ۔ کوئی چیز پا سکتا ہے نہ کھو سکتا ہے ۔

انسان کو زندگی میں طرح طرح کی آزمائشیں ' مصیبتیں اور الجھنیں پیش آتی ہیں ' مختلف النوع ابتلاؤں اور مشکلوں سے گزرنا پڑتا ہے ۔ کئی قسم کے رنج و آلام اور فتنوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے ۔ چنانچہ ایسے حالات میں وہ چاہتا ہے کہ اس کی تمام پریشانیاں ختم ہوجائیں ' سارے تفکرات دور ہو جائیں ' کرب و اذیت دفع ہو جائے ' بے بسی و بے چارگی جاتی رہے ' کوئی مضبوط سہارا مل جائے اور راحت و عافیت اور قلبی سکون نصیب ہو جائے ۔ ان سارے کاموں کے لئے صرف خدائے واحد کی ذات ہی مددگار ثابت ہوسکتی ہے کیونکہ اسی نے ہمیں پیدا کیا ہے ' وہی رازق و پروردگار ہے ' حامی و ناصر ہے اور ہر جگہ اور ہر وقت ہمارے پاس

Marfat.com

حاضر و موجود ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اپنے رب کو پکارے ' اس کی طرف رجوع کرے ' عجز و انکسار اور خضوع و خشوع سے اس کے آگے دامن پھیلائے ' جھولی بڑھائے اور اس سے مدد مانگے ' کیونکہ وہی ہمارا محافظ و مربی ہے ' بہترین پناہ گاہ ہے ' ہماری ضرورتوں سے آگاہ ہے اور انہیں پورا کرتا ہے۔ ہماری مصیبتوں سے واقف ہے اور انہیں دور کرکے امن و سلامتی عطا فرماتا ہے۔

دعا کی اہمیت اس بات سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ خود خالق کائنات کے کلام پاک " قران مجید " کا آغاز اور افتتاح دعا ہی سے ہوتا ہے[5] جس میں ہم سب سے پہلے ' اللہ پاک کی حمد و ثنا کرتے ہیں[6] ' اس کا رحمان و رحیم ہونا بیان کرتے ہیں ' اس کے بعد اپنی عبدیت کا اقرار کرکے اس سے مدد چاہتے ہیں[7] اور سب سے بڑی دعا " صراط مستقیم " یعنی سیدھے راستے کی ہدایت طلب کرتے ہیں[8] ' اس کی نعمتیں مانگتے ہیں اور گمراہی سے بچنے کی التجا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انسان کے بہت قریب ہے

حقیقت یہ ہے کہ طلب اس سے کرنا چاہئے جو ہمارے پاس ہو ' ہماری حاجت پوری کرسکتا ہو اور پوری کرتا بھی ہو۔ ہمارا مالک ' اللہ کریم ' ہمارے قریب ہے ' بہت ہی قریب[9] ' شاہ رگ سے بھی قریب بلکہ جان سے بھی نزدیک۔ اس لئے ہم جب چاہیں ' جہاں چاہیں ' ہلکی ندا سے یا دل ہی دل میں ' چپکے چپکے اسے پکار سکتے ہیں ' عرض گزار سکتے ہیں اور اللہ ہماری دعا سنتا ہے ' جواب دیتا ہے اور درخواست قبول فرماتا ہے[10]۔ بندے پر صرف یہ واجب ہے کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کرے ' اس کا دامن پکڑ لے اس پر توکل کرے ' سر اطاعت جھکا دے اور اپنی پیشانی زمین پر ٹیک دے۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ' اللہ پاک ہمارے بے حد قریب ہے لہٰذا تنہائی میں '

Marfat.com

محفل میں، رزم میں ' بزم میں ' رات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں اور دن کے روشن اجالوں میں ' کرب و اذیت کے پُراضطراب لمحوں میں اور راحت وفرحت کی اطمینان بخش ساعتوں میں ' وہ خدا ہر گھڑی اور ہر پل ہمارے پاس ہے ' چنانچہ ہم اسے براہ راست خود پکار سکتے ہیں ' اس کے لئے کسی واسطے یا کسی درمیانی رابطے کی ضرورت نہیں کیونکہ " قریب و مجیب " اللہ خود براہ راست ہماری طرف متوجہ ہوتا ہے اور ہماری پکار کا جواب دیتا ہے[1]۔ سبحان اللہ ! یہ رب رحیم کی خاص مہربانی اور بے حد نوازش ہے ۔ غرض اللہ کریم سمیع وعلیم ہے ' اپنے بندے کی فریاد سنتا اور جانتا ہے اور حسب حکمت اسے مانتا ہے"۔

انسان کی فطرت اس بات پر گواہ ہے کہ وہ جب بھی کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے ' اضطرار و اضطراب کی ہولناک دلدلوں میں پھنس جاتا ہے ' کسی طرف سے امید کی کرن نظر نہیں آتی ' بے قراری کی حد ہو جاتی ہے ' بے چینی انتہا کو پہنچ جاتی ہے ' تمام سہارے ٹوٹ جاتے ہیں تو ایسے میں اسے فقط اللہ ہی یاد آتا ہے جو کمال مہربانی سے عذاب و اذیت کو رفع کرتا ہے اور سکون و اطمینان بخشتا ہے ۔[2]

دعا عبادت کا مغز ہے

انسانی زندگی میں دعا کی اہمیت اس بات سے واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید میں دعا اور عبادت کو مترادف (یعنی ہم معنی) الفاظ کے طور پر بھی استعمال کیا گیا ہے ۔ سورہ مومن کی آیت نمبر۶۰ یوں ہے کہ : " تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا اور جو لوگ تکبر کی وجہ سے میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ' وہ ضرور ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے[3]" اس آیت پاک کے دو جزو ہیں : پہلے میں کہا گیا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو اور دوسرے میں یہ کہا گیا ہے کہ جو غرور و تکبر کے باعث (دعا نہیں مانگتے وہ گویا) عبادت سے

Marfat.com

منہ موڑتے ہیں لہٰذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دعا عین عبادت ہے اور دعا مانگنا ہی بندے کی بندگی اور عبد کی عبدیت کا صحیح اظہار ہے کیونکہ اس کے مقابل جو لوگ تکبر کے مرض میں مبتلا ہیں وہ اپنے خالق و مالک کے آگے عجز و انکسار اور اطاعت وعبودیت کا اعتراف نہیں کرتے ' اپنا سر نہیں جھکاتے ۔ اس حقیقت کی وضاحت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ایک ارشاد پاک سے یوں ہوتی ہے : حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا : " دعا عین عبادت ہے[۱۴] " اور پھر آپؐ نے قرآن پاک کی یہی آیت تلاوت فرمائی ۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت کے تحت کسی کی دعا اسی صورت میں پوری نہ ہو تو دعا مانگنے کی محنت رائگاں نہیں جاتی کیونکہ دعا تو بذات خود عبادت ہے اس لئے دعا مانگنا ایک مقبول اور پاکیزہ عمل ہے جس کا ثمرہ بندے کو ضرور مل کر رہے گا ۔ انشااللہ ۔ لہٰذا ہمیں قریب ومجیب رب سے دعا مانگتے رہنا چاہئے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا : " دعا تو عبادت کا مغز ہے[۱۵] " گویا جو شخص (شرعی عبادات کے ساتھ ساتھ) رب کریم سے دعا مانگتا ہے وہ اس کی بطریق احسن عبادت کرتا ہے ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے : " جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا ' اس پر اللہ غضبناک ہوتا ہے[۱۶] " کیونکہ اللہ کریم مالک الملک اور رزاق و وہاب ہونے کے ناطے ' اپنے فقراء کو عطا کرنا چاہتا[۱۷] ہے اس لئے جو اس سے نہیں مانگتا اس سے وہ ناراض ہوتا ہے ۔ چنانچہ ہم پر واجب ہے کہ اپنے خالق و رازق سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگتے رہیں ۔

بہتر تقدیر کے لئے دعا کی اہمیت

سورہ مومن کی مذکورہ آیت مبارک نمبر ٦٠ سے یہ زاویہ فکر بھی غلط ہو جاتا ہے کہ انسان کے لئے جو کچھ مقدر تھا وہ لکھا جا چکا' کیونکہ قادر مطلق خود یہ فرما رہا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا" اس سے معلوم ہوا کہ قضا اور تقدیر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس نے ہماری طرح' معاذ اللہ' خود اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بھی باندھ دیئے ہوں اور دعا قبول کرنے کے اختیارات اس سے سلب ہو گئے ہوں - بندے تو بلاشبہ اللہ کے فیصلوں کو ٹالنے یا بدل دینے کی طاقت نہیں رکھتے مگر اللہ تعالیٰ خود یہ طاقت ضرور رکھتا ہے کہ کسی بندے کی دعائیں اور التجائیں سن کر اپنا فیصلہ بدل دے[۸] " اس بات کی وضاحت بھی رحمتہ للعالمینؐ کے مبارک ارشادات سے خوب ہو جاتی ہے - مثلاً:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : " قضا کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی مگر دعا[۹] " " یعنی اللہ کے فیصلے کو بدل دینے کی طاقت کسی میں نہیں ہے مگر اللہ خود اپنا فیصلہ بدل سکتا ہے' اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب بندہ اس سے دعا مانگتا ہے[۱۰] -" گویا اگر انسان کا مستقبل اس کی خطاؤں یا بد اعمالیوں کے باعث' اُخروی لحاظ سے تاریک ہوتا جا رہا ہو تو اگر انسان اپنی دعاؤں میں توبہ و استغفار کو شعار بنا لے تو اس کے گناہوں کی معافی کے باعث اس کا مستقبل بہتر اور تابناک ہو سکتا ہے - اور تقدیر میں گناہوں کے باعث جو سزا ملنی ہوتی ہے وہ دعا کی قبولیت کے بعد جزائے خیر میں بدل جاتی ہے

چنانچہ ہمیں چاہئے کہ خشوع وخضوع میں ڈوبی ہوئی' تضرع بھری دعاؤں میں' قادر مطلق سے التجا کریں کہ وہ ہمارے سارے گناہ معاف فرما دے' بُری تقدیر کو ٹال دے اور ہمارے لئے دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی سے بھرپور تقدیر لکھ دے - آمین -

Marfat.com

دعا کی قبولیت کی شرط

دعا کی قبولیت کی شرط کے سلسلے میں (صحیح مسلم شریف میں مذکور) یہ حدیث شریف پیش نظر ہونی چاہئے۔ (ترجمہ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اللہ پاک ہے، وہ صرف پاک چیزیں ہی قبول کرتا ہے اور اس نے اس کے بارے میں جو حکم اپنے پیغمبروںؑ کو دیا ہے وہی اپنے سب مومن بندوں کو دیا ہے۔ پیغمبروںؑ کے لئے اس کا ارشاد ہے: "اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو" اور اہل ایمان کو فرمایا: "اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں"۔ پھر حضورؐ نے ذکر فرمایا ایک ایسے آدمی کا جو طویل سفر کرکے (کسی مقدس مقام پر) آیا ہو پراگندہ اور گرد آلود بالوں والا، اپنے ہاتھ پھیلائے آسمان کی طرف، اور دعا کرتا ہے "اے میرے رب! اے میرے رب" حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام ہے، اس کا پینا بھی حرام ہے اور اس کا لباس بھی حرام ہے اور اس کی غذا بھی حرام ہے، تو اس آدمی کی دعا کیسے قبول ہوگی؟ ۲۰۔۱

اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ دعا کی قبولیت کی یہ شرط ہے کہ انسان کا کھانا، پینا، اور پہننا سب حلال ہو۔

دعا کے اثرات و ثمرات

دعا کے اثرات و نتائج کے سلسلے میں نبی مُبشر صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ احادیث مبارکہ ہمارے لئے عظیم سرمایہ بشارت ہیں:

۱۔ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "آدمی جب بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے، تو رب کریم اسے یا تو وہی چیز عطا فرما دیتا ہے جس کی اس نے دعا کی تھی یا اسی درجے کی کوئی بلا اس

Marfat.com

پر آنے سے روک دیتا ہے[۲۱]۔" سبحان اللہ! گویا دعا ہر حال میں مفید و کار آمد ہے۔ چونکہ آدمی کو کسی بلا کا ٹل جانا نظر نہیں آتا اس لئے اسے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں ہر حال میں دعا مانگتے رہنا چاہئے۔ ربِّ مجیب ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۲۔ حضرت ابو سعیدؓ خُدری نے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ: "ایک مسلمان جب بھی کوئی دعا مانگتا ہے، بشرطیکہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں قبول فرماتا ہے: یا تو اس کی وہ دعا اسی دنیا میں قبول کر لی جاتی ہے یا اسے آخرت میں اجر دینے کے لئے محفوظ رکھ لیا جاتا ہے یا اسی درجے کی کسی آفت کو اس پر آنے سے روک دیا جاتا ہے"۔[۲۲]

۳۔ حضرت ابو ہُریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ: "اللہ کی نگاہ میں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز باوقعت اور عزت والی نہیں[۲۳]۔" پہلے بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ دعا عین عبادت ہے بلکہ عبادت کا جوہر ہے اور عبادت ہی انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ہے اس لئے یہ بات خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ انسان کے اعمال میں سب سے قیمتی اور قدر و منزلت والی شے دعا ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت اور بخشش ومغفرت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت اسی میں ہے۔

۴۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ: "دعا نفع دیتی ہے اس چیز سے جو اتری (یعنی بلا اور مصیبت وغیرہ) اور اس چیز سے بھی جو ابھی نہیں اتری، اس لئے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو[۲۴]۔" اس حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ انسان پر جو بلا اور مصیبت ابھی نازل نہیں ہوئی بلکہ اس کے آنے کا اندیشہ ہے اور جو بلا یا مصیبت نازل ہوچکی ہے، ان دونوں کے دفعیہ کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ انشا اللہ دونوں کو اللہ

تعالیٰ دور فرما کر عافیت و اطمینان نصیب فرمائے گا۔

۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ سے اس کا فضل مانگو' کیونکہ اللہ کو یہ بات محبوب ہے کہ لوگ اس سے دعا کریں اور مانگیں اور بہترین عبادت اس بات کا انتظار کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے بلا اور پریشانی کو دور فرمائے گا۔" [۲۵]

۶۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ سے مانگتا نہیں' اللہ پاک اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔" [۲۶]

یہ بات خوب واضح ہے کہ ہمارا خالق بے نیاز ہے مگر اس کی مخلوق اپنی ہر ضرورت کے لئے' بلکہ اپنے وجود کے لئے بھی' اس کی محتاج ہے۔ لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ہر حاجت کو پورا کرنے کے لئے اپنے خالق و مالک سے سوال کریں جسے وہ نہایت فضل و کرم سے پورا فرماتا ہے۔

۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ: "تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دئے گئے اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں اللہ کے نزدیک سب سے بہتر چیز عافیت ہے" [۲۷] گویا جس کو رب کریم سے دعا مانگنے کی توفیق مل جائے' سمجھئے کہ اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے۔ اس حدیث مبارک سے ہمیں یہ درس بھی ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اس سے دنیا و آخرت میں عافیت طلب کی جائے کیونکہ اس میں سب مرادیں شامل ہیں۔

۸۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ: "تمہارا پروردگار بہت حیا دار ہے' بغیر مانگے دینے والا ہے' اور اس بات سے حیا کرتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر مانگے مگر وہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔" [۲۸] الحمدللہ! ہم عاجز فقیروں کو اس سے

Marfat.com

بڑھ کر اور کیا درکار ہے کہ ہمارا خالق و مالک کبھی ہمارے سوال کے جواب میں نہ نہیں فرماتا کیونکہ یہ اس کی شان سے بہت بعید ہے ' جو مالک ہمیں بن مانگے عطا کرنے والا ہے وہ مانگنے پر کیوں نہیں عطا فرمائیگا بلکہ وہ تو ہمارے طلب کرنے پر خوش بھی ہوتا ہے اور عنایت بھی فرماتا ہے ۔

۹ ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا : " کیا میں تمہیں وہ عمل بتاؤں جو تمہارے دشمنوں سے تمہارا بچاؤ کرے اور تمہیں بھرپور روزی دلائے ۔ وہ یہ ہے کہ اپنے اللہ سے دعا کیا کرو رات میں ' اور دن میں ' کیونکہ دعا مومن کا خاص ہتھیار (یعنی اس کی خاص طاقت) ہے " [۲۹]

جس طرح ایک شخص اپنے دشمن پر قابو پانے کے لئے اپنے ہتھیار یعنی شمشیر و سناں اور تیغ و تفنگ سے مدد لیتا ہے اسی طرح ایک مسلمان تمام بلاؤں ' مصیبتوں' شیطانی حملوں ' طاغوتی قوتوں اور آزمائشوں کا مقابلہ کرنے اور ان پر قابو پانے کے لئے دعا سے مدد لیتا ہے 'گویا دعا کی شکل میں اس کے پاس ایک نہایت مضبوط اور کاری ضرب لگانے والا ہتھیار موجود ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا و آخرت کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی حاجت صرف اور صرف خالق کائنات ' قادر مطلق اور " کُنْ فَیَکُوْن " کے مالک ' ہمارے حاضر و ناظر سرپرست و کار ساز ' اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت سے ہی پوری ہوسکتی ہے اور اللہ پاک سے ضرورت پوری کرنے اور نعمت پانے کا طریقہ صرف دعا ہی ہے ۔ چنانچہ دعا انسان کا بہت بڑا ہتھیار ہے ہمیں چاہئے کہ ہم ہر وقت اس اسلحہ سے مسلح رہیں اور صبح و شام اسے استعمال کرتے رہیں ' رب کریم ہمیں اس کی توفیق دے ۔ آمین ۔

Marfat.com

دعا مانگنے کے آداب

اللہ کریم سے دعا مانگنے کے آداب حسب ذیل ہیں، انہیں پیش نظر رکھنا چاہئے:

۱۔ ہاتھ اٹھا کر دعا کریں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:[۳۰] "اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کر مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رخ سامنے ہو، ہاتھ اُلٹے کر کے نہ مانگا کرو اور جب دعا کر چکو تو اٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لو۔" اس حدیث مبارک سے ہدایت ملتی ہے کہ "جب اللہ سے اپنی کوئی حاجت مانگی جائے تو اس کے سامنے فقیروں کی طرح ہاتھ سیدھے پھیلا کے مانگی جائے، اور آخر میں پھیلے ہوئے ہاتھ منہ پر پھیر لئے جائیں، اس تصور کے ساتھ کہ یہ پھیلے ہوئے ہاتھ خالی نہیں رہے ہیں، رب کریم کی رحمت و برکت کا کوئی حصہ ان کو ضرور ملا ہے۔"

۲۔ اللہ کی حمد کریں اور نبی کریمؐ پر درود بھیجیں۔ دعا مانگنے کا صحیح اور موثر طریقہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کو دعا کی توفیق ملے تو سب سے پہلے اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کرے۔ پھر محسنؐ انسانیت، رحمۃٌ للعالمین، خاتم النبیین ؐ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کے بعد اپنے خالق و مالک کے سامنے اپنی حاجت پیش کرے، حضوریٔ قلب سے التجا کرے اور پوری توجہ کے ساتھ اسے پکارے۔ انشاءاللہ، اس کی دعا ضرور قبول ہوگی۔ حضرت فضالہؓ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (دعا کرنے سے پہلے) اس کو چاہئے کہ اللہ کی حمد و ثنا کرے، پھر اس کے رسولؐ پر درود بھیجے۔ اس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے۔"[۳۱]

۳۔ خضوع وخشوع سے دعا مانگیں۔ بندے کو چاہئے کہ دعا مانگتے وقت اللہ پاک کو اپنے انتہائی قریب محسوس کرے اور یقین رکھے کہ وہ اس کی دعا سن رہا ہے[۳۲]، چنانچہ اس کے سامنے بڑے عجز و انکسار کے ساتھ گڑ گڑا گڑ گڑا کر، دل

Marfat.com

ہی دل میں ' چپکے چپکے یا ہلکی آواز سے ' التجا کرنی چاہیئے[۳۳]۔ پوری یکسوئی ' انہماک اور استغراق سے عرض گزارنی چاہیئے ۔ ہر طرف سے کٹ کر ' دنیا و مافیہا کو بھلا کر ' نہایت جذب و شوق ' سوز و گداز اور خضوع و خشوع کے ساتھ ' دل کی گہرائیوں سے پکارنا چاہیئے کیونکہ اس طرح دعا کی تاثیر بڑھ جاتی ہے اور قلب حاضر سے پیش کی جانے والی فریاد بلا روک ٹوک عرش معلیٰ تک پہنچتی ہے :

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے[۳۴]
پر نہیں ' طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

نبی کریمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ " اللہ اس کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل (دعا کے وقت) اللہ سے غافل اور بے پروا ہو[۳۵] " یعنی حضوری قلب کے بغیر زبان سے دعائیہ الفاظ ادا کر دینے سے ' دعا کا حق ادا نہیں ہوتا کیونکہ ایسی دعا حقیقی روح سے خالی ہوتی ہے ۔ اللہ کریم ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی دعاؤں میں مطلوبہ خصوصیات پیدا کر سکیں ۔ آمین ۔

۴ ۔ **یقین کی پختگی ۔** دعا اس یقین سے مانگنی چاہیئے کہ اللہ کریم اسے ضرور پورا فرمائیگا ۔ اس میں کسی تذبذب ' شک وشبہ اور بے یقینی کا کوئی عنصر نہیں رکھنا چاہیئے کہ شاید پوری ہو کہ نہ ہو ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ پاک نے فرمایا[۳۶] : " اللہ سے دعا مانگو اس یقین کے ساتھ کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا ۔" اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں میں یقین و اعتماد کا وصف پیدا فرمائے ۔ آمین ۔

۵ ۔ **صبر و انتظار ۔** دعا کی قبولیت کے سلسلے میں جلد بازی اور بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے ' بلکہ صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے ' دعا کے قبول ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے اور دعا مانگتے رہنا چاہیئے حتیٰ کہ وہ پوری ہو جائے یا اگر بظاہر پوری نہ ہو تو اللہ کے فضل سے دل کو اطمینان ہو جائے کہ مشیت الہٰی کے مطابق اسی میں حکمت و مصلحت ہے ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت[۳۷] ہے کہ نبیؐ کریم نے فرمایا کہ : " بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا

نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے "۔ دریافت کیا گیا کہ یا رسولؐ اللہ ! جلد بازی کیا ہے ؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا : " جلد بازی یہ ہے کہ آدمی کہے میں نے بہت دعا کی ' بہت دعا کی ' مگر میں دیکھتا ہوں کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی ' اور کہہ کر آدمی تھک جائے اور دعا مانگنا چھوڑ دے " معلوم ہوا کہ دعا بظاہر نہ بھی پوری ہوتی نظر آئے ' پھر بھی دعا مانگتے رہنا چاہئے کیونکہ ایک گذشتہ حدیث مبارک میں بیان کیا گیا ہے کہ دعا ہر حال میں نافع اور مفید ہے ۔

۶ ۔ دعا کے آخر میں " آمین " کہیں ۔ جب آدمی دعا کر چکے تو آخر میں " آمین " کہہ کہ دعا ختم کرے ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت[۳۸] ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک بندے کو بڑے الحاح کے ساتھ اللہ سے دعا مانگتے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا کہ : اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مُہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرا لیا ۔ ہم میں سے ایک نے پوچھا : حضورؐ ! صحیح خاتمہ کا اور مہر ٹھیک لگانے کا طریقہ کیا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا : " آخر میں " آمین " کہہ کر دعا ختم کرے ۔ "

دعا کی قبولیت کے خصوصی اوقات و حالات

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ درج ذیل اوقات و حالات میں انسان کی دعا خصوصی طور پر قبول ہوتی ہے ۔[۳۹]

۱ ۔ جو بندہ فرض نماز پڑھے (اور اس کے بعد دعا کرے) تو اس کی دعا قبول ہوگی ۔

۲ ۔ جو شخص قرآن مجید (کی تلاوت) ختم کرے (اور دعا کرے) تو اس کی دعا قبول ہوگی ۔

۳ ۔ اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں ہوتی ' قبول ہی ہوتی ہے ۔

Marfat.com

۴ ۔ اللہ کی راہ میں جنگ کے وقت دعا قبول ہوتی ہے ۔

۵ ۔ جس وقت آسمان سے بارش ہو رہی ہو ۔

۶ ۔ جب کعبتہ اللہ شریف نظر کے سامنے ہو ۔

۷ ۔ رات کے آخری حصے میں جب آدمی اللہ کے حضور میں کھڑا ہو ۔[۴۰]

۸ ۔ شب قدر میں ۔[۴۱]

۹ ۔ نو ذوالحجہ کو عرفہ کے دن ' میدان عرفات میں ۔

۱۰ ۔ جمعہ کی خاص ساعت میں ۔

۱۱ ۔ روزہ کے افطار کے وقت ۔

۱۲ ۔ سفرحج اور سفر جہاد میں ۔

۱۳ ۔ بیماری اور مسافری کی حالت میں ۔

۱۴ ۔ باپ کی دعا اولاد کے لئے ۔

۱۵ ۔ رات میں ایک وقت ہے جو مومن بندہ اس وقت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرما دے گا اور اس میں کسی خاص رات کی خصوصیت نہیں بلکہ اللہ کا یہ کرم ہر رات میں ہوتا ہے ۔[۴۲]

کونسی دعائیں مانگی جائیں

قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں متعدد بابرکت اور باعث خیر و فلاح دعائیں مذکور ہیں جو اہل ایمان کو مانگنی چاہئیں ۔ ان سب کا احاطہ مشکل ہے اس لئے ان میں سے چند دعائیں یہاں بیان کی جاتی ہیں :[۴۳]

Marfat.com

۱۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۝ (فاتحه)

۱ ۔ اے اللہ ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا ' ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا ' جو معتوب نہیں ہوئے ' جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں ۔

۲۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (اٰلِ عمران : ۸)

۲ ۔ پروردگار ! جب تو ہمیں سیدھے رستہ پر لگا چکا ہے ' تو پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دیجئو ۔ ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر کہ تو ہی فیاض حقیقی ہے ۔

۳۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (بقره : ۲۰۱)

۳ ۔ اے ہمارے رب ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی ' اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا ۔

۴۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰهٰ : ۱۱۴)

۴ ۔ اے پروردگار ! مجھے مزید علم عطا کر ۔

۵۔ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (اٰلِ عمران : ۳۸)

۵ ۔ پروردگار ! اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا کر ۔ تو ہی دعا سننے والا ہے ۔

۶۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ (انبياء : ۸۹)

۶ ۔ اے پروردگار ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ ' اور بہترین وارث تو تو ہی ہے ۔

۷۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ

۷ ۔ پروردگار ' ان (میرے والدین

صَغِیْرًا (بنی اسرائیل : ۲۴)

پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔

۸ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ٥ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراهیم : ۴۰، ۴۱)

۸۔ اے میرے پروردگار! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں) پروردگار، میری دعا قبول کر۔ پروردگار، مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کر دیجیو جبکہ حساب قائم ہوگا۔

۹۔ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ٥ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ (مؤمنون : ۹۷، ۹۸)

۹۔ پروردگار، میں شیاطین کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں، بلکہ اے میرے رب، میں تو اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔

۱۰۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (انبیاء : ۸۷)

۱۰۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر تو، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا۔

۱۱۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ (قصص : ۱۶)

۱۱۔ اے میرے رب! میں نے اپنے نفس پر ظلم کر ڈالا، میری مغفرت فرما دے۔

۱۲۔ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ

۱۲۔ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو

Marfat.com

اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ (انبیاء : ۸۳)

۱۳۔ رَبِّ اغۡفِرۡ وَ ارۡحَمۡ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ (مومنون : ۱۱۸)

۱۴۔ اَنۡتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ (یوسف : ۱۰۱)

۱۵۔ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (ال عمران : ۱۶)

۱۶۔ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰىہُ وَ اَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیۡنَ (نمل : ۱۹)

۱۷ . رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ج رَبَّنَا وَ لَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ج رَبَّنَا وَ لَا

ارحم الرحمین ہے ۔

۱۳ ۔ میرے رب! درگز فرما اور رحم کر ، تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے ۔

۱۴ ۔ تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے ، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا ۔

۱۵ ۔ مالک ، ہم ایمان لائے ، ہماری خطاؤں سے درگزر فرما اور ہمیں آتش دوزخ سے بچا لے ۔

۱۶ ۔ اے پروردگار! مجھے توفیق عنایت کر کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کہ تو ان سے خوش ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔

۱۷ ۔ اے ہمارے رب! ہم سے بھول چوک میں جو قصوز ہو جائیں ، ان پر گرفت نہ کر ۔ مالک ، ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے ۔ پروردگار

Marfat.com

تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَ اعْفُ عَنَّا ۚ وَ اغْفِرْ لَنَا ۚ وَ ارْحَمْنَا ۚ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (بقرہ : ۲۸۶)

جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے، وہ ہم پر نہ رکھ۔ ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے درگزر فرما، ہم پر رحم کر، تُو ہمارا مولیٰ ہے کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

۱۸. رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (اٰلِ عمران : ۱۴۷)

۱۸ ۔ اے ہمارے رب! ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہو گیا ہو اسے معاف کر دے، ہمارے قدم جما دے اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔

۱۹. رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (اٰلِ عمران : ۱۹۳)

۱۹ ۔ اے ہمارے آقا! جو قصور ہم سے ہوئے ہیں ان سے درگزر فرما، جو برائیاں ہم میں ہیں انہیں دور کر دے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر۔

۲۰. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَ تُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (بقرہ : ۱۲۷، ۱۲۸)

۲۰ ۔ اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بے شک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما۔ بے شک تُو توجہ فرمانے والا مہربان ہے۔

Marfat.com

۲۱۔ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْلَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (التحریم : ۸)

۲۱ ۔ اے ہمارے رب ، ہمارا نور ہمارے لئے مکمل کر دے اور ہم سے درگزر فرما ، تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۔

قرآن مجید کی مبارک دعاؤں کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف اوقات و حالات اور ضروریات کے لئے نہایت جامع ، اعلیٰ و اکمل اور حسین و پُر مغز دعائیں مانگی ہیں اور امت کو بھی یہ دعائیں مانگنے کی تلقین فرمائی ہے ۔ یہ دعائیں کمال خیر و برکت کا باعث ، پُر تاثیر اور نجات و فلاح کا ذریعہ ہیں ۔ یہ دعائیں احادیث کی کتب میں مذکور ہیں ۔ ہم ان میں سے چند دعائیں یہاں درج کرتے ہیں :

۱۔ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا

۱ ۔ میں راضی ہوں اللہ کو اپنا مالک و پروردگار مان کر ، اور اسلام کو اپنا دین بنا کر ، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیؐ مان کر ۔

۲۔ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

۲ ۔ اے دلوں کو پلٹنے والے ! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ ۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ قُدْرَتِكَ وَ اَدْخِلْنِيْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَ اقْضِ اَجَلِيْ فِيْ طَاعَتِكَ وَ اخْتِمْ لِيْ بِخَيْرِ عَمَلِيْ وَاجْعَلْ ثَوَابَهُ الْجَنَّةَ

۳ ۔ اے اللہ ! مجھے اپنی قدرت سے عافیت عطا فرما اور مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے ۔ اور میری زندگی اپنی اطاعت میں پوری کرا دے اور میرے بہترین عمل پر میرا خاتمہ فرما اور اس کے صلے میں

Marfat.com

مجھے جنت عطا فرما۔

٤۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِیْشَةً نَقِیَّةً وَ مِیْتَةً سَوِیَّةً وَ مَرَدًّا غَیْرَ مُخْزِیٍّ وَ لَا فَاضِحٍ

٤۔ اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں پاک صاف زندگی اور ڈھنگ کی موت اور آخرت کی ایسی مراجعت جس میں رسوائی اور فضیحت نہ ہو۔

٥۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ وَ الْاَخْلَاقِ وَ لَا یَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَ قِنِیْ سَیِّئَ الْاَعْمَالِ وَ سَیِّئَ الْاَخْلَاقِ لَا یَقِیْ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ

٥۔ اے اللہ! مجھے بہترین اعمال و اخلاق کی ہدایت فرما، یہ ہدایت صرف تجھ ہی سے مل سکتی ہے، اور بُرے اعمال و اخلاق سے مجھے بچا، یہ حفاظت بھی تو ہی فرما سکتا ہے۔

٦۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْكَ الْبَلَاغُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

٦۔ اے اللہ! ہم تجھ سے وہ (سب) خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے مانگا اور ہم ان سب (شر کی) چیزوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری پناہ چاہی۔ بس تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جائے اور تیرے ہی کرم پر موقوف ہے مرادوں تک پہنچنا۔ اور کسی مقصد کو حاصل کرنے کی قوت بس اللہ

Marfat.com

ہی سے مل سکتی ہے ۔

۷۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَ الْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَ النَّجَاةَ مِنَ النَّارِ ۔

۷ ۔ اے اللہ ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں تیری رحمت کو واجب کر دینے والے اور تیری مغفرت کو پکا کر دینے والے اعمال کا اور ہر گناہ سے محفوظ رہنے کا اور ہر نیکی کی توفیق کا اور تجھ سے مانگتے ہیں جنت کا حصول اور دوزخ سے نجات ۔

۸ ۔ اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ كُلِّھَا وَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَہ ۔

۸ ۔ اے اللہ ! ہمارے سارے کاموں کا انجام بہتر کر ' اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں بچا ۔

۹ ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجُلَّهٗ وَ اَوَّلَهٗ وَ اٰخِرَهٗ وَ عَلَانِیَتَهٗ وَ سِرَّهٗ ۔

۹ ۔ اے اللہ ! میرے سارے گناہ بخش دے ' چھوٹے بھی ' بڑے بھی ' پہلے بھی ' پچھلے بھی ' کھلے بھی اور ڈھکے چھپے بھی ۔

۱۰ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۔

۱۰ ۔ اے اللہ ! تو قصور والوں کو بہت معاف فرمانے والا ہے ۔ اور معاف کر دینا تجھے پسند ہے پس تو مجھے معاف فرما دے ۔

۱۱ ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ ارْضَ عَنَّا وَ تَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا

۱۱۔ اے اللہ ہم کو بخش دے ' ہم پر رحمت فرما اور ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں قبول فرما لے اور ہمیں جنت میں داخل فرما اور دوزخ سے

الْجَنَّةَ وَ نَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَ اَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا كُلَّهٗ ۔

۱۲ ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْخَلَّاقُ الْعَظِيْمُ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ الْجَوَادُ الْكَرِيْمُ فَاغْفِرْلِيْ وَ ارْحَمْنِيْ وَ عَافِنِيْ وَ ارْزُقْنِيْ وَ اسْتُرْنِيْ وَ اجْبُرْنِيْ وَ ارْفَعْنِيْ وَ اهْدِنِيْ وَ لَا تُضِلَّنِيْ وَ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۔

ہمیں بچا لے' اور ہمارے حالات اور جملہ معاملات درست فرما دے۔

۱۲ ۔ اے اللہ ! تو خالق کل اور خلّاقِ عظیم ہے ' تو سمیع و علیم (سب کچھ سننے والا اور جاننے والا) ہے تو غفور و رحیم (بخشنے والا اور نہایت مہربان) ہے ۔ تو مالک عرش عظیم ہے ' تو نہایت فیاض اور کریم ہے ۔ (اپنی ان عالی صفات کے صدقہ میں) تو مجھے بخش دے ' مجھ پر رحمت فرما ' مجھے عافیت عطا فرما ' مجھے رزق نصیب فرما ' میری پردہ داری فرما ' میری شکستگی کو جوڑ دے ' مجھے رفعت عطا فرما ' مجھے ہدایت دے ' مجھے گمراہی سے بچا ۔ اور اے ارحم الراحمین ! اپنی رحمت سے مجھے جنت میں داخلہ نصیب فرما۔

رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مذکورہ بالا دعائیں ہماری دنیا و آخرت کی تمام ضرورتوں کی تسکین و تکمیل کے لئے نہایت خوبصورت ' جامع اور پُر تاثیر ہیں ۔ ہمیں یہ دعائیں مانگتے رہنا چاہیئے تاکہ دنیا و آخرت میں ان کے ثمرات اور فلاح و کامیابی حاصل کر سکیں ۔ رب کریم ہمیں اس کی پوری پوری توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المؤمن : ٦٠) ۲۔ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۳۔ وَ لَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ .... الخ (بقرہ : ١٥٥) ۴۔ وَ ادْعُوْہُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا (اعراف : ٥٦) ۵۔ سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ ٦۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (فاتحہ : ١) ۷۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (فاتحہ : ۴) ۸ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (فاتحہ : ٥) ۹۔ وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (بقرہ : ١٨٦) ١٠۔ فَاسْتَغْفِرُوْہُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ (ھُود : ٦١) ١١۔ وَرَبُّکَ الْغَفُوْرُ ذُوالرَّحْمَۃِ (کہف : ٥٨) کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ (انعام : ١٢) وَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ (طارق : ۱۴) ١٢ ۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ .... (نمل : ٦٢) ١٣۔ وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ (مؤمن : ٦٠) ١۴۔ اَلدُّعَاءُ ھُوَالْعِبَادَۃُ (مشکوٰۃ شریف : کِتَابُ الدَّعْوَاتِ : حدیث مبارک ٢١٢٦) ١٥ ۔ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ (مشکوٰۃ شریف : حدیث مبارک ٢١٢۷) ١٦۔ مَنْ لَّمْ یَسْئَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ (حدیث شریف : ٢١٣٣) ١۷ ۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللّٰہِ (فاطر : ١٥) ١٨ ۔ تعہیم القران ، ج ۷ ص ٢۷) ١٩۔ لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ (مشکوۃ شریف : حدیث مبارک ٢١٢٩) ٢٠ ۔ تفہیم القران ، ج ۷ ص ٢١۷) ٢١۔ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّدْعُوْا بِدُعَاءٍ

إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ مَا سَأَلَ أَوْكَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهُ (مشكوٰة شريف : حديث مبارك ۲۱۳۱) ۲۲۔ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ ...... إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا : إِحْدٰى ثَلَاثٍ إِمَّا أَنْ يُّعَجِّلَ لَهُ دَعْوَتَهُ وَ إِمَّا أَنْ يَّدَّخِرَهَا لَهُ فِى الْاٰخِرَةِ وَ إِمَّا أَنْ يَّصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا (مشكوٰة شريف : حديث مبارك ۲۱۵۲) ۲۳۔ لَيْسَ شَيْئٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ (مشكوٰة شريف : حديث مبارك ۲۱۲۸) ۲۴۔ إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَ مِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ (مشكوٰة شريف : حديث مبارك ۲۱۳۰) ۲۵۔ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ وَ أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ إِنْتِظَارُ الْفَرَجِ (مشكوٰة شريف : حديث مبارك : ۲۱۳۲) ۲۶۔ مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ (مشكوٰة شريف : حديث مبارك ۲۱۳۳) ۲۷۔ مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَ مَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا يَعْنِىْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُّسْأَلَ الْعَافِيَةَ (مشكوٰة شريف : حديث مبارك ۲۱۳۴) ۲۸۔ إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِىْ مِنْ عَبْدِهٖ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا (حديث مبارك ۲۱۳۸) ۲۹۔ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَ يُدِرُّ لَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ تَدْعُوْنَ اللّٰهَ فِىْ لَيْلِكُمْ وَ نَهَارِكُمْ فَإِنَّ الدُّعَاءَ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ (معارف الحديث : ج۵ حديث مبارك ۹۰) ۳۰ ۔ معارف الحديث ج ۵ ، ص ۱۳۰ ، حديث مبارك ۸۹) ۳۱۔ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَءْ بِتَحْمِيْدِ رَبِّهٖ وَ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّىْ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَاءَ (معارف الحديث : ج ۵ ص ۱۳۲ حديث مبارك ۹۱) ۳۲۔ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاءِ (ابراهيم : ۳۹) ۳۳۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (اعراف : ۵۵) ۳۴۔ علّامه اقبال ۳۵۔ مشكوٰة شريف : حديث مبارك ۲۱۳۶) ۳۶۔ اُدْعُوا اللّٰهَ وَ اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ (مشكوٰة شريف : حديث مبارك ۲۱۳۶) ۳۷۔ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ فَيَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِیْ (معارف الحديث : ج۵ ، ص۱۲۵ ، حديث مبارك ۸۳) ۳۸۔ معارف الحديث ج۵ ، ص ۱۳۳ حديث مبارك ۹۲) ۳۹۔ ۱ تا ۶ از معارف الحديث ج ۵، ص ۱۳۷ ، حديث مبارك ۹۷ تا ۹۹) ۴۰۔ رَجُلٌ يَقُوْمُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ (حديث مبارك ۹۹) ۴۱۔ ۸ تا ۱۵ ازمعارف الحديث ج ۵ ص ۱۴۰) ۴۲۔ اِنَّ فِی اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا خَيْرًا مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَ ذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ (معارف الحديث : ج ۵ ، ص ۱۳۹ ، حديث مبارك ۱۰۱) ۴۳۔ ترجمه از تفهيم القران) ۴۴۔ يه دعائيں معارف الحديث جلد پنجم سے لی گئی هيں ۔ ۴۵ ۔ رسول الله صلی لله عليه وسلم نے فرمايا كه جو مسلمان بنده صبح اور شام يه دعا تين دفعه كهے تو اللّٰه نے اس بندے كے لئے اپنے ذمّے ليا هے كه قيامت كے دن اس كو ضرور خوش كرے گا ۔

باب ۳۴

اہل ایمان کی صفات و خصوصیات

گزشتہ اوراق میں دین اسلام کی وہ بنیادی تعلیمات و ہدایات بیان کی گئی ہیں جن کی پیروی ایک مسلمان اور صاحب ایمان پر فرض ہے ۔ ان کی روشنی میں زندگی گزارنے سے ایک مومن کے اندر بہت سی پاکیزہ صفات پیدا ہو جاتی ہیں جن کا مفصل ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے ۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر ہم ذیل میں کرتے ہیں ۔

۱۔ اللہ تعالیٰ سے شدید محبت

ایک صاحب ایمان کی سب سے پہلی صفت یہ ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک ، ودود و رحیم ، رب کریم سے شدید محبت کرتا ہے[۱] دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اسے محبوب رکھتا ہے اور اس کی محبت کے آگے کسی غرض ، کسی مقصد اور کسی مفاد کو عزیز نہیں جانتا ۔ اس کے احکام پر عمل کرنے اور اس کی اطاعت و فرماں برداری کے لئے ہر وقت مستعد رہتا ہے ۔ اس کی رضا کے لئے اپنی ہر شے بلکہ اپنی جان تک قربان کرنے کو زندگی کی اصل غایت سمجھتا ہے کیونکہ ہماری ہر شے درحقیقت اللہ ہی کی ملکیت ہے :

دل ہو کہ جان ، تجھ سے کیونکر عزیز رکھئے[۲]
دل ہے سو چیز تیری ، جاں ہے سو مال تیرا

Marfat.com

۲۔ پیکر تسلیم و رضا

ہر مسلمان (مرد و زن) کی یہ خوبی ہے کہ وہ اپنے آقا ' احکم الحاکمین کے سامنے سراپا تسلیم ہوتا ہے ' پورا مطیع فرمان ' زبان سے بھی اور دل سے بھی ' ذہناً بھی اور عملاً بھی ۔ جس چیز کا اللہ پاک نے حکم دیا ہے اسے کرتا ہے اور جس سے روکا ہے اس سے باز رہتا ہے ۔ توفیق الٰہی سے پوری زندگی اس کے احکامات و ہدایات کے تحت گزارتا ہے اور سرمو انحراف نہیں کرتا ۔ نافرمانی کا دل میں خیال تک نہیں لاتا کیونکہ انسانی شرف اور سرداری حکم ماننے میں ہے ' نافرمانی میں نہیں کیونکہ حکم عدولی تو بد نصیبی کی علامت ہے :

مہتری در قبولِ فرمان ست
ترکِ فرماں دلیلِ حرمان ست

۳۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی دعوت پر لبیک

اہل ایمان کو جب اللہ تعالیٰ اور اس کا نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کسی کام کے لئے پکاریں تو ان کا فوراً یہ جواب ہوتا ہے کہ اے اللہ ! ہم نے سنا اور آپ نے جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت قبول کی ۔ وہ بلا حیل و حجت ' فی الفور سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور تعمیل ارشاد کے لئے حاضر و مستعد ہو جاتے ہیں ' فرمانبرداری میں ذرا سستی ' ذرا کوتاہی نہیں کرتے ۔ اپنی ہر چیز لے کر پہنچ جاتے ہیں اور سب کچھ اللہ کے حوالے کر دیتے ہیں ' اور سمجھتے ہیں کہ اپنے آقا کی راہ میں اپنی عزیز ترین شے ' جان بھی قربان کر دی جائے تو پھر بھی اطاعت کا حق ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہماری جان بھی ہمارے پاس اسی کی امانت ہے :

جان دی ' دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

Marfat.com

۴۔ اللہ سے عہد کی وفاداری

اہل ایمان اللہ کے ساتھ اپنے باندھے ہوئے عہد کو پورا نبھاتے ہیں یعنی اطاعت و وفاداری کا عہد۔ چنانچہ وہ کبھی اس دائرہ اطاعت سے باہر نہیں نکلتے اور اس عہد کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت سرگرم عمل رہتے ہیں۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے جن رشتوں اور تعلقات کو جوڑنے کا حکم دیا ہے ان کو جوڑے رکھتے ہیں' ذمہ داریوں کو خوب نبھاتے ہیں اور مخلوق خدا کے حقوق بطریق احسن ادا کرتے ہیں۔ ہمیشہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور روز قیامت ہونے والے حساب کا دل میں شدید خوف رکھتے ہیں چنانچہ ہر وقت اللہ کے ساتھ باندھے ہوئے عہد اطاعت کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

۵۔ ارشادات ربانی کی طرف کامل توجہ دیتے ہیں

اہل ایمان کو جب رب کریم کی آیات سنا کر وعظ و نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں رہ جاتے' سُنی اَن سُنی نہیں کرتے' بے پروائی اور بے نیازی سے نہیں گزر جاتے بلکہ اسے پوری توجہ سے سنتے ہیں' اس پر غور و تدبر کرتے ہیں' اسے پلّے باندھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

۶۔ اللہ کا کلام سن کر کانپ جاتے ہیں

اہل ایمان جب اللہ کا کلام سنتے ہیں تو خوف الٰہی سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' چنانچہ وہ اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے اور رب کریم سے بخشش طلب

Marfat.com

کرتے ہیں ۔ ان کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے" اور وہ اس کے احکامات کی تعمیل اور رضاجوئی میں اور زیادہ سرگرم ہوجاتے ہیں کیونکہ ایمان لانے کے بعد مسلمانوں کی زندگی کا یہ مقصد بن جاتا ہے کہ انہیں اللہ پاک کی پسند و ناپسند کا علم ہو جائے تاکہ وہ اس کے مطابق عمل کرکے اپنے خالق و مالک کی رضا مندی اور خوشنودی حاصل کرنے میں آگے بڑھتے جائیں اور قرب الٰہی حاصل کرنے میں بیش از بیش کوشش کریں ۔

۷ ۔ اللہ پر توکل کرتے ہیں

سچے مومن اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں"[۲] ۔ اس کے سوا کسی سے مدد یا پناہ طلب نہیں کرتے ۔ کسی دنیاوی ' مادی یا انسانی سہارے پر تکیہ نہیں کرتے ۔ اللہ پر توکل کا یہ مطلب ہے کہ انسان کو پورا یقین ہو کہ اللہ پاک نے اسے زندگی گزارنے کے جو اصول و ضوابط بتائے ہیں وہ سچے ہیں اور ان کی پابندی میں انسان کی فلاح مضمر ہے ۔ نیز اسے یقین ہو کہ رب کریم نے ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ جو وعدے کئے ہیں وہ برحق ہیں ۔ اس لئے ان وعدوں کے مقابلے میں وہ دنیا کے ان عارضی اور فانی فائدوں کی قطعی پروا نہ کریں جو حق پرستی یا راستبازی چھوڑنے اور ناحق و باطل رویہ اختیار کرنے سے حاصل ہوتے ہیں ۔ انسان اپنی ذمہ داریاں اور فرائض نبھانے کے لئے پوری جدوجہد کرے لیکن دل سے یہ سمجھے کہ دنیاوی مساعی اور وسائل کی حیثیت ثانوی ہے ' اصل بات اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید اور امداد و نصرت ہے اور اس حقیقت پر ایمان رکھے کہ ہر مشکل میں اور سفر حیات کے ہر مرحلہ پر اللہ تعالیٰ ہی حقیقی مدد گار اور سرپرست ہے ۔

Marfat.com

۸۔ اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد کرتے ہیں

اہل ایمان ضرورت پڑنے پر اللہ کی راہ میں ہجرت کرتے ہیں[13]، گھر بار چھوڑ دیتے ہیں، مال و اسباب کی، عزیزوں رشتہ داروں کی، قبیلہ و وطن کی، دیس پردیس کی، ذرا پروا نہیں کرتے بلکہ کفر اور کفرستان کو خیرباد کہنے میں سُستی اور تغافل نہیں کرتے، بلکہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے اور دارالاسلام میں جانے کی جلدی کرتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں جہاد و قتال کرتے ہیں[14] اور اپنی ساری صلاحیتیں اور وسائل کفر کا مقابلہ کرنے کے لئے وقف کر دیتے ہیں اور زندگی بھر اللہ کے دین کو بلند کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔

۹۔ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں

اہل ایمان بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں[15]۔ اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں[16] مانتے، شرک نہیں کرتے، اللہ کی نافرمانی سے نڈر نہیں ہوتے، کسی کا حق نہیں مارتے، ناانصافی سے کام نہیں لیتے، کسی پر ظلم نہیں کرتے، کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے[17] اور زنا نہیں کرتے[18]۔ غرض تمام بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہتے ہیں۔ جو لوگ کبیرہ گناہوں سے بچنے کی کوشش میں رہتے ہیں وہ چھوٹے گناہوں سے بھی بچے رہتے ہیں، علاوہ ازیں اللہ پاک ان کی چھوٹی چھوٹی لغزشوں، کوتاہیوں اور خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے۔

۱۰۔ جھوٹ نہیں بولتے

اہل ایمان جھوٹ نہیں[19] بولتے نہ جھوٹ کے گواہ بنتے ہیں[20] اور نہ جھوٹی شہادت

Marfat.com

دیتے ہیں ۔ وہ باطل امور و معاملات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ۔ الزام تراشی ، تہمت ، بہتان ، اِفترا سب جھوٹ ہیں ، اس لئے ان سے پرہیز کرتے ہیں ۔ اپنی زبان اور اپنے عمل سے حق کی گواہی دیتے ہیں اور ہمیشہ دین حق پر قائم رہتے ہیں[۲۱] ۔

۱۱ ۔ راستباز ہیں

اہل ایمان (مرد و زن) بڑے راستباز ہوتے ہیں[۲۲] : سوچ میں اور فکر میں ، قول میں اور فعل میں ۔ اپنے معاملات میں سچے اور کھرے ، لین دین میں پاک اور صاف ۔ مکر ، فریب ، جھوٹ ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتا ، بلکہ صدق و صفا اور حُب و وفا ان کا شعار ہوتا ہے اور ہر کام دیانتداری اور فرض شناسی کے ساتھ سر انجام دیتے ہیں ۔

۱۲ ۔ راہ خدا میں مصائب پر صبر کرتے ہیں

اہل ایمان (مردوں اور عورتوں) کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی راہ پر چلتے ہوئے جو مشکلات پیش آئیں ، جن آزمائشوں میں سے گزرنا پڑے ، جن مصائب کا سامنا کرنا پڑے ، ان پر صبر کرتے ہیں[۲۳] ، ہمت و استقلال سے ان کا مقابلہ کرتے ہیں اور خوف کا موقع ہو یا لالچ کا ، وہ ثابت قدمی سے حق پر ڈٹے رہتے ہیں ، باطل کے آگے نہیں جھکتے ، ناجائز مفاد کی خاطر ، صدق و صفا اور ایمان و وفا کا دامن نہیں چھوڑتے بلکہ ہر حال میں ، حق و راستی پر قائم رہتے ہیں اور ایسے حالات میں صبر ان کا ہتھیار ہوتا ہے ، خود بھی صبر کرتے ہیں اور دوسرے اہل ایمان کو بھی صبر کی تلقین کرتے ہیں[۲۴] اور یہ سب کچھ صرف اور صرف اللہ کی رضاجوئی کے لئے کرتے ہیں[۲۵] ۔

Marfat.com

۱۳۔ نماز قائم کرتے ہیں

اہل ایمان نماز قائم کرتے ہیں[۲۶] ' اس کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں[۲۷] اور اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں[۲۸] ' یعنی نماز کے سارے آداب پورے کرتے ہیں : صحیح وقت پر ' صحیح طریقہ سے ' صحیح وضو کے ساتھ ' صاف بدن اور پاکیزہ کپڑوں کے ساتھ ' نہایت صبر و سکون سے ' دنیا کے تمام خیالات و تفکرات کو ترک کرکے ' ذہنی طور پر یکسو ہو کر ' حضوری قلب کے ساتھ ' اللہ کریم کو اپنے سامنے تصور کرکے نماز پڑھتے ہیں اور اس میں خضوع و خشوع اختیار کرتے ہیں ۔ ان کے دل اللہ کی عظمت و قدرت اور جلال و ہیبت سے کانپ رہے ہوتے ہیں ' قیام و رکوع میں ' سجدہ و قعدہ میں ' حد درجہ عجز و انکسار کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔

۱۴۔ زکوٰۃ و صدقات ادا کرتے ہیں

مومن (مرد اور عورتیں) اللہ کی راہ میں زکوۃ وصدقات ادا کرتے ہیں[۲۹] ۔ غریبوں ' ناداروں ' بے کسوں ' یتیموں ' بیواؤں اور محتاجوں کی مدد کے لئے کھلے دل سے خرچ کرتے ہیں[۳۰] کیونکہ ان کے اموال میں سائل اور محروم کا حق ہوتا ہے گویا ایسا ضرورت مند شخص جو کسی سے مدد کا طلبگار ہو ' بے روزگار ہو ' یا اس کی روزی ضرورت کے لئے کافی نہ ہو ' یا روزی کمانے کے قابل ہی نہ ہو یا کسی حادثے کی بنا پر معذور ہوگیا ہو ۔ اہل ایمان ' رضائے الٰہی کے لئے اپنا مال ' اللہ کی راہ میں بڑھ چڑھ کر خرچ کرتے ہیں کیونکہ انہیں مال کے مقابلے میں اللہ کی مخلوق سے زیادہ محبت ہوتی ہے ۔ اپنی خواہشات کو پس پشت ڈال کر ' ضروریات کو

قربان کرکے، دوسروں کی مدد کے لئے، ایثار و قربانی کی روش اختیار کرتے ہیں۔ اہل ایمان صرف زکوٰۃ دیتے ہی نہیں بلکہ زکوۃ کے طریقے پر مستقل طور پر کاربند رہتے ہیں[۲۱]: یعنی اپنی زندگی کے ہر پہلو کا تزکیہ کرتے رہتے ہیں: مال کا تزکیہ، نفس کا تزکیہ، عادات و خصائل اور گفتار و کردار کا تزکیہ، جسم و ذہن کا اور قلب و روح کا تزکیہ۔ غرض پاکیزگی کو زندگی میں مرکزی حیثیت دیتے ہیں اور نجاست، خباثت یا شیطنت ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتی۔

۱۵۔ روزے رکھتے ہیں

اہل ایمان (مرد و زن) اللہ کی عبادت کرتے ہیں، روزے رکھتے ہیں[۲۲]۔ اس کی خوشنودی کے لئے اس کے عائد کردہ سب فرائض کی پابندی کرتے ہیں، تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں، چنانچہ اطاعت الٰہی میں روزہ کے دوران، جائز اور حلال چیزوں کے استعمال سے بھی رک جاتے ہیں اور نفلی روزے بھی رکھتے ہیں کیونکہ روزہ سے نفس پر قابو پانے کی مشق ہوتی ہے اور صبر و تحمل کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے جو کہ تزکیہ نفس کے لئے بنیادی شرط ہے۔

۱۶۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں

اہل ایمان (مرد و عورت) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں[۲۳]، ستر و حجاب کا پورا خیال رکھتے ہیں، شرم و حیا کا پاس کرتے ہیں، نیم عریاں لباس نہیں پہنتے، بے شرمی اور بے حیائی کے کام نہیں کرتے، گالی گلوچ سے پرہیز کرتے ہیں، اپنی جنسی خواہشات کو شرعی اور معروف طریقے سے پورا کرتے ہیں، نفس کے غلام نہیں بن جاتے، نہ اسے بے لگام چھوڑ کر شہوت رانی میں آزاد اور بے راہ رو ہوتے ہیں، وہ زنا نہیں کرتے بلکہ اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔

Marfat.com

۱۷۔ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں

اہل ایمان (مرد و زن) اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں[۲۴] اور ہر کام کرتے وقت اس کے احکام کو سامنے رکھتے ہیں ' ان کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی یاد میں گزرتا ہے ' اٹھتے بیٹھتے ' سوتے جاگتے ' کھاتے پیتے ' ہر حالت میں اس کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں ' اس سے صحت ' رزق اور اولاد طلب کرتے ہیں ' پریشانی اور مصیبت کے وقت اسی سے راحت و اطمینان مانگتے ہیں ' عافیت اور نعمت ملنے پر اسی کا شکر ادا کرتے ہیں ' نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی توفیق اسی سے مانگتے ہیں۔

جتنا زیادہ کوئی شخص اللہ کو یاد رکھے گا اسی قدر اس کے اندر مومنوں والی صفات پیدا اور پختہ ہوتی جائیں گی ۔

۱۸۔ خرچ میں اِسراف کرتے ہیں نہ بخل

اہل ایمان روپیہ صرف کرتے وقت فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے بین بین رہتا[۲۵] ہے ' گویا :

☆ جائز کاموں پر خرچ کرتے وقت مناسب حد سے نہیں بڑھتے '

☆ نیک کاموں پر خرچ کرتے وقت نمود و نمائش اور دکھاوے کی خاطر استطاعت سے زیادہ عطیات نہیں دیتے '

☆ اپنی اور اہل خانہ کی جائز ضرورتوں پر خرچ کرتے وقت بخل سے کام نہیں لیتے '

☆ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت تنگ دلی کا مظاہرہ نہیں کرتے ۔

بلکہ اہل ایمان کا خرچ اعتدال اور توازن کے معیار پر پورا اترتا ہے ۔ نہ عیاشی پر لٹاتے ہیں ' نہ نیک کاموں پر حد تجاوز سے بڑھ کر خرچ کرتے ہیں کہ بعد میں خود ہی محتاج ہو کر رہ جائیں اور نہ اہل و عیال کی مناسب ضرورتوں پر خرچ کرتے وقت تنگدلی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ خواہ مخواہ مسکنت کا تاثر ملتا ہو ۔

۱۹۔ اولاد کے لئے تقویٰ کی دعا مانگتے ہیں

اہل ایمان اپنے رب سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے رب ! ہمیں اپنی بیویوں سے اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما یعنی انہیں کامل ایمان عطا کر ' نیک اعمال کی توفیق دے ۔ انہیں صالح ' متقی ' عبادت گزار بنا اور تقویٰ و پرہیزگاری میں دوسروں سے سبقت لے جانے کی توفیق دے[۲۶] ' انہیں دوزخ سے بچا تاکہ ان کی اس کامیابی سے ہمیں خوشی حاصل ہو اور دل کو سکون ملے ۔

۲۰۔ لغویات سے پرہیز کرتے ہیں

اہل ایمان لغویات سے اجتناب کرتے ہیں ' فضول ' بے مقصد اور بیہودہ باتوں سے پرہیز کرتے ہیں[۲۷] ۔ جہاں لغو گفتگو ہوتی ہو وہاں ہرگز شریک نہیں ہوتے بلکہ اُٹھ آتے ہیں ' گالی گلوچ اور گندے الفاظ زبان پر نہیں لاتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی پوری زندگی ایک امتحان ہے اور اسے ایک خاص مقصد کے تحت گزارنا ہے اور وہ مقصد ہے اللہ کی رضا جوئی اور اطاعت ۔ اس لئے وہ اپنا وقت اور اپنی توانائی لغو باتوں ' بے مقصد بحثوں اور فضول کاموں میں صرف نہیں کرتے بلکہ وہ زندگی میں پوری فرض شناسی اور احساس ذمہ داری کا رویہ اختیار کرتے ہیں اور ہمہ وقت نیکیاں سمیٹنے میں لگے رہتے ہیں ۔

۲۱۔ امانتوں اور وعدوں کا لحاظ کرتے ہیں

اہل ایمان اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا لحاظ کرتے ہیں اور انہیں پورا کرتے ہیں[۲۸] ' ان کے پاس دوسروں کی جو امانت موجود ہو اسے کماحقہ ادا کرتے ہیں' تاہم امانت سے مراد صرف یہ نہیں کہ کسی شخص نے دوسرے کے پاس کچھ مال حفاظت کے لئے رکھا ہو جو اسے لوٹا دے بلکہ امانت کا مطلب ہے : ہر قسم کی ذمہ

Marfat.com

داری جو کسی کے سپرد کی گئی ہو ' خواہ دینی اور اخلاقی فریضہ ہو ' معاشرتی اور منصبی فریضہ ہو ' مالی اور معاشی کفالت ہو یا کوئی سیاسی اور حکومتی ذمہ داری ۔ اور یہ ذمہ داری کسی ایک فرد کی جانب سے عائد کردہ بھی ہو سکتی ہے اور افراد کی جماعت کی طرف سے یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بھی ۔ لہٰذا مومن ان تمام ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مستعد ہوتا ہے اور انہیں بطریق احسن نبھاتا ہے ۔ جب کسی کے ساتھ کوئی عہد و پیمان باندھتا ہے تو اسے بھی امانت سمجھ کر پورا کرتا ہے اور ہرگز خیانت کا مرتکب نہیں ہوتا ۔

۲۲ ۔ برائی کا دفعیہ بھلائی سے کرتے ہیں

اہل ایمان دوسروں کی برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں[۳۹] : یعنی اگر کوئی ان سے بُرا سلوک کرے تو وہ فوری رد عمل کے طور پر ' غیظ و غضب سے ' پیچ و تاب کھا کر ' برائی کرنے والے کے ساتھ ویسے ہی برائی نہیں کر ڈالتے ' بلکہ اپنے اوپر ضبط کرکے ' غصہ پر قابو پا کر ' نرم اور نیک رویہ اختیار کرتے ہیں اور برائی کرنے والے کو احسن طریقہ سے سمجھاتے ہیں گویا بدی کا جواب نیکی سے دیتے ہیں حالانکہ برائی کا بدلہ برائی سے دینا آسان ہے مگر جواں مرد وہی ہے جو برائی کرنے والے کے ساتھ احسان کرتا ہے :

بدی را بدی سہل باشد جزا[۴۰]
اگر مردی اَحْسِنْ اِلیٰ مَنْ اَسَا

گویا ایمان والے بدی کا جواب نیکی سے دیتے ہیں ' جھوٹ کے مقابلے میں صداقت پیش کرتے ہیں ' ظلم و زیادتی کو ظلم سے نہیں بلکہ انصاف سے رفع کرتے ہیں اور خباثت کا جواب شرافت سے دیتے ہیں کیونکہ اہل ایمان تو اُس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی اور غلام ہیں :

شریروں کو ساتھ اپنے جس نے نباہا [۴۱]
بُروں کا ہمیشہ بھلا جس نے چاہا

۲۳۔ غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں

اہل ایمان کو اگر کسی دوسرے شخص کی غلطی اور قصور پر غصہ آ جائے تو غصہ پر قابو پا لیتے ہیں اور دوسروں کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں[۴۲]۔ ہمیں اپنی عملی زندگی کی مختلف حیثیتوں سے مختلف افراد سے واسطہ پڑتا ہے اور باہمی معاملات میں کبھی ہمیں دوسروں کی غلطیوں اور خطاؤں پر غصہ آتا ہے اور کبھی دوسروں کو ہماری کوتاہیوں اور کمزوریوں پر غصہ آتا ہے' لیکن اہل ایمان مشتعل اور غضبناک نہیں ہوتے بلکہ اس پر قابو پا کر کمال فیاضی اور فراخدلی سے دوسروں کو معاف کر دیتے ہیں' نرمی اور بردباری سے کام لیتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر آج وہ خود دوسروں کی خطاؤں سے درگزر کریں گے تو کل اللہ تعالٰی ان کی خطائیں معاف فرمائے گا کیونکہ خود معاف کرنے والا ہی' اللہ پاک سے معافی کی امید رکھ سکتا ہے

تو با خُلق نیکی کُن اے نیک بخت [۴۳]
کہ فردا نہ گیرد خدا بر تو سخت

لہٰذا مسلمان کی فطرت میں شفقت و رحمت کا عنصر نمایاں ہوتا ہے:

فطرتِ مُسلم سراپا شفقت است [۴۴]
در جہاں دست و زبانش رحمت است

۲۴۔ زیادتی کرنے والوں کا مقابلہ کرتے ہیں

اہل ایمان اپنے سارے معاملات باہمی مشورے سے طے کرتے ہیں[۴۵] تاکہ ایک دوسرے کی عقل و دانش اور تجربے سے فائدہ اٹھایا جائے اور جن لوگوں کا اس

Marfat.com

معاملہ سے خصوصی تعلق ہو ان کی رائے لی جائے - یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگرچہ ایمان والے دوسروں کا قصور معاف کرنے ' عفو سے کام لینے اور حلم و بردباری کی صفات کے حامل ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی ان کی حق تلفی پر تل جائے ' ظلم و زیادتی پر آمادہ ہو جائے تو پھر سب مسلمان پوری قوت سے مقابلہ کرتے ہیں[۴۶] اور ڈر کر یا دب کر بیٹھ نہیں جاتے اور پیٹھ نہیں دکھاتے :

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم[۴۷]
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

۲۵ - سراپا عجز و انکسار

اہل ایمان زندگی میں عجز و انکسار کی روش اختیار کرتے ہیں اور تواضع سے پیش آتے ہیں[۴۸] ' غرور نفس کا شکار نہیں ہوتے ' کبر اور احساس برتری کا اظہار نہیں کرتے ' بلکہ اپنے آپ کو اللہ کا عاجز بندہ سمجھتے ہوئے ' خشوع والا رویہ اختیار کرتے ہیں ' لوگوں سے نرمی اور بردباری کا معاملہ کرتے ہیں کیونکہ عاجزی سے انسان کی عظمت بڑھتی ہے اور تکبر سے آدمی برباد ہو جاتا ہے :

تواضع سر رفعت افرازدت[۴۹]
تکبر بخاک اندر اندازدت

اور عقلمند آدمی ہمیشہ انکسار پسند ہوتا ہے کیونکہ میوہ سے بھری ہوئی شاخ زمین پر سر رکھ دیتی ہے :

فروتن بود ہوش مند گزیں[۴۹]
نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں

غرض اہل ایمان زندگی میں شرافت ' خدا ترسی اور تواضع کا رویہ اختیار کرتے ہیں ' زمین پر چلتے ہوئے ان کی چال میں نہ اکڑ فوں کی جھلک ہوتی ہے نہ تکبر کی ' نہ مال و دولت کے غرور کی نہ قوت و اقتدار کے نشہ کی - اگر ان کا کسی جاہل

Marfat.com

اور بدتمیز آدمی سے واسطہ پڑے تو بڑے وقار و شائستگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے نظرانداز کر دیتے ہیں[۵۰] ۔ نہ ان کی سی زبان استعمال کرتے ہیں اور نہ حرکات ' بلکہ اہل ایمان یہ کہتے ہوئے ان سے الگ ہو جاتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے اور ان سے الجھتے نہیں ۔

۲۶ ۔ کچھ رات قیام و سجود میں گزارتے ہیں

اہل ایمان اپنی راتیں اللہ تعالیٰ کے حضور قیام اور سجدوں میں گزارتے ہیں[۵۱] ' ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں ' وہ کم سوتے ہیں ' راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگتے ہیں ' گریہ زاری کرتے ہیں ' اپنی خطاؤں اور گناہوں پر معافی و مغفرت طلب کرتے ہیں ' نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی توفیق مانگتے ہیں ' دنیا و آخرت کی فلاح طلب کرتے ہیں ۔ غرض اللہ کی رضا جوئی کے لئے شب بیداری سے کام لیتے ہیں ۔ گویا ان کی راتیں کھیل تماشے ' لہو و لعب اور عیش و عشرت میں ہرگز نہیں گزرتیں بلکہ یاد الٰہی ' ذکر اذکار اور دعا و استغفار میں بسر ہوتی ہیں ۔ شب بیداری اور سحرگاہی سے ' ایک مومن ' قربِ خداوندی اور رِضائے الٰہی کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے :

واقف ہو اگر لذتِ بیداریٔ شب سے[۵۲]
اونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاکِ پُر اَسرار

۲۷ ۔ عذاب جہنم سے بچاؤ کی دعا مانگتے ہیں

اہل ایمان اپنی شب بیداری ' سحر خیزی ' گریہ زاری ' تضرع ' الحاح اور نمازوں میں خضوع و خشوع کے باوجود اس زَعم میں مبتلا نہیں ہوتے کہ ان کے نیک اعمال ضرور ہی انہیں دوزخ سے بچا لیں گے ' اس لئے وہ کبھی بھی اللہ سے بے خوف اور نڈر نہیں ہوتے ' نیکیوں پر نہیں اِتراتے بلکہ اپنی خطاؤں اور

Marfat.com

کوتاہیوں کے باعث عذاب الٰہی کے خوف سے کانپتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے کیونکہ اللہ پاک ہی معاف کرنے والا' بخشنے والا ہے' دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ اس لئے مومن اللہ کے رحم و کرم ہی کے طلبگار رہتے ہیں' اسی پر توکل کرتے ہیں اور ان کی سب سے بڑی دعا یہی ہوتی ہے کہ اے اللہ! ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو[۵۲] اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرما دیجئو۔

غرض خلاصہ کے طور پر اہل ایمان کی مندرجہ ذیل صفات بنیادی اہمیت کی حامل ہیں:

اہل ایمان' اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ یوم حساب' آخرت' فرشتوں' قرآن مجید اور اللہ کے بھیجے ہوئے انبیاء کرام کو برحق مانتے ہیں[۵۳]۔ اللہ کی محبت میں' اس کی خوشنودی کے لیے' اپنا مال عزیزوں' یتیموں' مسکینوں' مسافروں' سائلوں اور غلاموں کی رہائی کے لئے خرچ کرتے ہیں[۵۴]' نماز قائم کرتے ہیں' زکوٰۃ دیتے ہیں' عہد کی پابندی کرتے ہیں' تنگ دستی اور مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں' حق و صداقت کا جھنڈا بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس سلسلے میں پیش آمدہ مشکلات کے وقت صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے رب سے دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہم ایمان لائے' ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔[۵۵] یہ راستباز ہیں' اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمان بردار ہیں' اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں' آخر شب استغفار کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی اور بخشش مانگتے ہیں[۵۶]۔ گویا صاحب ایمان کو اپنی عبادت کا زعم اور اس پر گھمنڈ نہیں ہوتا۔ اطاعت و عبادت کا معیار احسن و اکمل نہ ہونے کی وجہ سے' وہ ندامت کے باعث اللہ پاک سے یہ نہیں کہتا کہ میری عبادت قبول کر لے۔ وہ بس یہی التجا کرتا ہے کہ میرے گناہوں پر معافی کا قلم پھیر دے:

Marfat.com

می نگویم کہ طاعتم بپزیر ۵۷
قلم عفو بر گناہم کش

اللہ پاک، رحمن و رحیم، عفوّ و کریم، ہم سب کو سچا اور پکا مسلمان اور صاحب ایمان بنا دے اور ہمارے اندر وہ تمام اوصاف پیدا فرما دے جو اسے پسند ہیں، ہم سے راضی ہو جائے، ہمیں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے کامل اتباع کی توفیق دے، ہمیں ہر قسم کی آزمائش و مصیبت اور عذاب سے بچائے، دنیا و آخرت میں سلامتی اور عافیت سے نوازے۔ اور اپنے بے پایاں فضل و کرم سے، بغیر حساب، جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

حوالہ جات

۱۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (بقرہ : ۱۶۵) ۲۔ مولانا حالی مرحومؒ ۳۔ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ.... (احزاب : ۳۵) ۴۔ شیخ سعدیؒ۔ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا (نور : ۵۱) ۶۔ وَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ (شوریٰ : ۳۸) ۷۔ مرزا غالبؒ) ۸۔ اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰہِ .... (رعد : ۲۰، ۲۱) ۹۔ وَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا (فرقان : ۷۳) ۱۰۔ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ .... (زمر : ۲۳) ۱۱۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ .... یَتَوَکَّلُوْنَ (انفال : ۲) ۱۲۔ وَ عَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (اٰل عمران : ۱۶۰) ۱۳۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ... (بقرہ : ۳۸) ۱۴۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ

Marfat.com

سَبِیْلِ اللهِ (نساء : ۷۶) ۱۵ ـ وَ الَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰئِرَ الاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ (شُوْرٰی : ۳۷) ۱۶ ـ وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (فرقان : ۶۸) ۱۷ ـ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (فُرقان : ۶۸) ۱۸ ـ وَ لَا یَزْنُوْنَ (فُرقان : ۶۸) ۱۹ ـ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (اَلْحَجّ : ۳۰) ۲۰ ـ وَ الَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (فرقان : ۷۲) ۲۱ ـ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَائِمُوْنَ (معارج : ۳۳) ۲۲ ـ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ ..... (احزاب : ۳۵)

۲۳ ـ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ ... (اَحزاب : ۳۵) ۲۴ ـ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (عصر : ۳) ۲۵ ـ وَ الَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ (رعد : ۲۲) ۲۶ ـ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ ..... وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (توبہ : ۷۱) ۲۷ ـ اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ (معارج : ۲۲ ، ۲۳) ۲۸ ـ وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ (مؤمنون : ۹) ۲۹ ـ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ .... (اَحزاب : ۳۵) ۳۰ ـ وَ الَّذِیْنَ فِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِلسَّائِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ (معارج : ۲۴ ، ۲۵) وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ (انفال : ۳) ۳۱ ـ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوةِ فٰعِلُوْنَ (مؤمنون : ۴) ۳۲ ـ وَ الصَّائِمِیْنَ وَ الصّٰئِمٰتِ ... (اَحزاب : ۳۵) ۳۳ ـ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (مؤمنون : ۵ ـ معارج : ۲۹) وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ (اَحزاب : ۳۵) ۳۴ ـ وَ الذّٰکِرِیْنَ اللهَ کَثِیْرًا وَّ الذّٰکِرٰتِ (اَحزاب :

Marfat.com

۳۵) ۳۵ ۔ وَ الَّذِيۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ يُسۡرِفُوۡا وَ لَمۡ يَقۡتُرُوۡا وَ كَانَ بَيۡنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (فُرقان : ۶۷) ۳۶ ۔ وَ الَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا (فُرقان : ۷۴) ۳۷ ۔ وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ (مؤمنون : ۳) ۳۸۔ وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَ عَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ (مؤمنون : ۸) ۳۹۔ وَّ يَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ (رعد : ۲۲ ، قصص : ۵۴) ۴۰ ۔ شیخ سعدیؒ) ۴۱۔ مولانا حالیؒ) ۴۲۔ وَ اِذَا مَا غَضِبُوۡا هُمۡ يَغۡفِرُوۡنَ (شوریٰ : ۳۷) ۴۳ ۔ شیخ سعدیؒ)۴۴۔ علامہ اقبالؒ ۴۵۔ وَ اَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ ..... (شوری : ۳۸) ۴۶۔ وَ الَّذِيۡنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الۡبَغۡىُ هُمۡ يَنۡتَصِرُوۡنَ (شوری : ۳۹) ۴۷ ۔ علامہ اقبالؒ ۴۸۔ وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِيۡنَ يَمۡشُوۡنَ عَلَى الۡاَرۡضِ هَوۡنًا (فُرقان : ۶۳) ۴۹۔ شیخ سعدیؒ) ۵۰۔ وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ .... اِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا (فُرقان : ۶۳) ۵۱۔ وَ الَّذِيۡنَ يَبِيۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا (فُرقان : ۶۴) ۵۲۔ وَ الَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ (فُرقان : ۶۵) ۵۳ ۔ وَ لٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ الۡمَلٰٓئِكَةِ وَ الۡكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ (بقرہ : ۱۷۷) ۵۴ ۔ وَ اٰتَى الۡمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الۡقُرۡبٰى ... هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ (بقرہ : ۱۷۷) ۵۵۔ اَلَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (اٰلِ عمران : ۱۶ ۵۶۔ اَلصّٰبِرِيۡنَ وَ الصّٰدِقِيۡنَ وَ الۡقٰنِتِيۡنَ وَ الۡمُنۡفِقِيۡنَ وَ الۡمُسۡتَغۡفِرِيۡنَ بِالۡاَسۡحَارِ (ال عمران : ۱۷) ۵۷ ۔ شیخ سعدی مرحوم

Marfat.com

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (سورہ اعلیٰ: ۱۴)

کتابِ فلاح

(دین اسلام کی رو سے، انسانی زندگی کے اصل مقصد
اور اسے حاصل کرنے کے طریقے کی وضاحت)

پروفیسر محمد منظور علی شیخ

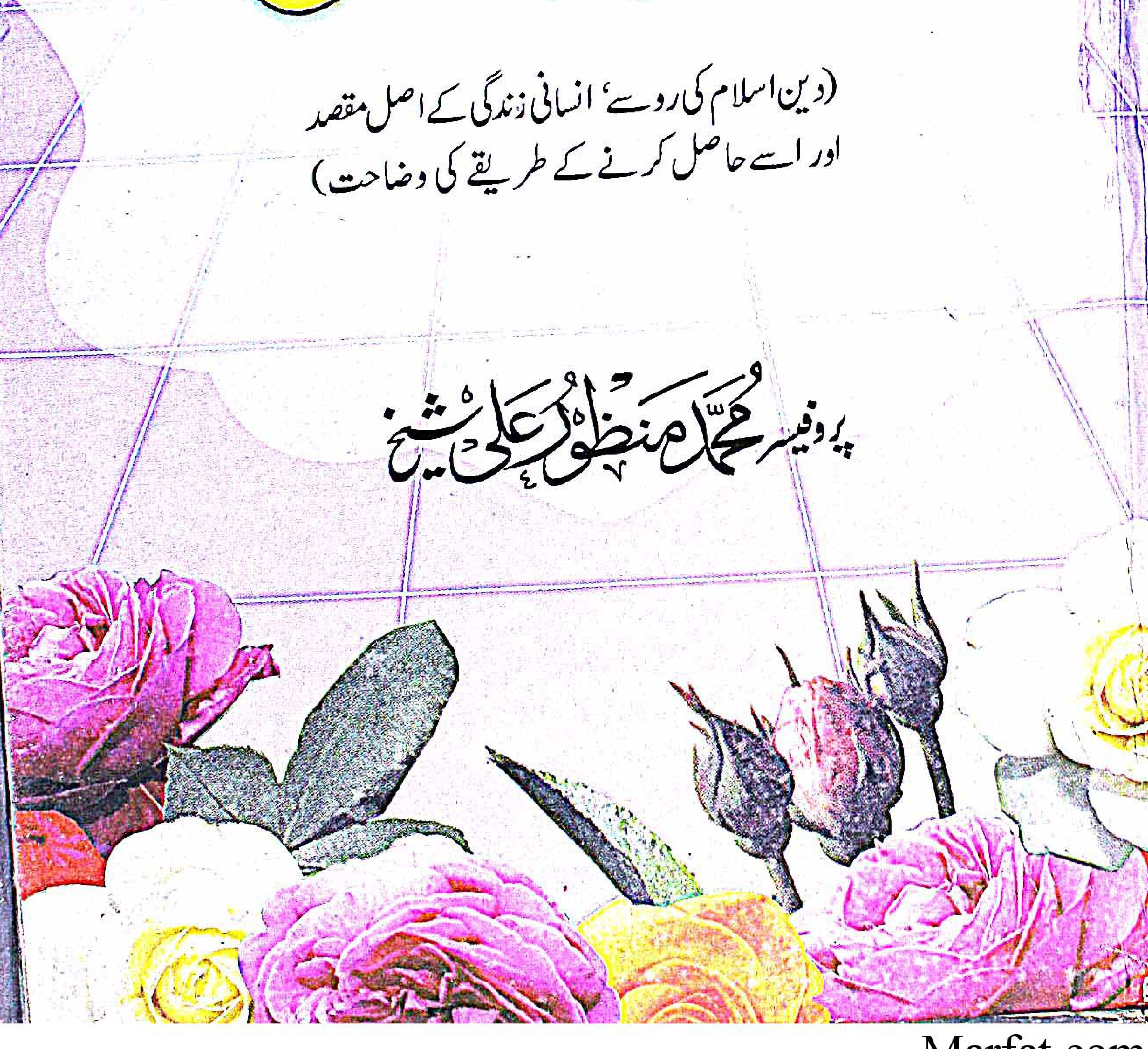

Marfat.com